سماجی برائیوں کا انسداد

اور قرآنی تعلیمات

www.KitaboSunnat.com

مقالات سیمینار

ادارہ علوم القرآن شبلی باغ، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات

مقالات سیمینار

زیر نگرانی

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی

www.KitaboSunnat.com

مرتب

اشہد رفیق ندوی

ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس ۹۹، شبلی باغ، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

alquran85@gmail.com, 0571- 2720311

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ مطبوعات ادارہ علوم القرآن-۱۵

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات
مرتب	:	اشہد رفیق ندوی
اشاعت	:	۲۰۱۵ء
صفحات	:	۴۴۰
تعداد	:	۷۰۰
قیمت	:	۳۶۰/-
ناشر	:	اصلاحی ہیلتھ کیئر فاؤنڈیشن
شائع کردہ	:	ادارہ علوم القرآن، شبلی باغ، علی گڑھ-۲۰۲۰۰۲
کمپوزنگ وڈیزائن	:	محفوظ الرحمٰن
طباعت	:	ایچ ایس آفسیٹ، دہلی

Samaji Buraiun ka Insidad aur Qurani Talimaat
Compiled by Ashhad Rafeeq Nadwi
Idarah Ulum Al-Qur'an
P. O. No. 99, Shibli Bagh
Aligarh U.P. Pin: 202002-INDIA
alquran85@gmail.com, 0571-2720311
Price: 360/-

ISBN: 978-81-929739-7-5

ملنے کے پتہ

۱- ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، شبلی باغ علی گڑھ-۲۰۲۰۰۲
۲- البلاغ پبلیکیشنز ۱۰/۱ اعظمی اپارٹمنٹس، N-1، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵
۳- دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، پوسٹ بکس نمبر ۱۹، اعظم گڑھ-یوپی ۲۷۶۰۰۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عنوان	مقالہ نگاران	صفحہ
پیش لفظ	اشتیاق احمد ظلی	۷
عرض مرتب	اشہد رفیق ندوی	۹
افتتاحی کلمات	عبدالعظیم اصلاحی	۱۳
کلیدی خطاب	محمد فاروق خان	۱۷
فساد فی الارض کی تعریف اور جہات	نعیم الدین اصلاحی	۲۳
فساد فی الارض	وسیم احمد	۳۵
فساد فی الارض کی تعریف و جہات	محمد سمیع اختر	۴۳
سماجی برائیوں کے انسداد کی قرآنی اپروچ اور حکمت عملی	سید مسعود احمد	۷۳
سماجی برائیوں میں بنی اسرائیل سے امت مسلمہ کی مشابہت	محمد عمر اسلم اصلاحی	۹۱
مسلم معاشرہ میں فحاشی اور بدکاری کے انسداد کی تدابیر	محمد جرجیس کریمی	۱۱۹
سماجی معاشی برائیوں کا انسداد قرآن کی روشنی میں	عبدالعظیم اصلاحی	۱۳۳
عقیدۂ آخرت- معاشرہ کی اصلاح کا اہم ذریعہ	محمد راشد اصلاحی	۱۴۵
سماجی برائیوں کا انسداد اور استحضارِ آخرت	ابوسعد اعظمی	۱۵۵
سماجی منکرات اور موجودہ دینی لٹریچر- ایک جائزہ	ضیاء الدین ملک	۱۶۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم وجبر کا قرآنی تصور	نازش احتشام اعظمی	۱۹۳
سماجی تفاخر کا انسداد قرآنی - اسلامی تناظر میں	محمد یٰسین مظہر صدیقی	۲۰۹
مادہ پرستی قرآن کی نظر میں	محمد سعود عالم قاسمی	۲۳۵
انسداد استکبار - سورۃ اللہب کی روشنی میں	ابوسفیان اصلاحی	۲۴۷
مرض نفاق اور اس کا علاج - قرآن مجید کا موقف	توقیر عالم فلاحی	۲۵۷
خواص کا بگاڑ - اسباب اور تدارک قرآن کی روشنی میں	عبدالبر اثری فلاحی	۲۶۹
رحم مادر میں بچیوں کے قتل کا مسئلہ اور اس کا حل	محمد مشتاق تجاروی	۲۹۳
جنسی استحصال اور قرآنی تعلیمات	کمال اختر قاسمی	۲۹۹
گداگری اور اسلام میں اس کا علاج	بلال احمد اصلاحی	۳۲۵
صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی بنیادیں	خورشید احمد اعظمی	۳۵۳
اخلاقی بحران - فتنہ وفساد کی بنیاد	محمد اسحاق	۳۸۱
ترسیل اطلاعات کے آداب وحدود - کتاب وسنت کی روشنی میں	اسعد اعظمی	۳۹۱
شراب اور نشہ کی ممانعت قرآن وحدیث کی روشنی میں	جمشید احمد ندوی	۴۱۵
رپورٹ سیمینار	زبیر عالم اصلاحی	۴۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرکاء کا تعارف

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی	صدر ادارہ علوم القرآن و ناظم دار المصنفین شبلی منزل، اعظم گڑھ
مولانا محمد فاروق خاں	معروف اسلامی اسکالر
پروفیسر عبد العظیم اصلاحی	سکریٹری ادارہ علوم القرآن علی گڑھ، و پروفیسر اسلامک اکنامکس ریسرچ سینٹر، جامعۃ الملک عبد العزیز، جدہ
مولانا نعیم الدین اصلاحی	استاذ قرآن، جامعۃ الفلاح بلریا گنج، اعظم گڑھ
پروفیسر وسیم احمد	سابق پروفیسر شعبہ الیکٹرانک انجینئرنگ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
ڈاکٹر محمد سمیع اختر	پروفیسر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
پروفیسر سید مسعود احمد	سابق ڈین فیکلٹی آف لائف سائنس، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی	استاذ قرآن و حدیث، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڑھ
مولانا جرجیس کریمی	رکن ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ
ڈاکٹر محمد راشد اصلاحی	اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ دینیات (سنی)، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
جناب ابو سعد اعظمی	ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
ڈاکٹر ضیاء الدین ملک	اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
ڈاکٹر نازش احتشام اعظمی	جنرل سکریٹری اصلاحی ہیلتھ کیئر فاؤنڈیشن، نئی دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی	سابق صدر ادارہ علوم اسلامیہ وڈائریکٹر شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی	سابق ڈین فیکلٹی دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
پروفیسر ابوسفیان اصلاحی	پروفیسر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
پروفیسر توقیر عالم فلاحی	پروفیسر شعبۂ دینیات (سنی)، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
مولانا عبدالبر اثری فلاحی	ناظم اعلی فیروس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن، ممبئی
ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی	شعبۂ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
مولانا کمال اختر قاسمی	رکن ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ
جناب بلال احمد اصلاحی	جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
مولانا خورشید احمد اعظمی	استاد جامعہ عربیہ تعلیم الدین، مئو
پروفیسر محمد اسحاق	اعزازی ڈائریکٹر ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
مولانا اسعد اعظمی	سینئر استاذ جامعہ سلفیہ، بنارس ومدیر صوت الامۃ، بنارس
ڈاکٹر جمشید احمد ندوی	اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ عربی، یونیورسٹی آف ممبئی، ممبئی
جناب زبیر عالم اصلاحی	ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
اشہد رفیق ندوی	استاذ سینئر سیکنڈری اسکول، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا انسانیت پر بہت بڑا احسان وکرم ہے کہ اس نے قرآن مجید کی شکل میں بنی نوع انسان کی ہدایت کا سامان فراہم کیا اور اسے ایک مکمل دستورِ حیات سے نوازا۔ قرآن مجید کی عظمت اور رب العالمین کے اس عظیم احسان کی صحیح شکر گزاری کا تقاضا ہے کہ ہماری فکر وعمل کا محور ومرکز یہی کتابِ الٰہی ہو، اس کو خود سمجھیں اور اس کی تعلیمات وپیغامات اور ہدایات کو دوسروں تک پہنچائیں اور قرآنی علوم کی توسیع واشاعت کی ہر ممکن کوشش کریں۔ قرآن مجید تمام انسانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے اور یہ رہنمائی کسی خاص مدت یا انسانی زندگی کے کسی خاص شعبہ تک محدود نہیں ہے بلکہ تا قیامت جملہ شعبہ ہائے انسانی کو محیط ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کا انسان نہایت سنگین اور گوناگوں مسائل سے دوچار ہے جن میں سماجی مسائل سرفہرست ہیں اور ان کی سنگینی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا **ظهر الفساد فی البر والبحر** کا نمونہ بن چکی ہے۔ ان حالات میں یہ جاننا اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید انسان کو درپیش ان مسائل کا کیا حل پیش کرتا ہے اور اس سلسلہ میں اس کی تعلیمات وہدایات سے کیا رہنمائی حاصل ہوتی ہے؟ بدقسمتی سے مسائل کے حل کے لئے قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنے کا رجحان دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ جملہ مسائل میں قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنے کے رجحان کو فروغ دینے کے مقصد سے ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ کی طرف سے گذشتہ کئی برسوں سے ہر سال قرآن مجید سے متعلق کسی اہم موضوع پر سیمینار کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں وقت کے سلگتے ہوئے مسائل کا حل قرآن مجید کی روشنی میں اجتماعی گفتگو اور بحث ومباحثہ کے ذریعہ دریافت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی سلسلہ کا ایک سیمینار **"سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات"** کے موضوع پر گذشتہ سال شعبہ عربی کے اشتراک سے ۲۷-۲۸ ستمبر ۲۰۱۴ء کو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اس سیمینار میں ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور مدارس سے اساتذہ کرام اور تحقیقی اداروں سے اسکالرس نے شرکت فرمائی اور اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر مقالے پیش کیے۔

ادارہ علوم القرآن کے زیر اہتمام پہلا سیمینار جولائی ۲۰۰۵ء میں منعقد ہوا تھا۔ اہم قرآنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوعات پر سالانہ سیمینار کے انعقاد کا سلسلہ ۲۰۰۸ء سے شروع ہوا۔ اس طرح ادارہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا یہ ساتواں سیمینار تھا۔ یہ سیمینار جناب محمد منیر خاں صاحب (مقیم مسقط) کے تعاون سے منعقد کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کوشش یہ ہوتی ہے کہ سیمینار معیاری ہو اور اس کے سخت تقاضوں کو پورا کرنے کا ممکن حد تک اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ سیمینار کمیٹی پورے سال اس کام میں مصروف رہتی ہے۔ تقریباً دس ماہ قبل موضوع کا اعلان کر دیا جاتا ہے تاکہ مقالہ کے لیے غور وفکر اور مطالعہ وتحقیق کے لیے پورا وقت مل سکے۔ تاریخ انعقاد سے کافی پہلے مقالات حاصل کر لیے جاتے ہیں اور کمیٹی ان کے معیار اور مواد کا جائزہ لیتی ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو مقالہ پر نظر ثانی کی زحمت بھی دی جاتی ہے۔

سیمینار کے وقت مقالات کا مجموعہ شرکاء کو دستیاب کرا دیا جاتا ہے تاکہ سیمینار کے دوران مقالات پر زیادہ بہتر اور مفید انداز میں بحث وگفتگو کا موقع مل سکے۔ لیکن یہ کام جتنا ضروری اور مفید ہے، اتنا آسان نہیں ہے۔ ہمارے علمی حلقوں میں اس طرح کی روایات کی پاسداری کا رجحان ابھی جڑ نہیں پکڑ سکا ہے۔ اس کی وجہ سے منتظمین کے لیے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کا اندازہ کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ یہ ساری تگ ودو اس توقع پر کی جارہی ہے کہ یہ روایت دھیرے دھیرے مضبوط ہوگی، اس کی ضرورت اور افادیت کا شعور عام ہوگا اور ایک دن ہماری یہ پہل سنگ میل کی حیثیت اختیار کر جائے گی۔ انشاء اللہ۔

گذشتہ سال سیمینار میں پیش کیے جانے والے مقالات کا مجموعہ کتابی صورت میں پیش خدمت ہے۔ اراکین ادارہ کی ہمیشہ خواہش ہوتی ہے کہ جس اہتمام کے ساتھ سیمینار کا انعقاد ہوتا ہے، سیمینار میں پیش کیے جانے والے مقالات کا مجموعہ بھی اسی اہتمام کے ساتھ شائع ہو تاکہ اس کی افادیت عام ہو اور اس کا فیض جاری رہے۔ پورے سال پر پھیلے ہوئے اس تھکا دینے والے سلسلہ کو اراکین ادارہ جس دلچسپی اور لگن سے انجام دیتے ہیں دعا ہے کہ بارگاہ رب العزت میں اسے شرف قبول حاصل ہو۔ سیمینار کے انعقاد اور مجموعۂ مقالات کی ترتیب وتہذیب کا کام بنیادی طور پر اس سیمینار کے کنوینر اور ادارہ علوم القرآن کے جوائنٹ سکریٹری جناب اشہد رفیق ندوی نے انجام دیا ہے۔ اس مشکل کام میں ان کو جناب ابوسعد اصلاحی کا تعاون حاصل رہا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں عزیزوں کی خدمات کو شرف قبول بخشے اور ادارہ کے جملہ متعلقین کو ان کی مساعی کے لیے بہترین اجر سے نوازے۔ دعا ہے کہ اللہ اس مجموعہ کو رجوع الی القرآن کا ایک موثر ذریعہ بنائے۔ آمین۔

۳۱/ اگست ۲۰۱۵ء

اشتیاق احمد ظلی
ڈائریکٹر سیمینار وصدر ادارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض مرتب

اخلاق کی دو بنیادی قسمیں ہیں، اخلاق حسنہ اور اخلاق سیئہ۔ اخلاق حسنہ اسماء حسنیٰ کے پرتو ہوتے ہیں اور انہیں کے فیض سے معاشرہ میں امن وامان اور خوش گواریاں آتی ہیں۔ اس کی تبلیغ وترسیل کے لیے اللہ رب العزت نے سلسلہ نبوت جاری کیا، کتابیں اور صحیفے نازل کیے اور ہر مقام اور ہر زمانہ میں اس کے فروغ وافزائش کا ضروری سامان بہم پہونچایا۔ مگر انسانی طبیعت کا ایک لازمہ بہیمیت بھی ہے۔ اس کو مہمیز کرنے کے لیے شیطانی قوتیں ہمیشہ سرگرم عمل رہتی ہیں۔ اس لیے جہاں نبی اور کتاب کے اثرات کم ہوئے، بہیمیت اپنے پیر پھیلانا شروع کر دیتی ہے۔ انسانی تاریخ میں ایسے ادوار بار بار آئے ہیں کہ نبی نے اپنی محنت اور کاوش سے معاشرہ کو گلزار بنایا اور ایک عرصہ تک اس کے اثرات برقرار رہے، پھر شیطانی مکر وفریب نے انسانیت کو اپنے دامِ تزویر میں لے لیا اور بحر وبر کو فساد سے بھر دیا۔ ایسی صورت میں خالق کائنات کی سنت یہ رہی ہے کہ معاشرہ کو پھر سے صالح بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے نئے نبی کی بعثت ہوتی ہے اور اگر نبی کی بعثت کے بعد بھی قوم ایمان نہیں لاتی ہے تو اسے ہلاک وبرباد کر دیا جاتا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اس وقت کے عرب معاشرہ بلکہ پوری معلوم دنیا پر بہیمیت کا مکمل غلبہ تھا۔ نبیوں کی اصل تعلیمات ماند پڑ چکی تھیں اور مذہبی پیشواؤں نے آسمانی کتابوں کو نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ ہر طرف جہالت اور جاہلیت کا دور دورہ تھا۔ عقیدہ، عبادت، اخلاق اور معاملات کوئی پہلو ایسا نہ تھا جو انبیاء کرام کے بتائے ہوئے طریقہ پر قائم رہ گیا ہو۔ قتل، زنا، سود اور شراب جیسی شنیع برائیوں میں ملوث افراد معزز ترین مقامات پر فائز تھے۔ سماج کے کمزور طبقات غریب، پسماندہ، غلام اور عورت کے ساتھ ہر ظلم کو روا رکھا جاتا تھا، گویا سماج ایک بار پھر برائیوں کی آماجگاہ بن گیا تھا۔

اس بار اللہ تعالیٰ نے بھلائیوں کے فروغ اور برائیوں کے انسداد کے لیے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کے مشن کو تا قیامت جاری رکھنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے قرآن مجید جیسی لازوال کتاب نازل فرمائی۔ دنیا نے دیکھا کہ ۲۳ برس کے قلیل عرصہ میں نبی اور کتاب کے زیر اثر معاشرہ ایسی صالح بنیادوں پر قائم ہو گیا جس کی تاریخ انسانی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاحی وانقلابی مساعی اور قرآن مجید کے فیوض و برکات کسی خطہ یا زمانہ کے لیے مخصوص نہ تھے۔ اس کے اثرات آگے بڑھے، بڑھتے چلے گئے، یہاں تک کہ قرآن مجید نے دنیا بھر میں مروج نظام تمدن، نظام حکمرانی اور نظام معیشت ومعاشرت کو متاثر کیا۔

ان اثرات کو باقی رکھنے کے لیے ضرورت تھی کہ وارثین نبوت اور حاملین کتاب اس مشن کو آگے بڑھاتے اور ان تعلیمات کی توسیع واشاعت کی مسلسل کوشش کی جاتی لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ نتیجتاً سماج ایک بار پھر بری طرح شیطانی مکر وفریب کی گرفت میں آ گیا ہے۔ بہیمیت کے فروغ کے کھلے مواقع، قانونی وسماجی تحفظ اور نت نئی ایجادات نے منکرات کے پھیلنے کے لیے اتنے مواقع اور وسائل پیدا کر دیے ہیں کہ خشکی وتری کا شاید ہی کوئی حصہ اس کے تعفن سے محفوظ رہ گیا ہو۔

ادارہ علوم القرآن دراصل اسی جذبہ اور احساس کے ساتھ قائم کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کو اس کے اصل مقام پر واپس لایا جائے۔ امت میں رجوع الی القرآن کا رجحان بڑھے، وقت کے سلگتے مسائل کا حل قرآن مجید کی روشنی میں تلاش کیا جائے اور عملی طور پر ایک بار پھر ہمارا اصل مرجع وماویٰ قرآن مجید بن جائے۔ دوسری سرگرمیوں کے علاوہ سالانہ سیمینار ان مقاصد کی تکمیل کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ستمبر ۲۰۱۴ میں اس نے اپنا ساتواں سالانہ سیمینار ''سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات'' کے مرکزی موضوع کے تحت نئی دہلی میں منعقد کیا۔ قرآن مجید نے ہر طرح کی سماجی برائیوں سے بھی بھرپور تعرض کیا ہے۔ اس کی بیان کردہ برائیوں میں شرک وبدعات، ظلم وفساد، فحاشی وعریانیت، استکبار وسماجی اونچ نیچ، دروغ گوئی، شراب نوشی، عیاشی واباحیت پسندی، رسم ورواج، سود، جنسی تشدد جیسی برائیاں شامل ہیں جو سماج کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ قرآن مجید نے ہر طرح کی برائی کے انسداد کے لیے نہایت جامع اور مؤثر طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس میں اولاً مثبت طریقہ کو اہمیت دی گئی ہے۔ کوشش یہ ہوتی ہے کہ ایمان ویقین کو دل ودماغ میں اس طرح جاگزیں کر دیا جائے کہ برائیوں کی طرف میلان خود بخود ختم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے۔ لیکن جہاں اس کا امکان نہ ہو وہاں ان کے سد باب کے لیے سخت قانونی ذرائع بھی اختیار کیے جائیں گے۔ چنانچہ وہ ان برائیوں کے اسباب و محرکات کی نشان دہی ہی نہیں کرتا ہے بلکہ ان کے سد باب کے لیے ضروری اقدامات بھی کرتا ہے۔ اس کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ اعمال کو ایمان سے، دنیا کو آخرت سے اور انسانوں کو رب سے جوڑتا ہے۔ نیز عقل اور قلب کی سلامت روی پر زور دیتا ہے۔ وہ اس ضمن میں ان سارے عملی طریقوں کو بروئے کار لانے کا داعی ہے جس سے معاشرہ سے برائیوں کا کلی طور پر قلع قمع ہو سکے۔

قرآن مجید کی انہی ہمہ جہت تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لیے اس مرکزی موضوع کی تعیین کی گئی تھی۔ اس سے متعلق مختلف پہلوؤں کے استقصاء کے لیے ذیلی عناوین کی ایک مفصل فہرست تیار کر کے ارباب علم و دانش کی خدمت میں پیش کی گئی اور ان سے درخواست کی گئی کہ ان میں سے کسی ایک موضوع پر اپنے غور و فکر کے نتائج پیش کریں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ملک کے گوشے گوشے سے مختلف مکتبہ فکر کے علماء و محققین نے اپنی گراں قدر تحقیقات اور نگارشات سے نوازا۔ مقالات اور مقالہ نگاران کی فہرست پر ایک طائرانہ نظر سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بڑی حد تک عنوان کی مختلف جہات کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔ **فالحمد للہ علی ذالک۔**

ادارہ علوم القرآن میں سیمینار کی روایت الحمدللہ مستحکم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ اس کا ساتواں سیمینار تھا۔ اب تک تمام سیمینار علی گڑھ میں منعقد ہوتے رہے۔ اس کے حلقہ اثر کو مزید وسعت دینے کے لیے مناسب معلوم ہوا کہ جگہ تبدیل کر دی جائے۔ قرعہ فال جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے نام نکلا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شیخ الجامعہ پروفیسر طلعت احمد صاحب نے اس تجویز کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ مواقع و سہولیات فراہم کیں، بنفس نفیس تشریف لا کر مسرت و شادمانی کا اظہار کیا اور توقع ظاہر کی کہ اس کا سب سے زیادہ فائدہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کو ہوگا۔ ہمارے اساتذہ، طلبہ اور کارکنان کو قرآنی تعلیمات سے آگاہی ہوگی، نیکیوں کو اختیار کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور برائیوں سے نفرت بڑھے گی۔ سماج کے دیگر طبقات کی طرح ہم بھی ان برائیوں کے اثرات سے محفوظ نہیں ہیں۔ اس بابرکت کوشش سے ہمیں بھی اپنے معاشرہ کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

جامعہ کے شعبہ عربی کے سرگرم رکن ڈاکٹر اورنگ زیب اعظمی کے حسن تدبیر نے شعبہ سے اشتراک اور تعاون کی راہیں ہموار کیں۔ دہلی میں مقیم فارغین مدرسۃ الاصلاح نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے اپنے دل کی آواز سمجھا اور اس کے انتظام وانصرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خصوصیت کے ساتھ زبیر عالم اصلاحی، ہشام، محمد اجمل، محمد عاصم و محمد عادل وغیرہ نے بڑی جانفشانی کی۔ سیمینار کو علی گڑھ سے دہلی لے جانے والے اصل محرک برادر عزیز ڈاکٹر نازش احتشام اعظمی تھے۔ انہوں نے اسے حسن انجام تک پہنچانے کے لیے دن رات ایک کر دیا۔

سیمینار میں پیش کیے گئے مقالات کا مجموعہ مقالہ نگاران اور کارکنان ادارہ کی نظر ثانی کے بعد حاضر خدمت ہے۔ مجموعہ کی ترتیب، مسودہ کی تصحیح اور حوالوں کی تکمیل میں سب سے زیادہ تعاون برادر عزیز ابو سعد اعظمی نے کیا۔ اس کی کمپوزنگ اور تصحیح برادر محفوظ الرحمٰن ندوی کی مساعی کی مرہون منت ہے۔ ان دونوں احباب کے لیے تشکر وامتنان کے روایتی الفاظ ناکافی ہیں۔

سیمینار کے انعقاد اور مجموعہ کی اشاعت میں ادارہ کے تمام ذمہ داران اور کارکنان ہر کام میں برابر شریک رہتے ہیں۔ ڈاکٹر عبد العظیم اصلاحی سکریٹری ادارہ جدہ میں رہتے ہوئے برابر رہنمائی کرتے رہتے ہیں اور سیمینار میں شرکت کی غرض سے جدہ سے تشریف لاتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں۔ پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی ناسازی طبع کی وجہ سے سیمینار میں شریک نہ ہو سکے، مگر سیمینار کی تیاری اور انعقاد کے ہر مرحلہ میں ان کا تعاون حاصل رہا۔ برادر سیف اللہ اصلاحی اور برادر محمد اسجد اصلاحی ہر کام میں پیش پیش رہے۔ اس حسن تعاون کا بہترین اجر اللہ ہی دے سکتا ہے۔ اور اسی سے اجر کی امید پر کارکنان ہمیشہ بے لوث خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

ادارہ کے صدر پروفیسر اشتیاق احمد ظلی کی دلچسپی کام کے لیے مہمیز اور حسن انجام تک پہونچانے میں ہمیشہ معاون ثابت ہوتی ہے۔ سیمینار کا کوئی کام، مجموعہ کی ترتیب کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں جس میں آپ برابر شریک نہ رہے ہوں۔

یہ ادارہ علوم القرآن کی پندرہویں پیش کش ہے۔ اس سے پہلے کی تمام مطبوعات بھی قرآنیات کے کسی اہم پہلو پر مشتمل ہیں جو رجوع الی القرآن کے لیے مہمیز کا کام کرتی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ کی تمام مطبوعات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور کارکنان ادارہ کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

اشہد رفیق ندوی

کنوینر سیمینار و معاون سکریٹری ادارہ

۶ ستمبر ۲۰۱۵ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتتاحی کلمات

عبدالعظیم اصلاحی

جناب صدر، مہمانان گرامی اور معزز حاضرین!

الحمد للہ آج سے تقریباً تیس (۳۰) سال قبل علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کچھ طلبہ و اساتذہ نے جو ملک کی مشہور دینی درسگاہ مدرسۃ الاصلاح سے فیض یافتہ اور قرآنیات سے اختصاص رکھتے تھے باہم طے کیا کہ کتاب اللہ کی علمی و تحقیقی طور پر خدمت کی جائے تاکہ انھوں نے جو کچھ اس قرآنی درس گاہ سے سیکھا ہے اس کا کچھ حق ادا ہو سکے۔ چنانچہ انھوں نے اس مقصد کے لیے ادارہ علوم القرآن کے نام سے ایک مختصر تنظیم کی بنیاد رکھی۔ شروع سے اس کے مقاصد میں یہ بات شامل رہی ہے کہ اسلام کی اصل اساس قرآن مجید کو محور بنا کر انسانیت کو درپیش مسائل کا جائزہ لیکر علمی، تحقیقی اور عصری اسلوب میں ان کا ایسا حل پیش کیا جائے جس کے اندر آج کے ذہن و دماغ کو پوری طرح مطمئن کرنے کا سامان ہوتا کہ امت مسلمہ دنیا کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وہ فریضہ بخوبی انجام دے سکے جو اس کے برپا کیے جانے کا اصل مقصد ہے۔ نیز قرآن وسنت کی روشنی میں قدیم وجدید علوم کو پرکھ کر فکر ونظر کی خامیوں اور مختلف مواقف کی بے اعتدالیوں سے پاک دل و دماغ کو اپیل کرنے والے صحیح نظریات کو فروغ دے جس سے دنیائے انسانیت کے لیے فہم قرآن کی راہ ہموار ہو سکے۔

سیمینار کے آغاز میں سیمینار کے موضوع کی موزونیت پر گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً اس ادارہ کا تعارف پیش کر دیا جائے، ممکن ہے بعض سامعین اس سے اچھی طرح واقف نہ ہوں۔

حضرات! ہمارے علم کی حد تک ادارہ علوم القرآن علی گڑھ اپنے نام، اپنے کام اور اپنے قیام کی تاریخ کے حساب سے دنیا کا پہلا ادارہ ہے جو کتاب الٰہی کے نام سے موسوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمام تر اسی کی علمی و تحقیقی خدمت کے لیے قائم ہوا۔ ادارہ کے قیام کے ساتھ ہی اس کے ششماہی ترجمان مجلّہ علوم القرآن کا اجراء بھی عمل میں آیا۔ ادارہ کی طرح اس کا رسالہ بھی دنیا کی کسی زبان میں پہلا مجلّہ ہے جو مکمل طور پر قرآنیات پر علمی و فنی تحقیقات کے لیے وقف ہے۔ بے شک اس وقت انگریزی، عربی، فارسی اور اندونیسی بھاسہ میں خاص قرآن پر رسالے جاری ہو گئے ہیں لیکن عربی کی مثل ''الفضل للمتقدم'' کے مطابق شرف اولیت اسی مجلّہ کو حاصل ہے۔ اور شاید یہ راہ اسی مجلّہ نے دکھائی ہے۔ خاکسار کے نزدیک یہ ایک طرح سے اردو زبان کی بہت بڑی دین ہے۔ بہت جلد اس رسالہ نے اہل علم میں اپنا ایک مقام بنالیا۔ ایک عرصہ تک اس ادارہ کی سرگرمیاں اس کے باوقار ترجمان ششماہی علوم القرآن کی اشاعت اور قرآنیات پر ایک متخصص لائبریری کے قیام کی جدوجہد تک محدود رہیں۔

اس میں شک نہیں کہ کسی بھی علمی و تحقیقی ادارہ کے لئے مراجع و مصادر کی ایک اچھی لائبریری کا وجود از بس ضروری ہے۔ الحمدللہ اس ادارہ کی لائبریری فی الحال اپنی محدود تعداد کتب کے باوجود علوم قرآنیہ کی بہترین لائبریریوں میں سے ایک ہے۔ بعض اہل تحقیق جو مختلف لائبریریوں سے رجوع کرتے رہتے ہیں فرماتے ہیں کہ اس لائبریری میں بعض وہ مراجع ہیں جو علی گڑھ کی کسی اور لائبریری میں موجود نہیں۔ فالحمدللہ۔

حضرات! کسی ادارے کی بقاو تسلسل کے لیے نئے خون کی آمد اور صف ثانی کی موجودگی بہت ضروری ہے۔ ماضی قریب میں کتنے ہی شاندار ادارے قائم ہوئے لیکن صرف اپنے بانی کے دم قدم سے وابستہ رہے۔ چنانچہ ان کے رخصت ہوتے ہی انکے ادارے بھی راہئی ملک عدم ہو گئے۔ ارکان ادارہ اس خطرے سے پوری طرح آگاہ ہیں اس لئے انھوں نے ادارے میں نئے فارغین کے لئے مطالعہ و تحقیق اور انکی تصنیفی و تالیفی تربیت کا انتظام کیا ہے۔ اور الحمدللہ اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

اسی کے ساتھ ادارہ نے ہر سال کسی قرآنی موضوع پر مقالہ نگاری کے مقابلہ کرانے کا اہتمام کیا ہے تاکہ عام طلبائے مدارس و جامعات کے اندر بھی قرآن فہمی کا ذوق پیدا ہو۔ اس طرح کے تازہ ترین مسابقہ پر مبنی ایک رپورٹ آپ اسی اجلاس میں سماعت فرمائیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلّہ کے علاوہ ادارہ نے قرآنی علوم پر معیاری لٹریچر کی تیاری کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے۔ اور اب تک اس نے درجن بھر سے زائد کتابیں شائع کی ہیں جن میں بیشتر اس کے سالانہ سیمیناروں کے قیمتی مقالات پر مشتمل ہیں۔

اور اب آخر میں اس پروگرام کا تذکرہ جس کی نسبت سے ہم سب یہاں جمع ہیں۔ ادارہ کی سرگرمیوں کا ایک بڑا مظہر اس کے سالانہ سیمینار رہے ہیں جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ ادارہ علوم القرآن ایک علمی تحقیقی ادارہ ہے اور اسی جہت سے اس میں قرآن اور قرآنی علوم پر کام ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے متوسلین کا ایمان و یقین ہے کہ قرآن صرف ذہنی مشق اور نظریاتی بحثوں کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ کتاب ہدایت ہے اور یہی اس کا مقصد نزول ہے۔ اس میں غور و فکر اور تدبر و تحقیق بھی اسی لئے ہے کہ اس کے ذریعہ ایمان و یقین کی بنیادیں راسخ ہوں اور عمل کی راہیں کھلیں۔ یہی وجہ ہے کہ ادارہ نے اپنے سیمیناروں کے موضوعات کے انتخاب میں عملی مسائل کو فوقیت دی ہے۔ اس کا پہلا سیمینار آج سے تقریباً دس سال قبل بیسویں صدی میں قرآنی علوم کے موضوع پر منعقد ہوا۔ اس کے بعد دوسرا سیمینار ''عصر حاضر کے مسائل اور قرآنی تعلیمات'' تیسرا سیمینار ''خاندانی نظام اور قرآنی تعلیمات'' چوتھا سیمینار ''معاشی مسائل اور قرآنی تعلیمات'' پانچواں سیمینار ''عصر حاضر کے سیاسی مسائل اور قرآنی تعلیمات'' کے موضوع پر منعقد ہوا۔ چھٹے اور ساتویں سیمینار کا موضوع ''رجوع الی القرآن- اہمیت اور تقاضے'' رہا۔ یہ سب سیمینار علی گڑھ میں منعقد ہوئے۔ اور اب یہ آٹھواں سیمینار بعض احباب کے مشورے پر دہلی میں منعقد ہو رہا ہے تاکہ اس کا فیض اور عام ہو، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اس سیمینار کا موضوع ہے: ''سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات''۔

محترم سامعین! اس موضوع پر سیمینار کے انعقاد کا موزوں وقت اور مناسب موقع و محل شاید اس سے بڑھ کر نہ ہو جو آج کے حالات میں ہے۔ کسی دن کا اخبار اٹھا کر دیکھ لیجئے اس کے صفحات لوٹ مار، قتل و غارت، فحاشی و بدکاری، دھوکہ و فریب اور جعل سازی کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ''ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس'' (لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے خشکی و تری ہر سو فساد رونما ہو گیا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے ایسے میں حاملین قرآن کی ذمہ داریاں کئی چند بڑھ جاتی ہیں کیونکہ اس امت کو برپا کرنے کا مقصد ہی یہ رہا ہے کہ وہ نیکیوں کا حکم کرے اور برائیوں سے روکے۔ ارشاد ربانی ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰه (آل عمران:۱۱۰)

فی الحقیقت برائیوں کے انسداد کی کوشش ایک ایسا مدعا ہے جو برادران وطن کے ساتھ تعاون واشتراک کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ کوئی بھی سلیم الفطرت انسان معاشرہ میں برائیوں کو پھلتا پھولتا پسند نہیں کرے گا۔ نبوت سے پہلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حلف الفضول کے نام سے اہل مکہ کے ساتھ ظلم وزیادتی کو مٹانے اور نیکیوں کو فروغ دینے کی کوشش میں شریک ہوئے اور نبوت کے بعد بھی اس کے تئیں اظہار تحسین فرمایا۔

قرآن نے عدل وانصاف، صدق وصداقت، صلہ رحمی، یتیموں، فقیروں اور بیواؤں کی خبر گیری، بے کسوں، بیماروں، مجبوروں کی مدد، اور دور وقریب کے پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی جیسے انسانی واخلاقی اقدار کی تعلیم دی ہے۔ یہ دوسری اہم اساس ہے جس پر برادران وطن کے ساتھ تعاون واشتراک ہوسکتا ہے۔ حاملین قرآن کی دوہری ذمہ داری ہے کہ اس کے لئے پوری کوشش کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کو کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ سماجی برائیوں کو دور کرنے کی جدوجہد کے لئے ہمارے سینوں کو کھول دے۔ اس راہ کی رکاوٹوں کو دور فرمادے اور اس میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی عطا فرمائے۔ اسی میں ہماری دین ودنیا کی فلاح مضمر ہے۔ و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلیدی خطبہ

محمد فاروق خاں

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین!

جناب صدر و محترم حضرات!

ادارہ علوم القرآن کی جانب سے منعقد اس سیمینار میں شرکت میرے لئے باعث سعادت ہے۔ سیمینار کا موضوع ''سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات'' ایک اہم موضوع ہے۔ اس موضوع پر علماء اور دانشوروں کے خیالات آپ کے سامنے آئیں گے۔ اس موقع پر چند بنیادی باتیں میں بھی عرض کرنا چاہوں گا۔

یوں تو زندگی کے تمام ہی شعبے ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ کسی شعبہ کے بارے میں زندگی کے دوسرے شعبوں سے الگ ہو کر نہیں سوچا جا سکتا۔ پھر سماجی مسائل کو اپنی جگہ خاص اہمیت حاصل ہے۔ فرد سے خاندان اور خاندانوں سے سماج کی تشکیل ہوتی ہے۔ مثالی سماج یا مثالی معاشرہ اسے کہیں گے جہاں کسی قسم کی زیادتی اور ظلم روا نہ رکھا جائے۔ جہاں لوگوں میں باہم خیر خواہی کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ وہ ایک دوسرے کو حریف اور دشمن کی حیثیت سے نہ دیکھتے ہوں۔ بلکہ ان میں باہم تعاون کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ اگر معاشرہ میں مختلف فکر اور مذاہب کے لوگ پائے جاتے ہوں تو اس سلسلہ میں رواداری کو فراموش نہ کریں۔ لا اکراہ فی الدین (دین کے معاملہ میں زور زبردستی نہیں) یہ حقیقت پیش نظر رہے۔ یہ آدمی کے اپنے فیصلہ اور ارادہ کا معاملہ ہے۔ البتہ یہ داعی کا منصبی فرض ہے کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو حق سے آگاہ کرنے سے غافل نہ ہو۔

قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سماج میں پائی جانے والی برائیوں کو نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ اسے ایمان کا تقاضا قرار دیا کہ مومن برائی کو برائی سمجھے اور حتی الوسع اس کی روک تھام کی کوشش کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کے فریضہ میں شامل اور داخل ہے۔

قرآن کریم نے اخلاق اور حقوق کے ادا کرنے پر پورا زور دیا۔ وہ والدین کے حقوق ہوں یا رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے یا عام انسانوں کے۔ جھوٹ، جھوٹی گواہی، حسد، غیبت، بہتان، تمسخر، کبر و غرور، فتنہ و فساد، چوری، ناحق قتل، ظلم و تشدد، ڈاکہ زنی، رہزنی، دھوکا دہی اور باہمی کشیدگی سے روکا ہے۔ یہ چیزیں سماج کو کھوکھلا کرنے والی ہیں۔ برے رسوم جہیز وغیرہ، اسراف کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ فضول خرچی کو شیطانی عمل قرار دیا۔ ضروریات میں بے جا اضافہ کیے جانا صحیح نہیں۔ اس طرح آدمی کے پاس اس کی گنجائش بہت کم باقی رہتی ہے کہ وہ دین یا سماجی فلاح کے کاموں میں انفاق کر سکے۔

کائنات عدل اور صلاح پر قائم ہے۔ فساد اور بگاڑ پر نہیں ٹھیک اسی طرح سماج کی بنیاد بھی صلاح اور بناؤ ہے۔ بگاڑ اور فساد نہیں۔ فساد تو صلاح پر عارض ہوتا ہے۔ پھر انسان آفات میں گھر جاتا ہے۔ قتل اور خوں ریزی تک نوبت آجاتی ہے۔

معاشرتی خرابیاں ہوں یا شخصی خرابیاں قرآن کی رو سے یہ خود انسان کا اپنے آپ پر ظلم ہے۔ وہ نہیں جانتا خدا نے اسے مکرم پیدا کیا ہے۔ دنیوی ساز و سامان سے بڑھ کر اس کی حیات کا کوئی اعلیٰ مقصد ہوگا۔ لیکن بالعموم وہ زندگی گزارتا ہے حیوانی سطح پر۔ جانور بھی کھاتے پیتے، آرام کرتے اور اپنی نسل چلاتے ہیں۔ یہی ان کی زندگی ہے۔ وہ انسانوں کی خدمت کے لیے ہیں۔ اور بس۔

لیکن اگر انسان بھی حیوانی سطح کی زندگی کو اپنی زندگی قرار دے لے تو یہ انسانیت کی موت ہے۔ جینے کا معیار بلند کر لینے سے حیوانی اور بہیمی سطح نہیں بدلتی۔ ایک کتے کو اگر ہوائی جہاز سے لندن لے جایا جائے تو وہ ہزار فٹ کی بلندی سے پرواز کرنے کے باوجود کتا ہی رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کی سطح اس وقت بدل سکتی ہے اور بہیمیت اس وقت بلند اخلاق اور روحانیت کے تابع ہوکر رہ سکتی ہے جب انسان کی زندگی میں دو چیزیں داخل ہو جائیں۔ اس کے بغیر اسے وہ زندگی حاصل نہیں ہوسکتی جو مطلوب ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ خدا اس کی زندگی سے الگ نہ رہے بلکہ اس کی زندگی میں شامل ہو۔ اور انسان یہ راز پالے کہ قرآنی احکام انسانی زندگی کو خوبصورت اور مہذب بناتے ہیں۔ قرآن کے احکام کو بارگراں سمجھنا ہماری بے خبری ہے۔ ایمان باللہ یہ ہے کہ انسانی زندگی پر خلق ربانی کا عکس پڑے۔ وہ ہر قسم کی تنگ نظری اور تنگ دلی سے نجات پالے۔ تنگ دلی اور تنگ نظری سماج کے لیے سم قاتل ہے۔ یہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ خواہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں پائی جاتی ہوں۔ ایمان باللہ کا مطلب ہے کہ انسان ہر چیز کو خدا کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائے۔ سب کا رب ایک ہے۔ خدا کے بندوں سے نفرت گویا خدا کی عیال سے نفرت ہے۔ حدیث میں ہے۔ اَحبّ لِلنّاسِ ماتُحِبُ لِنفسکَ تکن مسلماً۔ ''جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی سارے انسانوں کے لئے پسند کرو تب تم مسلم ہوگے'' دوسری چیز جو زندگی کو حیوانی سطح سے بلند کرتی ہے وہ ہے دائمی حیات (Eternal Life) پر یقین اور ایمان۔

وقتی اور عارضی ضرورت کی تکمیل کے لیے ہم نہیں پیدا کیے گئے ہیں ہمیں دوام بخشا گیا ہے کہ دائمی طور پر ہم خدا کی عظمت اور محبوبیت کے مظہر بن سکیں۔ آخرت کی زندگی کو دنیوی زندگی سے الگ کر کے دیکھنا غلط ہوگا۔ اصل دوام ہے جو قرآن میں ہے:

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْآخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ o

(الانفال:۶۷)

''تم لوگ دنیا کا سروسامان چاہتے ہو جب کہ اللہ آخرت (دوام) چاہتا ہے۔''

یہیں ہم غلطی کر جاتے ہیں۔ دوام سے پہلوتہی کرتے ہوئے عارضی کے پرستار بن جاتے ہیں۔ پھر ہم بے حوصلہ اور چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ پھر کسی بڑے اخلاق کی توقع ہم سے نہیں کی جاسکتی۔ خدا کے دائمی منصوبہ سے بے اعتنائی ہمیں اندھیرے اور تاریکی میں ڈال دیتی ہے۔

اس موقع پر یہ بات پیش نظر رہے کہ خدا نے انسان کو اپنا آئینہ بنایا ہے۔ (Man

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(is image of God) حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ علٰی صورتہ (خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا)۔ قرآن میں خدا کی صفات کا تفصیلی ذکر ہے۔ قرآن چاہتا ہے کہ خدا کی صفات ہمارے لئے رہ نما بن سکیں۔ وہ پاک ہے تو انسان بھی پاکیزگی اختیار کرے۔ وہ فیاض ہے تو انسان بھی فیاض ہو۔ اس کے یہاں انصاف ہے تو انسان بھی انصاف پسند ہو۔ اس کے یہاں رحمت ہے تو انسان میں بھی یہ صفت غالب ہو۔ قرآن میں ہے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ o (البقرۃ: ۱۳۸)

''اللہ کا رنگ اختیار کرو رنگ میں اللہ سے بہتر کون ہوگا۔ اور ہم تو اسی کی بندگی کریں گے۔''

پس بندگی یہ ہے کہ انسان خدا سے اپنے لئے اچھے اوصاف اخذ کرے۔ اور اس کے رنگ میں رنگ جائے۔ اس کے خلاف جو چیزیں ہوں ان سے اخذ کرے۔

خدا نے خود اپنی نوازشوں کا ذکر کرتے ہوئے اور اپنے حق ہونے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے:

ذٰلِکَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَق (الحج: ۶۲) ''یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے''

حق کیا ہے؟ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حق وہ ہے جو حقیقت (Fact) ہو وہم (Illusion) نہ ہو، آفاقی (Universal) ہو۔ عارضی نہیں دائمی ہو۔ وہ سراپا خیر (Good) ہو شر نہیں۔ وہ (Acceptable) ہو جسے تسلیم کیا جائے رد (Rejectable) نہ کیا جا سکے۔ اسے Reject کرنا خود کو Reject کرنا ہے۔ اس سے بدگمانی خود اپنے آپ سے بدگمان ہونا ہے۔ حق وہ ہے جس کی آرزو کی جائے (Desirable) ہو وہ حسن و جمال ہو جس سے لذت گیر ہو سکیں۔ وہ Enjoyable ہو۔ اچھے اوصاف، قدرت اور حسن و جمال یہ بنیادی اوصاف ہیں ان میں سے کسی ایک کی کمی ہو تو اسے حق نہیں کہیں گے وہ ناقص ہوگا۔ خدا سراپا حق ہے اس کے اسماء یعنی صفات حسنہ کا انعکاس (Reflection) ہی دین ہے۔ قرآن میں ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (البقرۃ:۱۱۹)

''ہم نے تمہیں (اے نبی) حق دے کر خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا''۔

دین خدا کی صفات کا انعکاس ہے۔ اس لیے وہ حقیقت بھی ہوگا، آفاقی بھی Desirable اور Acceptable بھی ہوگا وہ خیر ہوگا شر نہیں اور Enjoyable بھی ہوگا۔ ساری بھلائیاں اس سے وابستہ ہوں گی۔ قرآن کی رو سے خدا یہ جاننا چاہتا ہے کہ ابن آدم اس کی نوازشات کے ذریعہ اسے پہچانتا اور اس کا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں اما شاکراً واما کفورا۔

برائیوں اور فساد یا بگاڑ کا اصل سبب خواہ وہ بگاڑ سماجی ہو یا زندگی کے کسی شعبے میں ہو، یہی ہے کہ انسان خدا کی منشا اور اس کا منصوبہ نظر انداز کر دے۔ اور زندگی کی حیوانی اور درندگی کی سطح پر آجائے، قرآن میں ہے کہ انسان اپنی دائمی حیثیت کو فراموش نہ کرے۔ انجام آخر کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ اپنے Self اور Supereme self کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرے اور اسے برقرار رکھے۔ وہ رحمان کا آئینہ ثابت ہو شیطان کا آئینہ نہ بنے۔ قرآن کے الفاظ ہیں:

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ o (القصص:۷۷)

''جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس میں آخرت کے گھر کا طالب بن اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش نہ کر۔ اور احسان کر جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔ اور زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقیناً اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا''

یعنی اگر لوگوں کے ساتھ تیرا رویہ احسان کا نہ ہوگا تو تو خدا کے احسان کو بھول بیٹھا جو اس نے تجھ پر کیا ہے۔ یہ فساد اور بگاڑ اور برائی کا موجب ہوگا۔ اور خدا مفسدوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اس کا انجام بہتر ہرگز ہونے کا نہیں۔ ایک جگہ فرمایا:

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا (الکہف:۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ زمین پر ہے اسے تو ہم نے اس کے لیے زینت بنایا ہے تا کہ ہم انھیں آزمائیں کہ عمل کے لحاظ سے کون ان میں سے بہتر ہے۔

دنیا میں پائی جانے والی خوبصورتی ہمارے حسن اور حسن عمل کی شہادت دے۔ ہمارے حسن عمل کا وہ مظہر ثابت ہو۔ خدا کب چاہے گا کہ مکان تو خوبصورت اور حسین ہو لیکن مکین خوبصورتی اور حسن عمل سے عاری ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی، اخلاق اور عمل کی شکل میں ہی حسن اصلاً اپنی کامل شکل میں نمایاں ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد فی الارض کی تعریف اور جہات

نعیم الدین اصلاحی

فساد کا لغوی معنی:

امام اللغۃ جاراللہ زمخشری نے اس لفظ کے لغوی معنی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

الفساد خروج الشیء عن حال استقامته و کونه شفعاً به ونقیضه الصلاح وهو الحصول علی الحالة المستقیمة النافعة.(۱)

فساد کا معنی ہے کسی شئی کا اعتدال وتوازن، مفید اور نفع بخش حالت سے نکل جانا۔ اس کا نقیض ''صلاح'' ہے جس کا مفہوم ہے کہ وہ درست، معتدل اور نفع بخش حالت ہے۔

فساد فی الارض کا اصطلاحی مفہوم:

فساد فی الارض قرآن مجید کی اصطلاح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے نظام اور انبیاء کے ذریعہ لائے ہوئے طریقۂ زندگی کی جگہ اپنے یا اپنے جیسے انسانوں کے نظام زندگی کو نافذ کرنے کی کوشش کرے۔

مولانا امین احسن اصلاحی اس اصطلاح قرآنی کی تشریح یوں کرتے ہیں:

یہ قرآن مجید کی ایک اصطلاح ہے جس کا مفہوم اس نظام حق کو بگاڑنا یا اس کو بگاڑنے کی کوشش کرنا ہے جو اللہ واحد کی عبادت اور اس کے احکام وقوانین کی اطاعت پر مبنی ہوتا ہے اور جس کی دعوت انبیاء کرام علیہم السلام لے کر آتے ہیں۔ قرآن کا دعویٰ یہ ہے کہ جس طرح اس کائنات کا نظام تکوینی اس وجہ سے قائم ہے کہ اس کے اندر ایک ہی رب قدیر و قہار کا ارادہ کارفرما ہے، اگر اس کے اندر کسی اور کا زور و اختیار بھی چلتا ہوتا تو یہ آن کے آن میں درہم برہم ہو کے رہ جاتا، اسی طرح اگر اس نظام تشریعی میں جو اس کے خالق نے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے پسند فرمایا ہے، کوئی خلل پیدا کر دیا جائے تو اس کا اجتماعی و معاشرتی اور سیاسی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، پھر نہ تو نظام تکوینی کے ساتھ اس کے نظام سیاسی کی ہم آہنگی ہی باقی رہ جاتی ہے اور نہ اس کے نظام اجتماعی و سیاسی میں ہی کوئی ربط قائم رہ جاتا ہے، اس صورت حال کو یہاں افساد اور اسراف سے تعبیر فرمایا ہے۔(۲)

فساد فی الارض کی فتنہ سامانیوں کی وضاحت کرتے ہوئے امام زمخشریؒ لکھتے ہیں:

والفساد فی الارض هيج الحروب والفتن لأن فی ذلک فساد ما فی الارض واستنفاء الاستقامة عن أحوال الناس والزروع والمنافع الدينية والدنيوية.(۳)

فساد فی الارض میں جنگ اور فتنے کی آگ بھڑکانا ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے زمین کے نظام میں بگاڑ اور انسانی زندگی میں بے اعتدالی آتی ہے، زراعت اور کھیتی باڑی اور عام دینی اور دنیاوی زندگی میں اختلاف وانتشار پیدا ہوتا ہے۔

امام شوکانیؒ اصطلاحی معنی کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

لاتفسدوا فی الارض بالنفاق والموالاة الكفار وتفريق الناس عن الايمان بمحمد ﷺ والقرآن فانكم اذا فعلتم ذلک فسد ما فی الارض بهلاک الأبدان وخراب الديار وبطلان الزرائع كما هو مشاهد عند ثوران الفتن والتنازع.(۴)

آیت کریمہ میں اس سے مراد یہ ہے کہ نفاق اور کفار سے دوستی اور لوگوں کو نبی ﷺ اور قرآن سے برگشتہ کر کے زمین میں فساد نہ کرو، جب ایسا کرو گے تو یہ زمین انسانوں کی بربادی، علاقوں کی ویرانی اور کھیتوں اور فصلوں کی تباہی کی وجہ سے فساد سے دوچار ہو جائے گی، جیسا کہ عام طور پر جنگ وجدال کے زمانہ میں مشاہدہ میں آتا ہے۔ آیت ۲۷، سورہ بقرہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المراد بالفساد فی الأرض الأفعال والأقوال المخالفة لما أمر الله به كعبادة غيره والأضرار لعباده وتغيير ما أمر بحفظه وبالجملة فكل ما خالف الصلاح شرعاً أو عقلاً فهو فساد. (۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد فی الارض سے مراد وہ افعال و اقوال ہیں جو حکم خداوندی کے مخالف ہوں جیسے غیر اللہ کی عبادت و بندگی، بندگان خدا کے ساتھ بدسلوکی، ان ساری چیزوں کی تبدیلی کی کوشش جس کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ ساری چیزیں جو عقلاً اور شرعاً صلاح و درستگی کے مخالف ہوں، وہ فساد فی الارض میں داخل ہیں۔

امام زمخشری اور امام شوکانی کی ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ فساد فی الارض نظام تکوینی اور تشریعی دونوں کو بگاڑنے کا نام ہے، اس طرح مولانا امین احسن اصلاحی اور ان دونوں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی سے ملتی جلتی بات مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ قانون شریعت کے علاوہ کسی دین جاہل پر قائم رہنا اس کے طور طریقوں کی اشاعت کرنا، فساد فی الارض کے مرادف ہے۔ امن عالم و نظام اقوام قائم جب ہی رہ سکتا ہے، جب عمل درآمد قانون شریعت پر رہے، اس راہ سے انحراف بلکہ سرمو تجاوز کرنا دنیا کو بدنظمی، ابتری، بے حیائی، کشت وخون، ظلم، خیانت اور ہر قسم کی طبقاتی جنگ و کشمکش کی طرف دعوت دینا ہے۔ چنانچہ دنیا عملاً اس کا تجربہ بارہا کر چکی ہے اور اس وقت بھی کر رہی ہے۔ (۶)

مولانا فساد کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فساد عربی میں اردو کے مفہوم سے کہیں زیادہ وسعت رکھتا ہے اور کسی ایک ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی برائی اور خرابی پر حاوی ہے۔ الفساد خروج الشیء عن الاعتدال ویضادہ الصلاح (۷)

سورہ بقرہ آیت ۲۷ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس فساد کے اندر روحانی اور مادی ہر قسم کے مفسدے شامل ہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی چونکہ یہ ہے کہ وہ زندگی کا ایک مکمل دستور العمل ہے اور ایک ہمہ گیر نظام حیات، اس لئے اس سے اعراض و انحراف کے کھلے معنیٰ یہ ہیں کہ کسی ناقص دستور زندگی اور جھوٹے نصب العین کو قبول کر لیا گیا ہے اور اس ناقص پروگرام کا لازمی نتیجہ ہے: انفرادی انتشار اور اجتماعی اختلال۔ (۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازی نے فساد فی الارض کی ایک نہایت ہی جامع تعریف لکھی ہے:

والأظهر أن المراد منه الصدّ عن طاعة الرسول عليه الصلاة والتسليم لأن تمام الصلاح في الأرض بالطاعة. (۹)

ظاہر ہے کہ اس سے مراد اطاعت رسولؐ سے روگردانی ہے اس لیے کہ اطاعت کے ذریعہ ہی زمین میں صلاح کا حصول ممکن ہے۔

سورہ بقرہ ۲۰۵، واذا تولی..... کی تفسیر میں امام قرطبی فرماتے ہیں:

والآية لعمومها تعمّ كل فساد كان في أرض أو مال أو دين وهو الصحيح.

آیت کا عموم ہر قسم کے فساد کو شامل ہے خواہ زمین میں ہو یا مال میں یا دین میں.....راجح ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی فرماتے ہیں:

شریعت اسلام کا تو عین مشن یہ ہے کہ دنیا کو عدل و امن سے بھر دے، بدامنی و فساد عین غضب الٰہی کی چیزیں اور ہدایات اسلامی کے برعکس عمل کرنے ہی سے پھیلتی ہیں۔(۱۰)

فساد فی الارض اور عمل قارون:

مال و دولت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں اس کے ذریعہ انسان دین و دنیا دونوں سعادتوں کو سمیٹ سکتا ہے اور اپنی زندگی کو خدمت خلق، بے کسوں کی دست گیری، مظلوموں کی دادرسی اور یتیموں کی دلجوئی کا خوگر بنا کر گل وگلزار بنا سکتا ہے۔

سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ترجمانی اس طرح فرمائی ہے۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ (۱۱)

اور جو کچھ خدا نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں آخرت کے طالب بنو اور دنیا میں سے اپنے حصہ کو نہ بھولو اور جس طرح خدا نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اسی طرح تم بھی (دوسروں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ) احسان کرو۔ اور زمین میں فساد کے طالب نہ بنو۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء لکھتے ہیں:

یعنی خدا نے تمہیں یہ رفاہیت جو بخشی ہے اکڑنے اور اترانے کے لیے نہیں بخشی ہے بلکہ اس لیے بخشی ہے کہ تم اس کو آخرت کی فوز و فلاح حاصل کرنے کا ذریعہ بناؤ۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جو کچھ بھی تمہیں حاصل ہے نہ تمہارے اب وجد کی میراث ہے اور نہ تمہاری قابلیت و استحقاق کا کرشمہ ہے بلکہ یہ سرتاسر خدا کی بخشش ہے اور اس کو دے کر خدا نے تمہارا امتحان کیا ہے کہ اس کو پا کر تم اس کے پرستار بن کر بیٹھ جاتے ہو یا اس کو خدا کی خوشنودی و رضا طلبی کا ذریعہ بناتے ہو۔ (۱۲)

اس آیت کے ٹکڑے کی وضاحت مولانا اس طرح کرتے ہیں:

یہ اسی موعظت کی وضاحت اس کے منفی پہلو سے ہے، فساد فی الارض کی وضاحت ہم اس کتاب میں جگہ جگہ کر چکے ہیں، زمین میں فساد صرف چوری، رہزنی اور ڈکیتی ہی نہیں ہے یہ تو محض اس کے بعض مظاہر ہیں اصل فساد علو و استکبار ہے، استکبار کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی حدود بندگی سے تجاوز کر کے خدا کے حقوق و حدود میں مداخلت کرے جو لوگ بھی اس جرم کے مرتکب ہیں وہ مفسدین فی الارض میں شامل ہیں خواہ وہ یہ کام کتنی دانش فروشیوں کے ساتھ کریں، ایسے لوگوں کو خدا پسند نہیں کرتا، ظاہر ہے کہ وہ ان لوگوں کو کیسے پسند کر سکتا ہے جو اس کے مقابل میں سر اٹھائیں اور اس کے حرم میں دراندازی کریں اور جب وہ ان کو پسند نہیں کرتا تو اس کے صاف معنیٰ یہ ہوئے کہ ان کی حیثیت اس کے چمن میں خود رو جھاڑیوں اور اس کے خوان کرم پر ناخواندہ مہمانوں کی ہے، بالآخر ایک وقت آئے گا جب خود رو جھاڑیاں اکھاڑی جائیں گی اور ناپسندیدہ لوگ کھدیڑے جائیں گے۔ (۱۳)

اس ٹکڑے کی وضاحت امام ابن کثیرؒ نے اس طرح کی ہے:

ای لا تکن ھمتک بما أنت فیه ان تفسد به فی الارض وتسیء الی خلق الله (۱۴)

جس مال و دولت میں تم ڈوبے ہوئے ہو اس کا مقصود صرف یہ نہیں ہونا چاہئے کہ تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور خلق خدا کے ساتھ بدسلوکی کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانیؒ نے لکھا ہے:

ای لا تعمل بمعاصی اللہ(۱۵) یعنی دنیا میں مال و دولت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔

قارون کو جو بھی اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا تھا اسے اس نے اپنی ہنرمندی اور اپنے علم و حکمت کا نتیجہ قرار دیا لیکن اللہ کے بندے کو اگر مال و دولت اور حکومت و اقتدار نصیب ہوتا ہے تو اس کو سرتاسر فیضان خداوندی تصور کرتے ہیں۔ حضرت ذوالقرنین جن کی حکومت مشرق سے مغرب تک تھی مگر اس کے باوجود وہ ایک متواضع اور خاکسار بندے تھے۔

''فتح وغلبہ کا قرآنی تصور'' کے مصنف نے لکھا ہے:

ذوالقرنین دنیا کا ایک انصاف پسند حکمراں تھا، اس کا مقصد دنیا میں عادلانہ نظام قائم کرنا تھا اس کے آئین سلطنت کے رو سے جو شخص ظالم، باغی اور سرکش اور نافرمان ہو وہ دوہری سزا کا مستحق ہوتا، ایک سزا تو اسی دنیا میں اس کے ہاتھوں دی جاتی تھی اور دوسری سزا قیامت کے دن ملے گی۔(۱۶)

قطع رحمی فساد فی الارض ہے:

قطع رحمی کو قرآن مجید فساد فی الارض سے تعبیر کرتا ہے اور اسے قطعی حرام قرار دیتا ہے۔ سورہ رعد میں ہے ''وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ (آیت:۲۵)

اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ اسی طرح سورہ محمد میں ہے ''فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (آیت:۲۲)

پس اگر تم نے منہ پھیرا تو اس کے سوا تم سے کچھ متوقع نہیں کہ تم زمین میں فساد برپا کرو۔

اس کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت صراحت کرتی ہے کہ اسلام میں قطع رحمی حرام ہے، دوسری طرف مثبت طریقہ سے بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو بڑی نیکیوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اور صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو: سورہ بقرہ: ۸۳-۱۷۷، النساء: ۸-۳۶، النحل: ۹۰ وغیرہ۔ رحم کا لفظ عربی زبان میں قرابت داروں اور رشتہ داروں کے لیے استعارہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ایک شخص کے تمام رشتہ دار خواہ وہ دور کے ہوں یا قریب کے اس کے ذوی الارحام ہیں جس سے جتنا زیادہ قریب کا رشتہ ہو اس کا حق آدمی پر اتنا ہی زیادہ ہے۔ اس سے قطع رحمی کرنا اتنا ہی بڑا گناہ ہے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے رشتہ دار کے ساتھ جو نیکی کرنا بھی آدمی کی استطاعت میں ہو اس سے دریغ نہ کرے اور قطع رحمی یہ ہے کہ آدمی اس کے ساتھ برا سلوک کرے۔ (۱۷)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

۔ آیت زیر بحث میں فرمایا کہ یہ راہ جو تم نے اختیار کی ہے اور جس کو چاہئے کہ دوسرے بھی اختیار کریں امن و صلح کی راہ نہیں ہے بلکہ یہ اس فساد اور برادر کشی کی طرف رجعت ہے جس میں تم پہلے مبتلا رہے ہو، امن اور اخوت کی راہ یہ ہے کہ سب اللہ کے بندے ہیں اور ایک آدم کی اولاد کی حیثیت سے زندگی بسر کریں اور اس نظام زندگی کو اپنائیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدت کے عقیدے پر قائم ہے اور جس کی دعوت قرآن دے رہا ہے۔ یہ چیز اس جاہلی نظام زندگی کو برقرار رکھنے سے حاصل نہیں ہوتی جس میں ہر قبیلہ کا خدا جدا ہے اور ہر ایک کا باوا آدم بھی الگ الگ ہے۔ (۱۸)

اس موضوع پر سورہ اعراف کی آیت ۵۶ بڑی اہمیت رکھتی ہے، اس کی تفسیر میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

کائنات کی اصلاح و درستی قانون اسلام کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے ہی سے ہوتی ہے اور اس مکمل دستور العمل سے انکار ہی فساد عقائد اور پھر فساد اعمال، فساد اخلاق و جرائم و معاصی، قتل و خوں ریزی، ہر قسم کے فسادات کا باعث ہوتا ہے۔ (۱۹)

سورہ اعراف آیت ۷۴ کی تفسیر میں مولانا لکھتے ہیں:

تہذیب و تمدن کی پیدا کی ہوئی عیش پرستیوں میں پڑ کر خوف آخرت سے بے نیاز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جانا، قانون شریعت کے حدود توڑ کر اپنے کو فسق و فجور میں ڈال دینا، اللہ کی عظمت اور اپنی عبدیت کو فراموش کر جانا، یہ سب فساد فی الارض میں داخل ہے۔(۲۰)

پھر آگے آیت ۸۵ سورہ اعراف کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

اصلاحی نظام یعنی شریعت خداوندی کو جزءاً وکلاً قبول کرنے سے انکار کرنا اور بندوں کے ادائے حقوق میں کمی رہنا یہ سب صورتیں فساد فی الارض کی ہیں۔(۲۱) سورہ رعد آیت ۲۵ میں مولانا لکھتے ہیں:

بے دینی اور تقاضائے جاہلیت کو لاکھ خوش نما و نظر فریب اصطلاحات کے پردہ میں چھپایا جائے جیسا کہ موجودہ تہذیب و تمدن کے پرستار اس کے ساتھ معاملہ کر ہی رہے ہیں، اس کے پھیلاؤ کا نتیجہ اختلال امن اور فساد فی الارض حسد و منافقت، بے حیائی، جنس پرستی کی صورت میں نکلنا لازمی ہے جیسا کہ مدت سے ارض فرنگ میں نظم و انتظام کی ساری خوش غلافیوں کے باوجود دیکھنے میں آرہا ہے۔(۲۲)

سورہ ہود آیت ۸۵ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قرآن مجید نے یہاں صاف صاف بتادیا کہ تجارتی خیانتوں اور مالی معاملات میں بددیانتی کا نتیجہ معاشرہ کی درہمی برہمی اور ملک و قوم کے حق میں عدم توازن کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور اس سب کے لیے قرآن مجید کی جامع اصطلاح فساد فی الارض ہے۔(۲۳)

سورہ نحل آیت ۹۰ (ان اللہ یأمر بالعدل الخ) کی تفسیر میں حضرت دریا آبادیؒ کہتے ہیں:

یہ آیت شریف، جہاں تک کہ تعلیمات اسلام کا تعلق ہے قرآن مجید کی اہم ترین اور کلیدی آیات میں ہے ایک معجزانہ ایجاز و جامعیت کے ساتھ اس کے اندر دین و شریعت کے اہم ترین اوامر و نواہی دونوں آگئے۔ احکام ایجابی بھی اور احکام سلبی بھی۔

امام رازی نے عبداللہ بن مسعود صحابیؓ اور قتادہؒ تابعی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر خیر اور شر کے بیان کو اس آیت کے اندر اکٹھا کر دیا ہے۔ حضرات تابعین کے بھی خیال میں سارے دستور حیات کا ایک جامع و مکمل خاکہ اس آیت کے اندر آگیا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے وقت سے یہ آیت اہل سنت کے خطبات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ میں داخل ہوگئی کہ متواتر امت کے کان اس صدائے حق سے آشنا ہوتے رہیں۔(۲۴)

عربی کے متاخرین علماء میں امام شوکانی کا ایک اہم مقام ہے جن کی تحریر کا اوپر حوالہ آچکا ہے، وہ سورہ بقرہ ۳۰ میں 'فساد' کی تحقیق میں اس کے مختلف معانی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

وظاهر النظم القرآني أنه ما يصدق عليه أنه فساد في الارض وسفک الدماء وهتک الحرم ونهب الأموال فساد في الارض والبغي على عباد الله بغير حق فساد في الارض، وهدم البنيان وقطع الأشجار وتقوير الأنهار فساد في الارض، فعرفت بهذا أنه يصدق على هذه الأنواع أنها فساد في الأرض. (۲۵)

نظم قرآن کے لحاظ سے فساد وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے، شرک، ڈکیتی، خوں ریزی، آبرو ریزی، لوٹ مار، بندگان خدا پر ناحق ظلم وستم، مکانوں کے ہدم، باغ وچمن کی ویرانی، نہروں کو خشک اور بے آب کرنے کی پالیسی یہ ساری چیزیں فساد فی الارض میں داخل ہیں۔

امام شوکانیؒ ہی سورہ اعراف آیت ۸۵ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قد تقدّم تفسيره قريباً ويدخل تحته قليل الفساد وكثيره دقيقه وجليله. (۲۶)

امام ابن کثیرؒ سورہ محمد آیت ۲۲ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ) أي عن الجهاد ونكلتم عنه (أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ) أي تعودوا الى ما كنتم فيه من الجاهلية الجهلاء تسفكون الدماء وتقطعون الأرحام ولهذا قال تعالىٰ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ، وهذا نهي عن الافساد في الارض عموماً وعن قطع الأرحام خصوصاً بل قد أمر الله تعالىٰ بالاصلاح في الارض وصلة الأرحام وهو الاحسان الى الأقارب في المقال والأفعال وبذل الأموال. (۲۷)

اے منافقو! تم سے عجب نہیں کہ اگر تم جہاد سے روگردانی کرو تو زمین میں فساد برپا کرو اور رشتہ داریوں کو کاٹ کر پھینک دو یعنی جاہلیت کی زندگی کی طرف لوٹ جاؤ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین میں خوں ریزی کرواور رشتوں کو کاٹو اس لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوئی اور ان کو اندھا اور بہرہ بنا کر رکھ دیا، یہاں پر فساد فی الارض سے انہیں عمومی انداز سے روکا گیا، ورنہ خصوصی انداز سے تو انھیں اپنے رشتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ اللہ نے زمین میں اصلاح و درستگی اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ صلح رحمی یہ ہے کہ انسان اپنے خویش واقارب کے ساتھ احسان اور دلنوازی کا معاملہ کرے۔

سورہ شعراء آیت ۱۵۰-۱۵۲ کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے لکھا ہے:

وہی تنبیہ جو آیت ۱۴۴ میں گزری ہے حضرت صالح علیہ السلام نے پھر دی کہ اب بھی وقت باقی ہے، خدا سے ڈرو اور میری بات مانو یہاں کھل کر یہ بات بھی فرمادی کہ اپنے ان لیڈروں کے چکمے میں نہ آؤ جو خدا کے حدود لانگ کر بہت دور نکل چکے ہیں، یہ ملک میں فساد برپا کر رہے ہیں اگر چہ یہ مدعی اصلاح کے ہیں اور ان کی ذمہ داری بھی یہی تھی کہ اصلاح کرتے لیکن یہ اصلاح نہیں کر رہے ہیں بلکہ اصلاح کے نام پر فساد کر رہے ہیں، ہم تفسیر سورہ بقرہ میں واضح کر چکے ہیں کہ جس طرح اس کائنات کی بقا کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس کے اندر ایک خدا کا ارادہ کارفرما ہے اسی طرح اس زمین کی صلاح کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس کے اندر اس ایک خدا کا قانون چلے، اگر خدا کے قانون کے سوا کوئی اور قانون اور نظام اس میں چلایا جائے تو یہ اس زمین کے امن وعدل کو درہم برہم کرتا ہے اگر چہ اس کو کتنے ہی خوبصورت نام اور کتنے ہی نیک ارادے کے ساتھ چلایا جائے۔ (۲۸)

خلاصہ کلام یہ ہے:

(۱) فساد فی الارض قرآن مجید کی اصطلاح میں ہر اس طریقۂ زندگی پر منطبق ہوگا جو کوئی خود گھڑ کر پیش کرے اور اس کو نافذ کرنے کی کوشش کرے یا پورا انسانی گروہ اس میں لگے اور ایک نظریہ ایجاد کرے اور اس کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرے، یہ سب فساد فی الارض ہے۔

(۲) فساد فی الارض کی یہ تعریف صرف مولانا مودودیؒ کی نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ اردو کے نامور مفسرین مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی بھی یہی رائے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اردو کے ان مفسرین کے علاوہ عربی زبان کے مفسرین کے اقتباسات بھی دیے گئے ہیں جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ فساد فی الارض کو قرآن مجید بڑے وسیع معنی میں استعمال کرتا ہے اور اس کے ثبوت میں بہت سے عربی مفسرین کے خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی زندگی کے جس گوشے میں بگاڑ ہو وہ فساد فی الارض ہے خواہ وہ اجتماعی معاملہ ہو یا انفرادی، سیاسی ہو یا معاشرتی، معاشی ہو یا سماجی، شادی بیاہ ہو یا تجارت اور لین دین ہو۔ بگاڑ جس صورت اور شکل میں بھی ہو قرآن کی نظر میں وہ فساد فی الارض ہوگا۔

حواشی

(۱) کشاف، ج ا ص ۳۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، لبنان

(۲) تدبر قرآن، ج ۲ ص ۵۰۴، بحوالہ قاموس الفاظ و اصطلاحات قرآن، افادات مولانا امین احسن اصلاحی، ص ۳۳۲-۳۳۳، ترتیب و تحقیق: اورنگ زیب اعظمی

(۳) کشاف، ج ا ص ۳۳

(۴) شوکانی، فتح القدیر، ج ا ص ۴۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان

(۵) شوکانی، فتح القدیر، ج ا ص ۵۸،

(۶) تفسیر ماجدی، مولانا عبد الماجد دریا آبادی، ج ا ص ۶۴ حاشیہ ۳۰، مطبوعہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ

(۷) مفردات القرآن، راغب اصفہانی بحوالہ تفسیر ماجدی ص ۶۴

(۸) تفسیر ماجدی، ج ا ص ۸۹

(۹) تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر ماجدی، ج ا ص ۸۹

(۱۰) تفسیر ماجدی ج ا ص ۳۹۰

(۱۱) سورہ قصص، آیت ۷۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی ، ج ۵ ص ۷۰۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور، پاکستان، ۱۹۸۶ء
(۱۳) تدبر قرآن، ج ۵ ص ۱۰-۷۰۹
(۱۴) تفسیر القرآن العظیم، اسماعیل بن کثیر، دار المعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۹۸۰ء الجزء الثالث ص ۳۹۹
(۱۵) شوکانی، فتح القدیر، ج ۴، ص ۱۸۷
(۱۶) فتح و غلبہ کا قرآنی تصور، ص ۲۳۰، ادارہ علمیہ جامعۃ الفلاح، مترجم مولانا مسیح الزماں فلاحی
(۱۷) تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، بار نہم، دسمبر ۱۹۸۵ء ج ۵ ص ۲۷
(۱۸) تدبر قرآن، ج ۷ ص ۴۱۹
(۱۹) تفسیر ماجدی، ج ۲ ص ۱۷۲
(۲۰) تفسیر ماجدی، ج ۲ ص ۱۸۳-۲۰۷
(۲۱) تفسیر ماجدی، ج ۲ ص ۱۸۹
(۲۲) تفسیر ماجدی، ج ۲ ص ۶۷۹
(۲۳) تفسیر ماجدی، ج ۲ ص ۵۵۲
(۲۴) تفسیر ماجدی، ج ۲ ص ۸۲۳
(۲۵) فتح القدیر، ج ۱ ص ۳۳
(۲۶) فتح القدیر، ص ۲۲۴، الجزء الثانی
(۲۷) تفسیر القرآن العظیم، اسماعیل ابن کثیر، دار المعرفہ: بیروت، لبنان، ۱۹۸۰ء ج ۴ ص ۱۷۸
(۲۸) تدبر قرآن، ج ۵ ص ۴۰۴-۵۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد فی الارض

وسیم احمد

ہماری اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ رب کریم، رحمٰن ورحیم اپنے بندوں کو اس اخروی زندگی میں اپنی نعمت بھری جنتوں میں بسانا چاہتا ہے اور اس کے لیے امتحان کے طور پر دنیوی زندگی عطا کرتا ہے جس میں دیکھتا ہے کہ وہ شکر گزار بندہ بن کر زندگی گزارتا ہے اور اپنے مالک کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے یا انہیں من مانے انداز میں استعمال کر کے ناشکری کا ثبوت دیتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيْمٌ ○ (الانعام:۱۶۵)

اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا (یعنی حکمراں بنا کر اختیارات سے نوازا۔ یا ایک کے بعد دوسرے کو اس کا وارث (خلیفہ) بنایا اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تا کہ تم کو آزمائے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں۔ بے شک آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

رب کریم نے انسان کو نہایت محدود دائرۂ کار میں ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے اور زندگی گزارنے کے لیے نہایت روشن سیدھی راہ (صراط مستقیم) کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔ یہ دنیاوی زندگی اگرچہ آخرت کے مقابلے میں نہایت مختصر ہے۔ لیکن نہایت اہم ہے اس لیے کہ یہ آزمائش کا دور ہے جس میں کامیابی پر ہی آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔ (التوبہ:۳۸، المومنون:۱۱۳) شکر وفرماں برداری کا راستہ اختیار کرنے پر اس کی کامیابی اور ناشکری کا راستہ اختیار کرنے پر اس کی ناکامی ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعاً بَصِيراً ○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً ○ (الدہر:۲-۳)

ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا، ہم اسے آزمانا چاہتے ہیں، چنانچہ ہم نے اس کو سننے، دیکھنے والا بنا دیا۔ بے شک ہم نے اسے راستے کی ہدایت دی، خواہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔

شکر کا راستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں اور نعمتوں کو اس کی مرضی کے مطابق (اس کی دی ہوئی ہدایات کی روشنی میں) استعمال کیا جائے۔ اور جو لوگ ایسا نہ کر کے اپنی من مانی کریں وہ کفر کا راستہ اختیار کرنے والے ہیں۔ اللہ کی بتائی ہوئی صراط مستقیم کو چھوڑ کر جب بھی انسان دنیا میں من مانی کرنے لگتا ہے یہ دنیا فساد سے بھر جاتی ہے۔ یہ بات تاریخ کی روشنی میں ہر زمانے میں نظر آتی ہے اور آج کا مادّی دور تو اس کی واضح ترین مثال ہے۔ آج انسان مادّی ترقی کے آسمان کو پہنچ رہا ہے لیکن امن وسکون سے دنیا تقریباً خالی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ (الروم:۴۱)

خشکی اور تری ہر جگہ لوگوں کے اعمال کے نتیجے میں فساد چھا گیا ہے تاکہ اللہ ان کے بعض کرتوتوں کا مزہ چکھائے تاکہ یہ رجوع کریں۔

کہیں فساد ظاہر ہونے سے مراد وہاں کے نظام کا درہم برہم ہونا ہے۔ اس سے لازماً وہاں کا امن وسکون برباد ہو جاتا ہے۔ یہ عذاب کی وہ صورت ہے جو دنیا میں انسان کو متنبہ کرنے کے لیے ظاہر ہوتی ہے تاکہ وہ غفلت سے ہوشیار ہو کر اپنے رب کی بندگی کی سیدھی راہ پر آجائے۔ اللہ رب کائنات (وسع کرسیہ السموت والارض ۔البقرہ:۲۵۵)، احکم الحاکمین (التین:۸) ہے۔ ایک سلیم الفطرت انسان جب آفاق وانفس میں غور کرتا ہے تو اسے کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح اور تعریف کرتی ہوئی اس کی فرماں برداری میں نظر آتی ہے اسی کے لیے بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ (التغابن:۱)

ظاہر ہے انسان کو بھی اللہ کی مرضی کے مطابق ہی زندگی گزارنا ہے لیکن کم ظرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان نہایت محدود دائرے میں ملے ہوئے تھوڑے سے اختیارات میں من مانی کرنا شروع کر دیتا ہے اور نتیجے کے طور پر فساد فی الارض سے دوچار ہوتا ہے اور اگر اپنی اصلاح نہ کر لے تو آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ یہ حالات مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ کبر و شرک:

تکبر کے معنی ہیں اللہ کے حق کو ادا نہ کرنا، اس کے حکم سے سرتابی کرنا اور اللہ کے بندوں کو حقیر جاننا۔ اور اسی سے جڑا ہوا شرک ہے جس میں انسان اپنی خواہشات نفس کو ہی اپنا معبود بنا لیتا ہے:

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ (الفرقان:۴۳)

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ (الجاثیہ:۲۳)

فساد فی الارض کی نہایت خطرناک شکلیں اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ عاد، ثمود، فرعون، نمرود وغیرہ نے اسی بنیادی مہلک مرض میں مبتلا ہو کر اپنے اپنے زمانے میں فساد مچایا اور ایک حد سے گزر جانے کے بعد ہلاک کر دیے گئے۔ نمرود پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بالکل واضح کر دیا کہ اس کے اختیارات نہایت عارضی اور محدود ہیں پھر بھی وہ کبر میں غرق رہا اور رب کریم کی بندگی کی طرف نہیں پلٹا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (البقرۃ:۲۵۸)

اسی طرح عاد و ثمود وغیرہ پر بھی رب کریم نے انبیاء کرام کے ذریعہ حق کو ثابت کیا لیکن انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو پسند کیا اور راہ راست پر نہ آئے (حم السجدہ:۱۵-۱۷)

اسی طرح فرعون نے بنی اسرائیل کو کمزور سمجھ کر ان کو دبا رکھا تھا اور انہیں کمزور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے کے لیے ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا (القصص:۴)

زمین میں اس طرح فساد مچا رکھنے کے باوجود جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اللہ کا پیغام پہنچایا اور اسے راہ راست کی طرف بلایا تو فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں نے الٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ پر ہی زمین میں فساد پھیلانے کا الزام لگانا شروع کر دیا۔ (الاعراف: ۱۲۷، المؤمن: ۲۶) کبر میں ان کا اندھا پن اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ ظلم و جور میں ڈوبے ہوئے اپنے طریقے کو ہی بہترین طریقۂ زندگی کہتے تھے۔ (طٰہٰ: ۶۳) اس طرح کی مثالیں آج بھی دنیا میں کم نہیں ہیں کہ کمزوروں پر مختلف بہانوں سے طرح طرح کے مظالم ڈھانے کے باوجود ظالمین اپنے طریقوں کو ہی تہذیب اور شائستگی کا نام دیتے ہیں۔ لیکن سنت اللہ کے مطابق ایک حد گزر جانے کے بعد حق کی مخالفت کرنے والے اہل باطل ہی خسارے میں پڑتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ○
(المؤمن: ۷۸)

پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اس موقع پر اہل باطل (جھوٹے لوگوں) نے خسارا اٹھایا۔

اور یہی بات اصولی انداز میں آگے بیان کی گئی کہ آخر کار حد سے گذرنے والے نافرمان ہی برباد ہوتے ہیں۔

سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ○
(المؤمن: ۸۵)

یہی اللہ کا طریقہ ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے۔ اور اس (عذاب) کے موقع پر کافروں نے خسارہ اٹھایا۔

۲- منافقت:

منافق بظاہر مسلمان ہوتے ہیں لیکن اللہ کی رضامندی کے بجائے انہیں اپنے مفادات اور اپنی عافیت و انانیت زیادہ مطلوب ہوتی ہے۔ اللہ کے راستے میں انہیں خطرات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آتے ہیں تو وہ اللہ کے دشمنوں سے بھی بنا کے رکھتے ہیں تا کہ ان کے دنیاوی مفادات جس طرف محفوظ نظر آئیں اسی طرف ہو جائیں۔ یا کم از کم اپنے کو پریشانیوں سے بچائے رکھیں۔ ظاہر ہے اس سے فساد کی راہیں نکلتی ہیں لیکن منافقین اسی کو اصلاح سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ قَالُواْ إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَo أَلا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَـكِن لاَّ يَشْعُرُونَo (البقرہ:۱۱-۱۲)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ سن لو! بے شک وہی فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔

اسی طرح متکبرین منافقین کا حال بیان ہوا ہے کہ دنیا کی زندگی کے معاملے میں وہ بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں لیکن وہ سخت جھگڑالو ہوتے ہیں اور جہاں موقع ملتا ہے فساد سے باز نہیں آتے اور اللہ سے ڈرنے کے بجائے ان کا کبر و غرور انہیں برائیوں پر ابھارتا رہتا ہے۔ (البقرہ:۲۰۴-۲۰۵)

۳- ناشکری:

اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں اور نعمتوں کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال نہ کرنا اس کی ناشکری ہے ہمیں جو کچھ ملا ہوا ہے وہ رب کریم کی طرف سے ہماری آزمائش کے لیے دیا گیا ہے۔ اور امتحان یہی ہے کہ ہم مالک حقیقی کی پر خلوص بندگی کریں۔ اس کی عطا کردہ چیزوں کو اسی کی مرضی کے مطابق استعمال کریں اور اپنی حدودِ بندگی سے کبھی تجاوز نہ کریں ورنہ رب کریم کے نظام میں خلل پیدا ہوتا ہے اور یہی فساد فی الارض کی بنیاد ہے۔ رب کریم کی نافرمانی کی ہر صورت میں اس کی ناشکری کا پہلو نظر آتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

أَلا لَهُ الْخَلْقُ وَالأَمْرُ تَبَارَكَ اللّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ادْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفاً وَطَمَعاً إِنَّ رَحْمَتَ اللّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ o (الاعراف:۵۴-۵۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے روا ہے اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔ تم اپنے رب کو آہ وزاری کرتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین کی اصلاح کے بعد تم اس میں فساد نہ کرو اور اللہ کو خوف سے اور طمع کرتے ہوئے پکارو، بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

احسان ناشناسی اور ناشکری کی ایک مثال قرآن نے قارون کے کردار میں بیان کی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کے خزانے دیے تھے لیکن اس نے ناشکری کا رویہ اختیار کیا۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا کہ:

لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ○ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ○ (القصص:۷۶-۷۸)

اترا ؤ مت! اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں آخرت کے طالب بنو اور دنیا میں سے اپنے حصہ کو نہ بھولو۔ اور جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے تم بھی (دوسروں کے ساتھ) احسان کرو، اور زمین میں فساد نہ چاہو، اللہ تعالیٰ فساد چاہنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ میرے ذاتی علم کی بدولت ملا ہے۔

وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ جسے وہ ذاتی علم سمجھ رہا ہے وہ بھی اللہ ہی کا دیا ہوا ہے چنانچہ جب وہ تباہی سے دوچار ہوا کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔

وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ کی جو تعلیم اس آیت میں دی گئی ہے وہ آزمائش کے پہلو سے بہت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آزمائش کے لیے، جو نظام قائم فرمایا ہے وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ اور ایک کے درجے دوسرے پر بلند کیے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اسی میں تم کو آزمائے۔ (الانعام:۱۶۵) اس میں اگر اس تعلیم پر عمل نہ ہوگا تو نظام میں بگاڑ پیدا ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت کی جزا و سزا سے غفلت:

جب تک انسان کو آخرت کی جزا و سزا کا یقین نہ ہو اور اسے اس بات کا یقین نہ ہو کہ وہ ہر وقت علیم و خبیر رب العالمین کی نظر میں ہے جو دلوں کے حال کو بھی جانتا ہے اور ساری مخلوق کا پروردگار ہے اس وقت تک وہ اپنی من مانی کرنے سے نہیں رکتا اور فساد فی الارض کا باعث بنتا رہتا ہے۔ آخرت کو مان لینے کے بعد چوں کہ انسان پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اپنی خواہشات پر روک لگا کر دوسروں کے حقوق ادا کرنے پڑتے ہیں۔ فسق و فجور کو ترک کرنا پڑتا ہے اس لیے وہ اس سے بھاگتا ہے اور آخرت کی جواب دہی سے فرار کی کوئی راہ نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

بَلْ يُرِيْدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ o يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ o (القیمۃ:۵-۶)

بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آئندہ بھی نافرمانیاں کرتا رہے اس لیے پوچھتا ہے قیامت کا دن کب آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری سے رخ موڑنے کی وجہ سے انسانی تاریخ میں جب کبھی اور جہاں کہیں بھی فساد فی الارض کی کوئی صورت ظاہر ہوئی رب کریم نے کسی نبی یا رسول کو بھیج کر اس کی اصلاح کر دی۔ خاتم الانبیاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب یہ ذمہ داری مسلم امت پر ہے جس کے پاس انسانی صلاح و فلاح کا نسخۂ کیمیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن و سنت کی صورت میں چھوڑ گئے ہیں اور جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود رب کریم نے لے لی ہے۔ ارشاد ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ o (الحجر:۹)

بے شک ہم ہی نے یہ ذکر (نصیحت اور یاد دہانی یعنی قرآن) نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

نصیحت اور یاد دہانی کے پہلو کو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے فرمودات کو بھی محفوظ کر کے قیامت تک کے لیے باقی رکھا گیا ہے(۱)۔

امت مسلمہ کے لیے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّه (آل عمران:۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کی گئی ہے، تم معروف کا حکم دیتے ہو اور منکر سے روکتے ہو، اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہی ساری کائنات میں معروف اور اس کی نافرمانی منکر ہے(۲)۔ لیکن اس کی سمجھ اللہ رب العالمین پر ایمان کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اللہ پر ایمان کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی فساد فی الارض کا علاج ہے۔

حواشی

۱- صلاح الدین یوسف، تفسیری حواشی، القرآن الکریم مع اردو ترجمہ وتفسیر، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، ص:۱۲۷

۲- وسیم احمد، آؤ قرآن کی روشنی میں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، مکتبہ الفہیم مؤناتھ بھنجن، یوپی۔ ص:۸۳-۹۶، دسمبر ۲۰۱۳ء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد فی الارض کی تعریف اور جہات قرآنی آیات کی روشنی میں

محمد سمیع اختر فلاحی

'فساد فی الارض' قرآن مجید کی ان جامع ترین اصطلاحات میں سے ایک ہے جو وسیع تر معانی ومفاہیم پر مشتمل ہے جس کی تعبیر وتشریح کے لیے صفحات نہیں بلکہ دفتر درکار ہے۔ قرآنی اصطلاح میں فساد کا مفہوم صرف وہی نہیں جو بادی النظر ہمارے ذہنوں میں آتا ہے یعنی شرعی احکام کی خلاف ورزی، معاشرے میں اخلاقی برائیوں کا رواج اور دینی فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی وغیرہ، بلکہ قرآن مجید نے لفظ 'فساد' کو اس سے کہیں زیادہ وسیع مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ قرآن نے عصیان و نافرمانی، طغیان وسرکشی، شرک و الحاد، کذب ونفاق، ضلالت وگمرہی، زنا وبدکاری، عریانیت وفحاشی، سرقہ ورہزنی، ظلم وزیادتی، فریب وبدعہدی، سرقہ وناپ تول میں کمی، سودی کاروبار اور صلۂ رحمی کا عدم لحاظ غرضیکہ ہر طرح کے اعتقادی، اخلاقی، روحانی، انسانی، اجتماعی، سماجی اور سیاسی برائیوں کے لیے وقتاً فوقتاً اس لفظ کا استعمال کیا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی شریعت کا پورا فلسفہ اور قرآنی تعلیمات کا لب لباب درحقیقت ان دو قرآنی اصطلاحات یعنی ''فساد' اور ''اصلاح'' کی تعبیر وتشریح میں مضمر ہے۔ یہ لفظ اپنے جلو میں ہر طرح کے فساد وبگاڑ، انحراف وانتشار اور بدانتظامی وبے اعتدالی کو محیط ہے۔ چونکہ سیمینار کا مرکزی موضوع ''سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات'' ہے لہٰذا میں فساد فی الارض کے دیگر پہلوؤں کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے انسانی معاشرے پر پڑنے والے اس کے اعتقادی، اخلاقی اور معاشرتی انعکاسات تک اپنی گفتگو کو محدود رکھنے کی کوشش کروں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اگر ہم انسانی تاریخ کا معروضی اور تدریجی مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس زمین پر تاریخ انسانی کے ہر دور میں دو ہی گروہ رہے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نیک بندوں یعنی صالحین و مصلحین کا اور دوسرا طاغوتی صفات کے حامل بغاوت و سرکشی پر مصر مفسدین کا گروہ۔ مفسدین کے غالب آنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی زمین شر و فساد، ظلم و زیادتی، جور و استحصال، کفر و الحاد، باہمی منافرت و دشمنی، قتل و غارت گری کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔ جب کہ مصلحین کے غالب آنے کی صورت میں یہی زمین امن و امان، سکون و اطمینان، عدل و مساوات، اخوت و محبت اور نصح و خیر خواہی کا گہوارہ بن جاتی ہے۔ موجودہ دور میں نہ صرف ہمارا معاشرہ بلکہ پوری دنیا 'فساد فی الارض' کی بدترین شکل سے دوچار ہے۔ خواہ دور جدید کے مفسدین اسے تہذیبی ترقی، جدت پسندی، معاشی خوشحالی اور علمی بیداری کا نام ہی کیوں نہ دیں مگر آج انسانیت ہر جگہ بری طرح لہو لہان اور انسان امن و سکون کا متلاشی ہے جو اسے دین اسلام اور اسلامی شریعت کے زیر سایہ ہی میسر آ سکتا ہے۔ آگے بڑھنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ''فساد'' کے لغوی و اصطلاحی مضمرات پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔

لغوی معنی میں:

مشہور لغت نویس ابن منظور کا کہنا ہے ''**الفساد نقیض الصلاح و المفسدة خلاف المصلحة**'' یعنی فساد دراصل اصلاح کی ضد ہے اور مفسدۃ صلح کے مخالف مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) راغب اصفہانی کا ماننا ہے کہ ''**الفساد هو خروج الشئ عن الاعتدال قليلا كان الخروج عنه او كثيراً**'' یعنی فساد کسی بھی چیز کا اعتدال سے ہٹ جانے کا نام ہے خواہ یہ انحراف زیادہ ہو یا کم۔ (۲) مرتضی زبیدی فیروز آبادی لکھتے ہیں: ''**الفساد هو أخذ المال ظلما، وتفاسد القوم يعنى تقاطعوا الارحام**'' فساد یعنی کسی کے مال پر ناحق قبضہ کر لینا، قوم کا باہم فساد میں مبتلا ہونا اور قرابت داریوں کو منقطع کرنا''۔(۳)

اس کے لغوی معانی پر غور کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ماہرین لغت نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لفظ کو عام طور پر خیر وصلاح کی ضد کے طور پر ہی استعمال کیا ہے۔ اس کا واضح مطلب چیزوں کا ان کی اصل غرض و غایت یعنی اعتدال سے ہٹ جانا ہے اور کسی چیز سے وہ نتائج برآمد نہ ہونا ہے جس کے لیے اس چیز کو وضع کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ہر چیز کو ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اور اسے اس کام پر مامور کر دیا ہے اگر اس کے متوقع عمل میں کسی طرح کا کوئی نقص لاحق ہو جائے تو قرآن اس نقص کو فساد سے تعبیر کرتا ہے۔ اسی طرح اگر انسانی جسم کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو ہم کہیں گے کہ جسم فساد کا شکار ہو گیا۔ اور مختلف دواؤں کے ذریعہ اس کے علاج کی کوشش کی جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان اور اس زمین کو بھی ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیا ہے، انسانوں کے مابین امن وامان اور الفت واخوت قائم رکھنے اور زمین کے نظم ونسق کو بہتر انداز پر چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے چند اجتماعی، اخلاقی اور فطری اصول وقوانین متعین کر دیے ہیں اور ان اصولوں کی خلاف ورزی کو فساد اور ان کی پیروی کو اصلاح سے تعبیر کیا ہے۔ فساد فی الارض ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض عمل رہا ہے۔ فساد فی الارض کا براہ راست تعلق زمین اور انسان سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی فساد کا ذکر آیا ہے وہاں 'زمین' اور 'مفسدین' کا ذکر ضرور موجود ہے۔

قرآن حکیم میں تقریباً پچاس مقامات پر لفظ ''فساد'' اور اس کے مشتقات کا استعمال ہوا ہے اور ان میں سے چالیس مقامات پر اس لفظ کے ساتھ ''الارض'' کا ذکر موجود ہے۔ کبھی اس فساد کی نسبت ''برّ و بحر'' اور کبھی اس کی اضافت آسمان وزمین کی طرف بھی کی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے باغی، سرکش، نافرمان، مشرک اور منافق انسانوں کے لیے کیا گیا ہے، جن کو دنیا میں اپنی قوت و طاقت، ثروت ودولت اور اقتدار وحکومت پر بڑا کبر وغرور تھا۔ اسی طرح جب ہم قرآن میں اس وسیع وعریض کائنات کی تخلیق اور ان میں موجود بے شمار اجرام فلکی کے مابین موجود غایت درجہ ترتیب وانتظام اور ان کے پیچھے موجود مقصد وحکمت پر غور کرتے ہیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات کی بزم کو انسانوں کے لیے ہی آراستہ کیا ہے۔ اس پوری کائنات کی تخلیق کا مقصد اس دنیا میں بنی آدم کے وجود کو مستحکم بنانا اور اس کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ سہولیات فراہم کرانا ہے اور دوسری طرف بنی آدم کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور وقتاً فوقتاً اس کی جانب سے آنے والی شریعتوں اور مبعوث کیے جانے والے رسولوں کی اتباع و فرمانبرداری ہے۔ اگر آپ غور کریں تو محسوس ہوگا کہ اس روئے زمین پر تمام تر سرگرمیوں اور ہر طرح کی چلت پھرت کا مرکزی محور انسان ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات کی تمام ہی مخلوقات پر فوقیت عطا کی ہے یہاں تک کہ ملائکہ سے بھی افضل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بے شمار مخلوقات کے درمیان سب سے بہترین ساخت عطا فرمایا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ o ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ o إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (التین: ۵-۶)

ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم نے اسے الٹا پھیر کر سب نیچوں سے نیچ کر دیا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف بہترین ساخت پر پیدا ہی نہیں کیا بلکہ کائنات میں موجود ساری چیزوں کو بھی اس کے لیے مسخر فرما دیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اپنے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے اس دنیا کے نظم و نسق کو اپنے بتائے ہوئے اصول و قوانین کے مطابق چلانے کی ذمہ داری بھی اس کے سپرد فرما دی۔ ان احسانات اور انعامات کا فطری تقاضا تو یہ ہے کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کے حمد و شکر اور ہر معاملے میں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا جذبہ پیدا ہو اور شکر و امتنان کے اظہار کا یہی جذبہ اصلاح اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کی خلاف ورزی و سرکشی ہی ''فساد'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کے بعد اس کی خلافت کی ذمے داری آسمان و زمین کے روبرو پیش کیا مگر اس بار گراں کو اٹھانے سے سب نے انکار کر دیا لیکن انسان نے بظاہر اپنی ناتوانی و کمزوری کے باوجود اس عظیم ذمے داری کو قبول کر لیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی تخلیق اسی فریضے کی ادائیگی کے لیے فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً'' (الاحزاب:۷۲)

ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم و نادان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام یعنی بنو آدم کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کی فطرت میں خیر و شر اور اصلاح و فساد دونوں ہی طرح کی خصوصیات کو ودیعت فرما دیا تھا لیکن فرشتوں کی طرح انسان کو اپنی حمد و تقدیس اور اپنی عبادت و اطاعت کا مکلّف بنانے کے بجائے اس کے سامنے اطاعت و فرمانبرداری اور عناد و سرکشی دونوں ہی راستوں کے عواقب و نتائج کو واضح کرتے ہوئے اسے ان دونوں کے درمیان اختیار کی آزادی بھی دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت ارادی اور خود مختاری عطا کرتے ہوئے اس بات سے خبردار بھی کر دیا تھا کہ دنیا و آخرت دونوں جہاں میں کامیابی کا راستہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کے احکام کی بجا آوری، اور اس زمین میں امن و امان اور عدل و مساوات قائم کرنے میں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑنے، اس کی شریعت سے بغاوت کرنے اور زمین میں شر و فساد کا بازار گرم کرنے کا انجام اس دنیا میں ہلاکت و تباہی اور آخرت میں جہنم و رسوائی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے تفویض کردہ اپنے محدود اختیارات کی بدولت حضرت آدمؑ کی سرشت میں موجود ''فساد'' کی اسی منفی خاصیت کا ادراک کرتے ہوئے اللہ کے حضور اپنے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ یہ انسان ان اختیارات سے سرفراز ہونے کے بعد زمین میں خون خرابہ پھیلائے گا، عناد و سرکشی کا راستہ اختیار کرے گا اور فساد و بگاڑ کا موجب ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○ (البقرۃ:۳۰)

اور یاد کرو اس وقت کو جب تمہارے رب نے فرشتوں کو خبر دی کہ ''میں زمین میں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ بنانے والا ہوں'' تو انھوں نے عرض کیا: ''کیا آپ زمین میں کسی ایسی مخلوق کو اپنا نائب مقرر کرنے والے ہیں جو زمین میں فساد و بگاڑ پیدا کرے گا اور خون خرابہ کرے گا: ہم تو حمد و ثنا کے ساتھ آپ کی تسبیح اور آپ کی تقدیس کر ہی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں وہ جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔

ملائکہ کا یہ استفسار کسی اعتراض یا بنی آدم سے حسد کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق سے قبل فرشتوں کو ان کی بعض خصوصیات اور خاص طور پر فساد سے متعلق منفی خاصیت کے متعلق باخبر کر دیا تھا تو یہ سن کر فرشتوں نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے پیش نظر حکمت کو معلوم کرنے کی غرض سے یہ سوال کیا کہ اگر حضرت آدمؑ کی تخلیق کا مقصد محض تسبیح و تقدیس ہے تو اس کام کو فرشتوں سے بہتر بھلا اور کون انجام دے سکتا ہے! اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کا علم نہایت محدود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی تخلیق سے متعلق ان کے خدشات کو یہ کہتے ہوئے ختم کر دیا کہ تمھیں اس کی دیگر خصوصیات کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ یہی وہ مبارک تخلیق ہے جس کے صلب سے قیامت تک باغی، سرکش اور مفسدین کے علاوہ بڑی تعداد میں انبیاء کرام، مصلحین عظام اور اللہ تعالیٰ کے صالح اور مخلص بندے بھی پیدا ہوتے رہیں گے جو اس زمین میں فساد و بگاڑ کی جملہ شکلوں کو ختم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق یہاں امن و امان، صلح و آشتی اور عدل و مساوات قائم کریں گے۔ مفسرین نے بعض کمزور روایتوں کی مدد سے حضرت آدمؑ کی تخلیق سے متعلق ملائکہ کے استفسار کی ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ بنی آدم سے قبل اس روئے زمین پر جنات کی مخلوق آباد تھی اور جب ان کے درمیان فساد و بگاڑ اور قتل و غارت گری حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ زمین سے ان کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا اور اسی بنا پر شاید فرشتوں کو بنو آدم سے متعلق بھی فساد اور خون خرابے کا خدشہ لاحق ہوا۔ (۴)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس خدشے کی تردید فرماتے ہوئے مزید فرمایا کہ اس کے سامنے شکر و اطاعت اور کفر و عصیان دونوں راستے کھلے ہوں گے اور اسے ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کی آزادی ہوگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً'' (سورہ الدھر:۳)

پھر ہم نے اسے راستہ دکھایا خواہ شکر کا راستہ اختیار کرے یا کفر کرنے والا بنے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اس کرۂ ارض کا خلیفہ بنانے کے ساتھ ہی اس دنیا کے نظم و انصرام کو بہتر طور پر چلانے، یہاں امن و امان، عدل و مساوات اور انسانیت کے احترام و اکرام کو یقینی بنانے کے لیے چند احکام بھی متعین فرما دیے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی بعثت کے ایک طویل سلسلہ اور وقتاً فوقتاً آسمانی صحیفوں کے نزول کے ذریعہ زمین میں قیام امن و امان کے اصولوں کی تجدید و تذکیر کا بھی اہتمام فرمایا اور اپنی ہدایات میں یہ واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں کی جانب سے زمین میں فساد و بگاڑ پھیلانے سے زیادہ ناپسندیدہ اور کوئی عمل نہیں ہے۔ اور یہ بھی واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ اس زمین میں فساد و انتشار پھیلانے والوں کو دنیا میں بھی دردناک ہلاکت سے دوچار کرتا ہے اور آخرت میں تو مفسدین کے لیے عبرت ناک عذاب پہلے سے ہی متعین ہے۔ انسانوں کے اندر صفت فساد کو ودیعت کرنے کے پیچھے ایک بڑی حکمت یہ بھی پوشیدہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نیک، صالح، مخلص، اطاعت گذار، متقی اور پرہیزگار بندوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی شریعت کی مخالفت، انبیاء کی رسالت کا انکار اور زمین میں فساد برپا کرنے والے باغی و سرکش انسانوں کا امتحان ممکن ہو اور ان کے درمیان عدل کیا جا سکے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ ''فساد فی الارض'' کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فساد فی الارض قرآن مجید کی ایک اصطلاح ہے جس کا مفہوم اس نظام حق کو بگاڑنے کی کوشش کرنا ہے جو اللہ واحد کی عبادت اور اس کے احکام و قوانین کی اطاعت پر مبنی ہوتا ہے اور جس کی دعوت انبیاء کرام لے کر آتے ہیں۔ اس کائنات کا نظام تکوینی اس وجہ سے قائم ہے کہ اس کے اندر ایک ہی رب قدیر و قہار کا ارادہ کارفرما ہے۔ اگر اس کے اندر کسی اور کا زور و اختیار چلتا ہوتا تو یہ آن کے آن میں درہم برہم ہو کر رہ جاتا۔ اس طرح اس کے نظام تشریعی کے اندر کسی اور کی عبادت و اطاعت کے جواز یا دخل کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے اس کا نظام بالکل ہی بگڑ کر رہ جاتا ہے اور یہ بگاڑ سارے نظام تمدن کو خراب کر کے رکھ دیتا ہے۔ ہر وہ کوشش قرآن کے نزدیک فساد فی الارض کے حکم میں داخل ہے جو اس بگاڑ کا دروازہ کھولے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ یہ کوشش بظاہر اصلاح کے نیک ارادے کے ساتھ ہی کیوں نہ کی جائے''۔(۵)

قرآنی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی اس زمین میں امن وامان، عدل ومساوات اور خیر وصلاح کو پسند فرمایا ہے جب کہ کفر وشرک، عصیان و سرکشی، ضلالت وگمرہی، عریانیت وفحاشی، ظلم وزیادتی اور دیگر اخلاقی وسماجی برائیوں کو ''فساد فی الارض'' سے تعبیر کرتے ہوئے مفسدین کو دنیا وآخرت دونوں جگہ دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے اور ایمان والوں کو فساد کی جملہ شکلوں سے دور رہنے اور انسانیت کو اس کے مہلک اثرات سے محفوظ رکھنے کی دعوت دی ہے۔ تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں موجود قوموں نے جب تک اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زمین میں عدل و مساوات کو قائم رکھا، منکرات وفواحش سے اجتناب کیا، اعمال خیر میں مسابقت کی روش اختیار کی اور اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرتے ہوئے دنیوی زندگی بسر کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کے مستحق اور زمین میں عزت واقتدار کے حقدار ہوئے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اگر ہم آج ''فساد فی الارض'' کے مفہوم پر غور کریں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ نہ صرف ہمارے معاشرے میں بلکہ پوری دنیا میں فساد کی مختلف اعتقادی، فکری، اخلاقی، اجتماعی، اقتصادی، سیاسی اور ماحولیاتی شکلیں ابھر کر سامنے آچکی ہیں۔ انسانیت کے سامنے آج فساد فی الارض کی سب سے بھیانک شکل اخلاقی انارکی اور جنسی بحران ہے جس نے آج خاندانی ومعاشرتی نظام کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور انسانی رشتوں کی تقدیس کو بے معنیٰ کر دیا ہے۔ قرآن نے فساد کی ان تمام شکلوں کی بنیادی وجہ خود انسان اور اس کے کرتوتوں کو قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ (الروم:۴۱)

خشکی وتری ہر جگہ لوگوں کے اعمال کے نتیجے میں فساد چھا گیا ہے تا کہ اللہ ان کے کرتوتوں کا مزہ چکھائے شاید کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

خشکی وسمندر ہر جگہ انسان اپنی بداعمالیوں، اخلاقی برائیوں، اللہ اور اس کے دین اسلام کے تئیں باغیانہ روش کی بدولت ہلاکت وبربادی کے نرغے میں گھر چکا ہے۔ اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صنعتی ترقی میں مسابقت اور دولت کمانے کی اندھی دوڑ میں فطرت کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سمندر اور زمین دونوں کو آلودہ کر دیا ہے۔ اس دنیا میں موجود طبعی عوامل اور تمدنی عوامل کے درمیان ایک طرح کا تال میل ہوتا ہے اور دونوں باہم دگر مربوط ہوتے ہیں۔ یہ آئے دن رونما ہونے والے خوف ناک سمندری طوفان، ہلاکت خیز زلزلے، تباہ کن سیلاب، ویران کن خشک سالی جیسے قدرتی آفات فساد فی الارض کے طبعی عوامل ہیں۔ کفر، شرک، الحاد، ظلم، استحصال، عصیان، طغیان، بغاوت، اسراف، تبذیر، جنسی بے راہ روی، عریانیت و فحاشی وغیرہ انسان کی معاشرتی زندگی کو جہنم بنانے کے ضمن میں فساد فی الارض کے تمدنی عوامل ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مفسدین کے عبرت ناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے عام انسانوں کو ان کی غلط روش سے دور رہنے اور مصلحین کے اوصاف حسنہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اب میں قرآنی آیات کی روشنی میں اخلاقی فساد کی بعض نمایاں شکلوں کا ذکر کروں گا تاکہ ''فساد فی الارض'' کے تمدنی و اخلاقی پہلو کا قرآنی تصور واضح ہو جائے۔

کفر و شرک:

قرآن نے کفر و شرک کو فساد فی الارض کا بنیادی سبب قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مشرکین کو مفسدین سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اسلام کو دین برحق کی حیثیت سے تمام بنی نوع انساں کے لیے پسند فرمایا ہے جس کا بنیادی رکن توحید ہے۔ اسلام شرک فی الذات اور شرک فی الصفات کی تمام شکلوں سے اپنی برأت کا اعلان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عناد و سرکشی کا رویہ اختیار کرنے والوں کو مفسد قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (البقرہ:۲۰۵)

جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اپنی ساری توانائی زمین میں فساد پھیلانے، فصلوں اور نسلوں کو تباہ کرنے میں صرف کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فساد کو ہرگز پسند نہیں فرماتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''فَإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّ اللّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ'' (آل عمران:۶۳)

اگر وہ لوگ دین حق سے منہ موڑتے ہیں (تو ان کا فساد ظاہر ہو جائے گا) اور اللہ تعالیٰ تو مفسدین سے خوب واقف ہے۔

شرک درحقیقت زمین میں فساد کی جڑ ہے کیونکہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کامل ربوبیت پر یقین نہ ہو تو اس سے اصلاح کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ شرک میں ملوث ہونے کی صورت میں انسان اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس کی قدرت کاملہ کو چیلنج کرتے ہوئے اس کی ربوبیت اور حاکمیت میں دوسروں کو شریک کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو شرک کسی بھی صورت میں پسند نہیں ہے۔ کافر صرف توحید ہی کا منکر نہیں ہوتا بلکہ وہ آخرت، رسالت اور کتاب ہدایت کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے کیونکہ یہ سارے ارکان توحید کے مظاہر ہیں اور ظاہر ہے جب انسان کے اندر آخرت کا خوف اور قیامت کے روز اپنے اعمال کی جواب دہی کا احساس نہ ہو تو پھر اسے اس دنیا میں فساد کے راستے پر چلنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو توحید اور آخرت کی دعوت دیتے ہوئے اس دنیا میں مفسدین کا طرز اختیار کرنے سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْباً فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ○ (العنکبوت:۳۶)

اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ اس نے اپنی قوم کو اللہ واحد کی بندگی کرنے اور یوم آخرت پر یقین رکھنے کی دعوت دی اور خبردار کیا کہ زمین میں مفسدین کی طرح سرکشی نہ اختیار کرو۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ○ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ○ (الفجر:۱۱-۱۲)

یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں سرکشی کی روش اختیار کی اور زمین میں بہت زیادہ فساد پھیلایا۔

اللہ تعالیٰ نے شرک و کفر کو زمین میں فساد کا اہم سبب قرار دیا ہے۔ کفار و مشرکین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ہر دور میں حق کی مخالفت کی اور شرعی قوانین کے بالمقابل اپنی نفسانی خواہشات کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ان کی خواہشات کے حوالے کر دیا اور پھر مسلسل عذاب سے دوچار کیا۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ○ (النحل:۸۸)

جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا تو ہم نے بھی ان کو عذاب در عذاب میں مبتلا کیا اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں برپا کرتے رہے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ (یونس:۴۰)

ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے اور کچھ نہیں لائیں گے اور تیرا رب ان مفسدوں سے بخوبی واقف ہے۔

فرعون بھی جب اپنے کفر و عناد اور کبر و سرکشی کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق عذاب سے دوچار ہوا تو اسے یقین ہو گیا کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا طرز عمل فساد پر مبنی تھا لیکن اب مہلت کار ختم ہو چکی تھی۔ قرآن کہتا ہے:

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ (یونس:۹۰-۹۱)

حتی کہ فرعون جب ڈوبنے لگا تو بول اٹھا کہ میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی اطاعت کرنے والوں میں ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اب سے پہلے تو تم نے عصیان کا راستہ اختیار کیا اور فساد کرنے والوں میں شامل رہا۔

مختصر یہ کہ شرک زمین میں فساد کے پھیلنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ عقیدہ توحید کے بغیر ہم زمین میں کسی خیر و اصلاح کی توقع نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے شرک کے سوا تمام گناہوں کے معافی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ○ (الانبیاء:۲۲)

اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو زمین وآسمان دونوں کا نظام بگڑ جاتا، اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔

اجتماعی فساد:

نفاق: نفاق ایسا اجتماعی فساد ہے جس کا شکار کافر ومشرک ہی نہیں بلکہ مسلمان بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو بظاہر اپنی زبان سے توحید، رسالت اور آخرت کا اقرار کرتے نہیں تھکتے، اور جھوٹی قسموں سے اپنے اخلاص کا یقین دلاتے ہیں مگر ان کے دل کی گہرائیوں میں ایمان کی رمق موجود نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مفسدین کے زمرے میں شامل کرتے ہوئے دردناک عذاب کی خبر دی ہے۔ اور ان کا فساد مخلص مسلمانوں اور معاشرے کے حق میں کفار ومشرکین سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ وہ بظاہر اپنے آپ کو مخلص اور مصلح کہتے ہیں مگر زمین میں ان کے فساد و بگاڑ کی سرگرمیوں سے اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ○ (البقرہ:۸)

بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں، حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ○ (البقرہ:۲۵)

اور جب کبھی ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو انھوں نے یہی کہا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مشرکین سے بھی زیادہ خطرناک بتایا ہے اور ان کے لیے عبرت ناک سزائیں مقرر کر رکھی ہیں اور ان کے لیے مغفرت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا ہے کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو کفار سے زیادہ ان منافقین نے نقصان پہنچایا ہے۔ وہ بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اپنی حرکتوں سے باطل کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور معاشرے میں فساد کی جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں۔

وعدہ خلافی اور صلہ رحمی سے بیزاری:

ایک صالح انسانی معاشرے کی تعمیر میں انسانی رشتوں کے پاس ولحاظ کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام نے حقوق العباد کے ضمن میں صلہ رحمی کو مضبوط کرنے اور وعدوں کی پابندی کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ باہمی رشتوں کو توڑنے اور وعدہ خلافی کرنے کو فساد فی الارض سے تعبیر کیا ہے۔ انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے اجتماعیت پسند واقع ہوا ہے اور اجتماعی زندگی کو مستحکم بنانے میں رشتوں اور وعدوں کے تحفظ کی بڑی اہمیت ہے۔ آج بھی معاشرے میں فساد و بگاڑ کی ایک بڑی وجہ انسانی رشتوں کا ٹوٹنا اور رشتے داریوں کا بے معنیٰ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً o (النساء:۳۶)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، پڑوسی رشتے دار، پڑوسی دوست، مسافر، غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو تمہارے قبضے میں ہوں ان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرو، جان لو اللہ تعالیٰ متکبر اور مغرور لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً o (النساء:۲۱)

اس اللہ سے ڈرو جس سے تم مدد مانگتے ہو، رشتے داری، قرابت داری کو بگاڑنے سے پرہیز کرو، اللہ تعالیٰ ہر آن تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ○ (محمد:۲۲)

اگر تم نے روگردانی اختیار کی تو تم پھر سے زمین میں فساد برپا کرو گے اور رشتے داریوں کو کاٹنے کا کام کرو گے۔

الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ○ (التوبہ:۲۷)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوطی سے کیے گئے عہد کو توڑ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا ان کو کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، حقیقت میں وہی لوگ گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

اس طرح قرآنی تعلیمات کے مطابق نقض عہد اور قطع ارحام دونوں کا تعلق 'فساد فی الارض' سے ہے اور قرآن نے دونوں کو ایک دوسرے کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'تم میں سے جس کسی کے اندر یہ چار خصلتیں پائی جائیں تو وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہے تو اس کے اندر نفاق کی ایک علامت ہے یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے یعنی جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے، جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب بحث کرے تو غلط بیانی سے کام لے''۔(۶) ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ سے افضل عمل نہ بتادوں! صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، ہاں کیوں نہیں! آپ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کو مضبوطی سے پکڑلو کیونکہ باہمی رشتوں کا بگاڑ ہی سابقہ قوموں کی ہلاکت کا سبب بنا''۔(۷)

ناپ تول میں کمی:

قرآن نے ناپ تول میں کمی کرنے کو سنگین اجتماعی و اخلاقی جرم قرار دیا ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو مفسدین کی فہرست میں شامل کیا ہے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور سخت ترین عذاب کے سزاوار ہیں۔ یہ وہ معاشرتی برائی ہے جس سے انسانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کا اقتصادی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور بعض لوگ ناجائز طور سے مکر و فریب کے ذریعہ دوسروں کا مال کھانے لگتے ہیں اور غریبوں کا استحصال کرتے ہیں۔ عام طور پر تجارت پیشہ حضرات اور سرمایہ دار اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے حقوق کی حفاظت کو یقینی بنایا تا کہ معاشرہ فتنہ و فساد سے محفوظ رہے اسی طرح قرآن نے سود اور سود پر مبنی لین دین کو بھی حرام قرار دیا ہے اور فساد فی الارض میں شامل کیا ہے۔ حضرت شعیبؑ کی قوم ناپ تول میں کمی کے اخلاقی فساد میں مبتلا تھی، اللہ تعالیٰ نے اس پر گرفت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ. وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ○ (ھود:۸۴-۸۵)

تم ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، آج میں تمھیں اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں مگر عنقریب اللہ کا عذاب تمھیں گھیرے گا، اے برادران قوم ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش نہ کرو۔

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ. وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ. وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ○ (الشعراء:۸۱-۸۲)

پیمانے ٹھیک سے بھرو، کسی کو گھاٹا نہ دو، صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ. الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ. وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ○ (المطففین:۱-۳)

تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ تول کر دیتے ہیں تو گھٹا دیتے ہیں۔

سرقہ:

قرآن نے چوری کو بھی فساد فی الارض کے مساوی قرار دیا ہے۔ چوری کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ انسان اس مال و دولت کو حاصل کرنا چاہتا ہے جس کا وہ شرعی اور قانونی اعتبار سے حق دار نہیں ہے۔ معاشرے میں اجتماعی فساد پھیلنے کی یہ ایک بڑی وجہ ہے۔ سابقہ شریعتوں میں بھی چوری ایک سنگین اجتماعی جرم تھا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے بھی سرقہ کو سنگین اخلاقی جرم قرار دیتے ہوئے اسے فساد فی الارض سے تعبیر کیا تھا۔

قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ○ (یوسف:۷۳)

خدا کی قسم تم لوگ خوب جانتے ہو کہ ہم لوگ زمین میں فساد پھیلانے والے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم چوریاں کرتے ہیں۔

سرقہ صرف مال کا ہی نہیں ہوتا بلکہ کسی عہدہ و منصب کے اہل نہ ہونے کے باوجود اسے حاصل کر لینا، کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لینا، امانت میں خیانت کرنا غرضیکہ ہر طرح کی زیادتی و حق تلفی سرقہ کے حکم میں داخل ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس کسی نے اپنے بھائی کی بے عزتی کی ہو، یا اس کے ساتھ کسی طرح کی زیادتی کی ہو تو موت سے قبل اس سے نجات حاصل کر لے کیونکہ قیامت کے روز اس کے پاس کوئی درہم و دینار نہ ہوگا، اگر اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیک عمل ہوگا تو وہ مظلوم کو اس کے ظلم کے بقدر دے دیا جائے گا اور اگر اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہ ہوگی تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیے جائیں گے۔ (۸) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ میری امت کا مفلس کون ہے؟ میری امت کا مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے روز اپنی نماز، عبادات، صدقات کے ساتھ آئے گا اس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا ناجائز مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کی دل آزاری کی ہوگی تو ان میں سے ہر ایک کو اس کی نیکیاں تقسیم کر دی جائیں گی یہاں تک کہ جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور دوسروں کے حقوق کی تلافی نہ ہوگی تو پھر مظلوموں کے گناہ اس کے اعمال میں ڈال دیے جائیں گے یہاں تک کہ وہ جہنم میں پہنچ جائے گا۔'' (۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل و غارت گری:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی تمام تر مخلوقات میں سب سے افضل و اشرف بنایا ہے اور ناحق انسانی خون بہانے کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ قرآن نے ناحق کسی نفس واحد کے قتل کو پوری نوع انسانیت کے قتل کے مساوی قرار دیا ہے اور دنیا و آخرت دونوں جگہ اس جرم کی سخت ترین سزا مقرر کی ہے۔ قتل ناحق زمین میں فساد کا ایک اہم سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيْماًo (النساء:۹۴)

جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فرعون کو مفسدین میں شامل کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ناحق انسانوں کا خون بہایا کرتا تھا:

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعاً يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ o (القصص:۴)

واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی اختیار کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا، ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا اس کے لڑکوں کو قتل کرا دیتا اس کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا وہ فی الواقع مفسدوں میں سے تھا۔

قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ o (الاعراف:۱۲۷)

فرعون نے جواب دیا میں ان کے بیٹوں کو قتل کر دوں گا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھوں گا ہمیں ان پر پوری قدرت حاصل ہے۔

كَتَبْنَا عَلَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاًo (المائدہ:۳۲)

اس وجہ سے ہم نے بنواسرائیل پر یہ فرض کر دیا تھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کا قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک کو زندگی بخشی گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے اس دنیا کو ختم کر دینا اس کے بہ نسبت زیادہ آسان ہے کہ کسی مسلم کا ناحق خون بہے''۔(۱۰) ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز سب سے پہلے مقتولین کا فیصلہ کیا جائے گا''(۱۱)

اللہ تعالیٰ نے کسی قیمت اور کسی بھی صورت میں ناحق خون بہانے کی اجازت نہیں دی۔اس طرح قتل بے جا فساد فی الارض کی بدترین شکل ہے۔

دور جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے پر بھی سخت لعنت اور وعید فرمائی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے غربت اور فقر کے خوف سے رحم مادر میں پلنے والے جنین کو قتل کرنے یا حمل کو ساقط کرانے کو بھی قتل کا مجرم قرار دیا ہے۔

وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيراًo (۲۱)

اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی درحقیقت ان کا قتل ایک سنگین گناہ ہے۔

جنسی بے راہ روی:

قرآنی تعلیمات کے مطابق زمین میں اخلاقی فساد کی بدترین شکل جنسی بے راہ روی، زنا کاری اور اس کے محرکات وعوامل ہیں۔تمام ہی شریعتوں میں انسان کی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے فطرت کے مطابق چند پاکیزہ اخلاقی وسماجی اصول متعین فرما دیے ہیں، اور ان قوانین کی پابندی کو لازم قرار دیا ہے پھر ان کی خلاف ورزی پر کوڑے مارنے، پتھروں سے مار کر ہلاک کر دینے جیسی عبرت ناک سزائیں تجویز کی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے تمام ہی جنسی واخلاقی جرائم کو فساد فی الارض میں شمار کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ایک صالح اور پاکیزہ انسانی معاشرے میں اس قسم کے حیوانی وغیر فطری عمل کے لیے کوئی گنجائش نہیں اور یہ جرائم انسانیت کے لیے باعث ننگ و عار ہیں۔ اور ہر دور میں انسانی معاشرے میں فساد و بگاڑ پھیلنے کی ایک اہم وجہ جنسی بے راہ روی رہی ہے۔ موجودہ معاشرے میں بھی عورتوں کے خلاف جنسی جرائم کے واقعات میں تشویشناک حد تک اضافے کا سبب جنسی خواہشات کی تسکین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ حدود اور قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ عورتوں کے خلاف جنسی جرائم کے بعض وحشیانہ حادثات کے بعد غیر مسلم دانشوروں کی جانب سے بھی انسانی فطرت اور اجتماعی عدل سے ہم آہنگ اسلامی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے انسان کے جنسی جذبات کو دبانے یا ختم کرنے کے بجائے اس کی تکمیل کے لیے نکاح جیسا پروقار طریقہ متعین فرما دیا ہے جس پر عورتوں کی عزت و عصمت کے تحفظ اور بقائے نسل انسانی کا انحصار ہے لیکن آج کی نام نہاد ترقی یافتہ مغربی تہذیب نے نکاح کو مشکل اور زنا کاری کے موقعوں کو آسان بنا دیا ہے یہاں تک کہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے بغیر مرد و عورت کے مابین جنسی اختلاط کو قانونی جواز بھی فراہم کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ○ (بنی اسرائیل:۳۲)

زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت ہی برا فعل اور بڑا ہی برا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا. يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ○ (الفرقان: ۶۸-۶۹)

وہ لوگ اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور زنا کا ارتکاب نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا اس کی سزا پائے گا اور قیامت کے روز تو اسے کئی گنا عذاب دیا جائے گا اور اس میں وہ ذلت کے ساتھ ہمیشہ پڑا رہے گا۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ○ (النور:۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زانیہ اور زانی دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اللہ تعالیٰ کے حدود کے معاملے میں ان پر ترس کھانے کا جذبہ تمہارے دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔

مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد جب مکہ مکرمہ سے عورتیں ہجرت کر کے مدینہ آنے لگیں تو آپ ﷺ نے ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد چند معاملات میں ان سے عہد لیا کہ وہ چوری، زنا کاری اور قتل اولاد کا ارتکاب نہ کریں گی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ (الممتحنہ:۱۲)

اے نبی جب مومن عورتیں تمہارے پاس بیعت کے لیے آئیں تو وہ اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، بہتان تراشی نہ کریں گی اور معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کسی قوم میں زنا اور سود کا چلن عام ہو گیا اس نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو لازم کر لیا''۔ (۱۲) اسی طرح قرآن نے جنسی بے راہ روی کی دوسری قبیح ترین شکل ''لواطت'' یعنی ہم جنسیت کو بھی فساد فی الارض میں شمار کیا ہے۔ آج کے بعض ترقی یافتہ مہذب ممالک میں ہم جنسیت جیسے غیر فطری، غیر انسانی اور غیر اخلاقی عمل کو بھی قانونی درجہ دے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو اسی غیر فطری عمل کے پاداش میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ قوم لوط کا جنسی خواہشات کی تکمیل کا طریقہ صرف انسانی فطرت سے ہی نہیں بلکہ جانوروں کی خصلت سے بھی جدا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جنسی مباشرت کی جولذت زوجین کے درمیان رکھی ہے وہ اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے زوجین کی جسمانی ساخت اور فطری نفسیات کچھ اس اعتبار سے بنائی ہے کہ دونوں ہی جنس مخالف میں اپنے لیے کشش محسوس کرتے ہیں۔ ہم جنسیت کو قرآن نے فساد فی الارض کی بدترین شکل سے تعبیر کیا ہے جس کی سزا سنگ سار ہے۔ (۱۳)

حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلُوطاً إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ o أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَo قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَo (العنکبوت: ۲۸-۳۰)

اور یاد کرو لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا تم وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا ہے کیا تمہارا حال یہ ہے کہ مردوں کے پاس جاتے ہو، رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں علانیہ فحش کام کرتے ہو، تو اس کی قوم کے پاس اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا مگر انھوں نے کہہ دیا کہ ہمارے پاس اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ حضرت لوط نے کہا، اے میرے رب، ان مفسدوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

ظلم واستحصال:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ظلم واستحصال کی تمام شکلوں کو ''فساد فی الارض'' سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس زمین میں فرعون، ہامان جیسے ظالم حکمرانوں کو مفسدین میں شمار کیا ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی سرزمین کو ظلم وفساد، کفر وعصیان، نیز فطری، شرعی، اخلاقی اور انسانی قوانین کی خلاف ورزی سے بھر دیا تھا اور زمین میں نعوذ باللہ خدا بن بیٹھے تھے اور ظلم وزیادتی کی ساری حدوں کو پار کر چکے تھے۔

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِo فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَo (الفجر: ۱۲)

اور یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں سرکشی کی روش اختیار کی اور زمین میں بہت زیادہ فساد پھیلایا۔

درحقیقت ظلم واستحصال انسانی معاشرے میں عدل ومساوات اور امن وامان کے قیام کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بھی بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا اور انسانوں کو بھی کسی پر ظلم وزیادتی کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ انسانی معاشرے میں ظلم کی صورت میں ایک متمدن وپرسکون زندگی کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ ظلم متمدن معاشرے کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسراف وتبذیر:

قرآن مجید نے اسراف (کسی معاملے میں حد سے تجاوز کرنا) کی جملہ شکلوں کو بھی فساد فی الارض شمار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم کے ساتھ ہی اس کے اندر مختلف قسم کی رغبات وخواہشات کو بھی ودیعت فرمادیا تھا اور ان کی تکمیل کے جائز طریقوں کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ ان فطری رغبات کی تکمیل کی ایک حد بھی متعین فرمادی تھی اسی شرعی حد سے تجاوز کا نام ہی اسراف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی متعدد آیات میں مسرفین کو زمین میں فساد پھیلانے والوں سے تعبیر کیا ہے۔ فرعون، ہامان اور ان جیسے سرکش افراد کو مسرفین کی صف میں کھڑا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ○ (الاعراف:۳۱)

اے بنی آدم! کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

انسان عام طور پر ماکولات، مشروبات، تعمیرات اور تقریبات میں نام ونمود اور شان وشوکت کے اظہار کے لیے اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بسا اوقات اعتدال کی ساری حدوں کو پار کر جاتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں افراط و تفریط کے بجائے اعتدال کی روش کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مال و دولت جیسی عظیم نعمت اس لیے عطا کی ہے کہ وہ دنیا میں اپنی جائز ضرورتوں کی تکمیل کے بعد اسے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مصارف یعنی غرباء ومساکین کی امداد، فلاح عام کے دیگر اجتماعی و رفاہی کاموں پر صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دنیوی زندگی میں اسراف کی شکلوں کو واضح کرنے کے لیے متعدد مقامات پر قوم ''عاد'' کی مثال پیش کی ہے جو نہایت فارغ البال اور خوش حال قوم تھی وہ لوگ باغات وانہار سے گھرے ہوئے عالیشان مکانات میں رہتے تھے یہاں تک کہ پہاڑوں کو تراش کر ان میں عمدہ مکانات تعمیر کرتے تھے لیکن تعیّشات زندگی اور خواہشات نفسانی کے ایسے غلام تھے کہ اعمال خیر میں ان کی کوئی رغبت نہ تھی، پھر انھوں نے دین حق کی دعوت اور وقت کے پیغمبر کا انکار کیا، مال ودولت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشے میں مغرور تعیّشات اور لذات زندگی میں ڈوبے رہے، یہاں تک کہ اپنی بداعمالیوں اور مسلسل نافرمانیوں کی بدولت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دوچار ہوئے۔ قرآن نے قوم عاد کو بھی مسرفین میں شمار کیا ہے جو زمین میں اصلاح کے بجائے فساد کو ہوا دیتے تھے۔

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ. فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ٥ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتاً فَارِهِينَ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ٥ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ٥ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ٥ (الشعراء:۱۴۶-۱۵۱)

(ہودؑ نے ان سے کہا) کیا تمھیں ان تعیّشات زندگی کے درمیان یونہی اطمینان کے ساتھ رہنے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا! ان باغوں اور چشموں میں، ان کھیتوں اور نخلستانوں میں جن کے خوشے رس سے بھرے ہیں! تم پہاڑوں کو تراش کر فخریہ ان میں عمارتیں تعمیر کرتے ہو، اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، مسرفین کی اتباع مت کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور اصلاح کا کوئی کام نہیں کرتے۔

وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ٥ (یونس:۹۳)

بلاشبہ فرعون زمین میں غلبہ رکھنے والا تھا اور وہ مسرفین (حد سے تجاوز کرنے والوں) میں سے تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں اطاعت و عبادت، عجز و انکساری، تقویٰ و پرہیزگاری، لہو و لعب سے دوری اور منکرات و فواحش سے اجتناب جیسی خصوصیات کو اپنے صالح بندوں کی صفات کے طور پر بیان کیا ہے وہیں ایک بڑی خصوصیت یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ افراط و تفریط سے دور رہتے ہیں اور ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَاماً٥ (الفرقان:۶۷)

وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ وہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔

آج بھی ہمارے معاشرے میں متمول افراد کا بڑا طبقہ شادی کی تقریبات، گھروں کی تعمیرات اور دیگر تقریبات میں بے دریغ دولت خرچ کرتا ہے اور یہ فضول خرچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ اور اس کے غیظ وغضب کو ابھارنے والا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کو ہم قوم کی تعلیمی ترقی اور معاشی خوشحالی کے کاموں میں صرف کر سکتے ہیں۔ آج صرف یورپ وامریکہ ہی میں نہیں بلکہ عرب و مسلم ممالک میں بھی اربوں روپیہ سیر وتفریح اور لہو ولعب کے اوپر خرچ کیا جارہا ہے۔

اسی طرح اسلام نے یتیموں کا مال کھانے، عورتوں کے ساتھ ظلم کرنے، کسی کا حق دبانے، والدین کے ساتھ برا سلوک کرنے، غلاموں کو ستانے، بھلائی کے کاموں میں روڑے اٹکانے، پڑوسیوں کو ستانے، منکرات وفواحش کو بڑھاوا دینے، کذب گوئی وسحر وغیرہ کو بھی اخلاقی فساد قرار دیا ہے اور ان سے دور رہنے کی تاکید کی ہے۔

فساد فی الارض کے سد باب کی تدابیر:

بہر کیف اس زمین پر اصلاح وفساد، اسلام وکفر، حق وباطل، توحید وشرک، عدل و ظلم، اطاعت وعصیان اور عجز وکبر کے درمیان کشمکش ہمیشہ سے جاری رہی ہے اور جاری رہے گی اور یہ دونوں چیزیں اپنی اصل اور فطرت کے اعتبار سے کبھی یکجا نہیں ہوسکتیں۔ ہر دور میں انبیاء ورسل کی بعثت کا مقصد اور دعوت دین کا محور زمین سے فساد کی جملہ شکلوں کو ختم کر کے اسلام کے شرعی احکام اور اخلاقی اصولوں کے مطابق صالح انسانی معاشرے کی تشکیل رہی ہے۔ ماضی میں عاد، ثمود، اور بنی اسرائیل کی مختلف قوموں کی ہلاکت کی بنیادی وجہ انبیاء ورسل کی دعوت کا انکار اور ان کا فساد فی الارض میں ملوث ہونا تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد زمین میں بھلائی کے کاموں کو فروغ دینے اور اسے فساد سے پاک رکھنے کی ذمے داری امت مسلمہ کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ اور اس ذمے داری کو ادا کرنے کے بعد ہی ہم اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور زمین میں خیر وعدل کی توقع کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (آل عمران:۱۰۴)

تم میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے رہیں اور جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ○ (التوبہ:۷۱)

مومن مرد اور مومن عورتیں سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ زمین سے فساد کو ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے حکمت کے ساتھ لوگوں کے سامنے دین حق کی دعوت پیش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ نصح و خیر خواہی کے جذبے کے تحت ہر ممکن طریقے سے قوم کو خیر و اصلاح کی طرف راغب کرنے پر زور دیتا ہے اور استطاعت کے بقدر وسائل کو استعمال کرتے ہوئے زمین سے ظلم و فساد اور فواحش و منکرات کو ختم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ (الحج:۴۰)

اگر اللہ لوگوں کا ایک دوسرے کے ذریعہ دفاع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں، گرجا گھر، معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے سب مسمار کر دیے جاتے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد ضرور کرے گا جو ان کی مدد کریں گے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ (البقرہ:۲۵۱)

اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کے ایک گروہ کا دوسرے گروہ کے ذریعہ دفاع نہ کرتا رہتا تو زمین فساد سے بھر جاتی۔

قرآنی تعلیمات کے مطابق اس دنیا میں مفسدین کا انجام آخر کار ہلاکت و تباہی ہے اور اس زمین کی وراثت اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے نیک اور صالح بندوں کو عطا کرتا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ○ (الانبیاء:۱۰۵)

اور ہم زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندے ہوں گے۔

ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ متکبرین ومفسدین، کفار ومشرکین کو ان کی غلطیوں کی سزا نہیں دے گا اور اپنے نیک وصالح بندوں کو ان کے نیک اعمال کی جزا نہیں دے گا بلکہ مفسدین کے لیے دنیا وآخرت دونوں جگہ ذلت ورسوائی ہے جب کہ صالح مومنین کے لیے دنیا میں عزت وسربلندی اور آخرت میں تو سرخروئی یقینی ہے۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِo (ص:۲۸)

کیا ہم نیک عمل کرنے والے مومنین اور وہ جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں دونوں کو یکساں کردیں گے! اور کیا ہم متقیوں کا انجام فاجروں جیسا کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین میں فساد پھیلانے والوں اور اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کے خلاف جنگ کرنے والوں کے لیے اس دنیا میں سخت ترین سزا تجویز کی ہے تاکہ کوئی فساد فی الارض کی جرأت نہ کرے۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَاداً أَنْ يُقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌo (المائدہ:۵۶)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کردیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا ان کو جلاوطن کردیا جائے، یہ ذلت و رسوائی تو ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا ہی دردناک عذاب ہے۔

مفسدین درحقیقت خواہشات نفسانی کے غلام، شریعت الٰہی کے منکر، ظلم وزیادتی کے خوگر، منکرات وفواحش کے دلدادہ، کبر وغرور کے پرستار، عدل ومساوات کے دشمن، امن وامان کے قاتل اور زمین میں تفرقہ وانتشار کے حامی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ تو اپنے کرتوتوں سے اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کو دعوت دیتے ہیں اور فطری عدل کا تقاضا ہے کہ ان کو سخت ترین سزا دی جائے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے امن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند بندوں اور زمین میں حق، خیر، عدل اور مساوات کو قائم کرنے والوں کے لیے ہر طرح کے انعام واکرام کا وعدہ فرمایا ہے۔

اسلام نے روز اول سے ہی انسانی معاشرے سے فساد کی جڑوں کو ختم کرنے پر زور دیا اور عدل ومساوات کی بنیاد پر معاشرے میں انسانیت اور اجتماعیت کی جڑوں کو مستحکم کیا۔ انسانوں کو اپنے جیسے انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ واحد کی بندگی اختیار کرنے کی دعوت دی۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حقیقی اسلام تو فساد فی الارض کی ضد ہے۔ اسلام نے رنگ ونسل، ثروت ودولت، جاہ ومنصب کی بنیاد پر موجود تمام امتیازات کو ختم کر کے انسانیت کے رشتہ اور تقویٰ کے معیار کو فضیلت کی بنیاد قرار دیا۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کا آخری خطبہ حج انسانیت کی بنیاد پر عالمی اخوت ومساوات کا وہ محکم تصور پیش کرتا ہے جس کی کوئی نظیر انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کا دعویٰ کرنے والی نام نہاد عالمی تنظیموں کے پاس نہیں ہے۔ کتاب وسنت دونوں ہی کی تعلیمات میں ہر طرح کی نسلی عصبیت اور مذہبی امتیازات سے پاک عدل ومساوات کا واضح تصور موجود ہے جن کی روشنی میں فساد فی الارض کی مختلف شکلوں کو ختم کیا جاسکتا ہے اور اجتماعی عدل کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ کا وہ قول آج بھی انسانی معاشرے میں عدل ومساوات کی ٹھوس بنیاد فراہم کرتا ہے جب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حقوق کے سلسلے میں سفارش کرتے ہو جب کہ تم سے پہلے کی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ہلاک کر دیا کیونکہ اگر ان کے درمیان کوئی شریف اور بااثر آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے! خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا''۔(۱۴)

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ''فساد فی الارض'' کی تعریف وتحدید اور تعبیر وتشریح سے متعلق اس مختصر گفتگو کے بعد ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس روئے زمین پر ''فساد'' کی جملہ شکلوں کو ناپسند فرمایا ہے۔ دین توحید کو چھوڑ کر اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ موڑ کر کفر وعصیان، بغاوت وسرکشی، کبر ونخوت کی روش اختیار کرنے والوں کے لیے دنیا وآخرت دونوں جگہ دردناک عذاب کا فیصلہ فرمادیا ہے۔ اس دنیا میں بظاہر تھوڑے دنوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے مفسدین و مشرکین کو حاصل ثروت و دولت حکومت و اقتدار اور قوت و اختیار سے ہرگز یہ شبہ پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ حقیقی عزت و سربلندی کے حق دار تو مفسدین ہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق اتمام حجت کے لیے ان کو دی گئی ایک مدت عمل ہے کہ شاید وہ اپنی کج روی سے باز آ جائیں اور صدق دل سے توبہ کر لیں! ورنہ اللہ تعالیٰ مفسدین کو اس دنیا میں بھی ہلاک کرے گا اور آخرت میں تو جہنم کا دردناک عذاب ان کا منتظر ہے۔ یہ دنیا کسی بھی دور میں طاغوتی قوتوں اور مفسدین سے پاک نہیں رہی لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے نیک و صالح بندوں نے بھی اس زمین سے فساد کی جڑوں کو کاٹنے اور خیر و صلاح کا پودا لگانے کی اپنی کوشش کو کبھی ترک نہیں کیا۔ اس دنیا میں حق و باطل، اصلاح و فساد، خیر و شر اور توحید و شرک کے درمیان کشمکش ہمیشہ سے جاری ہے اور جاری رہے گی۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے مختلف خطوں میں خوف ناک سمندری طوفان، ہلاکت خیز سیلاب، رونگٹے کھڑے کر دینے والے لرزہ خیز زلزلوں جیسے آفات سماوی کی شکل میں وقتاً فوقتاً اپنے عذاب بھیجتا رہتا ہے تاکہ ہم ان سے عبرت حاصل کرتے ہوئے اپنی غلط روش کی اصلاح کریں۔ اور درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں بلکہ ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن اب اس عذاب الٰہی کے زد میں صرف ظالم و مفسد ہی نہیں آتے بلکہ وہ لوگ بھی اس کا شکار بن جاتے ہیں جو اس میں شریک نہیں ہوتے لیکن فاسد معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ (یونس:۴۴)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں فرماتا بلکہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

بہرحال ہماری یہ ذمے داری ہے کہ ہم قانون شریعت اور قانون فطرت کے درمیان تطابق کے عمل کو اختیار کرتے ہوئے اپنی ذمے داریوں کو ادا کریں اور زمین سے فساد کو ختم کرنے کی بقدر استطاعت کوشش کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ ہے کہ ہم اس زمین کی وراثت اپنے نیک بندوں کو ہی عطا کریں گے بشرطیکہ وہ حقیقی معنوں میں مومنانہ اوصاف کے حامل ہوں۔

قرآن مجید کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کی بعض احادیث میں بھی زمین میں فساد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیل جانے کی صورت میں معاشرے میں رونما ہونے والی اخلاقی و سماجی برائیوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ اس میں بدکاری عام ہو مگر یہ کہ وہ قحط سالی میں گرفتار ہوگی اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں رشوت پھیل جائے مگر وہ خوف و دہشت میں مبتلا ہو جاتی ہے''۔(۱۵)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس قوم میں خیانت کا بازار گرم ہوگا اس قوم میں اللہ تعالیٰ دشمن کا خوف و دہشت پھیلا دے گا، جس معاشرے میں زنا کی وبا عام ہوگی وہ فنا کے گھاٹ اتر کر رہے گی، جس قوم میں ناپ تول میں بددیانتی کا عروج ہوگا وہ رزق کی برکتوں سے محروم ہو جائے گی، جہاں ناحق فیصلے ہوں گے وہاں خونریزی لازماً ہو کر رہے گی اور جس قوم نے بدعہدی کی اس پر دشمن کا تسلط بہر حال ہو کر رہے گا''۔(۱۶)

میں اپنی بات حضور اکرم ﷺ کی اس عبرت آموز اور چشم کشا حدیث پر ختم کرتا ہوں جس میں اخلاقی فساد کے تعلق سے بڑی حد تک موجودہ انسانی معاشرے کی عکاسی نظر آتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب مال غنیمت کو ذاتی مال اور امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے، زکوٰۃ کی ادائیگی جرمانہ لگنے لگے، حصول علم کا مقصد دین پر عمل کرنا نہ ہو، مرد اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہوئے بیوی کی بات ماننے لگے، باپ کی قربت کے بالمقابل دوستوں کی صحبت کو ترجیح دی جانے لگے، مساجد میں دنیا کی باتیں ہونے لگے، قبیلے کا سردار فاسق بن جائے، قوم کا سربراہ گھٹیا انسان بن جائے، آدمی کی عزت اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے کی جانے لگے، آلات موسیقی کی کثرت ہو جائے، شراب کھلے عام پی جانے لگے، تو تم سرخ آندھیوں کا - زلزلوں کا - زمین کے دھنس جانے کا - اور آسمان سے نازل ہونے والے عذاب کا انتظار کرو۔ اور یہ نشانیاں یکے بعد دیگرے اس طرح ظاہر ہونے لگیں گی جیسے کسی پرانی تسبیح کا دھاگا ٹوٹ جائے تو اس کے موتی مسلسل گرنے لگتے ہیں۔''(۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی و مراجع

(۱) لسان العرب، محمد بن مکرم بن منظور، ج ۲، ص ۳۳۶، دار صادر بیروت، ۱۹۶۷ء

(۲) مفردات الفاظ القرآن، ابوالقاسم محمد بن حسین بن محمد راغب اصفہانی، تحقیق: صفوان عدنان، دار القلم دمشق، ۲۰۰۲ء، ص ۳۷۹

(۳) تاج العروس، مرتضی زبیدی الفیر وز آبادی، المکتبۃ العربیۃ للطباعۃ والنشر، بیروت

(۴) جامع البیان، ابن جریر طبری، ج ۱۷، ص ۱۱۱، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۹۷۸ء

(۵) تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، ج ۱، ص ۱۲۰، تاج کمپنی، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء

(۶) الجامع الصحیح للبخاری، بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، ج ۳، ص ۱۱۲

(۷) جامع الترمذی، ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، ص ۶۵۶، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

(۸) الجامع الصحیح للبخاری، ج ۴، ص ۲۴۱

(۹) صحیح مسلم، امام مسلم ابوالحسن، ترجمہ سید رئیس احمد جعفری الندوی، کتاب الفتن، ج ۲، ص ۹۸۸، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، پاکستان

(۱۰) الجامع الصحیح للبخاری، ج ۸، ص ۲۹۰

(۱۱) الجامع الصحیح للبخاری، ج ۸، ص ۱۸۹

(۱۲) الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الحدود، ج ۸، ص ۱۴۴

(۱۳) فی ظلال القرآن، سید قطب، ج ۵، ص ۲۲-۲۷، دار الشرق، قاہرہ، ۱۹۹۱ء

(۱۴) الجامع الصحیح للبخاری، ج ۲، کتاب الحدود، باب کراہیۃ التنافی الحد، ص ۲۴۹

(۱۵) مشکوٰۃ المصابیح، شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب، کتاب الحدود، نور محمد تجارت و طباعت کتب، آرام باغ، کراچی، ۱۹۵۴ء

(۱۶) مشکوٰۃ المصابیح، باب تفسیر الناس، ص ۲۹۸

(۱۷) سنن الترمذی، کتاب الفتن، ۱۷۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی برائیوں کے انسداد کی قرآنی اپروچ اور حکمت عملی

سید مسعود احمد

تمہید و تعارف:

اس دنیا میں بنی نوع انسان کے ہر فرد کی بقاء وارتقاء، سکون و راحت اور صحت و آرام کے لیے بہترین اجتماعیت اور مناسب ترین ماحول کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے وہ روز اول سے ایک آئیڈیل سماج کے قیام کا خواہاں بھی رہا ہے۔ مگر اس کا یہ خواب اس دنیا میں شرمندۂ تعبیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ یہ عالم خیر و شر اور عالم ابتلاء ہے جس میں شیطان کو بھی پوری مہلت ملی ہوئی ہے۔ بہر حال اس قابل قدر خواہش اور اعلیٰ منزل مقصود کے درمیان حائل اور سد راہ تمام انسانی اعمال و محرکات کے مظاہر کو سماجی برائیاں کہا جاتا ہے۔ مثلاً انسان کی بقاء ذات کو کاٹ دینے والے اعمال قتل و خون ریزی ہیں اور اس کی بقاء نسل میں رخنہ ڈال دینے والے اعمال زنا و لواطت ہیں۔ اس کی راحت و آرام پر شب خون مارنے والے اعمال لوٹ مار اور آبرو ریزی ہیں اور اس کے سکون و راحت پر تیشہ چلانے والے عوامل و مظاہر جہیز کی رسم اور اباحیت پسندی کی مختلف شکلیں ہیں۔ اس کی صحت کے دشمن مسلسل بڑھتی ہوئی شراب نوشی، آلودگی اور اشیاء خوردنی میں ملاوٹ جیسے تلخ حقائق ہیں۔

سماجی برائیوں کی اقسام:

سماجی برائیوں کو مختلف بنیادوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے مثلاً بعض برائیاں ہمہ گیر، ہمہ وقتی اور عمومی نوعیت کی ہوتی ہیں تو ان کے علی الرغم بعض برائیوں کا تعلق زمان و مکان اور انسانی جنس و عمر یا کسی خاص طبقہ سے ہو کر ان میں ایک قسم کی تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔ ان دونوں قسموں کی ذیلی اقسام ہیں جن کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً لوٹ مار، زنا، ظلم و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد استہزا و استکبار جیسی سماجی برائیاں ہر جگہ اور ہر زمانہ میں پائی جاتی رہی ہیں۔ جبکہ ستی کی رسم کے لیے ماضی قریب کا ہندوستان اور ہم جنس پرستی کے لیے آج سے ساڑھے چار ہزار قبل کا سدوم کا علاقہ تاریخی طور پر مشہور ہے۔ بعض برائیاں براہ راست عقیدہ سے منسلک ہوتی ہیں ان کے برخلاف دوسری قسم کی برائیاں مسلمہ اخلاقی قدروں کا خون کرنے والی ہوتی ہیں مثلاً پہلی قسم کے لیے ہندوستانی ورن آشرم پر مبنی انسانی عدم مساوات اور شرک پر مبنی نظام حیات کی بہت سی سماجی برائیاں لے سکتے ہیں تو بغض و حسد، شراب نوشی، قمار بازی، فحاشی وغیرہ کا تعلق اخلاقی قدروں سے بالکل واضح ہے۔ بعض سماجی برائیاں انسانی سیاست یا معیشت کے دائرہ کار میں ہونے کی وجہ سے سیاسی یا معاشی برائیاں کہلانے کی زیادہ مستحق ہیں مثلاً وراثت پر مبنی ملوکیت (Monarchy) یا سود پر مبنی نظام معیشت وغیرہ۔ معاش و معیشت ہی کے دائرہ کار میں بلیک مارکٹنگ، رشوت ستانی، بدعنوانی، ناپ تول میں کمی بیشی وغیرہ متعدد سماجی برائیاں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح انسانی سماج کے مختلف دائروں اور اکائیوں کی بنیاد پر سماجی برائیوں کی تقسیم در تقسیم ممکن ہے۔

سماجی برائیوں کے انسداد کی مختلف سطحیں:

سماجی برائیوں کو مختلف سطحوں پر روکنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ ہر زمانے میں برائیوں کو روکنے کی اہم ترین سطح اخلاق و ضمیر اور انسانی اقدار پر قائم ہے۔ جس کے لئے بچپن ہی سے ماں باپ، گھر و باہر کے لوگوں اور قبیلہ کا اخلاقی دباؤ ہر ممکن طریقہ سے سماجی برائیوں کے خلاف محاذ قائم کر کے اور شرم دلا کر برائیوں کی روک تھام میں معاون بنتا ہے۔ برائیوں کے روک تھام کی دوسری سطح قانون سازی، اور پولیس و عدالت کے ذریعہ انجام پذیر ہوتی ہے۔ لہذا برائیوں کے خلاف سخت قانون کا بننا اور کما حقہ نفاذ ہونا ضروری ہے تا کہ مجرم کو قرار واقعی سزا مل سکے۔ یہ طریقہ شیطان صفت لوگوں کے لئے زیادہ مناسب ہے کیوں کہ جو اخلاق و ادب کے کوڑے سے باز نہیں آتے ان کے لئے بلاشبہ سخت قانون کا بے لاگ نفاذ قوی ذریعۂ رکاوٹ (Effective deterrant) بن سکتا ہے۔

سماجی برائیوں کے انسداد کا تیسرا بڑا اور طاقت ور محرک اعتقادی سطح پر فراہم کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔اس محرک کے ذریعہ انسان کے اندر رائج برائیوں سے بچنے اور اچھائی کو اختیار کرنے کا جذبہ پروان چڑھایا جاتا ہے۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اور تاریخی اعتبار سے یہ ثابت ہے کہ برائیوں سے بچنے کا اعتقادی محرک سب سے طاقت ور محرک ہے۔اس محرک کی بنیاد انسان اور اس کے خالق و معبود کے درمیان بہترین رشتہ پر استوار ہوتی ہے۔جس میں شرک ظلم عظیم اور نفاق ہادم انسانیت قرار پاتا ہے۔اسلامی تصور حیات کے مطابق انسان اپنے خالق و مالک کے حضور جواب دہ ہے۔اور اس کو اپنے اعمال کا بدلہ دار آخرت میں ملنا ہے۔وہاں کوئی بے جا سفارش کام میں آنے والی نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ ذرہ برابر ظلم ہوگا۔یہاں پر ہر انسان کا ہر گھڑی فرشتوں کے ذریعہ اعمال نامہ مرتب ہو رہا ہے۔اس کو اپنی اخلاقی حس اور انبیاء کرام کے ذریعہ اچھے اور برے کی تمیز کرا دی گئی ہے۔لہٰذا اب اس کے پاس کسی عذر کا موقع نہیں۔اس کے باوجود اگر وہ برائی میں ملوث ہوتا ہے تو واقعی وہ سزا کا مستحق ہے اور آخرت میں جو سزا دی جائے گی اس کا تو تصور بھی اس دنیا میں ممکن نہیں۔ وہاں عذاب مہین، عذاب عظیم، عذاب الیم اور عذاب خلد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم تیار کر رکھی ہے۔جس کا ایک لمحہ ہی دنیوی زندگی کی ساری لذت اور عیش و آرام کو بھلا دے گا۔

قرآن حکیم سماجی برائیوں کے انسداد کے لئے انبیاء کرام اور گزشتہ اقوام کے حوالہ سے مکمل رہنمائی اور لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔اس سلسلے میں بنی نوع آدم کے لئے خلافت ارضی کا منصب ایک بنیاد فراہم کرتا ہے(۱)۔اس منصب کا حامل انسان اس دنیا میں اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کی مرضیات کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے وہ اپنے مالک کا خلیفہ و نائب (Deputy) ہے جس کو ایسی ویلفیر اسٹیٹ قائم کرنا ہے جس میں فساد وخونریزی کے بجائے مکمل امن و امان ہو اور جملہ موجودات ارضی کے حقوق کی پاسداری ہو۔جس سے نمٹنے کے لئے علم اسماء کا حوالہ اہمیت کا حامل ہے(۲)۔مگر شیطانی وساوس اور نفسانی کمزوریوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے علم ہدایت (۳) اور علم اسماء دونوں علوم سے مزین بنی آدم اپنی جنت گم گشتہ کا وارث قرار پاتا ہے(۴)۔یعنی جس قابل قدر خواہش کی تکمیل کے لئے سماج کی بنیاد پڑی تھی اور جن رکاوٹوں کو وہ اکیلا دور نہیں کر سکتا تھا اس کا نسخۂ کیمیا قرآن کریم پیش کر دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی پیش کردہ پانچ بڑی سماجی برائیاں:

قرآن کریم میں ذکر کی گئی سماجی برائیوں کی لسٹ تو بہت طویل ہے مثلاً وہ زندہ گاڑی ہوئی بچیوں کو انصاف دلانے کے لئے قیام قیامت، حشر ونشر اور عذاب جہنم کی دلیل فراہم کرتا ہے (۵)۔ غلاموں کی گردن چھڑانے پر زور دیتا ہے (۶)۔ زنا کاری کو قابل تعزیر جرم قرار دیتا ہے (۷)، چوری (۸) اور عورتوں کے خلاف بہتان طرازی (۹) اور شراب و جوا کا سخت مخالف ہے اور ان کو رجس قرار دیتا ہے (۱۰)۔ دیگر معاشرتی برائیوں مثلاً عیب چینی، تمسخر، تنابز بالالقاب، بدظنی، تجسس اور غیبت وغیرہ کے خلاف آواز اٹھاتا ہے (۱۱) مگر اس کے نزدیک پانچ سماجی برائیاں اتنی گھناؤنی، خطرناک اور شدید ہیں کہ ان کو بعض انبیاء کا خصوصی مشن اور ان کے کار رسالت کا اہم حصہ قرار دیتا ہے البتہ عمومی طور پر امر بالمعرف و نہی عن المنکر کو ہر نبی و رسول کا مشن قرار دیتا ہے (۱۲)۔ وہ پانچ بڑی برائیاں اگلی سطور میں تفصیل سے پیش کی جارہی ہیں۔ وہ یہ ہیں: (۱) شرک (۲) اباحیت پسندی و استکبار (۳) ہم جنس پرستی (۴) معاشی بگاڑ (۵) فساد اور عدم مساوات پر مبنی نظام۔

(۱) شرک سماجی برائیوں کی جڑ اور سب سے بڑا ظلم کا مظہر ہے:

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جس بڑے فساد کی بیخ کنی کے لیے اولوالعزم انبیاء بھیجے گئے وہ شرک کی لعنت اور اس پر مبنی سماج کی اصلاح تھی (۱۳)۔ حالانکہ ہر نبی و رسول کا بنیادی مشن ام المنکرات یعنی شرک کے خلاف آواز اٹھا کر دنیا کی اس سب سے بڑی سماجی لعنت کو مٹا کر معاشرتی تطہیر کرنا تھی البتہ اس شرک کے دیگر شاخسانوں نے بعض اوقات سماج کی جڑیں کھوکھلی کرنا شروع کر دیں تو سماجی تطہیر کا موضوع وقتی و زمانی مظاہر منکر کی طرف بھی پھیر دیا گیا اور سماج کے رستے ان ناسوروں کی سرجری ضروری سمجھی گئی تاکہ ان متعدی امراض کی سمیت و جراثیم دنیا میں نہ پھیلیں۔

شرک ایک ایسی سماجی گندگی ہے جو چپکے سے حق کے لبادہ میں آتی ہے اور رفتہ رفتہ انسانی سماج کے ہر فرد کے کسی نہ کسی شعبہ زندگی میں باطل وظلم اور فحشاء کے لئے نرم گوشہ پیدا کر دیتی ہے۔ ایسا شخص ہر اخلاقی برائی اختیار کرنے کے لئے نرم نوالہ (Susceptible

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نبی و رسول کا بنیادی مشن تو شرک کی بیخ کنی کرنا ہی رہا ہے البتہ بعض انبیاء کے ذیلی مشن بھی اگلی سطور میں زیر بحث آئیں گے چنانچہ اس ام المنکرات کے خلاف زوردار آواز اٹھانے والے دو اولوالعزم انبیاء حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بار بار ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو سالہ بطلان شرک کی دعوت طوفان نوح پر منتج ہوئی اور اہل شرک کا مکمل صفایا کر دیا گیا (۱۴)۔ اہل سفینہ کی نسلوں میں پھر جب بگاڑ آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا دعوت توحید کا علمبردار بھیجا گیا جس کے دلائل و براہین نے باطل کو بھرپور علمی و اخلاقی شکست سے دوچار کر دیا۔ ہم تفصیل سے گریز کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔ سورہ الاعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّيَ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ '' (آیت:۵۹)۔ یعنی ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ نظام شرک سے منسلک مذہب کے ٹھیکے دار یعنی پروہت و پجاری انسانوں کو اشراف و ارذال میں تقسیم کر دیتے ہیں وہ کہتے ہیں: ''وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلاَّ الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ '' (ہود:۲۷) اور ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ اے نوح تیری اتباع قوم کے اراذل اور موٹی عقل والوں کے سوا کوئی نہیں کر رہا۔''

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل توحید کی صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ سورۃ الانبیاء میں یہ قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ. قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءنَا لَهَا عَابِدِينَ . قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ .قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ – قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ – وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ – فَجَعَلَهُمْ جُذَاذاً إِلَّا كَبِيراً لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَرْجِعُونَ- قَالُوا مَن فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ - قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ - قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ - قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ - قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ - فَرَجَعُوا إِلَى أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ - ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُؤُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنطِقُونَ- قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ - أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" (آیات:۵۲تا۶۷)

یعنی یاد کرو جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو وہ سب کیا ہیں؟ سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادکو انہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا۔ آپ نے فرمایا پھر تو تم اور تمہارے باپ دادسبھی یقیناً کھلی گمراہی میں رہے۔ اللہ کی قسم میں تمہارے ان معبودوں کے ساتھ جب تم علیحدہ پیٹھ پھیر کر چل دو گے ایک چال چلوں گا۔ پس اس نے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہاں صرف بڑے بت کو چھوڑ دیا یہ بھی اس لیے کہ وہ سب اسی کی طرف لوٹیں۔ کہنے لگے کہ اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے خدا کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟ آپ نے جواب دیا بلکہ اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے تم اپنے خداؤں ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے چالتے ہیں۔ پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو گئے اور کہنے لگے واقعی ظالم تو تم ہی ہو۔ پھر ان کی عقل ماری گئی اور کہنے لگے کہ یہ تو تجھے معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں۔ (ابراہیمؑ) نے کہا افسوس تمہارے حال پر کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ بھی نقصان پہنچا سکیں نہ فائدہ۔ تف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات بنیادی طور پر برائی کی جڑ کو مٹانا چاہتی ہیں جبکہ انسان اپنی کم عقلی سے بارہا مغز کو چھوڑ کر چھلکوں میں الجھ جاتا ہے۔

(۲) استکبار و اباحیت پرستی بھی خدا کے غضب کو دعوت دیتی ہے:

دنیا میں گو کہ چھوٹی برائی سمجھی جانے والی اخوات الخبائث استکبار (۱۵) اور اباحیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرستی (۱۶) ہیں جو سرکشی اور ناشکری کی علامتیں ہیں۔ مگر انسانوں کا خالق و مالک ان دونوں برائیوں کا سخت نوٹس لیتا ہے اور دو اولوالعزم انبیاء حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کے ذریعہ ان کی برائی اور عذاب خداوندی کے استحقاق کو واضح کرتا ہے۔ چنانچہ قوم عاد کے بارے میں قرآنی بیان ملاحظہ ہو۔ فرمایا: فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حٰمٓ السجدہ-۱۵) یعنی انہوں نے زمین میں ناحق استکبار کیا اور کہا کہ (اس دنیا میں) ہم سے طاقتور (Powerful) کون ہے؟۔'' اللہ کے نبی حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد کو نصیحت کرتے ہوئے استکبار و اباحیت پرستی پر گرفت اس طرح کی تھی: '' أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ - وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ - وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ '' (الشعراء:۱۲۸-۱۳۰)۔ یعنی ''کیا تم ہر ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشہ یادگار بناتے ہو اور بڑے عالی شان محل تعمیر کرتے ہو گویا کہ ہمیشہ یہیں رہو گے اور جب تم کسی قوم پر ہاتھ ڈالتے ہو تو ظالم و جابر کی حیثیت سے پکڑتے ہو۔'' قوم ثمود سے ان کی طرف بھیجے جانے والے نبی حضرت صالح علیہ السلام نے کہا ''وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتاً فَارِهِينَ'' (الشعراء:۱۴۹) اور ''وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ '' (الشعراء:۱۵۱)۔ یعنی ''تم پہاڑوں کو تراش کر پر تکلف مکانات بنا رہے ہو''۔ ''دیکھو (بے باک) حد سے گزر جانے والوں کی اطاعت سے باز آ جاؤ۔'' قوم عاد و ثمود کی سرکشی، دنیا پرستی اور لہو و لعب نے ان کو خاک میں ملا دیا کیونکہ سنت الٰہی یہ ہے کہ طاقت کا نشہ بھی قوموں کو ہلاکت کے غار میں گرا کر چھوڑتا ہے۔ افراد اور قوموں کو عاد و ثمود کے انجام سے بھی سبق لینا چاہئے۔

(۳) غیر فطری جنسی عمل کی برائی بھی خصوصی توجہ چاہتی ہے:

قرآن مجید اس دنیا میں انسانی نسل کی بقا و نشو و نما اور فطری نظام حیات کی وکالت کرتا ہے اور ہر غیر فطری عمل کا سخت مخالف ہے۔ ہم جنس پرستی قرآن کی رو سے ایک غیر فطری عمل ہے (۱۷) اور مہذب سماجوں کو ان گھناؤنی برائی کے خلاف نبرد آزما ہونا چاہئے ورنہ قوم لوط کی طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب چاروں طرف سے برسے گا یہی قرآن حکیم کا پیغام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دیکھئے قوم لوط پر قرآن کریم کا ایک جگہ اس طرح تبصرہ ہے:

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ- وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ○ (الاعراف:۸۱-۸۲)

تم مردوں کی طرف عورتوں کے بجائے شہوت کی نظر سے آتے ہو۔ بلکہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔ اس پر (لوط علیہ السلام) کی قوم کا اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ (لوط علیہ السلام) کے اہل خانہ کو اپنی بستی سے نکال دو کیوں کہ یہ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔

جب عذاب کے فرشتے بستی سدوم میں خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں پہنچے تو ان کو دیکھ کر نشہ میں مست قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر چڑھ آئے اور حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کو ان کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرنے لگے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے عزت، شرافت، اخلاق اور مہمان نوازی سبھی کی دہائی دی مگر انہوں نے ماننے کے بجائے حضرت لوط علیہ السلام کو دھمکی دیدی۔ اس قصہ کا کلائمیکس یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام ان کی شہوت کی آگ کو جائز ذریعہ سے بجھانے کے لیے اپنی بیٹیاں تک دینے کے لیے تیار ہو گئے تو بھی قوم لوط کے جنونیوں نے یہ کہہ کر اس کو ٹھکرا دیا کہ ''لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ'' (ھود-۷۹)۔ یعنی تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں پر ہمارا کوئی حق نہیں بنتا اور تو ہماری اصلی چاہت سے واقف ہے۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جائز اور فطری طریقہ کو چھوڑ چکے تھے، اخلاق واقدار سے تہی دامن تھے، ان کو اتنا پاس ولحاظ بھی نہ تھا کہ وہ اجنبی لوگ بستی کے ایک بزرگ کے گھر مہمان بن کر ٹھہرے ہیں، ان کا ضمیر بالکل مردہ ہو چکا تھا اور نفسانی خواہشات کو وہ بے لگام رکھنا چاہتے تھے۔ کچھ ایسی ہی صورتحال اس مہذب دنیا کی آج بھی جاری ہے اور اسی قسم کی دلیلیں نئے انداز سے پھر پیش کی جارہی ہیں۔ آج کی دنیا بھی ماضی کے سدوم کا منظر دوبارہ پیش کر کے بحر مردار میں غرق ہونا چاہتی ہے۔ انسانیت کے ہمدردوں کو اس گھناؤنے فعل کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔

(۴) معاشی بدعنوانیاں حتی کہ ناپ تول کی کمی کو بھی ہلکی نہ سمجھو کہ یہ بھی دنیا کو جہنم زار بنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر آگ کی لپیٹ میں لے لیں گی۔

قوم شعیبؑ پر خاص طور سے اس لیے عذاب الٰہی آیا کہ وہ ناپ تول میں کمی اور رہزنی کے مجرم تھے (۱۸) حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب قرآن مجید میں اس طرح پیش کیا گیا ہے:

فَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلاَ تَبْخَسُواْ النَّاسَ أَشْيَاءهُمْ وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ- وَلاَ تَقْعُدُواْ بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجاً وَاذْكُرُواْ إِذْ كُنتُمْ قَلِيلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ o (الاعراف: ۸۵-۸۶)

یعنی پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں، اس کے بعد کہ اس کی درستی (اصلاح) کر دی گئی ہے، فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا۔

آج انسانی نظام زندگی کے معاشی میدان میں بے شمار برائیاں پائی جاتی ہیں مثلاً سود کی لعنت ہے جس کے بارے میں اللہ اور رسول کی طرف سے باقاعدہ جنگ کا اعلان قرآن میں موجود ہے (البقرۃ: ۲۷۹)۔ ہورڈنگ اور بلیک مارکٹنگ بھی شباب پر ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی سیرت اور ان کا اقتصادی امور میں پرزور خطاب اس میدان میں سماجی برائیوں کی روک تھام کے لیے قوی محرک فراہم کرتے ہیں اور اس معاملہ میں غضب خداوندی کا پتہ دیتے ہیں۔

(۵) انسانوں میں طبقاتی کشمکش کے ذریعہ ظلم و سرکشی کرنا بھی عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے:

حکومت و سیاست کے میدان میں جو برائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک خصوصی توجہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحق ٹھہری وہ انسانوں کو گروہ گروہ میں تقسیم کر کے کسی طبقہ پر ظلم روا رکھنا، اس سے بیگار لینا اور اپنی حکومت کا تختہ پلٹنے کے خوف سے کسی طبقہ کی نسل کشی کے سارے ہتھکنڈے اختیار کرنا جیسے ظلم وفساد کے بین طریقے تھے۔ آج سے ساڑھے تین ہزار سال قبل مصر میں یہ سماجی برائی فراعنۂ مصر کے ہاتھوں انجام پذیر ہو رہی تھی اور قوم بنی اسرائیل جو کسی زمانہ میں یہاں حکومت و سیادت کے مقام پر فائز تھی وہ ایسی دبائی اور کچلی جا رہی تھی کہ سنت الٰہی کا ظہور یقینی بن گیا تھا (۱۹)۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ موجودہ پس منظر میں قرآن کا بیان ہے کہ

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعاً يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ○ (القصص-۴)

یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اور ان میں ایک فرقہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ ان کے لڑکوں کو تو ذبح کر ڈالتا اور ان کی لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ بے شک وشبہ وہ تھا ہی مفسدین میں۔

اس کے بعد فرعون اور اس کے درباریوں پر حجت عام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا انہوں نے فرعون کے دربار میں دعوت حق پیش کی اور ظلم سے اس کو عار دلایا مگر وہ حد سے گزرتا گیا لہٰذا عذاب الٰہی کا کوڑا اس پر برس پڑا۔ اس میں سبق ہے ہر اس شخص کے لیے جو چشم بصیرت رکھتا ہو۔

سماجی برائیوں کے سد باب کی قرآنی اپروچ:

گزشتہ بحث میں یہ ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی قسم کا ظلم وفساد پسند نہیں کرتا (۲۰) اور اس کی یہ سنت ہے کہ ظلم وفساد جب کسی مقام میں حد سے گزر جائے تو اس کو اس مقام سے مٹا دیا جاتا ہے۔ جب تک دنیا میں انبیاء کرام تشریف لاتے رہے تو ان کے ذریعہ سے حجت تمام ہوتی رہی لہٰذا ظلم وستم اور فساد پر اصرار کرنے والوں پر عیاں طور پر عذاب الٰہی آیا۔ اب چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا تنبیہی عذاب تو اب بھی آتے ہیں مگر عذاب عام جو بے حجاب عذاب الٰہی بن کر آ سکے اس کا موقع ومحل اب قایم نہیں رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ کوئی غیر نبی کسی معاملہ میں نبی کی طرح حجت تمام نہیں کرسکتا۔ ہاں البتہ امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ساری توانائیاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں صرف کرے اور دعوت الی الخیر کا فریضہ انجام دے (۲۱)۔

اس تمہید کے بعد نشان راہ کے بطور اور یاددہانی کی غرض سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قرآن مجید سماجی برائیوں کے سدباب اور تدارک کے لیے ایک جامع اور کلی (Holistic) طریقۂ کار اختیار کرتا ہے لہٰذا وہ انفرادی سطح پر عقیدۂ توحید و آخرت کے ذریعہ نفس انسانی کا تزکیہ کرتا ہے اور اجتماعی سطح پر تعزیرات و قانون کے ذریعہ تطہیر معاشرہ کو روبہ عمل لاتا ہے۔ مزید برآں اعتقادی سطح پر وعدہ و وعید کے ذریعہ، اخلاقی سطح پر ترغیب و ترہیب کے ذریعہ اور قانونی سطح پر تحدید و تعزیر کے ذریعہ برائیوں کی روک تھام کا علمبردار ہے۔ اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ وہ نہ صرف سماجی برائی کو ہی ہدف تنقید بناتا ہے بلکہ اس کے تمام محرکات پر بھی بند باندھتا ہے نیز برائی کی ہر صنف کو روکنے کے ساتھ ساتھ ان کی مدمقابل جملہ اچھائیوں کو فروغ دیتا ہے مثلاً زنا کے سدباب کے لیے مندرجہ ذیل احکام دیتا ہے اولاً اسکا بار بار حکم ہے کہ ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا'' (بنی اسرائیل-۳۲)۔ یا ''ولا یزنون'' (الفرقان-۶۸) ثانیاً وہ تو فواحش تک کے قریب جانے سے روکتا ہے (الانعام:۱۵۱)۔ ثالثاً وہ نکاح کے نظام کو آسان بناتا ہے اور غیر شادی شدہ لوگوں کو نکاح کی ترغیب دیتا ہے (النساء-۱۲۷، النور ۳۲، ۳۳)، جہیز جیسی رسموں کا سخت مخالف ہے۔ وہ اگر زنا کو گناہ کبیرہ بتا کر جہنم کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈراتا ہے تو نکاح کو عین ثواب بتا کر اس کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ اس کے مذہبی اور عقائدی پہلو ہیں۔ رابعاً۔ زنا کو تعزیری جرم قرار دے کر عبرت ناک دنیوی سزا کا حامی ہے تاکہ دوسرے لوگ اس گھناؤنے فعل کا ارتکاب کرنے میں جھجکیں (النور-۲)۔ خامساً فحشاء کو شیطانی فعل اور اس کی اکساہٹ بتا کر اس سے تنفر اور اجتناب کا داعیہ پروان چڑھاتا ہے (الاعراف:۲۸، ۳۳، النور-۲۱) سادساً مرد و زن کے اختلاط کو ناپسند کرتا ہے (الحجرات-۱۱)۔ سابعاً مرد و عورت دونوں کو غض بصر کا حکم دیتا ہے اور شرمگاہوں کی حفاظت کی تاکید کرتا ہے (النور-۳۰، ۳۱، المومنون:۵)۔ ثامناً گھروں میں آنے جانے اور رہنے کے آداب سکھاتا ہے (النور:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷-۵۹) جس کا مقصد یہ ہے کہ ایمان والوں میں عفت و پاکدامنی کا تحفظ و داعیہ پروان چڑھے، شرم و حیا اور عزت و ناموس جیسی اعلیٰ انسانی اقدار کی حوصلہ افزائی ہو (النور: ۲۷-۵۹)۔ تاسعاً۔ اس کی تعلیم تو اپنے گھر کے بچوں تک کو بغیر اجازت مخصوص پرائیویٹ اوقات میں کمروں میں جانے تک پر پابندی لگانے کی ہے (النور: ۵۸، ۵۹)۔ عاشراً۔ وہ عورتوں کو بلاضرورت باہر نکلنے اور بن سنور کر باہر جانے سے روکتا ہے (الاحزاب-۳۳)۔ (۱۱) وہ عورتوں کو حجاب کا حکم دے کر ان کی عزت و ناموس کی پاسداری کرتا ہے (الاحزاب: ۵۹)۔ (۱۲) وہ معاشرہ کے ہر فرد میں گندے خیالات کو روکنے کے لیے تھیٹر و سینما بینی، فحش لٹریچر کی اشاعت، رقص و موسیقی وغیرہ سے اجتناب کا حکم دیتا ہے اور اس کے نزدیک یہ تمام چیزیں لہو الحدیث (لقمان-۶) اور فحشا میں شامل ہیں جن کے قریب جانے تک سے منع کیا گیا ہے (الانعام-۱۵۱)۔ (۱۳) وہ اللہ (البقرۃ-۱۶۵) اور اس کے رسول (الاحزاب-۶) سے سچی اور سب سے زیادہ محبت کا داعی ہے۔ (۱۴) وہ تو مومنوں کو لغو چیزوں تک سے پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے (المؤمنون-۳، الفرقان-۷۲)۔ (۱۵) وہ انسانی زندگی کو تعمیری کاموں میں مشغول رکھنے اور وقت کی قدر و قیمت سمجھنے اور زندگی میں ترجیحات طے کرنے کا داعی ہے (التوبہ: ۱۹-۲۲)۔ (۱۶) وہ زندگی کو منضبط کرنے اور شہوتوں کو توڑنے کے لیے روزوں کا حکم دیتا ہے (البقرہ-۱۸۳)۔ (۱۷) اور اللہ کی راہ میں مسلسل جدوجہد اور قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے (الحج-۷۸)۔ (۱۸) وہ شراب و دیگر منشیات کو حرام قرار دیکر تمام فحشاء کے راستے روکتا ہے (المائدہ-۹۰) کیونکہ حالت نشہ میں اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی اور جذبات برانگیختہ ہو جاتے ہیں۔ (۱۹) قرآن کریم تو ایسی خبروں کی تشہیر تک سے روک دیتا ہے جن سے فحشاء کی اشاعت ہوتی ہو (النور-۱۹)۔ (۲۰) ان سب پر مستزاد یہ کہ قرآن مجید امت مسلمہ کو خیر امت کا لقب دے کر دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی المنکر کا اعلیٰ منصب عطا کرتا ہے (۲۲)، جس کا اخلاقی تقاضا ہے کہ امت کا ہر فرد اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہو، وہ پہلے خود ہر برائی سے بچے تاکہ دنیا کے سامنے حق کا علمبردار بن کر خود کو پیش کر سکے۔

غرضیکہ قرآنی اپروچ اصل معنی میں جامع و کلی (Holistic) ہے جس کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ ہر ایک برائی دوسری تمام برائیوں کو تحریک فراہم کرتی ہے۔ مزید برآں اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی برائی سے توبہ نہ کی جائے تو وہ ایک برائی ہی تمام نیکیوں کو پانی میں نمک کی طرح گھلا کر یا لکڑی کو آگ کی طرح جلا کر ختم کر دیتی ہے اور اس طرح ابتداءً کسی ایک برائی میں ملوث شخص رفتہ رفتہ اخلاق و آداب کا قیمتی سرمایہ لٹا بیٹھتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی برائی سے بچنے کا قرآنی طریقہ یہ ہے کہ تمام برائیوں سے توبہ کرے اور اپنے تمام گناہوں پر معافی و بخشش مانگے اور ساتھ ہی ساتھ ہر چھوٹے بڑے نیک عمل کو اپنی زندگی میں پروان چڑھانے کی سعی کرے۔ نیز اس نیک فیصلہ میں تاخیر نہ کرے کیونکہ کون جانے کہ اسے توبہ کرنے کے لیے بھی مزید مہلت نہ (۲۳) ملے اور فرشتۂ اجل آموجود ہو۔ اس سلسلہ میں قرآن کی دوسری بنیاد انسان کا اشرف المخلوقات ہو کر برائی سے بچنا اس کے عقل و اخلاق کا تقاضا قرار پاتا ہے۔ اس کی تیسری بنیاد امت مسلمہ کا فرد ہو کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے خود کو نمونہ (Role Model) بن کر دکھانا ہے۔ اسلام کی چوتھی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کا احساس اور خدا کے بے لاگ انصاف پر مبنی سزا و جزا کا تصور فراہم کرنا ہے۔ اس کی پانچویں بنیاد قرآن کریم کے تصور انعام و سزا کی لابدیت اور عمل کی بے انتہا اثریت کے ایقان میں ہے جو خیر القرون کے افراد میں خود کو سزا کے لیے پیش کر دینے میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔ کیا دنیا کا کوئی مذہب، نظریہ اور نظام حیات قرآن مجید کے پیش کردہ برائی کے سد باب کے آخری نکتہ ہی کی ایک جھلک آج دنیا میں عملاً کر کے دکھا سکتا ہے۔

بعض سماجی برائیاں جن کی کراہیت وقت کے ساتھ واضح ہوتی گئی:

اب ہم بعض ایسی سماجی برائیوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو ماضی میں معاشرہ کی ضرورت کے پیش نظر، مذہب، قانون، اخلاق اور روایات کسی دائرہ میں بھی بری نظر سے نہیں دیکھی جاتی تھیں اور اگر وہ کسی شریف النفس شخص کی نظر میں پسندیدہ نہ بھی تھیں تو بھی اس زمانہ کی معاشرتی اور معاشی مجبوریاں اس برائی کے خاتمہ کے لیے ان کو تعاون نہ دے سکتی تھیں۔ مزید برآں بعض نفسیاتی اور سیاسی مسائل بھی اتنے پیچیدہ تھے کہ اس وقت ان کا حل نکلنا ممکن نہ تھا اور اس کے لیے دنیا کو ہر میدان میں آگے بڑھنے کے بعد ہی ان سے کلی طور پر چھٹکارہ ممکن ہو سکتا تھا۔ ہم مثال کے طور پر غلامی کی رسم کو لیتے ہیں یا یوں کہیں کہ غلامی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نظام (Slavery System) کو لیتے ہیں جو ماضی میں صدیوں سے اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھا اور کوئی بھی اس کے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت نہیں کرتا تھا بعد میں جب صنعتی ترقی سے مشینوں نے انسانوں کی جگہ لی اور زندگی کے بہت سے کاموں میں آسانیاں پیدا ہوگئیں تو وہی غلام مالکوں کے لیے بوجھ بننے لگے اور شریف النفس لوگوں کو ان سے بیگار لینے میں شرم آنے لگی۔ ہمارے ہندوستان ہی میں جب تک زمیندارانہ نظام جاری وساری تھا بندھوا مزدوروں کا نظام بھی کسی کے روکے نہ رکتا تھا مگر خاتمۂ زمینداری اور معاش کے نت نئے طریقوں کی ایجاد کے بعد زمین دار محض کسان رہ گئے اور اب ان کو بیگار لینے کے لیے فارم باقی نہیں رہے اور فاضل لوگوں کو کھلانے کا مسئلہ علیحدہ تھا نیز ان بندھوا مزدوروں کو بھی اپنی محنت پر بھروسہ تھا لہٰذا وہ بھی مالکوں کے خلاف آواز اٹھا سکتے تھے اور اب یہی مزدور طبقہ کا اتحاد اچھے نتائج پیدا کر رہا تھا۔ اس کے برخلاف مالکوں کے پاس نہ تو قوت نافذہ تھی اور نہ اخلاقی جرأت اور نہ ہی اتنا فاضل خزانہ اور نہ کرانے کے لیے اتنا کام کہ وہ انسداد غلامی کی تحریک کو دبا سکیں لہٰذا حالات ایسے بنے کہ غلامی کا نظام آپ اپنی موت مر گیا۔ ہاں البتہ اس نظام کے خاتمہ میں اسلام کے رول کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔

غلامی کے مسئلہ پر اسلام کے رول کے تعلق سے دو انتہائیں پائی جاتی ہیں ایک گروہ کا یہ کہنا ہے کہ اسلام چونکہ برائیوں سے نفرت کرتا ہے نیز حریت کا علمبردار اور کمزوروں کا مسیحا ہے لہٰذا اس نے غلامی کے خلاف پوری شدت سے آواز اٹھا کر اس کا خاتمہ کروادیا تو دوسرے گروہ کا یہ کہنا ہے کہ باوجودیکہ اس کا نعرہ اور دعویٰ یہی ہے مگر اس نے غلامی کے سسٹم کو ختم کرنے کے بجائے اس کی خاموش حمایت کی۔ اسلام کی مدافعت کرنے والوں میں سرسید اور ان کے ہم نوا ہیں (۲۴)۔ البتہ یہ لوگ اکثر مغرب کی عینکوں سے کاروبار دنیا کو دیکھتے ہیں لہٰذا ظاہر بینی کا غلبہ ہوجاتا ہے مگر چونکہ اسلام سے سچی محبت رکھتے ہیں لہٰذا وہ پہلی قسم کے لوگوں میں شامل ہیں جبکہ دشمنان اسلام کو اس نظام کے ختم کرنے کے تعلق سے اسلام کا کوئی حصہ (Contribution) نظر نہیں آتا۔ لہٰذا مندرجہ ذیل سطور میں غلامی کے انسداد میں اسلام کے رول پر بحث کی جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسداد غلامی میں اسلام کا حصہ:

اسلام دین فطرت اور عملی مذہب ہے۔ مسائل کو حقیقت کی دنیا میں آنکتا ہے اور ان کے پائدار حل کا حامی ہے۔ مزید برآں وہ برائی کی جڑ کو کاٹ کر جملہ مسائل کا حل نکالنے کا داعی ہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل غلام مہذب سماج کے جزو لاینفک تھے۔ عرب میں خصوصاً اور دنیا میں عموماً کسی صنعت و حرفت کی ترقی کے وافر مواقع موجود نہ تھے۔ عہد طفولیت سے گزرتی ہوئی بدویانہ (Primitive) سوسائٹی تھی جو خانہ بدوش گلہ بانی پر منحصر تھی۔ قبائلی نظام تھا اور ضروریات حیات کی ادائیگی کا انحصار اور قوت کا پیمانہ افرادی تعداد سے براہ راست منسلک تھا جس کے پاس نفری زیادہ ہوتی وہی اس معاشرہ میں بڑا مانا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ افرادی طاقت اس زمانہ میں بیٹوں اور غلاموں کی تعداد سے آنکی جاتی تھی اور اس کا آسان طریقہ یہ نکالا گیا تھا کہ جو لوگ کسی وجہ سے بھی اس دنیا کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے تھے ان کی محنت و صلاحیت خریدنے کے بجائے خود ان کو ہی خرید لیا جائے تاکہ اپنی ضرورت بھی پوری ہو جائے اور قوت میں بھی اضافہ ہو نیز ان لاچار لوگوں کے سامان زیست بھی پورے ہو سکیں۔ مگر غلاموں کے اکثر آقا ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک کرتے تھے، ان کو انسان کے بجائے جانور گردانتے تھے اور ان سے ان کی سکت سے زیادہ محنت و مشقت لیتے تھے نیز ان کو مارتے پیٹتے تھے، ان کو پیٹ بھر کر کھانا بھی نہ دیتے تھے اور ان کی آزادی کی کوئی سبیل نہیں تھی سوائے اس کے کہ کوئی فرشتہ صفت شخص ان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دے۔ قرآن کریم نے ان کی آزادی کے متعدد راستے کھولے مثلاً انسانی اخلاق و شرافت کا معروف معیار اس طرح پیش کیا کہ

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ○ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ (۲۵)

مگر وہ (یعنی اس دنیا میں ناموری کا خواہاں) اس دشوار گزار گھاٹی پر نہ چڑھا۔ تم کیا جانو کہ وہ دشوار گزار گھاٹی کیا ہے۔ گردن کو چھڑا دینا (یعنی غلام کو آزاد کر دینا) اور فاقہ کے دن کسی عزیز و قریب یتیم کو کھانا کھلا دینا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً، مسلمانوں کو حکم دیا کہ بعض گناہوں کے کفارہ میں سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ وہ غلاموں کو آزاد کریں۔ مثلاً ظہار کا کفارہ (المجادلۃ ۳۰)، قسم کا کفارہ (المائدہ -۸۹)، کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دینے کا کفارہ (النساء-۹۲)۔ ثالثاً، جو کوئی غلام اپنی مرضی سے کچھ دے کر آزادی حاصل کرنا چاہے اس سے مکاتبت کے ذریعہ اس کی آزادی کی راہ ہموار کرا دینا (۲۶)۔ نبی رحمت کا غلاموں کے تئیں کیسا مشفقانہ رویہ تھا اس کو آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے تاریخی واقعہ سے سمجھئے کہ آپ کی نبوت سے بھی پہلے حضرت زید نے اپنی آزادی پر حضور ﷺ کی غلامی کو ترجیح دی، منصب نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد سب سے پہلے آپؐ پر ایمان لانے والوں میں خود شامل ہوئے۔ حضور نبی اکرمؐ کا سحاب کرم زید کے بچپن میں ایسے برسا کہ ان کو اپنا بیٹا بنالیا اور نبوت کے بعد آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے ان کی شادی کرادی۔ حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ سے اپنے سگے نواسوں یعنی حسنؓ و حسینؓ کی طرح محبت و شفقت کی۔ آپ ﷺ کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایمان لاکر اپنی ساری دولت غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے میں لٹادی (۲۷)۔ خلیفۂ دوئم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور نبوت کے حبشی غلام حضرت بلالؓ کو سیدنا بلال یعنی ہمارے آقا بلال کہہ کر مخاطب کیا (۲۸)۔ انہیں کا یہ قول بھی مشہور ہے کہ ہم نے بعض انسانوں کو کیسے غلام بنالیا جبکہ ان کے رب نے ان کو آزاد پیدا کیا تھا (۲۹)۔ وہی حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں یروشلم کی فتح کے وقت اس شان سے اس شہر میں داخل ہوئے کہ غلام اونٹ پر سوار تھا اور خود اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے پیدل چل رہے تھے (۳۰)۔ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلوائیوں نے جب دائرہ حیات تنگ کر دیا تو انہوں نے اپنے آخری خطبہ میں اپنے چند اعلیٰ اسلامی اعمال کا ذکر کیا ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب سے میں نے رحمت عالم نبی خاتم ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ جو کوئی کسی مؤمن غلام کو آزاد کرے گا اس کے جنت کی ضمانت میں لیتا ہوں اس وقت سے آج تک ہر جمعہ کی نماز سے پہلے میں نے کم از کم ایک غلام آزاد کیا ہے (۳۱)۔ یاد رہے کہ اس طرح جمعوں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بنتی ہے۔ واقعات بہت سے ہیں ہمیں صرف یہ کہنا ہے کہ اسلام نے غلامی کے مسئلہ کو جس خوش اسلوبی سے نبٹایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی مثال انسداد غلامی تو درکنار کسی اور معاملہ میں بھی دنیا بھر میں نہیں ملتی جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ انسداد غلامی کا مسئلہ نہایت پیچیدہ ہے لہٰذا اس وقت غلاموں کو یک لخت آزاد کر دینے سے جو مسائل پیدا ہوتے اس کو حضرت زیدؓ کی حضرت زینبؓ سے عدم نباہ کے نتیجے میں طلاق دینے اور بنی اسرائیل کو صحرائے سینا میں چالیس سال تک تربیت دینے کے باوجود ان میں قوت ارادی کی کمی کے تناظر میں سمجھئے (۳۳)۔ اور اس مسئلہ کو جنگی قیدیوں کے پس منظر میں دیکھئے کہ اگر مسلمان لوگ دشمن کے افراد کو قیدی نہ بناتے اور وہ خود دشمن کے قیدی بن جاتے تو تبادلہ میں کتنی مشکلات رونما ہوتیں وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا مباحث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام معاشرتی برائیوں کے سد باب کے لیے کیسی کلی اپروچ اختیار کرتا ہے اور اس کا طریقہ تصنعات سے پاک اور فطری ہے جس سے مسئلہ کا پائدار حل نکلتا ہے۔

حواشی

۱- البقرۃ:۳۰، الانعام:۱۶۵ ۲- البقرۃ:۳۱

۳- البقرہ:۳۸

۴- الاعراف:۲۷، المؤمنون:۱۰-۱۱ ۵- التکویر:۸-۹

۶- البلد:۱۳، البقرہ:۱۷۷ ۷- النور:۲

۸- المائدہ:۳۸ ۹- النور:۴

۱۰- المائدہ:۹۰ ۱۱- الحجرات:۱۱-۱۲

۱۲- الاحزاب:۵۹

۱۳- النساء:۴۸، الانعام:۱۹، یونس:۷۱، یوسف:۳۸، الاعراف:۱۹۴

۱۴- العنکبوت:۱۴

۱۵- حٰم السجدہ:۱۵، الشعراء:۱۳۰، الاعراف:۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶- الشعرا: ۱۲۸-۱۲۹، ۱۴۹ ۱۷- الاعراف: ۸۰-۸۱، العنکبوت: ۲۸

۱۸- الاعراف: ۸۶ ۱۹- القصص: ۵

۲۰- البقرہ: ۲۰۵، المائدہ: ۶۴ وغیرہ

۲۱- ال عمران: ۱۰۴، ۱۱۰، البقرۃ: ۱۴۳، التوبہ: ۷۱، ۱۱۲، الحج: ۴۱

۲۲- ال عمران: ۱۰۴، ۱۱۰

۲۳- الزمر: ۵۴

۲۴- سرسید علیہ الرحمہ نے ابطال غلامی کے سلسلے میں کئی ایک علمی اور تحقیقی مقالات تحریر کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقالات سرسید، حصہ چہارم، مرتبہ، مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، مجلس ترقی ادب لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۸ء، ص ۳۶۱-۵۳۶

۲۵- البلد: ۱۳-۱۵

۲۶- النور: ۳۳

۲۷- شاہ معین الدین احمد ندوی، تاریخ اسلام (حصہ اول) دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ۲۰۰۹ء، ص ۱۰۵۔

۲۸- حاجی معین الدین احمد ندوی، مہاجرین (حصہ اول)، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ۲۰۱۱ء، ص ۱۹۹۔

۲۹- کنزالعمال ج ۴ ص ۴۲ بحوالہ حیاۃ الصحابہ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، ادارہ اشاعت دینیات (پرائیویٹ) لمٹیڈ، حضرت نظام الدین نئی دہلی، ستمبر ۱۹۹۴ء، ج ۲ ص ۱۳۵

۳۰-

۳۱- بحوالہ الرق فی الاسلام یعنی اسلام میں غلامی کی حقیقت (حصہ اول)، سعید احمد ایم۔اے۔ ندوۃ المصنفین نئی دہلی، بدون سن اشاعت، ص ۱۲۲

۳۲- الاحزاب: ۳۷

۳۳- المائدہ: ۲۰ تا ۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی برائیوں میں بنی اسرائیل سے امت مسلمہ کی مشابہت

محمد عمر اسلم اصلاحی

بنی اسرائیل بھی اہل کتاب ہیں اور امت مسلمہ بھی حامل کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ سے پہلے بنی اسرائیل کو ہی اپنے دین اور اپنی شریعت کا حامل بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ جس زمانہ میں جس قوم کو اپنے دین وشریعت کا حامل بناتا ہے، وہ قوم دیگر اقوام کے مقابلہ میں اس کی زیادہ اہل ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ قوم اپنے فریضۂ منصبی سے غافل ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی امانت اس سے چھین لیتا ہے اور دوسری اہل تر قوم کے حوالہ کردیتا ہے۔ اس لیے یہ حقیقت واضح رہنی چاہیے کہ قوموں کا عزل ونصب کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی پلاننگ کا حصہ ہوتا ہے اور وہ جو کچھ بھی کرتا یا جو فیصلہ بھی لیتا ہے نہ عجلت میں لیتا ہے اور نہ بے سوچے سمجھے بلکہ اس کا ہر اقدام مبنی بر علم وحکمت ہوتا ہے جیسا کہ فرعون اور اس کے اعیان کو غرق کرنے کے بعد جب بنی اسرائیل کو امامت وقیادت سونپی تو فرمایا:

وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ (الدخان:۳۲)

اور یقیناً ہم نے ان کا انتخاب دنیا والوں پر اپنے علم کی بنیاد پر کیا۔

امت مسلمہ پر نظر ڈالیے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہ زوال وپستی اور ادبار وانحطاط کی آخری حد کو پہنچی ہوئی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قوموں کی امامت کے لیے منتخب کرتے وقت فرمایا تھا۔

وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ○ (آل عمران:۱۳۹)

اور تم ہی سربلند رہو گے اگر مومن رہے۔

اللہ تعالیٰ کے دعوی اور امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال کو سامنے رکھیے تو یقین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے کہ امت مسلمہ کی ذلت ونکبت اس وجہ سے ہے کہ اب ان کے اندر وہ ایمانی قوت موجود نہیں ہے جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل اپنی ایمانی قوت ضائع کر کے عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہرے، اسی طرح امت مسلمہ بھی اپنی ایمانی حرارت ضائع کر کے پستی کی اس حد کو پہنچ گئی ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو امامت دی اس کی قوت کے لحاظ سے اس کا امتحان بھی لیا، چنانچہ بنی اسرائیل کا بھی امتحان لیا اور امت مسلمہ کا بھی۔ بعض امتحانات میں بنی اسرائیل اور امت مسلمہ میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو سبت کے روز بحری شکار کرنے سے منع کر دیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح امت مسلمہ کو حالت احرام میں بری شکار کرنے سے روک دیا۔ بنی اسرائیل کی ممانعت بھی امتحان کے لیے تھی اور امت مسلمہ کی ممانعت بھی امتحان کے لیے ہے۔ قرآن نے بنی اسرائیل کے اس امتحان کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعاً وَيَوْمَ لاَ يَسْبِتُونَ لاَ تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○ (الاعراف:۱۶۳)

اور یاد کرو جب کہ وہ سبت کے معاملہ میں حدودِ الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ جب کہ ان کی مچھلیاں ان کے سبت کے دن منھ اٹھائے ہوئے نمودار ہوتی تھیں اور جب سبت کا دن نہیں ہوتا تو مچھلیاں ظاہر نہیں ہوتیں اسی طرح ہم ان کا امتحان لے رہے تھے کیوں کہ وہ ہماری نافرمانی کرتے تھے۔

امت مسلمہ کے امتحان کا ذکر اس طرح کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ (المائدہ:۹۴)

اے ایمان والو! اللہ تمہارا امتحان لے گا کسی ایسے شکار کے ذریعہ جو تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں آجائے گا تا کہ اللہ دیکھے کہ کون اس سے غیب میں ڈرتا ہے اور جس نے اس کے بعد حد سے تجاوز کیا تو اس کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتحانات بنی اسرائیل کو بھی پیش آئے اور امت مسلمہ کو بھی پیش آ رہے ہیں۔ بنی اسرائیل جب اپنے امتحانات میں ناکام ہوئے اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی امانت چھین لی اور انہیں منصب امامت سے معزول کر دیا۔ اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ امت مسلمہ کو ان کے فسق کے باوجود سربلند ہی رکھے۔

اب جب کہ امت مسلمہ کی ذلت و پستی بہت واضح طور سے نظر آ رہی ہے، افراد امت کو اس کا جائزہ ضرور لینا چاہیے کہ بنی اسرائیل کی وہ کون سی برائیاں اور کمزوریاں تھیں جن کی وجہ سے وہ منصب امامت سے معزول کیے گئے۔ کہیں وہ برائیاں اور کمزوریاں ہمارے اندر بھی تو نہیں در آئیں ہیں اس لیے ہم بھی پستی کا شکار ہیں۔ سطور ذیل میں انہی چند سماجی برائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں بنی اسرائیل اور امت مسلمہ کے درمیان بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔

فکر و عقیدہ میں مشابہت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے وہ اسلام ہے اور دین اسلام کی سب سے اہم بنیاد توحید ہے۔ بنی اسرائیل نے دین کی اس سب سے اہم بنیاد توحید ہی کو اکھاڑ پھینکا اور اس کی جگہ شرک اختیار کر لیا۔ انہوں نے اس کی ذرا پروا نہیں کی کہ شرک اللہ تعالیٰ پر افترا ہے اور وہ اپنے اوپر افترا کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جب بنی اسرائیل شرک میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اکھاڑ پھینکا اور جس منصب امامت پر وہ عرصہ دراز سے فائز چلے آ رہے تھے، اس سے انہیں معزول کر دیا۔ قرآن کہتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ انظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُ نَصِيرًا ۝ (النساء:۴۸-۵۲)

بے شک اللہ اس کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اس کے علاوہ باقی چیزوں کو وہ جس کے لیے چاہے معاف فرمادے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے وہ ایک بڑے گناہ کا افترا کرتا ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو بہت پاکیزہ ٹھہراتے ہیں، (کوئی اپنے آپ پاک نہیں ہوسکتا) بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔ البتہ کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور ذرا ان کو دیکھو کہ یہ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھ رہے ہیں۔ اور صریح گناہ ہونے کے لیے تو یہی کافی ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب الٰہی کا ایک حصہ دیا گیا لیکن یہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ مومنوں سے زیادہ ہدایت یاب تو یہی ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کردی ہے۔ اور جن پر اللہ لعنت کردے ان کا تم کوئی مددگار نہیں پاسکتے۔

ان آیات میں ان کے فکر وعقیدہ سے متعلق تین باتوں کا ذکر ہوا ہے۔

۱- یہ کہ یہ اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ خیال کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔

۲- یہ کہ یہ حامل کتاب ہونے کے باوجود سحر وشعبدہ اور ٹونے ٹوٹکے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ یہ سمجھتے تھے کہ شیطانی قوتوں اور ارواح خبیثہ سے تعلق قائم کرکے بہت سارے مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں اللہ سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳- یہ کہ یہ اہل ایمان پر اہل کفر کو ترجیح دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اہل ایمان سے زیادہ برسر ہدایت تو یہ کفار ہی ہیں۔

اگر امت مسلمہ کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو یہ تینوں کمزوریاں اس کے اندر بھی موجود ملیں گی۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بعض خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ وبرتر تصور کرتے ہیں اور وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی خاندانی وجاہت کا ذکر کرتے ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کیا یہ بھی ایک حقیقت نہیں ہے کہ افراد امت کی ایک معتد بہ تعداد تعویذ گنڈوں کا کاروبار چلاتی اور اسے اپنے معاشی استحکام کا ذریعہ بناتی ہے؟ اب تو صورت حال یہ ہے کہ قرآن کے ترجموں اور تفسیروں کے ابتدائی یا انتہائی صفحات پر تعویذ گنڈوں کی عملی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ عوام کا بالخصوص مصیبت زدوں کا ان تعویذ گنڈوں پر جتنا اعتماد ہو گیا ہے اتنا اعتماد اللہ کی کارسازی پر باقی نہیں رہا۔

اسی طرح کیا یہ بھی ایک حقیقت نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو مومنین اور مجاہدین پر فاسقین اور معاندین کو ترجیح دیتی ہے؟ وہ مومنین کی حمایت کو جرم اور فاسقین کی حمایت کو دین داری تصور کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے سامنے جب اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا پیغام رکھا اور آخری کتاب ہدایت پر انہیں ایمان لانے کی دعوت دی تو انہوں نے قرآن کے پیغام پر غور کرنے کے بجائے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہمارے آباء واجداد کی روایت وہ نہیں رہی جو آپ پیش کر رہے ہیں۔ گویا کسی چیز کے حق ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی روایت پہلے سے موجود ہو۔ قرآن اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ○ (المائدہ:۱۰۴)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے اتاری ہے اور رسول کی طرف تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اس صورت میں بھی جب کہ ان کے باپ دادا کچھ جانتے رہے ہوں اور نہ ہدایت پر رہے ہوں؟

ٹھیک یہی صورت حال امت مسلمہ کے ایک بڑے طبقہ کی ہے جب انہیں قرآن کی دعوت دی جاتی ہے، جب قرآن کے ذریعہ ان کی تذکیر کی جاتی ہے، جب ان کے سامنے قرآن کا درس دیا جاتا ہے تو جہاں وہ درس قرآن پر پابندی لگانے کا اختیار رکھتے ہیں وہاں پابندی لگا دیتے ہیں، ورنہ کم از کم مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں، اسی طرح پہلے سے چلی آ رہی کسی رسم کی جانب توجہ مبذول کرائی جاتی ہے تو کہتے ہیں پہلے تو یہ بات کسی نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بتائی، کیا اب تک اس صحیح بات کو سمجھنے والا کوئی اور پیدا نہیں ہوا؟ آپ پر حق پہلی بار واضح ہوا ہے؟ اس عامیانہ تقلید کا قرآن نے بڑا سخت نوٹس لیا ہے، کہتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتْ النَّصَارَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ○ اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهاً وَاحِداً لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ○ (التوبہ:۳۰-۳۱)

اور یہود کا دعویٰ یہ ہے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ سب ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ دراصل انہی لوگوں کی باتیں دہرا رہے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر کا ارتکاب کیا۔ اللہ انہیں غارت کرے۔ یہ کہاں اوندھے ہوئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے فقیہوں اور راہبوں کو رب بنالیا ہے اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی۔ حالاں کہ انہیں صرف ایک ہی معبود کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بہت بلند و برتر ہے ان چیزوں سے جن کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

یہاں احبار و رہبان کو رب بنانے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ انہوں نے تحلیل و تحریم میں کتاب الٰہی کی طرف رجوع کرنے کے بجائے اپنے علماء اور فقہاء کو اتھارٹی مان لیا اور اعلان کر دیا کہ مستند ہے ان کا فرمایا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بڑا فضل فرمایا تھا۔ اس کا ان پر سب سے بڑا فضل یہ تھا کہ اس نے انہیں دین و شریعت سے نوازا تھا اور ان کی رہنمائی کے لیے یکے بعد دیگرے کئی کتابیں بھیجیں لیکن انہوں نے ان کتب الٰہی کی قدر نہیں کی۔ ان کتابوں میں اتحاد و یکجہتی کی جو تعلیمات تھیں انہیں نظر انداز کر کے ایک دوسرے کی ضد میں اپنی اپنی نئی راہیں نکال لیں جن کا کتب الٰہی سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ جیسا کہ قرآن کا بیان ہے۔

وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْياً بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ○ (الجاثیہ:۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم نے ان کو شریعت الٰہی کے کھلے کھلے احکام دیے تو انہوں نے علم آجانے کے بعد ان میں اختلاف کیا باہمی ضدم ضدا کے سبب بے شک تیرا رب قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا ان تمام چیزوں کے بارے میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

یہی حال امت مسلمہ کا بھی ہے کہ انہوں نے قرآنی آیات کی اپنی ضرورت اور فکر وعقیدہ کے مطابق تاویل کر ڈالی اور اپنی تاویل پر اس قدر سختی کے ساتھ جمے ہوئے ہیں کہ ہزار دلائل کے باوجود اس سے سر موہٹنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر یہ اختلاف دلائل وبراہین کی بنیاد پر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دلائل کے بجائے اپنے فکر وفلسفہ کو بنیاد بنا کر کوئی تاویل کرنا اور اس پر سختی کے ساتھ اڑنا امت مسلمہ کا وطیرہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

بنی اسرائیل کا یہ اختلاف اور باہمی عناد نہ صرف یہ کہ جنگ وجدال میں تبدیل ہو گیا بلکہ وہ ایک دوسرے کے معابد پر قبضہ اور تخریب کے بھی مرتکب ہوئے۔ یہود ونصاریٰ کے درمیان بیت المقدس پر قبضہ کرنے اور ایک دوسرے کو اس میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے کئی کئی نہایت خوں ریز جنگیں ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ شاہد ہے کہ پہلے نصاریٰ نے لوگوں کو حج بیت اللہ سے روکنے کی کوشش کی لیکن جب اس میں کامیاب نہیں ہوئے تو ایک سر پھرے عیسائی حکمراں ابرہہ نے خانۂ کعبہ کو منہدم کر دینے کے لیے مکہ پر چڑھائی کر دی۔ بنی اسرائیل کی تاریخ میں معابد پر قبضہ کر لینے اور ان کی تولیت اپنے ہاتھ میں لے لینے کے متعدد واقعات ملتے ہیں۔ ان کی اسی ذہنیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے کہا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ (البقرہ:۱۱۴)

اور ان سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مساجد کو اس بات سے محروم کر دیں کہ ان میں اس کا ذکر کیا جائے اور وہ اس کو ویران کرنے کے درپے ہوں۔ ان کے شایان شان تو یہ تھا کہ وہ ان میں اللہ سے ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت مسلمہ کا حال اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ مساجد پر قبضہ کرنے، اس کی تولیت اپنے ہاتھ میں لے لینے، وہاں اپنے امام اور موذن بٹھا دینے اور ان کے ذریعہ دوسرے مسالک اور جماعتوں کے خلاف زہر افشانی کرانے کا ایک تسلسل ہے۔ کتنی ہی مساجد ہیں۔ جن میں عرصۂ دراز سے تالے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے مینار زاغ وزغن کے آشیانے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے در و دیوار اذانوں کی صدائیں سننے سے محروم ہیں۔ اور ان کے فرش سجدہ گزاروں کی پیشانیوں کو بوسہ دینے کے لیے ترستے ہیں۔ مساجد پر قبضہ کے ہزاروں مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

علماء کے کردار میں مشابہت:

ہر عہد میں علماء کی ایک بڑی بیماری زر پرستی رہی ہے۔ انہوں نے زیادہ مال کمانے اور دین داری کی راہ سے بڑا سرمایہ دار بن جانے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ علماء بنی اسرائیل نے تو اس میدان میں اپنے تمام پیش روؤں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا تھا، ان کے کچھ سکہ بند علماء تھے جنہوں نے قضا و افتاء کے مناصب پر قبضہ جما رکھا تھا اور اپنے عوام کو باور کرایا تھا کہ ہمارے علاوہ دوسرے لوگ اس منصب کے اہل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی کے لیے بھی کچھ ایسے اصول وضوابط بنا رکھے تھے کہ وہ ان میں سے جتنا چاہتے اپنے لیے مختص کر لیتے اور جتنا چاہتے اپنے اداروں کو دلوا دیتے۔ انہیں علماء پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن نے کہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ۝ (التوبہ:۳۴-۳۵)

اے ایمان والو! ان فقیہوں اور راہبوں میں بہتیرے ایسے ہیں جو لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں (اس طرح وہ سونا اور چاندی کا ذخیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکٹھا کر رہے ہیں) اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ اکٹھا کر رہے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو ایک دردناک عذاب کی بشارت دے دو، اس دن کے عذاب کی جب اس پر آگ دہکائی جائے گی۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں، ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جس کا تم نے اپنے لیے ذخیرہ کیا۔ تو اب چکھو اس کا مزہ جس کی ذخیرہ اندوزی کر رہے تھے۔

اس بیماری میں امت مسلمہ کے علماء بھی مبتلا ہیں۔ انہوں نے بھی ایک خاص کورس ترتیب دیا ہے جس میں قضا و افتاء کی تربیت دی جاتی ہے اور ایک محدود دائرے میں رہ کر علماء و فقہاء کے اجتہادات ہی سے فائدہ اٹھانے اور انہی کے مطابق فتویٰ دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس کورس سے گزر جانے والا خواہ کتنا ہی کم علم اور بے بصیرت کیوں نہ ہو اسے فتویٰ دینے کا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے جب کہ متعدد جید علماء ہیں جن کی براہ راست کتاب و سنت پر نظر ہے اور وہ بہت حد تک اجتہادی شان کے مالک ہیں لیکن اگر انہوں نے وہ کورس نہیں کیا ہے تو انہیں فتویٰ دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح سیکڑوں علماء ہیں جو نذر و نیاز کے ذریعہ راتوں رات بڑے سرمایہ دار بن گئے اور ان سرمایہ دار علماء کی تونس ہے کہ بجھنے کا نام نہیں لیتی۔ ایک بڑی جمعیت ان کی عقیدت کیش ہے۔ وہ دین اسلام کے اسی سانچے کو قبول کرتی ہے جو ان کے اکابر نے تیار کر رکھا ہے۔ کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ کیا مباح ہے اور کیا مستحب؟ اس کی تفصیل کا سارا اختیار انہیں کو حاصل ہے۔ یہاں تک کہ کن تعلیمی اداروں کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے اور کن کو جائز نہیں؟ کون سی ٹوپی شرعی ہے اور کون سی غیر شرعی؟ ان تمام کی تفصیلات فراہم کرنے کا اختیار بھی انہیں کو ہے انہیں علماء کے بارے میں قرآن نے کہا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَـٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ○ (البقرہ:۷۹)

پس ہلاکی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں شریعت تصنیف کرتے ہیں پھر یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ ایسا اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ اس کی تھوڑی سی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت حاصل کریں پس ان کے لیے تباہی ہے اس چیز کے سبب سے جو ان کے ہاتھوں نے لکھی اور ان کے لیے تباہی ہے، اس چیز کے سبب سے جو وہ کماتے ہیں۔

اسی طرح علمائے بنی اسرائیل کی ایک بڑی بیماری یہ تھی کہ دین کی مخالفت میں کسی بھی مخالف دین سے وہ کسی طرح پیچھے نہیں رہتے تھے۔ چنانچہ حقیقی اہل ایمان کے خلاف ریشہ دوانیاں اور سازشیں بھی کرتے تھے اور اپنی دین داری کا خوب خوب مظاہرہ بھی کرتے تھے۔ چنانچہ جو اہل ایمان ان سے اختلاف رکھتے انہیں خود بھی مختلف بہانوں سے ستاتے، اپنے معتقدین کے درمیان ان کی بے دینی کا اعلان کر کے ان سے دور رہنے کی تلقین بھی کرتے اور اگر کوئی غیر اسلامی طاقت ان کے خلاف محاذ کھولتی تو یہ دل کھول کر اس کی حمایت کرتے اور دامے، درمے، سخنے، قدمے اس کا تعاون کرتے اور جب یہ پسپا ہو کر دشمنوں کی قید میں چلے جاتے تو ان کے ساتھ ہمدردی جتانے اور انہیں اپنا زر خرید غلام بنا لینے کے لیے دشمنوں کی قید سے چھڑاتے۔ ایک طرف بے دینی کا اس قدر کھل کر مظاہرہ کرتے تو دوسری طرف اپنی دین داری کا دھونس جمانے کے لیے ان کے ساتھ ہمدردی جتاتے اور ان کا مالی تعاون کر کے انہیں دشمنوں کی قید غلامی سے چھڑاتے۔ علماء بنی اسرائیل کی اسی بیماری کی جانب یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔

ثُمَّ أَنتُمْ هَـٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ (البقرہ:۸۵)

پھر تم وہی لوگ ہو کہ اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ہی ایک گروہ کو ان کی بستیوں سے نکالتے ہو۔ پہلے ان کے خلاف حق تلفی اور زیادتی کر کے ان کے دشمنوں کی مدد کرتے ہو پھر اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آئے ہیں تو ان کا فدیہ دے کر ان کو چھڑاتے ہو جب کہ ان کو ان کے گھروں سے نکالنا ہی تمہارے لیے حرام تھا۔ کیا تم کتاب الٰہی کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس کے دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو۔ تم میں سے جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کی سزا دنیا میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوائی کے سوا کچھ نہیں اور قیامت کے روز یہ سخت عذاب کے حوالے کیے جائیں گے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

اعمال سفلیہ کے کاروبار اور ارواح خبیثہ سے تعلق بھی دراصل انہیں علماء کی دین ہے جس کا ذکر تعویذ گنڈوں سے متعلق گفتگو میں پیچھے گزرا۔ علماء جب اس قسم کے کاروبار میں دلچسپی لینے لگتے ہیں تو ہر چند کہ ابتداء میں ان کی نیت محض لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانا ہوتی ہے لیکن جب یہ کاروبار ان کا مزاج بن جاتا ہے تو وہ اتباع ہویٰ میں داخل ہو جاتا ہے اور جب بندہ اپنی خواہشوں کا غلام بن جاتا ہے تو خواہ وہ کتنی ہی دین داری کا مظاہرہ کرے، اسے گمرہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ قرآن نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا ہے۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ (الجاثیہ:۲۳)

تو کیا دیکھا تم نے اس کو جس نے اپنا معبود اپنی خواہش کو بنا رکھا ہے اور جس کو اللہ نے علم رکھتے ہوئے گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر کر دی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔ بھلا اس کو کون ہدایت دے سکتا ہے۔ بعد اس کے کہ اللہ نے اس کو گمراہ کر دیا ہے۔ تو کیا تم دھیان نہیں دیتے؟

اسی طرح علماء بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی بیماری کتمان حق کی تھی۔ وہ اپنے عوام کو اپنی مرضی پر چلانے کے لیے تورات کی ان تعلیمات کو چھپاتے اور عوام کے سامنے نہیں لاتے جن سے ان کے فکر و فلسفہ پر زد پڑتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ○ (البقرہ:۱۵۹)

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ہماری اتاری ہوئی کھلی کھلی آیات اور ہماری ہدایات کو بعد اس کے کہ ہم نے وہ کتاب میں کھول کھول کر لوگوں کے لیے بیان کر دی ہیں تو وہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور جن پر لعنت کرنے والے لعنت کریں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی حال علماء امت مسلمہ کا بھی ہے کہ وہ اپنے مسلکی اور جماعتی فکر وعقیدہ کو معاشرہ پر غالب رکھنے کے لیے ان بہت ساری الٰہی تعلیمات سے لوگوں کو دور رکھتے ہیں جن سے ان کے اپنے تصور دین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور اسی غرض کے لیے وہ کتاب الٰہی کے دروس پر پابندی لگاتے ہیں اور اپنے عوام کو الٰہی تعلیمات سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نقض عہد میں مشابہت:

کسی بھی سماج میں باہمی معاہدوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ لیکن بنی اسرائیل نے عہد و پیمان جیسی اہم سماجی چیز کو بھی کبھی اہمیت نہیں دی۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تورات کے ذریعہ سے ان سے اس بابت پختہ عہد لے لیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہوا۔

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○ (المائدہ:۴۴)

یقیناً ہم نے ہی تورات اتاری ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق یہود کے معاملات کے فیصلے کرتے رہے وہ انبیاء جنہوں نے خدا کی فرماں برداری کی اور ربیوں اور علماء نے بھی اسی کے مطابق فیصلے کیے کیوں کہ وہ کتاب الٰہی کے امین بنائے گئے تھے اور اس کے گواہ ٹھہرائے گئے تھے پس تم لوگوں سے نہ ڈرو۔ صرف مجھ سے ہی ڈرو اور میری آیات کو حقیر قیمت کے عوض نہ بیچو اور جس نے اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہی لوگ کافر ہیں۔

یہاں وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا سے اشارہ یہود کے اسی کردار کی جانب ہے جو وہ اپنے دنیوی مفادات کے لیے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ رہے تھے۔ بالکل اسی سیاق میں یہ ہدایت الٰہی بھی ہے۔

وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ○ (البقرہ:۴۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو میں نے اتاری ہے جو مصداق ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی اس کے پہلے انکار کرنے والے نہ بن جاؤ اور میری آیات کو حقیر پونجی کے عوض مت بیچو اور مجھ سے ہی ڈرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے جو ہدایات دی ہیں انہیں اپنے عہد سے تعبیر کیا ہے۔ اور بنی اسرائیل پر اللہ کی جو نعمتیں رہی ہیں ان نعمتوں کو یاد دلا کر ایفائے عہد کی تلقین فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا:

يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوْا بِعَهْدِيْ أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ (البقرہ:۴۰)

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تم پر کی اور میرے عہد کو پورا کرو تو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھ سے ہی ڈرو۔

اس طرح کے متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے کیے ہوئے اپنے عہد اور اللہ سے کیے ہوئے بنی اسرائیل کے عہد کو یاد دلایا اور ظاہر ہے کہ ان عہود کو یاد دلانے کی ضرورت اسی لیے پڑی کہ انہوں نے اللہ سے کیے ہوئے اپنے عہدوں کو توڑ ڈالا۔ بعض مقامات پر تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نقض عہد پر اپنے شدید غصہ کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا:

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ○ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ ○ (الانفال:۵۵-۵۸)

بے شک بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور وہ ایمان نہیں لائے جن سے تم نے عہد لیا پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ دیتے ہیں اور وہ ڈرتے نہیں پس اگر انہیں جنگ میں پاجاؤ تو انہیں ایسی مار مارو کہ جو ان کے پیچھے ہیں ان کو بھی تتر بتر کر دو تا کہ ان کے ہوش ٹھکانے ہوں اور اگر تمہیں کسی قوم سے بدعہدی کا خطرہ ہو تو تم بھی ان کا عہد ان کے منہ پر مار دو۔ اللہ بدعہدوں کو پسند نہیں کرتا۔

ان آیات میں اشارہ اس عہد کی طرف ہے جو یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس وقت کیا تھا جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ گئے تھے اور باقاعدہ وہاں ایک اسلامی ریاست قائم کر لی تھی۔ اور مدینہ ومضافات مدینہ کے بہت سارے لوگ آپؐ کے جاں نثاروں میں شامل ہو گئے تھے۔ اس موقع پر یہود نے سیاسی تدبیر کے طور پر آپؐ سے معاہدہ تو کر لیا تھا لیکن جب بھی کوئی موقع ہاتھ آتا مسلمانوں کی کمر توڑ دینے کا تو وہ اپنا عہد توڑ دیتے۔

بنی اسرائیل نے اللہ سے کیے ہوئے اپنے عہود کو کئی طرح سے توڑا۔ کہیں تو وہ ہدایات ربانی کو تبدیل کرنے کے لیے اس لفظ کی ہیئت بگاڑ دیتے جس سے کسی خاص چیز کی طرف اشارہ مقصود ہوتا تا کہ ذہن کسی اور جانب منتقل ہو جائے۔ اس طرح کے نقض عہد کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقاً يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (آل عمران:۷۸)

اور ان میں ایک گروہ ان لوگوں کا بھی ہے جو اپنی زبان کو کتاب الٰہی کے ساتھ توڑتا مروڑتا ہے تا کہ تم اس کو کتاب الٰہی کا حصہ سمجھو۔ حالاں کہ وہ کتاب الٰہی کا حصہ نہیں ہے اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالاں کہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ وہ اللہ پر جانتے بوجھتے جھوٹ باندھتے ہیں۔

اس نوعیت کی تبدیلیوں کی ایک مثال لفظ۔ مروہ'' ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ اپنے بیٹے اسماعیل کو قربان کر دیں۔ چوں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے حوالہ سے اس مقام کی ایک تاریخی اہمیت تھی اس لیے بنی اسرائیل کی کوشش یہ تھی کہ اس لفظ کی ہیئت اس طرح بگاڑ دی جائے کہ لوگوں کا ذہن مکہ کے مروہ کی جانب منتقل نہ ہو سکے۔ چنانچہ انہوں نے زبان کو توڑ مروڑ کر اسے مریا، موریا، موریاہ اور مورہ وغیرہ پڑھا تا کہ یہ مقام مروہ بہر حال نہ رہ جائے۔

اسی طرح بنی اسرائیل کبھی حیلۂ شرعی سے کام لے کر عہدِ الٰہی کو توڑتے۔ مثلاً بنی اسرائیل کے لیے سبت کا دن عبادت کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا اور اس دن سیر وشکار کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممانعت تھی۔انہوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لیے یہ شرعی حیلہ ایجاد کیا کہ اس دن شکار نہ کرو لیکن مچھلیوں کو اس طرح گھیر دو کہ وہ دوسرے دن آسانی سے ہاتھ آجائیں۔جب کوئی شخص ان کے اس رویہ پر ٹوکتا تو کہہ دیتے کہ ہم شکار تو کر نہیں رہے ہیں۔صرف مچھلیوں کو گھیر رہے ہیں۔ان کے اسی کردار پر قرآن کی یہ آیت تبصرہ کر رہی ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ۝ (البقرہ:۶۵)

اور ان لوگوں کا علم تو تم کو ہے ہی جنہوں نے سبت کے معاملہ میں حدود الٰہی سے تجاوز کیا تو ہم نے انہیں دھتکارا کہ جاؤ ذلیل بندر ہو جاؤ۔

بنی اسرائیل کے نقض عہد کی ایک شکل یہ بھی رہی ہے کہ وہ کسی حکم سے فرار اختیار کرنے کے لیے اسے غیر سنجیدہ مطالبہ قرار دے دیتے تھے اور اس میں اتنے سوالات پیدا کرتے تھے کہ آگے چل کر وہ مطالبہ خود ہی بے معنیٰ ہو کر رہ جائے۔مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص کا قتل ہو گیا تھا لیکن چوں کہ قاتل دبنگ تھے اس لیے انہوں نے اپنے اس جرم کو چھپانے کے لیے زیر دستوں کو بھی اعتماد میں لے لیا تھا۔اب جرم کا سراغ دینے والا کوئی نہیں تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی کے مطابق قسامہ کا طریقہ اختیار فرمایا اور فرمایا کہ لوگ ایک گائے ذبح کر کے اس پر قسمیں کھائیں لیکن بنی اسرائیل نے پہلے تو یہ کہہ کر اس پر عمل کو ٹال دیا کہ آپ کیا مذاق کر رہے ہیں۔کہیں ایسے قاتل کا سراغ ملتا ہے۔؟ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اصرار بڑھتا جا رہا ہے تو انہوں نے اس معاملہ کو طول دینے کے لیے پہلے تو یہ کہا کہ گائے کیسی ہو؟ پھر کہا کہ اس کا رنگ کیسا ہو؟ پھر کہا کہ اس کی عمر کیا ہو؟ وغیرہ وہ ان سوالات در سوالات سے وہاں تک پہنچ جانا چاہتے تھے جہاں گائے قربان کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔قرآن نے اس کا ذکر یوں کیا ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَافْعَلُواْ مَا تُؤْمَرُونَ o قَالُواْ ادْعُ لَنَا رَبَّکَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاء فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ o قَالُواْ ادْعُ لَنَا رَبَّکَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاء اللّهُ لَمُهْتَدُونَ o (البقرہ:۶۷-۷۰)

اور یاد کرو جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو تو وہ بولے کہ کیا آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں غیر سنجیدہ لوگوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ واضح کر دے کہ گائے کیسی ہو؟ اس نے کہا: وہ فرماتا ہے وہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، بیچ کی راس ہو تو کرو جو تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔ وہ بولے: اپنے رب سے دعاء کیجئے کہ وہ یہ بھی واضح کر دے کہ اس کا رنگ کیسا ہو؟ اس نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ سنہری، شوخ رنگ اور دیکھنے والوں کے لیے دل پسند ہو۔ وہ بولے اپنے رب سے دعاء کیجئے کہ اچھی طرح واضح کر دے کہ وہ کیسی ہو؟ اس لیے کہ گائے کے امتیاز میں التباس ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ اب ہم سمجھ جائیں گے۔

چوں کہ بنی اسرائیل کی یہ شرارتیں اس وقت ہو رہی تھیں جب ابھی پیغمبران کے درمیان موجود تھا اور وہ ہدایت ربانی کی روشنی میں آخری حد تک انہیں گھیر سکتا تھا اس لیے بالآخر یہ گھیرے میں آ ہی گئے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا۔

إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لاَّ ذَلُولٌ تُثِيرُ الأَرْضَ وَلاَ تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لاَّ شِيَةَ فِيهَا (البقرہ:۷۱)

وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے کیری، زمین کو جوتنے والی اور کھیتوں کو سیراب کرنے والی نہ ہو، بالکل یک رنگ ہو، اس میں کسی اور رنگ کی آمیزش نہ ہو۔

تو ان کی سمجھ میں آ گیا کہ ہم جتنا زور لگا رہے ہیں اس سے نکلنے کے لیے اتنا ہی پھنستے اور دلدل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں اس لیے انہوں نے تھک ہار کر کہہ دیا۔

الآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُواْ يَفْعَلُونَ o (البقرہ:۷۱)

اب واضح بات آپ لائے چنانچہ انہوں نے ذبح کیا حالاں کہ وہ ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔

اگر اس تناظر میں ہم امت مسلمہ کا جائزہ لیں تو یہاں بھی یہ بیماریاں موجود ملیں گی۔ طلاق کے معاملات میں اس طرح کی صورت حال کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق کے محرک پر توجہ دینے کے بجائے کلمات طلاق کو بنیاد بنا کر جائز اور ناجائز ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ طلاق۔ ''ط'' سے دی ہے یا ''ت'' سے۔ اور یہ کہ طلاق کے لیے کس طرح کے جملے کا استعمال کیا گیا ہے۔ کیا یہ **یلزون السنتھم بالکتاب** کے زمرے میں نہیں آتا۔

اسی طرح امت مسلمہ کے ایک بڑے طبقہ میں حیلۂ شرعی کو اسلامی فلسفہ کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ اس کے ذریعہ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بنا لینے کی بڑی وسیع راہیں کھل گئی ہیں۔ خاص طور سے زکوٰۃ کے بعض مصارف کو بہت محدود کر دیا گیا ہے اور جب اس سے مدارس کی آمدنی پر منفی اثر پڑتا ہے تو اسے حیلۂ شرعی کے ذریعہ جائز بنا لیا جاتا ہے اور یافت کی وہ ساری راہیں کھول لی جاتی ہیں جو حکم کو محدود کر دینے کی وجہ سے بند ہوگئی تھیں۔

اسی طرح بعض شعائر کے سلسلہ میں خود ساختہ اصولوں کے ذریعہ بعض لوگوں کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے اور اپنی پسند کی بقا کے لیے سوالات در سوالات کر کے بہت واضح لفظوں میں حکم معلوم کیا جاتا ہے۔ یہ وضاحت ان سے طلب کی جاتی ہے جن پر وحی نہیں آتی ورنہ شاید بنی اسرائیل کی طرح یہ سوالات کرنے والے بھی بالآخر گھیرے میں آجاتے۔ دین کے معاملہ میں تشدد اور شک پرستانہ ذہنیت دونوں خطرناک ہیں۔ یہ دونوں بیماریاں بنی اسرائیل میں بھی موجود تھیں اور امت مسلمہ میں بھی موجود ہیں۔

اخلاقی پستی میں مشابہت:

اخلاقی پستی کی بھی کئی شکلیں ہیں۔ مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ ہجرت فرمائی تو بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور وہ مومنین صادقین کی صفوں میں شامل ہوگئے لیکن بعض وہ تھے جنہوں نے اس نیت سے اسلام قبول کیا تھا کہ اسلام کو اندر ہی اندر کھوکھلا کریں گے اور اسے بدنام کر کے اس کی ترقی کو بالکل روک دیں گے۔ لیکن بنی اسرائیل میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی تھی جو اسلام اور کفر میں سمجھوتہ کے خواہاں اور اس کے لیے کوشاں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان جس راہ پر چلنا چاہیں شوق سے چلیں لیکن دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کو بالکل بے دین قرار نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں۔ چنانچہ ان کا خیال تھا کہ بنی اسرائیل بھی توحید، رسالت اور آخرت کے قائل ہیں جس طرح یہ مسلمان بس فرق اتنا ہے کہ محمد صاحب کی نبوت و رسالت کے قائل نہیں ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ نہ یہ ان کو بے دین کہیں نہ وہ ان کو بے دین کہیں۔ کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی اختیار کر کے سکون سے دونوں رہیں۔ مذہبی رواداری کا یہی تقاضا ہے۔

اس تجویز کے پیچھے جو نیت تھی وہ بہت واضح اور صاف ہے کہ اس طرح مسلمانوں کا اختصاص ختم ہو جائے گا۔ اور محض ایک ایسا سیاسی گروپ بن کر رہ جائیں گے جو حصول اقتدار کے لیے اصولوں میں بھی سمجھوتہ کر سکتا ہے۔ یہ تجویز اخلاقی پستی کی دلیل ہے۔ ایسے پست اخلاق لوگوں پر قرآن نے یہ تبصرہ کیا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ o يُخَادِعُونَ اللّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلاَّ أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ o فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّهُ مَرَضاً وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ o
(البقرہ: ۸-۱۰)

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالاں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالاں کہ یہ خود اپنے کو ہی دھوکا دے رہے ہیں۔ بس انہیں اس کا احساس نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں روگ ہے تو اللہ نے ان کے روگ کو اور بڑھا دیا ہے۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں۔

اس پست ذہنیت کے افراد امت مسلمہ میں بھی موجود ہیں جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلام اور غیر اسلام میں سمجھوتہ کے قائل ہیں اور رواداری کا وہ ایسا بھاؤ دیتے ہیں جسے قبول کر لیا جائے تو اسلامی تشخص باقی رہ ہی نہیں سکتا۔ وہ اپنے اس فکر و خیال کی اشاعت میں قرآن کی بعض بہت اہم اصطلاحات تک کا مفہوم بدل ڈالتے ہیں۔ مثلاً وہ صبر کا مفہوم یک طرفہ برداشت و تحمل بتاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی ایک اخلاقی پستی یہ بھی تھی کہ انہوں نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قدم قدم پر ستایا اور ایذا پہنچائی چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو لے کر دریا کے پاس پہنچے اور بنی اسرائیل نے دیکھا کہ فرعون، اس کی کابینہ اور فوج ان کے تعاقب میں ہے تو چیخنے لگے کہ موسیٰ: کیا تم ہمیں یہاں مروانے کے لیے لے آئے ہو؟ حضرت موسیٰؑ نے بہت کہا کہ ہم اللہ کے حکم سے یہاں آئے ہیں۔ وہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔ لیکن جب تک سمندر میں راستہ نہیں بن گیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تنگ ہی کرتے رہے۔ پھر جب سمندر پار صحرا میں پہنچے اور وہاں دھوپ کی شدت برداشت کرنی پڑی تو پھر چیخنے لگے کہ کیا دھوپ ہی ہمارا مقدر ہے؟ سایہ نہیں ملے گا؟ اور اس وقت اس مسئلہ کو لے کر سراپا احتجاج بنے رہے جب تک بدلیوں کا سایہ نہیں مل گیا۔ پھر انہوں نے خوراک کا مطالبہ شروع کر دیا اور اس وقت تک اپنا یہ مطالبہ دہراتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے من وسلویٰ کا انتظام نہیں کر دیا۔ پھر جب مفت کی روٹی بوٹی کا انتظام ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم صرف روٹی بوٹی پر گزارا نہیں کر سکتے، ہمیں ساگ سبزیاں چاہئیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکمِ الٰہی سے یہ فرمایا کہ اگر ساری سہولیات زندگی چاہئیں تو سامنے والی بستی میں چلے جاؤ وہاں سب کچھ ملے گا۔ تو کہنے لگے کہ ہم لڑنے بھڑنے نہیں جائیں گے تم اور تمہارا خدا جا کر پہلے میدان صاف کر دو پھر ہم آتے ہیں۔ یہ سارا واقعہ **وظللنا علیکم الغمام**.....البقرہ آیات ۵۷ تا ۶۱ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اخلاق کی یہ پستی امت مسلمہ میں بھی موجود ہے وہ بھی کسی حال میں اللہ کے فیصلہ پر راضی اور مطمئن نہیں ہے۔ اللہ کی ہزار نعمتوں پٹرول، سونا، چاندی، کھجور، ربر، ناریل اور نہ معلوم کتنی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کے باوجود اپنی پسماندگی کا مسلسل رونا روئے چلی جا رہی ہے۔ اور ان تمام نعمتوں کے باوجود مغربی دنیا اور اس کی نام نہاد ترقی کو للچائی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ اور بزبان قال نہ سہی لیکن بزبان حال اللہ سے شاکی ہی نظر آ رہی ہے۔

یہ بھی بنی اسرائیل کی ذہنی پستی ہی تھی کہ ایک طرف وہ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے احساس برتری میں مبتلا تھے اور کفار و مشرکین مکہ کو وہ دینی وراثت سے محروم ایک پست قوم تصور کرتے تھے تو دوسری طرف اسلام کے مقابلہ میں انہیں کی ہم نوائی کرتے اور ان سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے۔

تَرَى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَن سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ○ (المائدہ:۸۰)

تم ان میں سے بہتوں کو دیکھتے ہو کہ وہ کفار کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ نہایت برا توشہ ہے جو انہوں نے اپنے لیے بھیجا کہ خدا کا ان پر غضب ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے بنے۔

امت مسلمہ میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو غیر مسلموں کو برسر ضلالت تصور کرنے کے باوجود اپنے ہی بھائی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے حامی اور مددگار ہیں۔ ان کے لیے اپنی ساری توانائیاں صرف کرتے اور ان کے لیے اپنے خزانوں کے دہانے کھولے ہوئے ہیں۔

سود خوری میں مشابہت:

سود ہر زمانہ اور ہر شریعت میں حرام رہا ہے۔ کیوں کہ اس میں غرباء اور حاجت مندوں کا استحصال ہوتا ہے اور جس نظام میں بھی کسی طرح کا استحصال ہو وہ نظام اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کو بھی سود خوری سے منع کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ كَثِيرًا ○ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ○ (النساء:۱۶۰-۱۶۱)

پس ان لوگوں کے ظلم ہی کے سبب سے جنہوں نے یہودیت اختیار کی ہم نے ان پر بعض پاکیزہ چیزیں حرام کردیں جو ان کے لیے پہلے حلال تھیں اور اس سبب سے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس سبب سے بھی کہ وہ سود لیتے ہیں حالاں کہ اس سے ان کو روکا گیا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کے تعلق سے سود کی جس حرمت کا بیان ہوا ہے اس کا ذکر قدیم آسمانی صحیفوں میں ملتا ہے۔ تورات میں ہے ''اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو قرض دے تو اس سے قرض خواہ کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے سود لینا، اگر تو کسی وقت اپنے ہمسایہ کے کپڑے گروی رکھ بھی لے تو سورج کے ڈوبنے تک اس کو واپس کر دینا کیوں کہ فقط وہی ایک اس کا اوڑھنا ہے۔ اس کے جسم کا وہی لباس ہے۔ پھر وہ کیا اوڑھ کر سوئے گا؟ پس جب وہ فریاد کرے گا تو میں اس کی سنوں گا۔ کیوں کہ میں مہربان ہوں''۔

(کتاب خروج، باب:۲۲:۲۵-۲۷۔ بحوالہ تفہیم القرآن تفسیر سورۃ النساء آیات مذکورہ)

اسی طرح کا صریح حکم کتاب احبار، باب:۲۵:۳۵-۳۸ میں بھی ہے۔

(بحوالہ تفسیر تدبر قرآن، سورۃ النساء، آیات مذکورہ)

قدیم آسمانی صحیفوں بالخصوص تورات میں سود کی حرمت کا ذکر جگہ جگہ اس لیے ملتا ہے کہ اس کے مخاطب بنی اسرائیل نے اس سودی نظام کو ترقی یافتہ کاروبار کی شکل دے رکھی تھی۔ اور گھر بیٹھے بیٹھے غریبوں کا خون چوس کر اپنے سرمایہ میں اضافہ کر رہے تھے۔ اسی لیے جب قرآن نازل ہوا تو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے قرآنی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کر لیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ○ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ (آل عمران:۱۳۰-۱۳۲)

اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ دوگنا چوگنا بڑھا کر اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آ رہی ہیں۔

الف سود سے اجتناب ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔

ب اخروی کامیابی سود سے اجتناب کے بغیر ممکن نہیں۔

ج سود خور دراصل کافر ہے۔ اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

د بہر پہلو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت لازم ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی سے رحمت خداوندی کے دروازے کھلیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے مقابلہ میں زکوٰۃ وصدقات کے نظام کو پسند کیا ہے۔ چوں کہ سود میں غریبوں کا استحصال ہوتا ہے اس لیے اس نظام سے وابستہ افراد سے انسانوں کو ہمدردی نہیں ہوسکتی۔ اور جس سے انسانوں کو ہمدردی نہ ہو اس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں فرمائے گا۔ برخلاف اس کے زکوٰۃ وصدقات سے ضرورت مندوں کی مدد ہوتی ہے اور جن لوگوں کی ضرورتیں مدد کرنے والوں سے پوری ہوتی ہیں وہ ان کے احسان مند ہوتے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ کی رحمت بھی ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی جانب یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔

وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ○ (الروم:۳۹)

اور جو سودی قرض تم اس لیے دیتے ہو کہ وہ دوسروں کے مال کے اندر پروان چڑھے تو وہ اللہ کے ہاں پروان نہیں چڑھتا اور جو زکوٰۃ تم دیتے ہو اللہ کی رضا جوئی کے لیے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کے ہاں اپنے مال کو پروان چڑھانے والے ہیں۔

سود کے سلسلہ میں جو مزاج بنی اسرائیل کا تھا وہی مزاج آج امت مسلمہ کے ایک بڑے طبقہ کا بن گیا ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ میں ایک تعداد ایسی ہے جو سودی کاروبار سے وابستہ ہے اور اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں جن میں افراد امت نے اپنے ہی بھائیوں کا ایسا خون چوسا کہ وہ گداگری پر مجبور ہوگئے۔ سودی کاروبار سے وابستہ مسلمان بھی وہی دلیل دیتے ہیں جو بنی اسرائیل دیا کرتے تھے کہ جس طرح آدمی تجارت کے ذریعہ نفع کماتا ہے، اسی طرح اس نظام کے ذریعہ نفع کمانے میں کیا مضائقہ؟ یہ بھی تو ایک طرح کی تجارت ہے۔ لیکن اس طرح کی دلیلیں دینے والے بھول جاتے ہیں کہ تجارت میں نفع اور نقصان دونوں کا امکان ہے لیکن سودی نظام میں ایک فریق کا صرف فائدہ ہے۔ نقصان سرے سے ہے ہی نہیں جب کہ فریق ثانی کے لیے نفع کا امکان اور نقصان کا اندیشہ زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں تجارت میں نفع ونقصان کا تعلق امیری اور غریبی سے نہیں ہے جب کہ سودی نظام میں نفع امیروں کو اور نقصان غریبوں کو پہنچتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت میں ایک خاک آلود کے لیے کشاکش کے راستے کھلتے ہیں جب کہ سود میں جسم کا کپڑا بھی اتر جانے کا قوی اندیشہ رہتا ہے۔ تجارت میں فریقین میں سے کسی کا استحصال نہیں ہوتا جب کہ سود میں ایک فریق کا صریح استحصال ہوتا ہے۔

اس وقت سودی نظام نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم تمام حکومتوں نے بلا کراہت اس نظام کو اپنے اپنے ملکوں میں رائج کر رکھا ہے۔ حالاں کہ اس نظام سے دنیا کراہ رہی ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے بعض افراد اور تنظیموں نے اسلامی بینکنگ سسٹم یعنی غیر سودی نظام کا تعارف بڑے پیمانہ پر کرانے کی کوشش کی ہے اور اس نظام کی برکات سے لوگوں کو آشنا کرانا بھی شروع کر دیا ہے اور بحمد اللہ مغربی دنیا بھی اس کا استقبال کر رہی ہے لیکن امت مسلمہ بحیثیت امت کے ابھی اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے سنجیدہ نظر نہیں آ رہی ہے، ورنہ دنیا کو سودی نظام سے اور اس کے استحصالی سسٹم سے بچایا جا سکتا تھا۔

غلو میں مشابہت:

اللہ نے انسانوں کے لیے جس دین کو پسند فرمایا ہے وہ اعتدال پر مبنی ہے۔ نہ اس میں افراط ہے، نہ تفریط اور یہ دین آغاز انسانیت ہی سے موجود ہے۔ لیکن عجیب ستم ظریفی ہے کہ انسانوں نے اس میں کمی بیشی کر کے اس کے فطری مزاج کو بگاڑ ڈالا۔ وہ طبقہ جو دین کی بہت زیادہ پاس داری نہیں کرتا وہ دین کی بہت ساری چیزوں کو غیر ضروری قرار دے کر اس سے فرار کی راہ اختیار کرتا ہے لیکن وہ طبقہ جو اپنے آپ کو دین دار سمجھتا ہے وہ اس میں اتنا غلو کر بیٹھتا ہے کہ مستحبات کو واجبات اور واجبات کو فرائض کے زمرے میں شامل کر دیتا ہے۔ ولیوں کو نبیوں اور نبیوں کو خدا کے منصب تک پہونچا دیتا ہے غلو کا یہ مزاج بھی اصلا بنی اسرائیل کا بنایا ہوا ہے جنہیں ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكِيلًا ۝ (النساء:۱۷۱)

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ پر حق کے سوا کوئی اور بات نہ کہو مسیح عیسیٰ بن مریم تو بس اللہ کے ایک رسول اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی طرف القا کیا اور اس کی جانب سے ایک روح ہیں۔ بس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تثلیث کا دعویٰ نہ کرو۔ باز آجاؤ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ معبود تو بس تنہا اللہ ہے۔ وہ اس سے پاک اور بہت بلند ہے کہ اس کے کوئی اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ بحیثیت کارساز کافی ہے۔

یہ نصاریٰ کا غلو ہی تھا کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ کی بیوی اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ مسیح کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ اسی طرح یہودیوں نے بھی حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا بنا دیا ہے جیسا کہ سورۃ التوبہ آیات: ۳۰، ۳۱ کے حوالہ کے پیچھے گزرا۔

علاوہ ازیں بنی اسرائیل نے بہت ساری ذمہ داریاں خود اوڑھ لی تھیں۔ یہ بھی دین میں غلو ہی ہے۔ مثلاً فلاں جانور حلال ہے فلاں حرام، فلاں جانور کا گوشت صرف معبودوں کے لیے ہے اور فلاں کا ہمارے لیے۔ عبادت کا تقاضا ہے کہ آرام تج دیا جائے اور تکلیف اٹھائی جائے، علماء اور فقہا کے فیصلوں کی بھی وہی اہمیت ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی ہے۔ وغیرہ۔

دین میں غلو کا جو مزاج بنی اسرائیل کا تھا وہ امت مسلمہ کے بھی ایک بڑے طبقہ کا ہے۔ نوافل کو اس طرح لازمۂ حیات قرار دے دینا کہ اگر اس میں کوتاہی ہو جائے تو کوتاہی کرنے والے کی دین داری ہی مشکوک ہو جائے۔ اوراد و وظائف کو ضروری قرار دے دینا کہ اگر اس میں کوتاہی ہو جائے تو ایمان ہی مکمل نہ ہو۔ بعض رسمیات کو شعائر دینی قرار دے دینا کہ اگر ان میں کوتاہی ہو جائے تو گویا ایمان کے تقاضوں کی تکمیل ہی میں کوتاہی ہو رہی ہے۔ فرمودات علماء کو احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کے مقابل لا کھڑا کرنا بلکہ بعض اوقات انہی کو حجت بنانا۔ یہ سب دین میں غلو ہے۔

دین میں یہ غلو عجز و انکسار کے روپ میں نمودار ہوتا ہے لیکن فی الواقع اس کے پیچھے اشک بار ہوتا ہے جسے غرور کہا جاتا ہے۔ اس غرور کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ جس طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُسن کا غرور ہوتا ہے، مال کا غرور ہوتا ہے، منصب کا غرور ہوتا ہے اسی طرح علم کا بھی غرور ہوتا ہے، نسبت کا بھی غرور ہوتا ہے اور تقویٰ کا بھی غرور ہوتا ہے۔ امت مسلمہ میں غلو اسی غرور علم، غرور نسبت اور غرور تقویٰ کی راہ سے آیا ہے۔ قرآن خود اس جانب اشارہ کرتا ہے۔

لَن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْداً لِّلّهِ وَلاَ الْمَلآئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعاًo (النساء:۱۷۲)

اور مسیح کو اللہ کا بندہ بننے سے ہرگز عار نہ ہوگا اور نہ مقرب فرشتوں کو عار ہوگا۔ اور جو اللہ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو اللہ ان سب کو اپنے پاس اکٹھا کرے گا۔

افتراق وانتشار میں مشابہت:

یہود اور نصاریٰ دونوں بنی اسرائیل ہیں۔ لیکن ان کی آپس کی دشمنی جگ ظاہر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر جب سے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تبھی سے یہی خانۂ خدا لوگوں کا قبلہ قرار پا گیا تھا۔ لیکن یہود نے بعد میں بیت المقدس کو قبلہ بنالیا۔ پھر جب نصاریٰ وجود میں آئے تو انہوں نے بیت المقدس میں اپنا قبلہ مشرق کی طرف خاص کرلیا۔ ان کی دشمنی میں یہود نے اپنا قبلہ مغربی حصہ کو بنالیا۔ آگے چل کر نصاریٰ کا مستقل قبلہ مشرق اور یہود کا مستقل قبلہ مغرب بن گیا۔ قبلہ کے اسی تصور کے نتیجہ میں انہوں نے ایک دوسرے کے معابد کو نشانہ بنایا اور ان کی تذلیل وتوہین کی۔ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھنے والوں اور ایک فکر کو لے کر آگے بڑھنے والوں کا افتراق وانتشار اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ ان کے ہاں ایک دوسرے کے معابد کا احترام تک باقی نہیں رہا تھا۔ قرآن نے ان کے اسی کردار پر تنقید کی ہے۔ فرمایا:

لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِيْنَ الْبَأْسِ أُولَـئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (البقرہ:۱۷۷)

اللہ کے ساتھ وفاداری صرف یہ نہیں ہے کہ تم مشرق ومغرب کی طرف رخ کرلو بلکہ وفاداری ان کی وفاداری ہے جو اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر صدق دل سے ایمان لائیں اور اپنے مال اس کی محبت کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور گردنیں چھڑانے پر خرچ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور جب معاہدہ کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ خاص کر وہ لوگ جو فقر وفاقہ، تکالیف جسمانی اور جنگ کے اوقات میں ثابت قدم رہنے والے ہوں یہی لوگ ہیں جنہوں نے راست بازی دکھائی اور یہی سچے متقی ہیں۔

ان کی باہمی دشمنی اتنی آگے بڑھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کی مذہبی حیثیت ہی کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ (البقرہ:۱۱۳)

اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں ہے۔ حالاں کہ یہ دونوں کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جس دین کو انسانوں کے لیے پسند فرمایا ہے وہ اسلام ہے اور اسی دین کی تبلیغ واشاعت کی ذمہ داری تمام نبیوں اور رسولوں پر ڈالی تھی۔ قرآن کہتا ہے:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ (الشوریٰ:۱۳)

اس نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی ہدایت اس نے نوح کو فرمائی اور جس کی وحی ہم نے تمہاری طرف کی اور جس کی ہدایت ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دی کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

لیکن بدقسمتی سے تمام پیغمبروں کے ماننے والوں نے اصل دین کو نظر انداز کیا اور جس مشن پر وہ مامور ہوئے تھے باہمی عناد میں اس کو فراموش کر بیٹھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو بطور خاص یہ تنبیہ فرمائی تھی کہ دیکھو تم بھی انہی کی راہ پر نہ چل پڑنا اور ہدایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آجانے کے بعد باہمی عناد و دشمنی میں افتراق و انتشار میں مبتلا نہ ہو جانا فرمایا:

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاء فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً (آل عمران:۱۰۳)

اور اللہ کی رسی کو سب لوگ مل کر مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ نہ ہو اور اپنے اوپر اللہ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ مزید فرمایا:

وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَاخْتَلَفُواْ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (البقرہ:۱۰۵)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو پراگندہ ہو گئے اور جنہوں نے اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح ہدایات آچکی ہیں اور وہی ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے۔

امت مسلمہ کو بنی اسرائیل کے افتراق و انتشار سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے سبق لینے اور ان کی طرح باہم منتشر ہونے سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی تھی لیکن یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ اب تو ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب اور ایک دین کا تصور رکھنے والی امت مسلمہ بھی اسی طرح افتراق و انتشار کا شکار ہے جس طرح بنی اسرائیل تھے۔ ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق، ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل اور ایک دوسرے کے معابد و مساجد پر قبضہ امت مسلمہ کی شناخت بن گیا ہے۔ اور موجودہ صورت حال یہ ہے کہ دنیا کی تمام باطل طاقتوں نے بعض امور میں جزوی اتحاد کی بنیاد پر ایک عالمی وفاق قائم کر لیا ہے لیکن مسلمان اتحاد کی تمام تر بنیاد رکھتے ہوئے بھی بری طرح انتشار کا شکار ہیں۔

یہ اور اس طرح کی اور بھی متعدد کمزوریاں ہیں جن میں امت مسلمہ کی بنی اسرائیل سے بڑی مشابہت ہے۔ امت مسلمہ کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ جن کمزوریوں کی وجہ سے بنی اسرائیل اللہ کے غضب کا شکار ہوئے اور انسانیت کی امامت و قیادت ان سے چھین لی گئی اگر وہی کمزوریاں امت مسلمہ میں ہوں تو آخر اس میں کیا سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی ان تمام کمزوریوں کے باوجود منصب امامت پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائز ہی رہیں گے اور اگر ایسا ہو تو یہ اللہ کی سنت متواترہ کے خلاف ہوگا حالاں کہ اللہ اپنی سنت میں تبدیلی نہیں کرتا۔ امت مسلمہ کی موجودہ پستی اور زوال وادبار کا سبب ان کی یہی کمزوریاں اور خامیاں ہیں جنہیں جس قدر جلد ممکن ہو دور کر لینے کی ضرورت ہے، ورنہ یہ ہلاکت کے اس گڑھے میں جا گریں گے جہاں سے نکلنا ممکن نہ ہو سکے گا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم معاشرہ میں فواحش کے انسداد کی تدابیر
(سورۃ النور کی روشنی میں)

محمد جرجیس کریمی

سورۂ نور مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کے اہم امور کی تعلیم وتشریح پر مشتمل ہے۔اس میں عفت وعصمت اور انسانی زندگی میں شرم وحیاء کے بقا کی تعلیم دی گئی ہے اور معاشرے کو بے حیائی اور بدکاری سے بچانے کی تدابیر بیان کی گئی ہیں۔

انسانی معاشرہ کے لیے بدکاری اور فحاشی سے بڑھ کر اس کو تباہ اور برباد کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوسکتی، جس معاشرے میں فحاشی اور بدکاری عام ہوجائے اس کے تباہ اور برباد ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔اس وجہ سے اسلامی معاشرے کو ان ذرائع اور اسباب سے بچانے کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔سورۂ نور کا غالب مضمون انہی معاشرتی اصول وآداب پر مشتمل ہے جن کے ذریعے سے معاشرہ کو پاکیزہ بنایا جاسکتا ہے۔اس وجہ سے اس سورت کا نام نور رکھا گیا کہ جب ان تعلیمات پر عمل ہوگا تو معاشرہ پاکیزہ اور منور ہوگا اور اگر ان تعلیمات پر عمل ترک کردیا جائے اور ان کے علی الرغم صورت حال پیدا ہوجائے تو گویا معاشرہ تاریکیوں میں غرق ہوجائے گا۔

کسی بھی برائی یا فعل یا گناہ کے کچھ ابتدائی اقدامات ہوتے ہیں اور کچھ انتہائی اقدامات ہوئے ہیں۔شریعت اسلامیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے تمام جرائم اور برائیوں کے انسداد کے لیے ابتدائی تدابیر بھی بیان کی ہیں اور انتہائی تدابیر بھی۔اور ان جرائم کے وقوع پذیر ہوجانے کے بعد ان کا علاج بھی بیان کیا ہے۔ذیل میں اس سورہ میں بیان کی گئی ان تدابیر کا خصوصی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- سزا کا نفاذ:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک زنا اتنا قبیح و شنیع عمل ہے کہ اس سورت میں سب سے پہلے اس کی سخت سزا بیان کی گئی ہے تا کہ لوگوں پر خوفِ خدا کے ساتھ سزا کا خوف بھی طاری ہو اور وہ اس گناہ سے باز رہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ (النور:۲)

زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔

آیت بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے مرتکب مرد اور عورت دونوں کو سزا دی جائے گی اور اس معاملے میں ہمدردی اور انسانی حقوق کی دہائی نہیں دی جائے گی کیوں کہ دونوں نے ایک ایسے قبیح فعل کا ارتکاب کیا ہے جس سے معاشرے کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ مزید یہ کہ نہ صرف ان کو سزا دی جائے گی بلکہ سرِ عام سزا دی جائے گی کہ ان کی سزا کا مشاہدہ عام لوگ کریں گے۔ تا کہ ان کو عبرت حاصل ہو اور دوسرے مریض ذہنیت کے لوگوں کو بھی عبرت حاصل ہو۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہاں پر غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا بیان کی گئی ہے جہاں تک شادی شدہ زانی و زانیہ کی سزا کا سوال ہے تو صحیح احادیث میں اس کی سزا رجم یعنی سنگ ساری بیان کی گئی ہے۔

۲- زانی کا پاک دامن سے نکاح کی ممانعت:

زنا کی شناعت و قباحت کے پیش نظر ایسے جرم کے مرتکب کا نکاح پاک دامن مرد یا عورت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسے مجرم کا نکاح مشرک مرد یا عورت یا اس قماش کے مرد یا عورت سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ○ (النور:۳)

زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک کے ساتھ اور یہ حرام کر دیا گیا ہے اہل ایمان پر۔

شریعت اسلامیہ میں اہل ایمان کا نکاح مشرک یا مشرکہ سے نہیں ہوسکتا لیکن یہاں پر زانی اور زانیہ کے نکاح کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا نکاح مشرک یا مشرکہ سے ہو۔ اس تعلق سے مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ دراصل اس آیت میں فعل زنا کی شناعت وقباحت بیان کرنا مقصود ہے کہ ایسے لوگ پاک دامن مومن اور مومنہ سے دور ہی رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔ گویا سابقہ آیت میں زنا کی حسی سزا بیان کی گئی ہے یہاں اس کی معنوی سزا بیان ہوئی ہے اور یہ حقیقت میں عزت دار لوگوں کے لیے زیادہ سخت سزا ہے۔

۳- قذف کی سزا:

شریعت اسلامیہ میں فعل زنا کی شناعت اس قدر ہے کہ اس کا کسی کی طرف جھوٹا انتساب بھی باعث سزا ہے اور تقریباً مرتکب زنا کے بقدر سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ○ (النور:۴،۵)

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں۔ ان کو اسّی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو اس حرکت کے بعد تائب ہو جائیں اور اصلاح کر لیں کہ اللہ ضرور ان کے حق میں غفور ورحیم ہے۔

اس آیت میں قذف یعنی کسی پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا اسّی (۸۰) کوڑے بیان کیے گئے۔ زنا کے لیے سو کوڑے ہیں گویا قذف اور زنا میں ۲۰ کوڑوں کا فرق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زنا سے معاشرے کی حرمت جس درجہ میں پامال ہوتی ہے تقریباً اسی درجے میں قذف سے بھی معاشرے کی حرمت پامال ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ جس طرح زانی مرد یا عورت کا نکاح پاک دامن مرد یا عورت سے نہیں ہوسکتا اسی طرح قاذف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی الزام لگانے والے کی گواہی ہمیشہ کے لیے نا قابل قبول ہو جاتی ہے۔ اور اس کو فاسق قرار دیا جائے گا۔ یہ قذف کی معنوی سزا ہے۔

عام جرائم کے اثبات کے لیے دو گواہوں کی گواہی کافی سمجھی گئی ہے لیکن زنا کے اثبات کے لیے چار گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔ اگر الزام لگانے والے نے چار گواہ نہیں پیش کیے تو خود وہی سزا کا مستحق قرار پائے گا۔ شریعت اسلامیہ کے اس اصول سے بھی معاشرے کو فحاشی اور بدکاری سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴- پر اعتماد ازدواجی تعلقات:

میاں بیوی کے درمیان بنیادی طور پر جنسی تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کی بنیاد پر دوسرے تعلقات استوار ہوتے ہیں مثلاً اولاد یا رشتہ داروں کے تعلقات وغیرہ۔ شریعت اسلامیہ کی منشا یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان پر اعتماد جنسی تعلقات قائم ہوں اور کوئی دوسرے کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا نہ ہو۔ خاص طور سے جنسی تعلقات کے حوالے سے۔ اسی لیے اگر میاں بیوی میں سے کوئی دوسرے پر شک کرے کہ اس کا کسی اور سے جنسی تعلق ہے تو ان کے درمیان لعان کرایا جائے گا۔ اور اس صورت میں پھر دونوں کے درمیان نکاح ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ (النور:۶-۹)

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قذف عام ہے اور لعان خاص ہے یعنی اس کا تعلق میاں بیوی سے ہے۔ قذف میں اسّی (۸۰) کوڑے کی سزا ہے جب کہ لعان میں میاں بیوی کے درمیان عقد نکاح کا خاتمہ ہے اور حقیقت میں یہ ایک بڑی سزا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان جنسی تعلقات پر اعتماد ہونا چاہیے تا کہ شرافت، عصمت وعفت کا تحفظ ہو سکے۔

لعان میں ایک معنوی سزا بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ لعان کرنے والے میاں بیوی ہر ایک اپنی صداقت پر اللہ کو گواہ بناتا ہے مگر جھوٹ کی صورت میں خود اپنے اوپر لعنت اور غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے اور یہ بہت ہی خطرناک اور مشکل امر ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک جھوٹا ضرور ہے اور اس جھوٹ کے برے انجام کو دیکھنے کے لیے اس کو تیار رہنا چاہیے۔

لعان کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان جدائی آئندہ نسل کی عزت وناموس کے تحفظ کے لیے بھی ضروری ہے کیوں کہ یکجائی کی صورت میں اولاد مشکوک ٹھہرے گی اور اس سے بے شمار معاشرتی قباحتیں پیدا ہوں گی۔ لہٰذا مصلحت سے قریب تر بات یہ تھی کہ ان کے درمیان علاحدگی ہو جائے۔

۵- اہل ایمان کے بارے میں بدکاری سے متعلق بدگمانی سے اجتناب:

قرآن مجید کی ایک آیت میں وارد ہے کہ دوسروں کے بارے میں بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو (سورہ حجرات:۱۲) بسا اوقات کسی مومن کے بارے میں اس طرح کی باتیں ماحول میں گردش کرتی ہیں کہ اس کے فلاں سے ناجائز تعلقات ہیں اگرچہ یہ باتیں بے سروپا ہوتی ہیں اور کہنے والے کا پتہ نہیں ہوتا مگر یہی باتیں اس مومن کے بارے میں بدگمانی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ایسے مواقع پر اہل ایمان کو حسن ظن سے کام لینا چاہیے اور بے سروپا باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ○ (النور:۱۲)

جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اس وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا یہ صریح بہتان ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت واقعہ افک کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا اطلاق آج کے پس منظر میں بھی ہوسکتا ہے۔ اس میں ایک خاص نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی مومن کے بارے میں محض حسن ظن سے کام نہ لیا جائے بلکہ اس کا زبان سے اظہار بھی ہوتا کہ اگر کسی کے دل میں بدگمانی پیدا ہوچکی ہے تو اس کا ازالہ ہوجائے۔ گویا مسلم معاشرہ میں بدکاری کا چرچا بھی مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔

۶- ان عناصر کا قلع قمع جن سے فحاشی عام ہوتی ہے:

اسلامی معاشرے میں فحاشی اور عریانیت کی نشر واشاعت کے مختلف ذرائع اور وسائل پر پابندی نہ صرف ضروری ہے بلکہ اس کا خیال لانا بھی عذاب الٰہی کا باعث ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ (النور:۱۹)

جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحاشی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

فحاشی اور بدکاری کے وسائل وذرائع چاہے وہ مادی ہوں یا معنوی جیسے جدید ذرائع ابلاغ، ٹیلی ویژن، اخبارات ورسائل انٹرنیٹ یا موبائل کے ذریعے زبانی گفتگو یا فحش سائٹ کا نظارہ یا کھیل کود کے بہانے فحاشی وعریانیت کو فروغ دینے کے مواقع۔ یہ سب اشاعت فحاشی کے وسائل وذرائع میں شامل ہیں اور سب سے اجتناب مسلم معاشرہ کے افراد کے لیے ضروری ہے۔ قرآن مجید کا مطلوب ومقصود یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی شیطانی وسائل وذرائع سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ (النور:۲۱)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اس کی پیروی جو کوئی کرے گا تو وہ اسے فحش اور بدی ہی کا حکم دے گا اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک نہ ہوسکتا مگر اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔

۷۔ گھروں میں داخلے کے لیے اجازت کی مشروعیت:

مومن کے لیے اس کا گھر اس کا قلعہ ہوتا ہے جس میں وہ پناہ لیتا ہے۔ جہاں وہ آزادی سے اپنی ازدواجی اور گھریلو زندگی گذارتا ہے۔ اس کے اس گھر میں کسی دوسرے فرد کے لیے داخلہ ممنوع ہے جب تک صاحب خانہ اس کی اجازت نہ دے دے۔ یہ تعلیم اسلام کی انفرادی حقوق کی حفاظت کی ایک اہم دفعہ ہے اور اس پر کوئی دست درازی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَداً فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ○ (النور:۲۷-۲۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضامندی نہ لے لو۔ اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو، یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ تو توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ دے دی جائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ البتہ تمہارے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہو اور جن میں تمہارے فائدے یا کام کی کوئی چیز ہو۔ جو کچھ بہ ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ سب جانتا ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں گھروں میں داخلے کے آداب بیان کر کے معاشرے کو فحاشی اور بدکاری سے بچانے کی ایک اہم تدبیر کی گئی ہے کیوں کہ فحاشی اور بدکاری کے اولین اسباب میں نظر، تنہائی اور قابل شرم اعضاء کو دیکھنا ہے۔ اگر استئذان (یعنی اجازت لے کر گھر میں داخلے) کی شرط نہ ہو تو عورتوں سے اختلاط اور ان سے رابطے کے مواقع بڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔ چنانچہ یہ صورت حال معاشرے میں بدکاری کے نشر واشاعت کی ہوسکتی ہے۔ آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو (یا اندر سے جواب نہ دیا جائے) تو اس کو عدم اجازت پر محمول کیا جائے اسی طرح اگر صراحت کے ساتھ داخلے سے منع کر دیا جائے تو اس سے براما ننے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایسا گھر جو عام مقامات کے ذیل میں آتا ہے جیسے دفتر، دکان، کلینک، اسٹیشن وغیرہ تو یہاں اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ صراحت بھی عین مصلحت کے مطابق ہے۔

۸- نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم:

اسلامی معاشرے کو فحاشی اور بدکاری سے بچانے کی ایک تدبیر یہ بیان کی گئی ہے کہ لوگ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور مرد عورتوں کو گھور کر نہ دیکھیں اسی طرح عورتیں مردوں کو گھور کر نہ دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور:۳۰-۳۱)

اے نبیؐ مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

دوسرے کے گھروں میں تاک جھانک سے بچنے کے لیے استئذان کا حکم دیا گیا مگر عام زندگی میں چلت پھرت کے وقت نظروں کو آزاد چھوڑ دینا بھی اسلامی معاشرہ کے لیے نقصان دہ تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس پر پابندی عاید کردی اور اس حکم کے دائرے میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی ہیں۔ یعنی ان کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنی ہیں۔ آیت مذکورہ پر گہرائی سے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظروں کی حفاظت کے حکم کے ساتھ شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے یعنی شرم گاہوں کا حرام جگہ پڑنے کا دروازہ دراصل نگاہیں ہی ہیں۔ اس لیے کہا گیا کہ تم نگاہوں کی حفاظت کرو تا کہ شرم گاہوں کی حفاظت کر سکو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹- خواتین کا اجنبیوں کے سامنے زیب وزینت کے اظہار کی ممانعت:

خواتین بناؤ سنگار کی دلدادہ ہوتی ہیں اور ان کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بناؤ سنگار پر مردوں کی نظریں پڑیں اور ان کے حسن کی داد ملے۔ شریعت اسلامیہ نے اجنبی مردوں کے سامنے بناؤ سنگار کے اظہار سے منع کر دیا ہے تا کہ یہ لوگوں کے لیے فتنے کا باعث نہ بنے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (النور:۳۱)

اور وہ (مومن عورتیں) اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔ اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ (سسر) اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں۔ اپنے لونڈی غلام اور زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں۔ اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔

آیت مذکورہ میں ایک عورت جن مردوں کے سامنے اپنی زیب وزینت ظاہر کر سکتی ہے، ان کی مکمل فہرست دے دی گئی ہے۔ اس میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی۔ صرف یہ کیا جا سکتا ہے کہ باپ کی تعریف میں دادا پردادا اور نانا پرنانا کو شامل سمجھا جائے اسی طرح بیٹے کی تعریف میں پوتا، پڑپوتا اور نواسا شامل سمجھا جائے۔ باقی ان کے علاوہ جتنی رشتہ داریاں ہوتی ہیں سب اجنبی مردوں کی تعریف میں آتی ہیں اور ان سے ایک عورت کو شرعی پردہ کرنا لازم ہوگا۔

زینت سے مراد خلقی اور اکتسابی دونوں طرح کی زینت ہیں جیسے سراپا جسم، چہرہ، دونوں ہاتھ، پنڈلیاں، بال، گردن اور سینہ وغیرہ۔ اور اکتسابی زینت میں کپڑے، زیورات،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرما، کاجل اور خضاب وغیرہ۔ گویا عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں کو اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔

''إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' سے مراد یہ ہے کہ جس کا چھپانا ممکن نہ ہو جیسے چادر یا ہوا کی وجہ سے کپڑے کا ظاہر ہو جانا۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد چادر اور چادر کے نیچے سے لباس کا ظاہر ہونا ہے(۱)۔

۱۰- خواتین کا پاؤں زمین پر مارتے ہوئے چلنے کی ممانعت:

اظہار زینت کا ایک طریقہ یہ ہے کہ خواتین اپنا پاؤں زمین پر ایسا پٹختے ہوئے چلیں کہ اس سے زیورات کی جھنکار سنائی دے۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز بھی مردوں کو راغب کرنے والی ہے۔ اس لیے شریعت اسلامیہ نے اس پر روک لگادی ہے۔ ارشاد ہے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ (النور:۳۱)

اور وہ (مومن عورتیں) اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔

زیورات کی جھنکار کو ظاہر کرتے ہوئے چلنا نہ صرف مردوں کے لیے جنسی ترغیب کے ذیل میں آتا ہے بلکہ خود ایسی عورت کے بارے میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ اس بات کے پیش نظر عورتوں کا خوشبو اور عطریات لگانا بھی ممنوع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کی سخت مذمت فرمائی ہے جو خوشبو لگا کر سرعام چلے پھرے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اس کو زانیہ قرار دیا ہے(۲)۔

۱۱- نکاح کی ترغیب:

فحاشی اور بدکاری کو روکنے کا سیدھا طریقہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے جنسی خواہش پوری کرنے کے مواقع موجود ہوں اور اس کا آسان ذریعہ نکاح ہے۔ اس لیے شریعت نے نکاح کی ترغیب دی ہے۔ اور ایسی حالت میں نکاح کی ترغیب دی ہے کہ اگر مرد معاشی طور پر کمزور ہو تو بھی وہ نکاح کرلے۔ ممکن ہے کہ نکاح کے بعد وہ مال دار ہو جائے۔ ارشاد ہے۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (النور:۳۲)

تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہاری لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔

آیت بالا میں نکاح کرانے کا حکم دیا گیا ہے گویا سرپرستوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے زیر دست لوگوں کو طویل عمر تک بلا نکاح نہ رکھیں جیسا کہ آج کل یہ چلن عام ہے کہ لڑکے کو جب ملازمت یا کام مل جائے گا تب شادی ہوگی اسی طرح لڑکی کے لیے ہر حال میں کما ؤ داماد چاہیے چاہے اس کی عمر جتنی ہو جائے۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ اگر فرد کا چاہے وہ مرد ہو یا عورت زنا میں پڑ جانے کا اندیشہ اور خطرہ ہو تو اس کے لیے یہ حکم وجوب کے درجے کا ہے (۳)۔

ایامیٰ سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کا زوج نہ ہو۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت، چاہے پہلے اس کی شادی ہو چکی ہو یا نہیں ہوئی ہو۔

۱۲- شعوری طور پر پاک دامنی اختیار کرنے کی تعلیم:

نکاح کی تمام تر غیبات کے باوجود ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص نکاح نہ کر سکے اور حالات سے مجبور ہو کر مجرد زندگی گذارے۔ ایسے شخص کے لیے قرآن مجید کی ہدایت یہ ہے کہ شعوری طور پر پاک دامن رہنے کی کوشش کرے۔ ایسا نہ ہو کہ نکاح تو نہیں کر سکا مگر بدکاری کے راستے پر لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحاً حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (النور:۳۳)

اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہیے کہ عفت مآبی اختیار کریں، یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایسے شخص کو روزے کا سہارا لینا چاہیے کیوں کہ روزہ نفسانی خواہشات کو توڑنے والی چیز ہے (۴)۔ (بخاری: ۱۹۰۵)

دل میں جنسی خواہشات کے خیالات نہیں لانے چاہیے اور انفس و آفاق پر غور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتدبر میں مشغول رہنا چاہیے۔ اجنبی عورتوں کا حتی المقدور سامنا کرنے سے بچنا چاہیے۔ ایسے کھانوں سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے جنسی خواہشات کو تقویت ملتی ہے۔

۱۳- قحبہ گری سے اجتناب:

شہوت کی تکمیل کے لیے اگر ناجائز طریقے سے جنسی تعلق قائم کیا جائے تو اس کو زنا کہا جاتا ہے لیکن اگر اجرت کے حصول کے لیے جنسی تعلق قائم کیا جائے تو اس کو بغا کہتے ہیں۔ عصر حاضر میں اس کو قحبہ گری کہا جاتا ہے۔ عہد جاہلیت میں بھی یہ طریقہ رائج تھا کہ بعض عورتیں یا لونڈیاں از خود یا اس کے مالک یا شوہر کی طرف سے ان کو قحبہ گری کے لیے مجبور کیا جاتا تھا۔ ایسی صورت میں ان عورتوں کی مجبوری تھی۔ عصر حاضر میں بھی قحبہ گری ایک پیشہ ہے۔ شریعت اسلامیہ کے نزدیک اس کی قطعی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ اس تعلق سے قرآن مجید کی صریح ہدایت وارد ہے۔ ارشاد ہے۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّناً لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (النور:۳۳)

اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو جب کہ وہ خود پاک دامن رہنا چاہتی ہوں۔ اور جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اس جبر کے بعد اللہ ان کے لیے غفور ورحیم ہے۔

عصر حاضر میں صرف عورتیں ہی قحبہ گری نہیں کرتیں بلکہ بعض مرد بھی یہ شنیع فعل انجام دیتے ہیں۔ آیت کی منشا میں دونوں شامل ہیں۔ اسی طرح إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّناً کے معنی یہ نہیں ہے کہ اگر وہ پاک دامنی اختیار کرنا نہ چاہیں تو ان سے قحبہ گری کرایا جائے بلکہ اس میں اس کی مزید شناعت بیان کی گئی ہے کہ ایک عورت جو پاکیزہ زندگی گذارنا چاہتی ہے اس کو ایسے قبیح فعل کے لیے مجبور کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی ایسی عورت کو مجبور کرے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگی بلکہ فحاشی اور بدکاری کا سارا گناہ مجبور کرنے والے کے سر جائے گا۔ جیسا کہ آیت فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ سے مترشح ہو رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴- بچوں کو جنسی اشتعال انگیز مناظر سے بچایا جائے:

آج کے بچے کل کے بڑے ہوتے ہیں۔ بچپن سیکھنے اور نقل کرنے کی عمر ہوتی ہے اگر عہد طفولیت ہی میں بچے جنسی حرکات وسکنات سے واقف ہو جائیں گے تو اس کا معاشرے پر منفی اثر مرتب ہوگا اسی وجہ سے قرآن مجید میں خصوصی ہدایت دی گئی ہے کہ بچوں کو جو گھروں میں کھیلتے کودتے اور اس کمرے سے اس کمرے تک پھرتے ہیں انہیں مخصوص اوقات میں پابند کیا جائے کہ وہ دوسرے کے کمرے میں اجازت کے بغیر نہ جائیں ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ (النور:۵۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، لازم ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں۔ صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب کہ تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو، اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے وقت ہیں۔ ان کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔

آیت بالا میں تین اوقات کی تعیین کی گئی ہے جو عام طور پر ازدواجی زندگی کے لیے سرگرمی کے اوقات ہیں۔ ایسے اوقات میں بچوں کو اچانک کسی کے گھر میں داخلے سے اشتعال انگیز جنسی مناظر سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ آیت کی منشا یہ ہے کہ گھر کے بچے بھی ان اوقات میں یہاں وہاں نہ پھریں۔

۱۴- بوڑھی عورتیں حیادار بن کر رہیں:

عمر کا ایک مرحلہ وہ ہے جب جنسی جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ اور جنس مخالف میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی۔ عمر کا یہ مرحلہ بڑھاپے کا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس عمر میں فحاشی اور بدکاری میں مبتلا ہونے کے امکانات ہی نہیں ہیں تو اس کے لیے احتیاطی تدابیر پر عمل کرنے کی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بزرگ خواتین کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیادار بن کر رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ارشاد ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ (النور:۶۰)

اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں نکاح کی امیدوار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔تاہم وہ بھی حیاداری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

یہ چند تدابیر ہیں جو مسلم معاشرہ کو فواحش سے بچانے کے لیے اس سورہ میں بیان کی گئی ہیں۔اگرچہ ان تعلیمات کے مخاطب مسلمان ہیں۔لیکن ان پر عمل کر کے آج کی انسانی دنیا بھی فواحش سے محفوظ رہ سکتی ہے جن کا آج کی دنیا میں سیلاب آیا ہوا ہے۔

ان تدابیر میں ابتدائی تدابیر یعنی نگاہیں نیچی رکھنے، زیب و زینت ظاہر نہ کرنے جیسی تدابیر بھی بیان کی گئی ہیں۔اور انتہائی تدابیر سو کوڑے مارنا، پاک دامن سے نکاح حرام ہو جانا یا ۸۰ کوڑے کی سزا اور ہمیشہ کے لیے گواہی مردود ہو جانے جیسی تدابیر بھی بیان کی گئی ان سب کا مقصد معاشرہ کو پاکیزہ اور عفیف بنانا ہے۔

مراجع

۱- تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر الدمشقی، دار المعرفہ بیروت، لبنان، ۱۹۸۰ء الجزء الثالث ص ۲۸۳

۲- سنن، ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی رد الطیب، ح ۴۱۷۳
جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی کراہیۃ خروج المرأۃ متعطرۃ، ح ۲۷۸۶
سنن النسائی، کتاب الزینۃ من السنن، التزعفر والخلوق، ح ۵۱۲۶

۳- الجامع لأحکام القرآن، ابو عبد اللہ القرطبی، دار الفکر بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۹۸۷ء المجلد الثانی عشر، ص ۲۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی معاشی برائیوں کا انسداد قرآن کی روشنی میں

عبدالعظیم اصلاحی

دور حاضر میں سماجی معاشی برائیوں اور بڑھتے ہوئے اقتصادی و مالی جرائم نہ صرف سماجی اداروں کی پریشانی کا باعث ہیں بلکہ سرکاری محکموں کے لیے بھی دردسر ثابت ہو رہے ہیں جن کی روک تھام کے لیے متعدد ادارے اور طرح طرح کے قوانین نیز مختلف قسم کی سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود معاشی جرائم بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس مرض کے صحیح علاج کی طرف پوری توجہ نہیں ہے۔ پیش نظر مضمون میں ہم اس بات کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے کہ سماجی معاشی برائیوں کے خاتمہ کے سلسلہ میں قرآن نے کیا رہنمائی کی ہے۔ یہاں یہ واضح کرتے چلیں کہ ہمارے نزدیک سماجی معاشی برائی ایک جامع اصطلاح ہے، اس کے اندر بخل، اسراف، ناپ تول میں کمی جیسے اعمال بھی آتے ہیں جو عام طور پر قانون کی زد میں نہیں آتے ہیں اور وہ معاشی جرائم بھی شامل ہیں جن کے لیے تعزیری احکام وقوانین بنائے گئے ہیں۔ البتہ وہ معاشی گھپلے جو سیاسی جماعتوں اور اداروں کی سرپرستی میں انجام پاتے ہیں اور جن میں قانون کے رکھوالے شامل ہوتے ہیں وہ سماجی معاشی برائیوں سے آگے کی چیز ہیں۔ سماج کے عام لوگوں سے ان کا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے انہیں سماجی معاشی کہنا بہت صحیح نہیں ہوگا۔ اس کے مطالعہ کے لیے ایک الگ مضمون چاہیے۔

قرآن میں سماجی برائیوں کے تذکرے:

قرآن میں جن سماجی معاشی برائیوں کا ذکر آیا ہے ان کا مختصر بیان درج ذیل ہے:

سرقہ یا چوری:

تمام معاشی برائیوں میں سے صرف چوری ایک ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (المائدہ:۳۸)

اور چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو ان کے کیے کی پاداش میں اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا کے طور پر اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ چوری کی سزا مختلف اقوام میں مختلف رہی ہے۔ مثلاً قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی یعقوب کی شریعت میں چور کو غلام بنالیا جاتا تھا (۱)۔ عرب جاہلیت میں چور کی سزا قطع ید تھی جس کو اسلام نے برقرار رکھا (۲)۔

ڈاکہ زنی:

اس میں شبہ نہیں کہ ڈاکہ زنی چوری سے زیادہ سنگین جرم ہے جس میں نہ صرف مال واسباب بلکہ جان اور عزت وآبرو بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء ومفسرین نے اس کی سزا آیت محاربہ کے تحت تجویز کی ہے جس میں آیا ہے کہ: ''ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے برسر جنگ ہوتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں یہ ہے کہ وہ بری طرح قتل کر دیے جائیں یا سولی پر لٹکا دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ ڈالے جائیں یا ملک بدر کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لیے ایک عذاب عظیم ہے۔ البتہ جو لوگ تمہارے قابو پالینے سے پہلے ہی توبہ کر لیں تو جان لو کہ اللہ مغفرت فرمانے والا اور مہربان ہے''۔ (سورۃ المائدہ:۳۳-۳۴)

مختلف روایات میں آیا ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُکل اور عرینہ کے ان لوگوں کے ساتھ معاملہ مذکورہ بالا آیت کے تحت کیا تھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کا یہ بدلہ دیا کہ رسول اللہ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ ان کے اونٹ لے کر بھاگ چلے اور اسلام سے مرتد ہو گئے'' (۳)۔

فقر وفاقہ کے خوف سے قتل اولاد:

عرب جاہلیہ کے بعض قبائل فقر وفاقہ کے خوف سے بچوں کو ولادت کے بعد دفن کر دیا کرتے تھے کہ خود فاقہ مست ہیں انہیں کھلائے گا کون۔ قرآن نے اس شنیع عمل کو جس کے پیچھے معاشی عامل کارفرما تھا یہ کہہ کر منع فرما دیا کہ ''فقر وفاقہ کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مت کرو۔ ہم انہیں کھلائیں گے اور تمہیں بھی، بے شک انہیں مار ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے"۔ (سورۃ الاسراء: ۳۱) اسی طرح سورۃ الانعام میں فرمایا کہ مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی (رزق دیں گے) (سورۃ الانعام: ۱۵۱)

قرآن نے قتل اولاد کے سلسلہ میں کسی سزا کا ذکر نہیں کیا، شاید اس لیے کہ قتل سے متعلق سزا کا حکم دوسری جگہ آچکا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ قتل اولاد کی مختلف شکلیں اور مرحلے ہو سکتے ہیں، اس لیے یہ معاملہ اصحاب حل وعقد پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ کس صورت میں کیا حکم طے کریں۔

سودی لین دین:

ایک اور معاشی برائی جس کے مرتکبین کے خلاف اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اعلان جنگ کیا گیا ہے، ربا یا سودی لین دین ہے۔ قرآن کے بیان کے مطابق اس برائی میں مبتلا لوگوں کی ہیئت کذائی ایسی ہو جاتی ہے جیسے ان پر شیطان سوار ہو۔ ایسے لوگ جہنمی اور اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۴)"۔

یتیم کا مال ہڑپ کرنا:

خاندان اور سماج میں اکثر یتیموں کی سرپرستی اور ان کے مال وجائداد کی ذمہ داری آدمی کے ذمہ آن پڑتی ہے۔ اس کے مال کو اڑانے اور اس کی جائداد میں خرد برد سے قرآن نے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور اس کے ساتھ کیے گئے عہد کو اچھی طرح پورا کرنے پر زور دیا ہے کیوں کہ اس عہد کی باز پرس ہونی ہے۔ یتیم کے مال میں تصرف معروف اور احسن طریقے سے کرنا چاہیے (۵)"۔

ناپ تول میں کمی:

سورۃ الاسراء آیت ۳۵ میں پورا پورا ناپنے اور صحیح ترازو سے تولنے پر زور دیا گیا ہے اور اس کو بہترین رویہ بتایا گیا ہے۔ حضرت شعیبؑ کی قوم خاص طور پر ناپ تول میں کمی کے مرض میں مبتلا تھی چنانچہ انہوں نے اپنی قوم سے بار بار کہا کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوگوں کو ان کی پوری چیز دو۔ اس بیماری کو انہوں نے زمین میں فساد برپا کرنے سے تعبیر کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح ناپ تول کو ایمان کا تقاضا اور اللہ سے خوف کا نتیجہ قرار دیا(۶)''۔

امانت میں خیانت اور سرکاری مال میں غبن:

قرآن نے امانتوں کی ادائیگی پر زور کے ساتھ(۷) ان میں کسی طرح کی خیانت اور سرکاری مال میں کسی طرح کے خرد برد سے یہ کہہ کر روکا ہے کہ جس نے اس طرح کا کوئی مال ہتھیا لیا تو قیامت کے دن اس کو لے کر حاضر ہوگا(۸) گویا سب کے سامنے اس کی زبردست رسوائی ہوگی۔ ایک حدیث میں اس کی اس طرح تصویر کشی کی گئی ہے''کسی مال غنیمت کے حصول کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منادی کے ذریعہ یہ اعلان فرمادیتے کہ کوئی شخص ایک سوئی یا اس سے بڑھ کر بھی کوئی چیز مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے رکھ نہ لے۔ سن لو میں کسی ایسے شخص کو نہ دیکھوں جو کوئی اونٹ ہتھیا لے جس کو قیامت کے دن اپنی گردن پر لادے اس حال میں حاضر ہو کہ وہ بلبلا رہا ہو، سن لو میں کسی ایسے شخص کو نہ پاؤں جس نے گھوڑا اڑا لیا ہو اور جو قیامت کے دن اپنی گردن پر لادے اس حال میں حاضر ہو کہ وہ ہنہنا رہا ہو، سن لو میں کسی ایسے شخص کو نہ دیکھوں جو کوئی بکری دبا لیے ہو جس کو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لادے اس حال میں حاضر ہو کہ وہ ممیا رہی ہو۔ اس طرح وہ بیان کرتے گئے جو اللہ نے چاہا۔ انہوں نے ہم سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خیانت سے بچو کیوں کہ وہ شرمندگی، عیب اور جہنم کا سبب بننے والی ہے(۹)''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بابت بھی فرمادیا کہ نبی کا کام یہ نہیں ہے کہ مال غنیمت میں سے چپکے سے کچھ اپنے لیے رکھ لے یا اس کی تقسیم میں عدل سے کام نہ لے(۱۰) کیوں کہ اگر نبی نے ایسا کیا تو لوگ بھی اس کی پیروی کرنے لگیں گے۔

رشوت لینا دینا:

قرآن نے رشوت دینے لینے سے درج ذیل آیت میں ممانعت کی ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ (البقرہ:۱۸۸)

اور تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے پر نہ کھاؤ۔ اور اس کو حکام رسی کا ذریعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ بناؤ کہ اس طرح دوسرے کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طریقہ پر جانتے بوجھتے ہڑپ نہ کر جاؤ۔

ابن عباسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''حکام کا رشوت لینا حرام ہے، یہ وہی سحت ہے جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے (۱۱)''۔ غالباً آپ کا اشارہ سورۃ المائدہ کی آیات ۶۲-۶۳ کی طرف ہے۔ جن میں اہل کتاب کے ''اکل السحت'' کا ذکر ہے۔

جوا اور دھوکے کے کاروبار:

''شراب اور جوا کے بارے میں ارشاد ہے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں۔ لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے'' (۱۲)۔ سورۃ المائدہ آیات ۹۰-۹۱ میں ان کو دوٹوک انداز میں منع کر دیا ہے کہ یہ شیطانی اعمال ہیں اور ان کے ذریعہ شیطان لوگوں کے درمیان عداوت و بغض پیدا کرتا ہے۔ اور ذکر الٰہی اور نماز سے رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

اسراف و تبذیر:

سماجی معاشی برائیوں میں فضول خرچی سے قرآن پاک نے سخت منع کیا ہے اور فضول خرچ کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (الاسراء:۲۶-۲۷)

قرابت داروں کا حق ادا کرو اور مسکین و مسافر کا بھی۔ اور ہرگز فضول خرچی مت کرو۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

فضول خرچی کے لیے عربی میں اسراف و تبذیر کے الفاظ مستعمل ہیں، دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر ناجائز چیزوں پر خرچ ہے تو اسے تبذیر (فضول خرچی) کہیں گے اگرچہ تھوڑی مقدار میں ہے۔ اور اگر جائز چیزوں میں بھی خرچ حد سے تجاوز کر جائے تو اسے اسراف کہیں گے۔ یہ بھی فضول خرچی ہی ہے، اس لیے بعض علماء دونوں کو مترادف مانتے ہیں (۱۳)''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخل:

اسراف وتبذیر کے بالمقابل ایک اور سماجی برائی بخل کی ہے۔یعنی جائز مدات میں خرچ سے پہلوتہی اختیار کرنا۔قرآن پاک میں اس کی جگہ جگہ مذمت آئی ہے(۱۴)''۔ قرآن پاک نہ اسراف وتبذیر کو پسند کرتا ہے اور نہ بخل کو بلکہ ان دونوں کے درمیان میانہ روی اپنانے کی تاکید کرتا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوماً مَّحْسُوراo (الاسراء:۲۹)

اور نہ تو ہاتھ کو گردن سے باندھ رکھو اور نہ ہی اس کو بالکل کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ رہو۔

بخل کے انجام سے یہ کہہ کر ڈرایا کہ ''بخیل لوگ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عطا کردہ فضل کو دوسروں سے روک رکھتے ہیں یہ نہ سمجھیں کہ اس میں ان کے لیے کوئی اچھائی ہے۔ بلکہ اس کا انجام ان کے حق میں بہت برا ہے۔قیامت کے دن جو یہ بخل کر رہے ہیں ان کے گلے کا طوق ثابت ہوگا''(۱۵)۔

بخل کے مرض میں مبتلا نہ صرف یہ کہ خود بھلائی کے کاموں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی اس طرح کے خرچ سے روکتے ہیں،سورۃ الحدید آیت ۲۴ میں ہے الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ''یہ وہ لوگ ہیں جو خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم دیتے ہیں''۔نیز ملاحظہ ہو سورۃ النساء آیت ۳۷

ریاونمود کے لیے خرچ:

فضول خرچی کا ایک بڑا محرک ریاونمود کا مرض ہے۔سماج میں جب یہ برائی پھیل جاتی ہے تو دکھاوے کے کاموں میں آدمی خوب خرچ کرتا ہے اور جہاں اس طرح کا موقع نہ ہو تو فوراً ہاتھ کھینچ لیتا ہے گویا یہ بیماری فضول خرچی اور بخل دونوں کو یکجا کر دیتی ہے۔الذین ھم یراؤن ویمنعون الماعون (سورۃ الماعون:۶)''جو لوگ کہ دکھاوا کرتے ہیں اور معمولی چیزوں کو بھی دینے سے منع کر دیتے ہیں۔فضول خرچ تو شیطان کا بھائی ہوتا ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ریا ونمود کے لیے خرچ کرنے والے کا ہم نشین بھی شیطان ہی ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِيناً فَسَاءَ قَرِيناًo (النساء:۳۸)

اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت پر اور جن کا ساتھی شیطان بن جائے تو وہ نہایت برا ساتھی ہے۔

زکات وصدقات کی ادائیگی سے فرار اور اشیاء ضروریہ کی ذخیرہ اندوزی:

سورۂ توبہ آیت ۳۴-۳۵ میں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو سونے چاندی یعنی روپے پیسوں کو جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے یعنی زکات وصدقات ادا نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی ''خوش خبری'' سنائی گئی ہے۔ روز قیامت ان پر آگ دہکائی جائے گی اور ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلو اور پشت کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لیے ذخیرہ کر رکھا تھا تو چکھو اس کا مزا جو تم نے جمع کر رکھا تھا۔ اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اشیاء ضروریہ کی ذخیرہ اندوزی اس طور پر کہ لوگ اس کے محتاج ہیں۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ احادیث میں اس کو واضح کر دیا گیا ہے کہ گناہ گار ہی ذخیرہ اندوزی کا کام کر سکتا ہے۔ لایحتکر الا خاطیء (۱۶) اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ المحتکر ملعون (۱۷)۔

گداگری:

قرآن نے جہاں اہل مال ودولت کو دھن جوڑ جوڑ کر رکھنے اور اشیاء ضروریہ کی ذخیرہ اندوزی سے روکا ہے وہیں معاشرہ میں گداگری اور مفت خوری کو ناپسند کیا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں پر خرچ کرنے کو سراہا ہے جو چپک چپک کر مانگتے نہیں (لا یسئلون الناس الحافا) (۱۸)۔ سائل کو ڈانٹنے ڈپٹنے (۱۹) اور ان پر احسان جتا کر اپنے صدقات کو برباد کرنے سے منع کرنے (۲۰) کے ساتھ غیر مستحقین کو اس کی لالچ میں پڑنے کی مذمت کی ہے (۲۱)۔ احادیث میں اس بات کو اور واضح انداز میں بیان کر دیا گیا ہے (۲۲)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکل المال بالباطل (ناجائز اور باطل طریقے سے مال کھانے) کی ممانعت:

قرآن نے مذکورہ بالا سماجی معاشی برائیوں سے روکنے کے ساتھ دیگر بہت سی برائیوں سے بچنے کے لیے ایک قاعدہ کلیہ دے دیا ہے کہ اپنے اموال کو باہم باطل وناجائز طریقے پر نہ کھاؤ۔ چنانچہ فقہ واحادیث میں مذکور بہت سے معاملات اسی اصول کے تحت ناجائز قرار پاتے ہیں مثلاً نجش (خرید نے کی نیت کے بنا بڑھا کر قیمت لگانا)، تلقی السلع (باہر سے آنے والے ناواقف تاجروں سے آگے بڑھ کر سامان خرید لینا تاکہ مقامی مارکیٹ میں مہنگے داموں فروخت کریں) وغیرہ۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے اسلام میں وہی سماجی برائیاں نہیں منع ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے۔ بلکہ معاشرہ میں جنم لینے والے وہ نئے معاشی ریت ورواج بھی سماجی معاشی برائیوں میں شمار ہوں گے جو اخلاقی طور پر معیوب اور نتیجے کے اعتبار سے لوٹ گھسوٹ، ظلم وزیادتی، دھوکہ وفریب اور ناجائز طور پر دوسروں کے مال ہضم کرنے پر مشتمل ہوں مثلاً جہیز کا مطالبہ، رونمائی، برسی وسالگرہ پر اپنی حیثیت سے بڑھ کر اخراجات وغیرہ۔ غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ سماج میں جنم لینے والی نئی معاشی برائیوں کے پیچھے وہی محرکات ہوتے ہیں جن کا ذکر قرآن میں مذکور معاشی برائیوں کے تحت آیا ہے یعنی دکھاوا، لوٹ گھسوٹ، فضول خرچی، گداگری اور ناجائز طور پر دوسروں کے مال کھانا اور کھلانا وغیرہ۔ بلکہ سماج سے آگے بڑھ کر جو اس وقت بڑے بڑے معاشی جرائم پیش آرہے ہیں، ان کے پیچھے بھی وہی محرکات ہیں جو اندرون سماج، معاشی برائیوں کے پیچھے ہوتے ہیں مثلاً اسمگلنگ، زرمبادلہ کی ہیرا پھیری، نشہ آور اشیاء کی بہم رسانی، اعضاء انسانی کی تجارت، بینکوں اور کمپنیوں کے فریب وغیرہ۔

سماجی معاشی برائیوں کی روک تھام کے لیے قرآنی حکمت عملی:

گذشتہ صفحات میں ہم نے دیکھا کہ قرآن کریم نے سوائے چوری کے اور کسی سماجی معاشی برائی کے سلسلہ میں کوئی سزا نہیں تجویز کی ہے، بلکہ اس نے اس کی روک تھام کے لیے ان کے بنیادی محرکات پر ضرب لگائی ہے۔ اور دین وایمان کے تقاضوں کو دل دماغ میں جاگزیں کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ انسانی طبائع اس طرح کی برائیوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتکاب سے رک جائیں۔اس سلسلے میں اس نے آخرت کی جواب دہی، جزا وسزا کا تصور اور معاشرہ کے افراد کے تئیں ہمدردی واخوت اور ایثار وقربانی کے جذبات کو بھی جگانے کی کوشش کی ہے۔مثال کے طور پر:

چور کے ہاتھ کاٹنے کی حکمت یہ بتائی کہ اس سے دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور کوئی اور اس طرح کا کام کرنے کی ہمت نہ کرے۔ڈاکہ زنی کرنے والوں کو دنیا وآخرت کی رسوائی سے ڈرایا۔مفلسی کے ڈر سے بچوں کو مار ڈالنے والوں کو بتایا کہ رزق کی ذمہ داری تو خدا نے لی ہے۔اس کی رزاقیت پر یقین نہ کر کے بچوں کو مار ڈالنا بہت بڑی غلطی ہے۔سودی لین دین کرنے والوں کو بھی جہنم کے دائمی عذاب سے ڈرایا تا کہ وہ اپنے رویہ سے باز آجائیں۔ناپ تول میں کمی کرنے کو زمین پر فساد برپا کرنے اور اللہ پر عدم ایمان اور اس سے بے خوفی کا نتیجہ قرار دیا۔اسراف وتبذیر اور ریا ونمود کے کاموں کو شیطانی کام قرار دیا اور ازلی دشمن کے ہمدم وہم نشین بن کر اس کی اتباع کرنے کے سنگین نتائج سے آگاہ کر دیا۔اسی طرح دیگر سماجی معاشی برائیوں کے سلسلہ میں قرآن نے اسی طرح کا رویہ اپنایا ہے جو مذکورہ آیات کے مطالعہ سے واضح ہے۔

کبھی کبھی بعض معاشی برائیوں اور جرائم کے پیچھے محرومی کا احساس، افلاس، فقر وفاقہ، معاشرہ میں بھید بھاؤ اور صالح قدروں کا فقدان ہوتا ہے۔قرآن نے اس جانب بھی پوری توجہ دی ہے اور غربت وافلاس کو دور کرنے اور مالداروں اور ناداروں کے درمیان خلیج پاٹنے کے لیے زکات وصدقات کا نظام قائم کرنے اور اعزہ واقربا، یتامی ومساکین اور معاشرہ کے دوسرے کمزور طبقات پر رضا کارانہ خرچ کرنے پر زور دیا ہے۔نیز انسانی اخوت، صدق وصداقت، ایثار وقربانی اور محتاج لوگوں کے ساتھ ہمدردی وغم گساری کی تاکید کی ہے تا کہ جرائم سے پاک وصاف اور صالح معاشرہ وجود میں آئے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کبھی اپنے انعامات کا ذکر کر کے اور کبھی گذشتہ قوموں کے اعمال بد کے انجام کو دکھلا کر معاشی بدعملی سے روکتا ہے۔مثلاً

وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ○ (الاعراف:۸۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو تم کو اس نے زیادہ کیا اور دیکھو فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

غرض یہ کہ قرآن نے بالعموم اخلاقی و روحانی بنیادوں پر اور آخرت کی جواب دہی کے عقیدہ کو دماغ میں بیٹھا کر نیز انسانی قدروں کو دلوں میں جگا کر سماجی معاشی برائیوں سے روکنے کا طریقہ اپنایا ہے۔ جدید تحقیقات بھی اسی نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ لوگوں میں سماجی معاشی جرائم میں اضافہ، مادیت پسندی اور معاشی معیار و منزلت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی خواہش کے سبب ہے۔ نیز دینی و اخلاقی قدروں کے زوال اور مادی وسائل کے حصول کے لیے دوڑ بھی اس کا بڑا سبب ہے (۲۳)۔ چنانچہ عصر حاضر میں اس بات کی کوشش ہوتی ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کی اصلاح کی جائے اور ان کے اندر انسانی و اخلاقی جذبات کو بیدار کر کے انہیں آئندہ جرائم سے باز رہنے نیز نیک چلنی کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے تیار کیا جائے۔

تعزیری احکام سیاست شرعیہ کا دائرہ کار:

یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ صرف پند و نصیحت ہمیشہ کارگر نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ان اللہ یزع بالسلطان مالا یزع بالقرآن (۲۴) یعنی اللہ تعالیٰ قوت سے وہ کچھ روک دیتا ہے جو قرآن سے نہیں روکتا۔ بالفاظ دیگر جہاں پند و نصائح کارگر نہیں ہوتے وہاں جبر و عقوبت سے کام لیا جا سکتا ہے۔ قرآن نے آیت محاربہ نازل کر کے، چور کے لیے ہاتھ کاٹنے کی سزا تجویز کر کے اور سفیہ پر حجر نافذ کر کے یہ راہ دکھادی ہے کہ اگر ضرورت اور مصلحت کا تقاضا ہو تو دیگر سماجی معاشی برائیوں کے لیے بھی ان کی سنگینی کے پیش نظر اس طرح کی قانون سازی کی جا سکتی ہے جس سے ان پر قدغن لگ سکے۔ اس طرح کی مثالیں ہمیں قرن اول میں بھی ملتی ہیں اور بعد کے فقہاء کے یہاں بھی۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل نجران کا یہ معاہدہ ہوا تھا کہ وہ سود خوری نہیں کریں گے لیکن جب بعد میں ان کے یہاں اس کا چلن ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے انہیں جزیرہ عرب سے جلاوطن کر دیا (۲۵)۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ سودی لین دین کرنے والے سے مسلمانوں کا امام عادل توبہ کرائے، اگر وہ کرلے تو فبہا ورنہ ہتھیار سے کام لے (۲۶)۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اس جگہ کو جہاں شراب کی فروخت ہوتی ہے نذر آتش کر دینے کا حکم دے دیا تھا (۲۷) اسی طرح حضرت عمرؓ نے دودھ میں پانی ملانے والے کے دودھ کو بہا دیا تھا (۲۸)۔ اسی بنیاد پر بعض فقہاء نے فتوی دیا کہ نقلی مال اور ملاوٹی سامان کو ضائع کر دیا جائے (۲۹)۔ بعض نے ایسی چیزوں کو ضائع کرنے کے بجائے فقراء محتاجین کے درمیان تقسیم کر دینے کا مشورہ دیا ہے (۳۰)۔ مالکیہ کے نزدیک دھوکہ دینے والے اور ڈنڈی مارنے والے کو پٹائی، قید یا بازار سے نکال باہر کرنے کی سزا دی جاسکتی ہے (۳۱)۔ اس میں دو رائیں نہیں کہ اس طرح کے فیصلے کرنے کا اختیار مصلحت اور سیاستِ شرعیہ کے تحت اولوالامر کا ہے۔

حواشی و مراجع

۱- سورہ یوسف میں ہے: یعقوبؑ کے بیٹوں نے کہا ''اس کی (یعنی چور کی) سزا یہ ہے کہ جس کے کجاوے میں وہ (پیالہ) ملے وہ اس کے سزا میں دھر لیا جائے۔ ہم ایسے ظالموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں''۔ (سورہ یوسف: ۷۵)

۲- القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن۔ تفسیر القرطبی، القاہرہ، دار الکتب المصریہ، ج ۶ ص ۱۶۰، ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

۳- ابن جریر الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دار ہجر، مکتب التحقیق ج ۸، ص ۳۸۱

۴- اس معنی کی آیات کے لیے ملاحظہ ہو: سورۃ البقرہ آیات ۲۷۵-۲۸۱

۵- ملاحظہ ہو: سورۃ الاسراء آیت ۳۴

۶- ایضاً آیت ۳۵۔ سورۃ الشعراء آیت ۱۸۱-۱۸۳، سورۃ الاعراف آیت ۸۵

۷- سورۃ النساء آیت ۵۸

۸- ملاحظہ ہو سورۃ آل عمران آیت ۱۶۱

۹- الصنعانی، عبدالرزاق، تفسیر عبدالرزاق الصنعانی، دار الکتب العلمیۃ، ج ۱، ص ۴۱۹

۱۰- سورۃ آل عمران آیت ۱۶۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱- السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابوبکر، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، مصر، مرکز ہجر للبحوث ج ۵، ص ۳۱۱-۳۱۲، ۲۰۰۳ء

۱۲- سورۃ البقرہ: آیت ۲۱۹

۱۳- ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد، التحریر والتنویر المعروف بتفسیر ابن عاشور، بیروت: مؤسسۃ التاریخ العربی، ج ۱۴، ص ۶۴، ۲۰۰۰ء

۱۴- ملاحظہ ہو سورۃ النساء آیت ۲۷، آل عمران: ۱۸۰، الحدید ۲۴، اللیل ۶، ۸-۱۱، الماعون: ۶

۱۵- آل عمران: ۱۸۰

۱۶- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، بیروت: دار الفکر، ج ۲ ص ۲۹۲ حدیث نمبر ۳۴۴۷

۱۷- الحاکم، ابوعبداللہ، المستدرک علی الصحیحین ج ۲ ص ۱۱ حدیث نمبر ۱۶۴۷

۱۸- ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ آیت ۲۷۳

۱۹- ملاحظہ ہو سورۃ الضحیٰ آیت ۱۰

۲۰- ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ آیت ۲۶۴

۲۱- ملاحظہ ہو سورۃ البراءۃ آیت ۵۸

۲۲- الدار قطنی، سنن الدار قطنی، مؤسسۃ الرسالۃ، ج ۳ ص ۵۷، حدیث نمبر ۲۰۶۳

۲۳- Chandra, M. (1979), Socio-economic crimes, rockville, USA,National Institute of Justice http://www.ncjrs.gov/App/publications/Abstract.aspx?ID=80538

۲۴- ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، دار طیبہ، ج ۵ ص ۱۱۱، ۱۹۹۹ء، ابن تیمیہ۔ مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ، دار الوفاء، ج ۱۱ ص ۴۱۶، ۲۰۰۵ء

۲۵- قدامہ بن جعفر، الخراج وصناعۃ الکتابۃ۔ بغداد: دار الرشید للنشر، ص ۲۷۳، ۱۹۸۱ء

۲۶- ابوحاتم، ابومحمد عبدالرحمٰن، تفسیر ابن ابی حاتم، صیدا: المکتب العصریۃ، ج ۲، ص ۵۵۰

۲۷- ابن تیمیہ، الحسبہ فی الاسلام، ص ۵۶-۵۷، ۵۹-۶۰، الکویت: مکتبہ دار الارقم، ۱۹۸۳ء

۲۸- ایضاً ص ۶۰ ۲۹- ایضاً ص ۶۰

۳۰- ایضاً ص ۶۱ ۳۱- ایضاً ص ۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ آخرت معاشرے کی اصلاح کا اہم ذریعہ

محمد راشد اصلاحی

عقیدۂ آخرت ایمان کا ایک اہم جز ہے، عقلی حیثیت سے اس کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ علامہ شبلیؒ معاد (عقیدۂ آخرت) کی اہمیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

''عقائد کا یہ اہم ترین مسئلہ ہے اور حقیقت ہے کہ اگر یہ اعتقاد دل سے اٹھ جائے کہ معاصی اور افعال بد پر کبھی نہ کبھی کسی قسم کا مواخذہ ضرور ہوگا تو تمام دنیا میں اخلاق کا جو پایہ ہے دفعتاً اپنے درجہ سے گر جائے گا۔''[1]

علامہ سید سلیمان ندویؒ عقیدہ آخرت کی ضرورت پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

''یوم آخرت اور حیات آخرت پر ایمان اسلام کی نہایت اہم تعلیم ہے اور قرآن پاک میں ایمان باللہ کے بعد اسی پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ موجودہ دنیا کے تمام اعمال اور اس کے نتائج کی اصلی اور دائمی بنیاد اسی آئندہ دنیا کے گھر کی بنیاد پر قائم ہے اگر یہ بنیاد متزلزل ہوجائے تو اعمال انسانی کے نتائج کا ریشہ ریشہ بیخ و بن سے اکھڑ جائے گا۔''[2]

انسان کے اچھے اور برے اعمال کی جزا کا عقیدہ سبھی مذاہب نے تسلیم کیا ہے۔ دنیا کے ہر مذہب میں یہ تصور کسی نہ کسی شکل میں ضرور پایا جاتا ہے اور کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص اس بدیہی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا۔

ہندو مذہب میں جزا کا تصور:

ہندو مذہب نے معاد یا جزا و سزا کی اس عقلی اور فطری ضرورت کو تناسخ ارواح یا آواگون کی صورت میں تسلیم کیا ہے اور فی الحقیقت ہندو مذہب کے ماننے والوں کے لیے یہی ایک ایسا عقیدہ اور محرک ہے جو انھیں اعمال صالحہ کے کرنے اور برائیوں سے اجتناب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر مجبور کرسکتا ہے۔ آواگون کے اس عقیدے کے مطابق انسان کا اچھا یا برا ایسا کوئی عمل نہیں جس پر اس کو جزا یا سزا نہ ملے۔ انسان اپنے عمل کے مطابق بار بار اسی دنیا میں سزا یا جزا کے طور پر اچھی یا بری مختلف حالتوں میں پیدا ہوتا ہے، گویا انسان کو اس کے اعمال کی سزا اسی دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ انسان کی موجودہ زندگی اگر اچھی نہیں ہے تو یہ اس کی پچھلی زندگی کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے اور اس کی اگلی زندگی اچھی یا بری کیسی ہوگی یہ اس بات پر منحصر ہے کہ موجودہ زندگی میں اس کے اعمال اور کردار کیسے ہیں۔[۳] اس عقیدے کی کمزوری یہ ہے کہ اگر کسی انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ اس کو نیک عمل کرنے کے ابھی بہت سے مواقع ملیں گے، صرف یہی ایک زندگی اس کی آخری نہیں ہے تو وہ اپنی دوسری زندگی میں خوشحالی اور بہتری کی فکر کے بجائے اپنی موجودہ زندگی میں اپنی جائز و ناجائز خواہشات کو پہلے پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے: ''وتکونوا من بعدہ قوماً صالحین'' (یوسف:۹) نتیجے کے طور پر اس فرد یا جماعت اور معاشرے کی اصلاح کے امکانات اگر بالکل مفقود نہیں تو کم سے کم تر ضرور ہو جائیں گے۔

عیسائیت میں جزا کا تصور:

عیسائی مذہب میں بھی عقیدۂ آخرت عقائد کا ایک اہم جز ہے اور جزا و سزا کا ایک واضح تصور پایا جاتا ہے۔ انجیل میں متعدد مقامات پر بہت وضاحت کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا ہے اور جگہ جگہ نیکوکاروں کے لیے آسمان پر بڑے اجر کی بات کہی گئی ہے، انجیل میں ہے:

''جب میرے سبب لوگ تمھیں لعن طعن کریں گے اور ستائیں اور ہر طرح کی بری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہو گے، خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے''۔[۴]

عیسائیت میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نیکی اور راست بازی کے کام محض اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے ہی انجام دیے جائیں بصورت دیگر اللہ کے حضور اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی اجر نہیں ہوگا۔ انجیل میں ارشاد ہے:

''خبردار اپنے راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کرو نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لیے کچھ اجر نہیں۔'' [۵]

انجیل سے یہ تین مثالیں جزا اور سزا کے تصور اور اس کے اثبات کے لیے دی گئی ہیں ورنہ انجیل میں ایسے متعدد مقامات ہیں جہاں نیکوکاروں کے لیے اللہ کے حضور اجر و ثواب کا نیز بدکاروں کے لیے حسرت وافسوس کے ساتھ دانت پیسنے کا ذکر موجود ہے۔ انجیل متی میں ہے:

''دنیا کے آخر میں ایسا ہوگا کہ فرشتے نکلیں گے اور شریروں کو راستبازوں سے جدا کر دیں گے اور انھیں آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔'' [۶]

انسان کا عقیدۂ آخرت پر ایمان جتنا پختہ ہوگا اسی قدر گناہوں سے بچنے کا مادہ اس کے اندر زیادہ ہوگا۔ جس طرح سے کہ ہم برابر یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو کہیں یہ علم ہو جاتا ہے کہ وہ کیمرے کی نگرانی میں ہے، کوئی چھپا ہوا کیمرہ اس کو دیکھ رہا ہے اس کی ہر حرکت پر نظر رکھی جا رہی ہے تو ایسا شخص کوئی بھی کام جو خلاف قانون اور قابل مؤاخذہ ہو نہیں کر سکتا۔

حقیقت یہی ہے کہ انسان کے اعمال کی درستگی کے لیے عقیدۂ آخرت اور اللہ کے حضور اعمال کی جواب دہی سے بڑھ کر کوئی اور چیز مؤثر نہیں ہو سکتی۔

فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً (سورۃ الکہف:۱۱۰)

پس جو اپنے رب کی ملاقات کا متوقع ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے۔

آخرت پر ایمان نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مؤمنین صالحین کے علاوہ کسی اور سے کسی نیک عمل کا صدور ہوتا ہی نہیں، دنیا کے دیگر مذاہب میں بھی نیکی اور بدی کا حکم موجود ہے۔ دنیا میں عمدہ اخلاق کی جو بھی قسمیں ہیں سب بانیان مذاہب کی تعلیمات پر مبنی ہیں اور کسی نہ کسی شکل میں پائی جاتی ہیں، لیکن اللہ کی بارگاہ میں صرف انھیں اعمال کا وزن ہوگا جو صرف اور صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کیے گئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، اسی لیے فرمایا گیا:

''وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ'' (الانبیاء:۹۴)

تو جو نیک عمل کرے گا) اور وہ ایمان پر بھی ہوگا اس کی سعی رائگاں جانے والی نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (الکہف:۱۰۵)

یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا پس ان کے اعمال اکارت گئے اور قیامت کے دن ہم ان کو ذرا بھی وزن نہ دیں گے۔

خالق کائنات نے انسان کی فطرت میں یہ صلاحیت بھی ودیعت کی ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اختیار سے اچھائی اور برائی دونوں پر قادر ہے اور یہی وہ صفت ہے جو اس کو دیگر حیوانات یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی ممتاز کرتی ہے، اس لیے کہ ان میں کوئی بھی اپنے ارادے اور اختیار سے گناہ پر قادر نہیں لیکن انسان ذی شعور ہے اور وہ جو بھی گناہ کا عمل کرتا ہے بالقصد و باارادہ کرتا ہے۔ اس ممتاز صفت کا تقاضا تھا کہ اس کو نیک اور بد، اچھے اور برے اعمال سے اچھی طرح باخبر کر دیا جائے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً (الدہر:۳)

ہم نے اس کو راہ سمجھا دی چاہے وہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

انبیاء کی بعثت کا اہم مقصد لوگوں کے عقائد اور ان کے اعمال واخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔ جس کو قرآن کریم میں تزکیہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (سورۃ البقرہ:۱۲۹)

اے ہمارے رب تو ان میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ (سورۃ الجمعہ:۲)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔

مذکورہ دونوں آیات میں آپؐ کی بعثت کا ایک مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ انھیں شرک وتوہمات اور اخلاق وکردار کی کوتاہیوں سے پاک کرتا ہے۔[۷]

اسلام انسانی معاشرے کو ہر طرح کے جرائم اور افعال بد سے پاک کرنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ انسان کی ایسی تربیت کرتا ہے کہ ان کے دل میں بدی سے اجتناب اور نیک اعمال کرنے کا ایک داعیہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے دلوں میں برائیوں سے نفرت اور دوری پیدا ہو جاتی ہے جس کا اصل سبب اور بنیادی محرک دنیاوی سزاؤں کا خوف نہیں ہوتا بلکہ اس کے پیچھے حقیقی جذبہ ان کا اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا حصول ہوتا ہے۔ ایک مومن گناہوں سے اجتناب محض اس وجہ سے کرتا ہے کہ اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے آقا کو پسند نہیں اور اس کے حکم اور مرضی کی خلاف ورزی کر کے وہ اس کے حضور کیسے جائے گا۔

مؤمنین صادقین معاصی کا ارتکاب نہیں کرتے۔ قرآن کریم نے مؤمنین کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ معاصی سے اجتناب کرتے ہیں، ارشاد ہے:

الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ○ (الشوریٰ:۳۷)

اور وہ بچتے ہیں بڑے گناہوں اور کھلی ہوئی بے حیائیوں سے اور جب غصہ ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔

قرآن کریم میں ایمان باللہ کے ساتھ عمل صالح کا ذکر بار بار کیا گیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ ایمان اور عمل صالح دونوں لازم وملزوم ہیں۔ عمل صالح ایمان کا لازمی نتیجہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اعمال صالحہ انسان کس کے لیے کرتا ہے، چنانچہ ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالآخرت اگر نہ ہو تو یہ ایمان باللہ اور اعمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالحہ سب بے معنی ہو کر رہ جائیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جتنا زور ایمان باللہ پر دیا گیا ہے قریب قریب اتنا ہی زور ایمان بالآخرت پر دیا گیا ہے۔ قیامت، آخرت اور روز جزا کی آیتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔ نزول قرآن کے ابتدائی دور میں لوگوں کے اندر عقیدۂ آخرت کی پختگی اور جزا و سزا کے اثبات پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ شروع میں وہ آیتیں نازل ہوتی تھیں جن میں جنت اور جہنم کا ذکر ہوتا تھا، ظاہر ہے جنت اور جہنم کا تعلق عقیدہ آخرت سے ہے، لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ آخرت اور حساب و کتاب پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ فرمایا گیا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَايَرْجُوْنَ حِسَاباً، وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّاباً (سورۃ النبا:۲۸)

بے شک یہ لوگ محاسبہ کا گمان نہیں رکھتے تھے اور انہوں نے ہماری آیتوں کی بے دریغ تکذیب کی۔

انسان کے اعمال اس وقت تک حقیقی معنوں میں درست ہو ہی نہیں سکتے جب تک اس کا اللہ کے حضور جواب دہی کا عقیدہ پختہ نہیں ہوگا اور اس کو یہ یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ ہر آن ایک علیم و خبیر ذات کی نگرانی میں ہے جو اس کے ہر چھوٹے بڑے اعمال سے باخبر ہے۔ "اِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْر" اور ایک دن اسے اپنے ہر چھوٹے بڑے اعمال کے سلسلے میں اسی ذات کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا، چنانچہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اسلوب بدل بدل کر یہ بات دہرائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے:

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرہ:۸۵)

اور اللہ اس چیز سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔

وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ (الزلزال:۸)

اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھے گا۔

وَاعْمَلُوْا صَالِحاً إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (سبا:۱۱)

اور سب نیک عمل کرو، بے شک تم جو کچھ کرتے ہو پس اس کو اچھی طرح دیکھ رہا ہوں۔

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ (التوبہ:۹۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر تم غائب وحاضر کے جاننے والے کے آگے پیش کیے جاؤ گے اور وہ تمہیں تمہاری کرتوت سے آگاہ کرے گا۔

دوسری جگہ یہی بات دوسرے اسلوب میں یوں کہی گئی:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَراً وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوْءٍ (آل عمران:۳۰)

جس دن کہ ہر نفس جو اس نے نیک عمل کیے ہیں موجود پائے گا اور جو برے اعمال کیے ہیں اس کو بھی دیکھے گا۔

آج اگر ہم یہ دیکھتے ہیں لوگ ایمان باللہ اور آخرت کا اقرار کرتے ہیں لیکن برائیوں میں بھی مبتلا ہیں تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ ان کا آخرت پر جیسا یقین ہونا چاہیے وہ نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ جب کفار عذاب آخرت کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو دوبارہ دنیا میں آنے اور نیک عمل کرنے کی درخواست کریں گے۔

قرآن کہتا ہے:

أَوْ تَقُولَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِيْ كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (سورۃ الزمر:۵۸)

یا کوئی کہے جب کہ عذاب کو دیکھے گا کاش! مجھے دنیا میں پھر جانا ہو کہ میں خوب کاروں میں سے بن جاؤں۔

دوسری جگہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيْهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ (سورہ فاطر:۳۷)

اور وہ اس میں واویلا کریں گے: اے ہمارے رب! ہم کو اس سے نکال، اب ہم نیک عمل کریں گے ان اعمال سے مختلف جو ہم اب تک کرتے رہے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ اگر لوگ جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو گھٹنوں کے بل بھی نماز کے لیے آنا ہو تو ضرور آئیں گے۔

اس سے مطلوبہ ایمان کا معیار بتایا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم میں ۸۰ سے زیادہ مقامات پر وما اللہ بغافل عما تعملون یا واللہ بما تعملون بصیر جیسے کلمات دہرائے گئے ہیں کہ اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے، وہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ ان آیات کے بار بار اعادہ کا یہی مقصد ہے کہ لوگوں کے دل میں یہ عقیدہ بیٹھ جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر وقت انہیں دیکھ رہا ہے اور پھر وہ بدی کے قریب بھی نہ جائیں، سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۷ نزول قرآن کا ایک بڑا مقصد قیامت سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے۔ ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآناً عَرَبِيّاً لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَارَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ○ (سورۃ الشوریٰ: ۷)

اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف ایک عربی قرآن وحی کیا ہے تاکہ تم اہل مکہ اور اس کے گردوپیش والوں کو آگاہ کردو اور اس دن سے ڈرادو جو سب کے اکٹھے کرنے کا دن ہوگا۔ جس کے آنے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اس دن ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔

ہمارے ملک ہندوستان میں مختلف طرح کے جرائم کی کثرت ہے ان میں زنا آج کل اہم ہے۔ جو لوگ بدی کا ارتکاب کرتے ہیں اس کے اسباب کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہی نظر آئے گا کہ جرم کا ارتکاب کرنے والے کو یا تو آخرت میں جواب دہی کا یقین نہیں رہتا، یا پھر اس کو یہ امید ہوتی ہے کہ وہ اپنے جرم کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپالے جائے گا اور اس طرح وہ دنیاوی سزاؤں سے بچ جائے گا، یا پھر جرم کے مقابلے میں وہ سزائیں اتنی کم اور غیر مؤثر ہوتی ہیں کہ جرم کرنے والوں کو جرائم سے جو وقتی فائدہ ملتا ہے، اس کے مقابلے میں سزاؤں کی انھیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں اسلام نے جو طریقہ اپنایا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے وہ برائیوں کو انسان کے سامنے ایک بری شئ کے طور پر پیش کرتا ہے جس کا ارتکاب اس کے رب کو ہرگز پسند نہیں، اسی طرح وہ جن باتوں کا حکم دیتا ہے اس کی اچھائی بیان کرتے ہوئے کبھی ذلک ازکیٰ لھم، ذلک خیرٌ لھم جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے، تاکہ انسان برائیوں کو دل سے برا جانے اور ان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفرت کا مادہ پیدا ہو جائے۔

معلوم ہو کہ عرب کا معاشرہ ظہور اسلام کے وقت بہت سی برائیوں میں مبتلا تھا اور جس چیز نے انھیں ان تمام برائیوں کو چھوڑ دینے پر آمادہ کیا وہ ان کا اللہ اور روز آخرت پر یقین کامل تھا ورنہ نبی کریم ﷺ نے کوئی پولیس کا محکمہ نہیں قائم فرمایا تھا، "إن أنت إلا نذيرٌ وما أنت عليهم بمصيطر"۔

ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اسلام میں بعض جرائم کی دنیاوی سزائیں بھی مقرر کی گئی ہیں، جن کا مقصد مجرمین کو جرم کے ارتکاب سے باز رکھنا ہے تاکہ جو لوگ آخرت پر اور اللہ کے حضور جواب دہی پر یقین نہ رکھنے کی وجہ سے جرم کا ارتکاب کر سکتے ہیں انہیں بھی جرم سے روکا جا سکے اور ان سزاؤں کو دیکھ کر کوئی دوسرا جس کے دل میں جرم کے ارتکاب کا خیال پیدا ہو رہا ہو وہ اس سے رک جائے۔ ان سزاؤں کا مقصد لوگوں کو جرم سے روکنا ہے نہ کہ سزا دینا۔

مختصر یہ کہ قرآن کریم میں جتنا زور ایمان باللہ پر دیا گیا ہے قریب قریب اتنا ہی زور عقیدۂ آخرت کی اصلاح اور استحکام پر دیا گیا ہے۔

حواشی و مراجع

۱- علامہ شبلی نعمانی، سوانح مولانا روم، ص ۱۱۸، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۳ء

۲- علامہ سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، جلد ۴، ص ۲۷۰، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۳ء

۳- پنڈت منوہر لال، ہندو مذہب، ص ۳۵، خدا بخش لائبریری، پٹنہ، ۱۹۳۰ء

۴- انجیل متی، باب ۵، آیت ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵- ایضاً، باب ۶، آیت ۱

۶- انجیل متی، باب ۱۳، آیت ۵۰

۷- قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ کمپلکس، بحوالہ سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹، ص ۵۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی برائیوں کا انسداد اور استحضار آخرت

ابوسعد اعظمی

عصر حاضر کا انسان علمی و مادی لحاظ سے بہت ترقی یافتہ ہے۔ جدید ٹکنالوجی اور روزمرہ کی نت نئی ایجادات نے اس وسیع وعریض دنیا کو گلوبلائزیشن کی شکل عطا کر دی ہے۔ مادیت کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے اور لوگ زیادہ سے زیادہ مال ومتاع کے حصول کے لئے ہر قسم کی حدود اور پابندی سے آزاد ہو گئے ہیں۔ دین وایمان سے انسانیت کا رشتہ دن بدن کمزور ہوتا جا رہا ہے، بلکہ اب تو باقاعدہ اس بات پر مباحثہ کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے کہ کیا سماجی برائیوں کے انسداد اور اخلاقی قدروں کو فروغ دینے میں مذہب کا بھی کوئی کردار ہے؟ اور ایسے افراد بھی منظر عام پر آ رہے ہیں جو اخلاقی اقدار کے تحفظ کے سلسلے میں مذہب کو ضروری نہیں خیال کرتے۔ الکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں روزآنہ اغوا، قتل وغارتگری، لوٹ مار، غبن، جنسی تشدد، عورتوں کا جنسی استحصال، جہیز کے نام پر بے جا تشدد اور اس طرح کے متعدد واقعات درج ہوتے ہیں۔ مرد وزن دونوں کی جانب سے ہم جنس پرستی کے قانونی جواز کا مطالبہ ہو رہا ہے، بغیر رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے نوجوان جوڑوں کی ایک ساتھ بود وباش کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے واقعات کو سن کر ہر ذی شعور اور حساس شخص کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور اس کے تدارک کے لئے وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مجرموں کے لئے سخت ترین سزائیں تجویز ہوتی ہیں۔ لیکن اس قسم کی سماجی برائیوں میں کسی قسم کی کمی واقع ہونے کے بجائے اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ انسان کا دل خوف الٰہی، آخرت کی جوابدہی کے احساس اور جزا و سزا کے یقین سے خالی ہے۔

مادیت کے اس دور میں فحاشیت وعریانیت کو فروغ حاصل ہے۔ جدید ٹکنالوجی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیلی وژن ،موبائل ،کمپیوٹر ،انٹرنٹ ،اور ترسیل عام کے مختلف نئے ذرائع کے غلط استعمال نے اس فحاشیت کے فروغ میں بنیادی اور اہم کردار ادا کیا ہے۔نوجوان دلوں کی دھڑکن بالی وڈ اسٹارز ،ہیروز اور ہیروئنوں کے اسکرین پر قابل اعتراض مناظر ،ان کا طرز بود وباش ، رہن سہن کا اسکول وکالجز اور یونیورسٹی کے طلبہ وطالبات کے دلوں پر گہری چھاپ ہے ۔ بازار ،آفس اور سڑکوں پر انسانی جذبات کو برانگیختہ کرنے ،ان کے سفلی جذبات کو بھڑکانے ، ان کی حیوانیت میں چنگاری پیدا کرنے اور ذہن ودماغ کو لبھانے والے مختلف ایسے مناظر نظر آتے ہیں کہ اگر قرآنی تعلیمات اور عقیدہ آخرت کا صحیح تصور انسان کے ذہن ودماغ میں کارفرما نہ ہوں تو ان سے پار پانا انتہائی مشکل ہے ۔سوشل میڈیا نے سماجی برائیوں کے فروغ کے دائرہ کار میں مزید وسعت عطا کردی ہے اور تنہائی وخلوت میں بھی انسان کو ایسے مواقع فراہم کردئے ہیں کہ وہ ان پر انگلیوں کی ایک ہلکی سی جنبش سے مختلف وادیوں کی سیر کرکے اپنے ذہن ودماغ کو گناہوں سے آلودہ کرسکتے ہیں ۔وباء عام کی طرح بڑھتے ہوئے اس کے دائرہ کار نے مدارس اسلامیہ کے معصوم بچوں کے دلوں پر بھی دستک دینا شروع کردیا ہے اور مشرف ونگراں کی سخت نگرانی اور دیکھ ریکھ کے باوجود ان معصوموں کے ذہن ودماغ اس کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ گئے ہیں ۔کیونکہ تنہائی میں اللہ تعالی کے حاضر وناظر ہونے کا یقین ،اس کا خوف ،عقیدہ آخرت کا صحیح تصور اور آخرت میں جوابدہی کا صحیح احساس وشعور ہی ایسی چیز ہے جو انسان کے دامن عفت کو گناہوں سے آلودہ ہونے سے بچا سکتا ہے اور ان کی نفسانی خواہشات پر لگام لگا سکتا ہے ۔موجودہ صورتحال پر قابو پانے کے لئے مختلف سرکاری اور غیر سرکاری تنظیم وادارے سرگرم عمل ہیں اور روز بروز بڑھتی ہوئی مختلف قسم کی سماجی برائیوں کو روکنے کے لئے تجاویز ومنصوبے منظر عام پر آرہے ہیں اور بسا اوقات جنسی تشدد ،عورتوں کے استحصال اور ان کی اجتماعی عصمت دری پر قابو پانے کے لئے قصورواروں کے خلاف سخت سے سخت سزاؤں کے مطالبات بھی ہوتے ہیں اور اس ضمن میں پھانسی اور شارع عام پر سنگساری جیسی اسلامی سزا کی بات بھی کی جاتی ہے۔

جن افراد کو حقائق وواقعات سے دلچسپی ہے ،تاریخ کا گہرا شعور ہے اور دنیا میں رونما ہونے والے واقعات وانقلابات سے آگاہی ہے ،انہیں اس بات سے انکار نہیں ہوگا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ چھٹی صدی عیسوی میں عرب دنیا کی مذہبی واخلاقی حالات اس سے مختلف نہیں تھے۔ اگر چہ مہمان نوازی، جود وسخا، ایثار وقربانی، شجاعت وغیرت، ایفائے عہد جیسے متعدد اوصاف ان قبائل کے اندر اس طرح سے راسخ تھے کہ آج کی متمدن دنیا بھی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ اس معاشرے میں اخلاق کی پاکیزگی اور نیک چلنی سے بڑھ کر کوئی جرم اور بداخلاقی سے بڑھ کر کوئی ہنر اور قابلیت نہیں تھی۔ اس معاشرے کے عادات واطوار ہلاکت آفریں تھے، شراب نوشی، بدمستی، بداخلاقی، جنون، سودخوری، لوٹ کھسوٹ اور مال کی محبت بوالہوسی اور جوع البقر تک پہنچ گئی تھی۔ سنگدلی اور بے رحمی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ بعض قبائل میں لڑکیاں زندہ درگور کر دی جاتی تھیں۔ عالم ودرویش خدا بن بیٹھے تھے، لوگوں کا مال کھاتے اڑاتے اور اللہ کے راستے سے اللہ کے بندوں کو روکنے کے سوا ان کا کچھ مشغلہ نہ تھا۔ جو قابلیتیں انسان کو اللہ تعالی کی جانب سے عطا کی گئی تھیں وہ بڑی بے دردی سے ضائع کی جارہی تھیں یا بے محل خرچ ہورہی تھیں۔ شجاعت وبہادری نے ظلم وزبردستی، فیاضی ودریادلی نے اسراف وفضول خرچی، خودداری اور غیرت نے جاہلی حمیت، ذہانت وذکاوت نے دھوکہ بازی اور حیلہ سازی کی شکل اختیار کر لی تھی۔ عقل کا کام صرف اتنا رہ گیا تھا کہ جرائم کے نئے نئے طریقے ایجاد کرے اور خواہشات کی تسکین کے لئے نئے نئے راستے پیدا کرے(۱)۔

ان حالات میں نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی اور دنیائے انسانیت کو کفر کی ظلمت وتاریکی اور جہالت کی دلدل سے نکال کر اسلام کی روشنی سے منور کرنے اور اس کی ضیاء پاشیوں سے سرفراز کرنے کے لئے قرآن کریم کا نزول ہوا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهٖ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ ○ (الحدید:۵۷:۹)

وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر واضح آیات تاکہ تمہیں نکالے تاریکیوں سے روشنی کی طرف، اور بے شک اللہ تمہارے حال پر نہایت ہی شفیق اور مہربان ہے۔

دوسری جگہ ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ○ (ابراہیم ۱۴:۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اس لئے اتاری ہے کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ۔

قرآن کریم میں بنیادی طور پر توحید، رسالت و آخرت کو موضوع بنایا گیا اور ان کے حق میں آفاق وانفس کے بے شمار دلائل پیش کئے گئے۔ مکہ کے اندر جو سورتیں نازل ہوئیں اس میں توحید ورسالت کے ساتھ خاص طور پر آخرت، بعث بعد الموت اور جزا وسزا کے تصور کو واضح کیا گیا اور اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی کہ اس دنیا کی زندگی عارضی وفانی ہے اصل وابدی زندگی آخرت کی زندگی ہے جو اس زندگی میں کامیاب رہا وہی حقیقی کامیاب وکامران ہے۔ دراصل مذاہب کا حقیقی تعلق اسی عقیدۂ آخرت سے ہے اور اس کا نشان ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں ضرور پایا جاتا ہے (۲)۔

سورہ حدید میں ایک تمثیل کے ذریعہ دنیاوی زندگی کی حقیقت کو انتہائی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○ (الحدید ۵۷:۲۰)

جان رکھو کہ دنیا کی زندگی لہو ولعب، زیب وزینت اور مال واولاد کے معاملے میں باہمی تفاخر وتکاثر کی تمثیل اس بارش کی ہے جس کی اپجائی ہوئی فصل کافروں کے دل کو موہ لے پھر وہ بھڑک اٹھے اور تم اسے زرد دیکھو پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے اور آخرت میں عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی ٹٹی ہے۔

اور اہل ایمان کو اس بات کی تنبیہ کر دی گئی ہے کہ دنیا کے اندر مال ومتاع کی طمع اور اولاد کی محبت تمہیں ذکر الٰہی اور استحضار خداوندی سے غافل نہ کر دے۔ اس لئے کہ ایسا کرنے والوں کا انجام خسارے کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○ (المنافقون ۶۳:۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان والوں: اللہ کی یاد سے تمہیں غافل نہ کرنے پاویں تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد۔ اور جو ایسا کریں گے تو یاد رکھیں کہ وہی لوگ گھاٹے میں پڑے۔

اس کے برعکس جن لوگوں نے اپنا تزکیہ کیا، ہر حال میں ذکر الٰہی کو پیش نظر رکھا اور آخرت سے غافل نہیں ہوئے تو وہ لوگ فلاح و کامران قرار پائیں گے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ○ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ○ (الاعلیٰ ۸۷:۱۴-۱۷)

کامیاب ہوا جس نے اپنے کو پاک کیا اور اپنے خداوند کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی۔ پر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور پائیدار ہے۔

اسی طرح ایک مقام پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ انسان سے اچھے اور برے جو اعمال بھی اس دنیا میں سرزد ہونگے اس کا بدلہ اسے آخرت میں ناگزیر طور پر ملے گا:

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ ○ (الزلزال ۹۹:۷-۸)

پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھے گا۔

ایک جگہ فرمایا کہ جس کے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنت کے مستحق ہوں گے اور جن کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ جہنم سے دوچار ہوں گے۔

فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ○ (القارعہ ۱۰۱:۶-۹)

تو جس کے پلے بھاری ہوں گے وہ تو دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلے ہلکے ہوئے تو اس کا ٹھکانہ کھڈ ہوگا۔

ایک دوسرے مقام پر مزید صراحت کر دی گئی کہ اہل ایمان خواہ مرد ہو یا عورت جو نیک عمل بھی کریں گے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں پاکیزہ زندگی عطا کرے گا اور ان کے اعمال کا انہیں بہترین صلہ عنایت فرمائے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ (النحل ۱۶:۹۷)

جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان پر ہے تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور ہم ان کو جو کچھ وہ کرتے رہے اس کا بہتر صلہ دیں گے۔

ایک جگہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جنہیں رب کے حضور پیشی کا یقین اور جزا وسزا پر ایمان ہو ان کی زندگی تو عمل صالح سے عبارت ہونی ہی چاہئے۔

فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً (الکہف ۱۸:۱۱۰)

پس جو اپنے رب کی ملاقات کا متوقع ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے۔

اور اہل ایمان کو یہ دعا سکھائی گئی کہ " رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ "(البقرہ ۲:۲۰۱)

اے ہمارے رب: ہمیں دنیا میں بھی کامیابی عطا فرما اور آخرت میں بھی، اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

قرآن کریم نے قبول حق کی اساس عقیدہ آخرت کو قرار دیا ہے آخرت پر ایمان درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفات عدل وحکمت، رحمت وربوبیت اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان سے عبارت ہے۔ یہ شریعت وطاعت اور عمل خیر پر قیام کی بنیاد ہے نیز رسالت ونبوت کی اصل بھی یہی ہے۔ اسی لئے اس عقیدہ کو انتہائی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسے ذہن میں جمانے پر اتنا زور دیا ہے کہ قرآن کا کوئی ایک صفحہ ایسا نہیں ہے جو آخرت کے ذکر سے خالی ہو عقیدۂ آخرت کی تاثیر اور اس کی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابتداءً وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت اور جہنم کا تذکرہ ہوتا تھا اور جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہو گئے تو حلال وحرام کا حکم نازل ہوا۔ اگر ابتداء میں شراب کی ممانعت کا حکم نازل ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ ہم شراب کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اسی طرح اگر زنا کی ممانعت کا حکم نازل ہوتو وہ کہتے کہ ہم زنا سے کبھی باز نہیں آئیں گے (۳)۔

واقعہ یہ ہے کہ اس عقیدے کا منکر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی صفت رحمت وعدل اور رسول ﷺ کی رسالت کا منکر ہے۔ قرآن کریم نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس کے کتاب الٰہی ہونے پر درحقیقت وہی لوگ ایمان لائیں گے جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِالآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ (الانعام۶:۹۲)

اور جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لائیں گے۔

اور جن کے دل آخرت کے تصور اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونے کے احساس سے خالی ہیں ان سے اس بات کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ ہدایت کی راہ پر آئیں گے اور حق کو قبول کریں گے۔

وَإِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ o (المومنون۲۳:۷۴)

اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

درحقیقت جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو ذمہ دار اور جوابدہ نہیں سمجھتے۔ جو اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں رکھتے کہ انہیں آخر کار اللہ تعالیٰ کو اپنے پورے کارنامہ حیات کا حساب دینا ہے جو اس مفروضے پر کام کرتے ہیں کہ زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے جن کے نزدیک کامیابی یا ناکامی کا معیار صرف یہ ہے کہ اس دنیا میں آدمی نے کس قدر خوشحالی، آسائش، شہرت اور طاقت حاصل کی اور جو اپنے انہیں مادہ پرستانہ تخیلات کی بنا پر آیات الٰہی کو ناقابل توجہ سمجھتے ہیں ان کی پوری زندگی غلط ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ دنیا میں شتر بے مہار بن کر رہ جاتے ہیں، نہایت برے اخلاق و اوصاف کا اکتساب کرتے ہیں۔ خدا کی زمین کو ظلم و فساد اور فسق و فجور سے بھر دیتے ہیں اور اس بنا پر جہنم کے مستحق بن جاتے ہیں (۴)۔

قرآن کریم نے مخاطب کے ذہن و دماغ میں عقیدہ آخرت کو راسخ کرنے اور اس کو دلوں میں جمانے کی خاطر قیامت کے ہولناک اور ہیبتناک مناظر اس طرح بیان کئے ہیں کہ انسان کی نگاہوں کے سامنے وہ پورا منظر گھوم جاتا ہے اور اس پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے (۵)۔ اس وقت انسان کی کیفیت کیا ہوگی، نفسا نفسی کا کیسا عالم ہوگا اس کی پوری عکاسی اور منظر کشی سورہ عبس کی آخری آیات میں نظر آتی ہے:

"يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ o وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ o وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ o لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ o (عبس۸۰:۳۴-۳۷)

اس دن آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور اپنی بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا اس دن ہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

وقوع قیامت کے وقت جو عالم ہوگا اس کی ہولناکی کی طرف سورہ حج کی ابتدائی آیات میں اشارہ کیا گیا ہے:

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُم بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ○ (الحج ۲۲:۱-۲)

بے شک قیامت کی ہلچل بڑی ہولناک چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے اس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہے ہی بڑی ہولناک چیز۔

اس وقت کفار ومشرکین کی ندامت وپشیمانی، دنیا میں ازسرنو لوٹائے جانے کی شدید آرزو وخواہش اور اپنے پیشوا ومعبودان باطل کے ساتھ ان کی جو تم پیزار اور ایک دوسرے کو موردالزام ٹھہرانے کی کوشش اور آخر میں ناکام حسرتوں کے ساتھ اپنے عدم وجود کی تمنا کا قرآن کریم میں جابجا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک آیت ملاحظہ ہو:

يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ○ (النبأ ۷۸:۴۰)

جس دن آدمی اپنی اس کمائی کو دیکھے گا جو اس نے آگے کے لئے کی ہوگی اور کافر کہے گا: کاش میں مٹی ہوتا۔

تاریخ عالم پر نگاہ رکھنے والے افراد اس حقیقت سے واقف ہیں کہ قرآن کریم کی ان انقلابی تعلیمات، عقیدہ توحید، رسالت وآخرت کے اس ہمہ گیر عقیدہ انقلاب نے عرب کی دنیا بدل کر رکھ دی۔ تصور آخرت اور جزا وسزا کا احساس، اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اور خوشنودی خداوندی کا حصول ان کے سامنے اس قدر واضح تھا کہ سالہا سال سے چلی آرہی رسم ورواج اور برے سے برے عادات واطوار کو چھوڑ دینا اور ان پر قابو پالینا ان کے لئے آسان ہوگیا۔ اور انہوں نے ایک ایسا صالح اسلامی معاشرہ تعمیر کیا جہاں اخوت ومحبت کی فراوانی تھی۔ مساوات کا بول بالا تھا۔ ایثار وہمدردی، غرباء ومساکین کی حاجت روائی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، چھوٹوں سے شفقت، بڑوں کا ادب واحترام ہر جگہ ظاہر وباہر تھا۔اس اسلامی معاشرے میں امانت ودیانت ،عفت وعصمت ،اخوت ومحبت اور ایثار وقربانی کے ایسے ایسے واقعات رونما ہوئے کہ عقل انسانی حیران وششدر رہ جاتی ہے۔ ''ان اللہ معنا "(التوبۃ۹:۴۰) " وھو معکم این ما کنتم "(الحدید۵۷:۴) اور " یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد " (الحشر۵۹:۱۸) " وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ''(البقرہ۲:۱۱۰) "وتزودوا فان خیر الزاد التقوی "(البقرہ۲:۱۹۷) کا احساس ان کے دلوں میں اس طرح سے جاگزیں تھا کہ ان کے قدم ہر قسم کی لغزش سے محفوظ رہتے تھے اور قدم قدم پر یہ احساس ان کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتا تھا۔

مادیت کے اس موجودہ دور میں جب روز آنہ نت نئی قسم کی برائیاں پنپ رہی ہیں۔ مسلم نوجوان بھی تیزی سے اس کا شکار ہوتے جارہے ہیں اور زمانے وماحول کو موردالزام ٹھہرا کر اپنے آپ کو اس کے لئے مجبور ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔حالاں کہ ان کے سامنے اپنے اسلاف کے ایسے روشن اور تابندہ نقوش موجود ہیں جنہوں نے اس سے بھی زیادہ سخت حالات میں اپنے گفتار وکردار کی حفاظت کی ہے واقعہ یہ ہے کہ مسلمان ہی ایک ایسی زندہ قوم ہے جن کے اسلاف کی زندگیاں پوری کی پوری محفوظ ہیں اور ان کی پامردی واستقامت اور سخت سے سخت ابتلاء وآزمائش میں بھی باکام وبامراد ہونے کے واقعات حکایت وافسانہ نہیں بلکہ تاریخی حقائق ہیں۔قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء کار کی زندگی کو (جنہوں نے اپنی قوم کے غلط رویے کی نکیر کی اور ان سے برأت کا اظہار کیا تھا) ان لوگوں کے لئے اسوہ اور نمونہ قرار دیا ہے جن کا اللہ تبارک وتعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین ہو۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ○ (الممتحنہ۶۰:۶)

بے شک تمہارے لئے ان لوگوں کے اندر بہترین نمونہ ہے ان کے واسطے جو خدا اور آخرت کے متوقع ہیں اور جو اعراض کریں گے تو یاد رکھیں کہ اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں ستودہ صفات ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مسلم نوجوانوں کی فرض ناشناسی، اپنے اسلاف کی زریں تاریخ اور محیر العقول کارناموں سے ناآشنائی انتہائی تشویشناک اور افسوس کن ہے۔ اسلامی معاشرہ کے روشن اور تابناک پہلوان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ انہیں یہ شعور ہی نہیں کہ اسلامی معاشرہ میں اصل تفوق و برتری کا پیمانہ مال و دولت نہیں بلکہ خشیت الٰہی، خدا ترسی کی روش اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونے کا احساس ہے۔ اس لئے موجودہ حالات کا ایک اہم تقاضہ ہے کہ صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات اور اسلامی معاشرہ کے تابندہ نقوش اس طرح ان کے سامنے پیش کئے جائیں کہ ان میں شوق عمل پیدا ہو اور اس مثال کو پیش نظر رکھ کر وہ اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے دل و جاں سے کوشاں ہوں۔ اسی طرح آخرت کا صحیح تصور، اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس اور جزا و سزا کی حقیقت کو بھی ان کے سامنے واضح کیا جائے اس لئے کہ آخرت کے صحیح تصور کے بغیر سماجی برائیوں پر قابو پانا اور ان کا قلع قمع کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

حواشی و مراجع

۱- چھٹی صدی عیسوی میں نبی کریمؐ کی بعثت کے وقت دنیا کی مذہبی و اخلاقی حالت جاننے کے لیے ملاحظہ ہو۔ ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی جلد چہارم، دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، طبع جدید، ۲۰۱۱ء ص ۱۵۳ تا ۲۱۸

۲- دنیا کے مختلف مذاہب میں عقیدہ آخرت کا تصور کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے۔ ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی جلد چہارم، ص ۵۲۵ تا ۵۳۱

۳- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب تالیف القرآن، ح ۴۹۹۳

۴- مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، پندرہواں ایڈیشن، ج ۲ ص ۲۶۶ بضمن آیت یونس ۱۰/۷-۸

۵- قطب شہید، سید، مشاہد القیامہ فی القرآن، اردو ترجمہ، محمد نصر اللہ، خان خازن، مناظر قیامت قرآن کی زبان میں، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، بار دوم، جنوری ۱۹۹۱ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی منکرات اور موجودہ دینی لٹریچر: ایک جائزہ

ضیاء الدین ملک

منکرات (برائیاں) دراصل سماجی ہی ہوتے ہیں، خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی شعبے سے ہو، کیوں کہ فطری طور پر انسان سماجی حیوان ہے۔ الانسانُ مدنیٌّ بالطبع کا خلدونی اور ارتقاقات کا ولی اللّٰہی فلسفہ اسی حقیقت کا عکاس ہے۔ معاشی وسیاسی، تہذیبی وثقافتی، اخلاقی وتعلیمی، دینی وروحانی اور نفسیاتی وطبی پہلوؤں کا تانا بانا کلی اور جزوی طور پر اجتماعی شعور اور اجتماعی رویوں سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ عزلت گزینی، جنگل نشینی یا رہبانیت کا تصور غیر اسلامی ہے۔ اس لیے انسانی سماج اور برائیوں (منکرات) کا آپسی تعلق اس وقت ہماری گفتگو کا اصل محور ہے۔

برائی اور سماج کا آپسی رشتہ بہت قدیم ہے۔ تخلیق آدم وابلیس کے معاً بعد ''عہد الست'' کے ذریعہ خیر وشر کی رزم گاہ سے نبرد آزما ہونے کا تصور وتعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ سماجی برائیاں قیامت تک باقی رہیں گی، کیوں کہ خیر وشر (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کے مجموعے سے کائنات کا وجود متصور ہے۔ دونوں اکائیاں اگر الگ کر دی جائیں تو کارزار امتحان بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ لہٰذا برائیوں کے اژدحام سے گھبرانے کی نہیں بلکہ ان سے نبرد آزما ہو کر خوشنودی رب اور حصول رضائے الٰہی کی خواہش کو مہمیز دینے کی ضرورت ہے، کیوں کہ شہادت حق امت کا فرض منصبی ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

۱- وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (آل عمران:۱۰۴)

اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکر سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۲- يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (لقمان:۱۷)

اے میرے بیٹے! نماز کا اہتمام رکھو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو مصیبت تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو۔ بے شک یہ باتیں عزیمت کے کاموں میں سے ہیں۔

۳- كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (آل عمران:۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے مبعوث کیے گئے ہو معروف کا حکم دیتے ہو، منکر سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

حدیث "من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان" (صحیح مسلم) تم میں سے جو شخص بھی منکر کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ اور اپنی طاقت سے روکے اور اگر اپنے ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے، یہ ایمان کا ضعیف ترین مرتبہ ہے۔ میں مذکور استطاعت کی تینوں سطحیں (ہاتھ، زبان اور قلب) اصلاح وتجدید کے ممکن ذرائع کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ کون ومکان کی تشکیل میں خیر وشر کی آمیزش کا پس منظر بڑا دلکش، سبق آموز، عمل کی تشویق دلانے والا اور ابتلاء وآزمائش سے لبریز ہے۔ ایک طرف ابلیس کی خواہش پر برائیوں کی تخلیق کی کھلی آزادی واس کا اختیار اور دوسری طرف ان تخلیق شدہ برائیوں (منکرات) کے ازالہ اور استیصال کے لیے خلافت علی منہاج النبوۃ کا نصب واقامت کے دونوں سماجی دھارے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

برائیوں کے تعلق سے قدیم وجدید کی بحث اور اس کے علاقائی، ملکی وآفاقی ہونے کا نظریہ بے معنی ہے۔ کیوں کہ انسان اپنی فطری جبلت کے اعتبار سے ہر زمانہ، علاقہ اور ملک میں یکساں خوبیوں اور برائیوں کا مظاہرہ کرنے والا رہا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کی شمار کردہ خوبیاں اور برائیاں جغرافیائی تنگ نائیوں سے الگ ہیں۔ موجودہ عصر سائنس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹکنالوجی کی ترقی کے سبب خیر وشر دونوں کی تشہیر کا سبب بن چکا ہے۔ جس نے خیر کے بالمقابل شر/منکر کی نت نئی صورتوں کو دیگر زمانوں کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں اور ممتاز بنا کر پیش کیا ہے۔ مثلاً ترقی اور روشن خیالی کے نام پر الحاد و بے دینی اور مادہ پرستانہ نقطہ نظر کو نظام ونظریہ تعلیم کا جز و بنا دینا، تعلیم کے ذریعہ اباحیت پسندی کی ترغیب اور اس کا فروغ، ملکی و بین الاقوامی سطحوں پر قوانین کے ذریعہ اباحیت پرستی، جواز ربا کی نت نئی صورتیں، غیر سودی تصور تجارت و بینکنگ کو دقیانوسیت اور ترقی کا دشمن قرار دینا، مقابلہ حسن اور جنس پرستی کو تہذیب وتمدن کی معراج سمجھنا وغیرہ چند المناک مثالیں ہیں۔ جن پر قدغن لگانے یا ان کی طرف امت مسلمہ اور پوری انسانیت کو غور وفکر کی دعوت دینا انفرادی طور پر فرض عین اور اجتماعی طور پر فرض کفایہ ہے۔ اور دونوں سطحیں خصوصی توجہ کا طالب ہیں۔[1]

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سماجی برائیوں کے ازالے/استیصال کے لیے انبیاء علیہم السلام ہمیشہ انفرادی طور پر کھڑے ہوتے رہے اور دھیرے دھیرے خیر پسند عناصر اجتماعی شکل اختیار کر کے قافلوں کو تشکیل دیتے رہے۔ ختم رسالت کے بعد خلفاء راشدین، صلحاء امت اور مجددین نے اس سنت کی پشتیبانی کر کے انسانی سماج میں فکری سطح پر الخیر/ المعروف کا تعارف کرایا ہے، معروفات کے فکری سوتوں کو سیراب کیا ہے، منکرات کی حقیقت واضح کی ہے اور فکری و مادی سطحوں پر اس کے ازالہ کی عظیم جدوجہد فرمائی ہے۔ اس ضمن میں قرآنی نصوص ملاحظہ فرمائیں:

۱- يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o (المدثر:۱-۲)

اے چادر لپیٹے رہنے والے، اٹھ اور (لوگوں کو) ڈرا۔

۲- اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ o (الرعد:۷)

تم تو بس ایک آگاہ کر دینے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے۔

۳- خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ o (الاعراف:۱۹۹)

اور درگزر کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

۴- اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف:۱۵۷)

جو پیروی کریں گے اس نبی امی رسول کی جسے وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے، برائی سے روکتا ہے، اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں جائز ٹھہراتا ہے اور خبیث چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور پابندیاں اتارتا ہے جو ان پر اب تک رہی ہیں۔ تو جو اس پر ایمان لائے۔ جنہوں نے اس کی عزت کی، اس کی مدد کی اور اس روشنی کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتاری گئی ہے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

عصر جدید میں منکرات (برائیوں) کا تنوع، اسباب اور تدارک:

معروف ومنکر کی تعریف وتعارف کے ضمن میں متقدمین کی تفسیری، اور فقہی صراحتوں کی وضاحت کا یہاں موقع نہیں البتہ اتنا ضرور عرض کرنا ہے کہ معروفات ومنکرات کو محض عبادات اور اخلاقیات میں محدود کرنا قرآن کی ان اصطلاحات کے ساتھ صریح ظلم ہے۔ چنانچہ اس مقالے کے ابتداء میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ انسانی زندگی کے جملہ شعبے ان اصطلاحات کے دائرے میں آتے ہیں۔ اس مقالے میں دراصل منکرات پر بحث مقصود ہے، لیکن جب تک معروفات کی تھوڑی وضاحت نہ ہو جائے، منکرات کا تنہا تذکرہ یکطرفہ معلوم ہوتا ہے۔ معروفات میں بنیادی چیز دعوت الی الخیر ہے، جسے انبیائی مشن قرار دیا گیا ہے اور جن کو سورہ الانبیاء آیت ۷۳ میں ''فعل الخیرات'' قرار دیا گیا، اس میں جزئی وکلی خیر کے تمام پہلو شامل ہیں۔ عقائد، اعمال، عبادات، اخلاقیات اور معاملات، الغرض مکمل شریعت داخل ہے۔[۲] دوسری طرف منکرات میں وہ تمام باتیں شامل ہیں جن سے رک جانے، گریز کرنے، ازالہ کرنے، استیصال کرنے کی خدمت پر انبیاء کو مامور کیا گیا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ منکرات کا ازالہ ایک ہمہ جہتی انقلاب واصلاح کا مطالبہ کرتا ہے۔ بندگی کے آداب میں منکرات، اخلاق ومعاملات میں منکرات، تہذیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومعاشرت میں منکرات، طرز حکومت وسیاست میں منکرات، غرض زندگی کے جملہ گوشوں میں منکرات کے خلاف جدوجہد دراصل انبیائی مشن رہا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے اپنی کتاب: ''تزکیۂ نفس'' کی جلد اول میں اس بحث کو ذیل کی سرخیوں میں واضح کیا ہے: حجابات ذکر وفکر، نماز اور آفات نماز، انفاق اور آفات انفاق، روزہ اور آفات روزہ، حج اور آفات حج۔ مولانا نے ان آفات/منکرات کے ازالہ کی تدبیریں بھی بتائی ہیں۔[۳]

مولانا اصلاحی نے فکری وعملی سطحوں پر جن برائیوں کو ان حجابات کے ذیل میں گنایا ہے، ذیل میں صرف ان کی سرخیوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

۱- حجابات علم: حب عاجلہ، تکبر، عصبیت جاہلیت، غفلت یا لاابالی پن۔

۲- آفات علم: غفلت اور بے پروائی، خواہشات نفس کی پیروی، عدم احتساب، بدعت، تحریف، کتمان حق، اشتغال بالادنیٰ۔

۳- آفات نماز: کسل، وسوسہ، مدعا سے بے خبری، چوری، ریا۔

۴- آفاتِ انفاق: چھدا اتارنے کی خواہش، احسان جتانا اور بدلا چاہنا، سائلوں کے ساتھ بدسلوکی، انتقام وعناد کا جذبہ، احساس برتری، ریا اور نمائش۔

۵- آفات روزہ: لذتوں اور چٹخاروں کا شوق، اشتغال طبیعت، دل بہلانے والی چیزوں کی رغبت۔

۶- آفات حج: شہوانی باتیں، حدود اللہ اور شعائر اللہ کی بے حرمتی، جنگ وجدل، فسادنیت، شعائر کی حقیقت سے بے رغبتی۔

معاصر افکار کی دنیا میں سیکولرازم، مادیت اور قوم پرستی نے متعدد سماجی برائیوں کو جنم دیا ہے۔ سیکولرازم، جمہوریت اور انتخابات نامی کتاب کے ذریعہ ڈاکٹر عبدالحق انصاریؒ نے سماجی منکرات کی علمی وضاحت کی ہے۔ علامہ یوسف القرضاوی نے اسلام اور سیکولرازم ایک موازنہ تصنیف کیا جس کا اردو ترجمہ ساجد الرحمٰن صدیقی نے کیا ہے۔ سید علی اسلم نے اسلام کا جمہوری نظام تصنیف کیا ہے۔ افکار کی دنیا میں منکرات کی افزائش کا ایک بڑا سبب مادہ پرستی اور جدیدیت ہے۔ دونوں اصطلاحات عصر جدید کی پیداوار ہیں۔ جدیدیت اور مادہ پرستی نے ذہن وقلب پر آج غلبہ پالیا ہے جس کے نتیجہ میں اقدار کی تعریفات تبدیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی ہیں۔ اخلاقیات اور تقویٰ کی اعلیٰ قدریں مجروح ہو چکی ہیں۔ دنیا اور جلب منفعت ہی اصل کسوٹی بن چکی ہے۔ چنانچہ وہ تمام حرکات و اعمال جو جلب منفعت کا باعث نہ بن سکیں اپنی اہمیت و افادیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ مادیت کے عالمی اثرات بہت گہرے، پیچیدہ اور متعدی ہو چکے ہیں حتیٰ کہ تعلیم و تعلم جیسا متبرک ادارہ بھی اس کی آلودگی سے اپنے آپ کو نہیں بچا پا رہا ہے۔ پروفیسر جلال الحق نے انگریزی زبان میں جدیدیت اور اس کے مفسدات پر عمدہ تحقیقی کام کیا ہے۔ ان کی کتاب کا عنوان ہے: "Post-Modenity, Paganism and Islam"

نیشنلزم نے نسلی، لسانی اور علاقائی عصبیتوں کو وجود بخشا ہے۔ ان مختلف بیماریوں کے نتیجہ میں ممالک اور اقوام دست و گریباں ہیں۔ یہ نیشنلزم اقوام و ملل اور ممالک کی شیرازہ بندی میں بری طرح ناکام ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ''مسئلہ قومیت'' نامی کتاب لکھ کر نیشنلزم کے منکرات اور اس کے مفسدات کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ اپنے موضوع پر اردو زبان میں یہ کتاب ایک اہم اضافہ ہے، جس کا مرکزی نکتہ ہندوستان میں مسئلہ قومیت میں ایک منکر کی وضاحت ہے۔

عالم اسلام کا منکرات کے خلاف ردعمل اور دینی لٹریچر:

اسلامی دنیا میں مجددین و مصلحین نے انفرادی و اجتماعی جدوجہد کے ذریعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے کبھی غفلت نہیں برتی۔ سطور ذیل میں محمد بن عبدالوہاب نجدی (م۱۷۹۱ء)، شیخ محمد بن علی سنوسی (م۱۸۵۹ء)، شیخ بدیع الزماں سعید نورسی (م۱۹۶۰ء) اور سید جمال الدین افغانی (م۱۸۹۷ء) کی فکری و عملی کاوشوں کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یوں تو ان علماء/مصلحین کی جملہ تصانیف/تحریریں اسلامی میراث کا حصہ ہیں لیکن اس مقالے میں ان کی صرف ان تحریروں سے تعرض کیا گیا جو منکرات/برائیوں کے ازالہ و استیصال یا رد میں تیار کی گئی ہیں۔

۱- محمد بن عبدالوہاب نجدی، دراصل خلافت عثمانیہ کے دور کی پہلی اسلامی تحریک کے بانی تھے۔ جن کی اصلاحی کوششیں بعد کی تمام اسلامی تحریکوں کے لیے ہراول دستہ کے طور پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبہ ایمانی کو مہمیز دیتی رہی ہیں۔ مسلمانوں کی معاشرتی برائیوں کے خلاف اس تحریک نے فکری طور پر اصلاحی اقدامات کیے۔ شیخ کا احساس تھا کہ سماجی برائیوں کا ایک مکمل نظامِ بدعت رائج ہو چکا ہے۔ چنانچہ انھوں نے علامہ تقی الدین ابن تیمیہ (م ۱۳۲۶ء) کی مانند بدعات وخرافات کے خلاف بھرپور تحریک چلائی۔ انھوں نے اپنی اصلاحات کے لیے فکری غذا امام احمد بن حنبل (م ۸۵۵ء) کے افکار سے حاصل کی۔ نہایت حکیمانہ انداز میں درعیہ کے امیر محمد بن سعود کو بدعات کے استیصال کے لیے تیار وآمادہ کیا، جس نے شیخ کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی تھی۔ شیخ نے نجد وحجاز میں نظریہ توسل کی قرآنی تشریح فرمائی، قبر پرستی کے خلاف مہم جوئی کی، غیر اللہ کے لیے صدقہ، نذر، طواف استغاثہ اور اہل قبور سے دعاؤں کی نکیر فرمائی، قبر کو پختہ کرنا، چادریں چڑھانا اور چراغاں کرنے کو بدعت قرار دیا۔ شیخ کی برائیوں کے خلاف مہم جوئی کی تفصیلات ذیل کی ان تصنیفات میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔

کتاب التوحید، کشف الشبهات، نصیحة المسلمین باحادیث خاتم المرسلین، کتاب الکبائر، اصول الایمان، مسائل الجاهلیة، احادیث الفتن[۴]

۲- محمد بن علی سنوسی نے اطالویت اور مغربی استعمار کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ لیبیا میں ابھرنے والی اس تحریک نے اپنے روحانی، اصلاحی اور تنظیمی مراکز ''الزوایا'' کے ذریعہ حجاز، افریقہ، مصر، سوڈان، الجزائر اور افریقہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کلیدی کردار انجام دیا۔ آپ نے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو صحیح اقدار وروایات کا خوگر بنانے کی کوشش کی۔ انھوں نے مسلمانوں کی معاشرتی کمزوریوں پر سخت تنقیدیں فرمائیں۔ دین ودنیا کی تفریق کو ختم کر کے مذہب وسیاست کے لزوم کو واضح کیا، انھوں نے مغرب کے غیر روحانی تصورات پر تنقید کی، مغرب کے مساوات کے ڈبل اسٹینڈرڈ کو ظلم قرار دیا، غلط عقائد کی بیخ کنی کی۔ یہ تحریک قرآن وسنت کی بنیاد پر دنیا کی تعمیر جدید کی خواہاں تھی۔ بانی تحریک امام غزالی اور علامہ ابن تیمیہ کے افکار سے متاثر تھے۔ ان کی تصنیفات میں شریعت اور طریقت کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔[۵]

۳- بدیع الزماں سعید نورسی نے ترکی میں علم، عقیدہ اور اخلاق کے ذریعہ مصطفیٰ کمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتاترک (م ۱۹۳۸ء) کے منکرات کے ازالہ کی مجاہدانہ کاوش کی۔ ترکی سے منکرات کے ازالہ کی ان کوششوں کی مثال برصغیر کے مجدد الف ثانی سے دی جاسکتی ہے۔ نورسی کی تحریروں نے ذہنی انتشار اور پراگندگی کے زمانہ میں لوگوں کے اخلاق اور افکار کی صحیح رہنمائی کی۔ ترکی کے مسلمانوں کو کمیونزم اور اشتراکیت کے بحران سے نکال کر قرآن کی عقلی اور فطری زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ ان کی اہم تحریریں یہ ہیں:

مناظرات، خطبہ شامیہ، خطوات ستہ، لمعات، مکتوبات، شعاعات۔ ترکی زبان کے یہ رسائل عربی کے علاوہ دنیا کے تمام معروف زبانوں میں منتقل ہو چکے ہیں۔ عربی میں ان تحریروں کو ''رسالہ نور'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان تمام کتابوں/تحریروں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں قرآن سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ عقلی وسائنسی بنیاد پر ''معروف ومنکر'' کا تعارف کیا گیا ہے۔ سماج سے منکرات/ برائیوں کے ازالہ کا یہ نرالا اور خاموش انداز ہے جس نے آج لاکھوں نوجوانوں کو اپنا ہمنوا بنالیا ہے۔ اور بقول مریم جمیلہ ایک استبدادی نظام کے تحت زندگی گزارنے والے مختلف طبقات کے اندر دینی کام کرنے کے لیے یہ موزوں طریقہ ہے۔[۶]

۴- سید جمال الدین افغانی نے اتحاد عالم اسلامی کا نعرہ بلند کیا، جسے مغربی محققین پان اسلامزم کا نام دیتے ہیں۔ انھوں نے مغربی دنیا کی فکری وعملی غلامی سے عالم اسلام کو آزاد کرانے کی عظیم جدوجہد فرمائی۔ انیسویں صدی میں مغربی استعمار جیسے سماجی منکر سے آزادی کا نعرہ بلند کرنے میں ان کی عربی تحریروں نے فعال کردار ادا کیا۔ یہ عربی تحریریں ''العروۃ الوثقیٰ'' نامی رسالے کی زینت ہوا کرتی تھیں جسے وہ اپنے شاگرد رشید محمد عبدہ کے ساتھ مل کر ہفتہ وار اشاعت کی شکل میں نکالتے تھے۔ اس کا پہلا شمارہ ۱۴/ مارچ ۱۸۸۴ء کو منظر عام پر آیا۔ اس اخبار نے برطانوی حکمت عملی کو مسلم امت کے لیے ایک برائی/ مفسدہ قرار دیا۔ افغانی نے لکھا کہ دہریوں کے نزدیک اخلاقی پابندی غلط ہے اور اس سے آزادی کے طریقے جو وہ اختیار کرتے ہیں، اس کے ذریعہ سماج ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔ انھوں نے ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو سماج کے لیے مضر قرار دیا۔ کیوں کہ ڈاروینی نظریہ انسانی سماج کو سعادت نہیں بخش سکتا۔ مثلاً حیا، امانت، اور صدق کا اس نظریہ کے اندر گزر نہیں ہے۔ افغانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا جاہلی قومی عصبیت ایک برائی ہے، انھوں نے ملت اسلامیہ کو جغرافیائی حدود سے نکال کر عالمی وحدت کا تصور دیا۔ اپنے نظریہ کی اشاعت کے لیے افغانی نے ہندوستان، ایران، افغانستان، مصر، عرب، انگلستان، پیرس، فرانس، روس، اور دیگر ممالک کا دورہ کیا۔ ان کی تحریک کے ساتھ جو لوگ وابستہ ہوئے ان میں مفتی محمد عبدہ، امیر شکیب ارسلان، سید رشید رضا، اور میر عبدالقادر مغربی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کی العروۃ الوثقیٰ کی فائلیں آج بھی مغربی استعمار کے خلاف ایک زندہ دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں۔

عہد وسطیٰ کے ہندوستان کا منکرات کے خلاف فکری و عملی اقدام:

برصغیر میں سماجی برائیوں کے خلاف اقدامات کی مثالیں اسلام کی آمد کے بعد ہی نظر آتی ہیں۔ اور جس کا سلسلہ محمد بن قاسمؒ کے اجتہادات سے شروع ہو جاتا ہے۔ منکرات کے خلاف جو دینی لٹریچر ہندوستان کے پاس موجود ہے اس کی نشو ونما اور اشاعت میں علماء کرام، صوفیاء عظام اور سلاطین کی سرپرستی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہ لٹریچر ابتداءً فقہ حنفی کے زیر اہتمام تیار ہوا۔ چنانچہ فتاوی غیاثیہ (عربی، تیرہویں صدی عیسوی)، فتاوی تاتارخانیہ (عربی، چودھویں صدی عیسوی)، فتاوی فیروز شاہی (فارسی، چودھویں صدی)، مکتوبات امام ربانی (فارسی، سترہویں صدی عیسوی) اور فتاوی عالمگیریہ (عربی، سترہویں صدی عیسوی) کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان فتاویٰ اور مجامیع کے اندر سماجی منکرات جن کا زیادہ تر تعلق عبادات سے ہے، کا تعارف اور اصلاح کی عملی کوششیں کی گئیں۔ سرزمین ہند میں سب سے پہلے سماجی مفسدات کے خلاف شیخ احمد سرہندی نے علم بلند کیا۔ دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) کے بعد ۱۸۵۷ء تک سماجی برائیوں کا باب ہمیں اذیت ناک صورت حال سے روبرو کراتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ کے متعدد صفحات کے اندر ان برائیوں کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ ان برائیوں کا تعلق گروہ علماء، صوفیاء، سیاسی عمائدین اور دیگر مختلف طبقات سے ہے۔ شاہ صاحب کے بعد سے آج تک سماجی برائیوں کے خلاف تحریری مورچہ بندی کی خدمت جاری ہے۔ ان سماجی برائیوں کے ازالہ واستیصال کے لیے جو تحریریں، تقریریں، دستیاب ہیں وہ عربی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں میں محفوظ ہیں۔ یہ تحریریں چھوٹے چھوٹے موضوعاتی مسائل، فتاویٰ اور تراجم وشروح کی شکل میں مطبوعہ وغیر مطبوعہ شکلوں میں موجود ہیں۔ اس لٹریچر کی تیاری میں جہاں فقہاء وعلماء کا کردار نمایاں طور پر نظر آتا ہے وہیں آخری صدیوں کے انگریزی سے واقف اصحاب فکر کی تحقیقات بھی ہیں۔ آئندہ صفحات میں ان خدمات کا اجمالی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱- سترہویں صدی کے ہندوستان میں شیخ احمد سرہندی (م۱۶۲۴ء) نے مجددانہ کردار کے ذریعہ سماجی برائیوں کا قلع قمع کرنے کی مبارک جدوجہد فرمائی۔ بادشاہی جبر، امراء کی تعیش پسندی اور علماء سوء کی غلط رہنمائی کے ذریعہ مسلم معاشرہ اخلاقی ودینی روح سے خالی ہو چکا تھا۔ مثلاً نبوت، وحی، حشر ونشر، دوزخ وجنت اور مابعد الطبیعاتی حقائق کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ اور انھیں مستبعد قرار دیا جانے لگا۔ تعدد ازدواج، نماز، روزہ، حج اور دیگر شعائر اسلام پر ابوالفضل نے اعتراضات وارد کیے۔ بہائی نظریہ کے ذریعہ شریعت محمدی کی منسوخی کا اعلان کیا گیا، لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ، سجدہ تحیہ، زمین بوسی، ناقوس نوازی، اور عقیدہ تناسخ کو قبول کرلیا گیا۔ ہندو تہوار، مثلاً دیوالی، دسہرہ، راکھی، پونم، شیوراتری وغیرہ پوری ہندوانہ رسوم کے ساتھ منائے جانے لگے تھے۔

ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے مجدد الف ثانی نے قرآن وسنت پر مبنی انتہائی اہم لٹریچر تیار کیا اپنے اعمال میں انھوں نے نقشبندی رویوں کو جاری رکھا۔ فارسی زبان کی یہ تحریریں ایک طرف عہد وسطیٰ کی معاشرتی برائیوں کی تاریخی حیثیت سے ہمیں واقف کراتی ہیں۔ دوسری طرف ان برائیوں کے خلاف شریعت کا موقف اور ردعمل واضح کرتی ہیں چند اہم کتابوں کے عنوانات یہ ہیں:

مکتوبات امام ربانی، رسالہ اثبات النبوۃ، رسالہ ردروافض، رسالہ تہلیلیہ۔

۲- عہد وسطیٰ کے ہندوستان میں دوسرے عظیم مجدد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۶۳ء) ہیں آپ نے اسلامی علوم کی خدمت فرمائی، اور امت کو رجوع الی القرآن کی دعوت دی۔ انھوں نے ازالۃ الخفا کی فصل ششم میں عہد وار مسلم تاریخ اور سماجی برائیوں کا ناقدانہ جائزہ پیش کیا ہے۔ خاص طور پر ان برائیوں کا ذکر کیا ہے جو مسلمانوں کے اندر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقائد، علوم، اخلاق، تمدن اور سیاست میں در آئی تھیں۔ انھوں نے اپنی متعدد تصانیف میں امویوں اور عباسیوں میں اختلافی امور، تقلید جامد، وجدان پرستی، پیرزادوں کی دھڑ لے بندیاں، یونانی علوم میں غلطاں و پیچاں علماء کرام، متقشف واعظوں، عابدوں، خانقاہ نشینوں، امراء کی تعیش پرستی، شراب و بھنگ میں ڈوبے ہوئے فوجیوں کی اسلامی جہاد سے دوری اور دیگر طبقات کا نام لے کر معاشرتی برائیوں سے باز آنے کی تلقین فرمائی۔ انھوں نے رجوع الی القرآن کی تحریک برپا کی۔ شاہ صاحب کی عربی وفارسی تحریریں، فکر اسلامی کا خلاصہ اور برائیوں کے خلاف جدوجہد کی علامت ہیں چند کتابوں کے عنوانات ملاحظہ فرمائیں: حجۃ اللہ البالغہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، التفہیمات الالٰہیہ، بدور البازغہ، الفوز الکبیر، فتح الرحمٰن اور مصفی ومسوی۔

۳- تحریک شہیدین: دراصل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی علمی وفکری اور اجتہادی واصلاحی سرگرمیوں کی عملی تعبیر ہے۔ اس تحریک نے سماجی مفسدات کے خلاف صحابہ کرام جیسی قربانیاں پیش کیں، اصلاحی عمل کے لیے بنیان مرصوص بن کر اطاعت امیر، اقامت شریعت اور قیام ریاست جیسے غیر معمولی امور انجام دیئے۔ شاہ اسماعیل اور سید احمد شہید نے سماجی مفسدات کے خلاف جو تحریریں تصنیف فرمائیں وہ آج بھی قرآن وسنت کے مطابق مسلمانوں کی فکری رہنمائی کی اپنے اندر بے پناہ تاثیر رکھتی ہیں۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ (م ۱۸۳۱ء) نے تقویۃ الایمان (اردو) کے ذریعہ شرک کی چار قسموں کی بلیغ وضاحت فرمائی۔ آپ نے اشتراک فی العلم، اشتراک فی التصوف، اشتراک فی العبادۃ اور اشتراک فی العادات پر بصیرت افروز کلام کرتے ہوئے مسلم سماج کی فکری تطہیر فرمائی۔ دوسری طرف امیر المومنین سید احمد شہید (م ۱۸۳۱ء) نے اپنے ملفوظات معروف بہ صراط مستقیم (اردو) کے ذریعہ اختلاط ملحدین ومشرکین کی مخالفت، خدا ورسول کے متعلق کلمات بے ادبانہ اور مسئلہ تقدیر پر غیر ضروری قیل وقال کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے سورہ فاتحہ (اردو)، رسالہ حقیقت الصلاۃ (اردو) رسالہ اشغال (فارسی) اور مکتوبات کے ذریعہ اس دور کی اخلاقی خرابیوں کی وضاحت میں اصلاح وجہاد کی فرضیت کو ذہنوں میں راسخ فرمایا۔ طریقہ محمدیہ کے ذریعہ تنظیم امت کیا اور عملاً امت کو جہاد بالسیف سے روبرو ہونے کا موقع فراہم کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (م ۱۸۸۰ء) بانی دارالعلوم دیوبند، ہندوستان کے عظیم متکلم اسلام، مصنف اور مجاہد آزادی تھے۔ انیسویں صدی کے ہندوستان میں آپ نے سماجی برائیوں کے خلاف مورچہ بندی فرمائی۔ آپ نے اسلامی تہذیب کے وقار کو رفعت بخشی۔ قرآن وسنت، سیرۃ طیبہ اور احکام اسلام کی عقلی توجیہہ پیش کی۔ سماجی سطح پر مسلمانوں کے درمیان تشکیکی مزاج کے خلاف مہم جوئی کی۔ ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۷ء میں عیسائی پادری عمادالدین اور ہندو دانش ور دیانند سرسوتی سے مناظروں میں حقائق اسلام کو فتح مندی عطا کی۔ قرآن وسنت سے استفادہ کرتے ہوئے آپ نے سماجی منکرات کے خلاف جو تحریری سرمایہ چھوڑا وہ آج بھی اپنے اثرات قائم کرنے میں کامیاب ہے۔ چند کتابوں/کتابچوں کے عنوانات یہ ہیں: آب حیات، انتصار الاسلام، تصفیۃ العقائد، حجۃ الاسلام، قبلہ نما۔

۵- سرسید احمد خاںؒ (م ۱۸۹۸ء) نے ۱۸۳۱ء اور ۱۸۵۷ء کے خونچکاں حادثات کا بنظر غائر مشاہدہ کیا اور ان ناکامیوں کے بعد جدید ہندوستان میں مسلمانوں کے وجود کی حفاظت، اسلامی تہذیب وثقافت کی بازیافت اور معاشی استحکام پر توجہ مرکوز کی۔ اور ان امور کے لیے انھوں نے عصر جدید کے تقاضوں سے بھرپور استفادہ کیا۔ انھوں نے اس تعلیم کی سرپرستی فرمائی جو کارزار حیات میں مسلم قومیت کو فخر کے ساتھ جینے کے گُر سکھا سکے۔ ان کو احساس تھا کہ معاشرتی منکرات نے تصوف اور تقلید جامد کا سہارا لے کر امت کی نشاۃ ثانیہ کو روک دیا ہے چنانچہ انھوں نے جدید علم کلام کے ذریعہ اجتہادی ذوق کو پروان چڑھایا۔ سرسید نے اجتہاد کو تقلید پر ترجیح دیا اور اجتہاد کو ہندوستان میں امت مسلمہ کے لیے نئی زندگی کی شاہ کلید قرار دیا۔[۷] انھوں نے ابطال غلامی، رسالہ طعام اہل کتاب، اور ازواج مطہرات میں اجتہادات کیے ہیں وہ مذہب امامیہ شیعہ کی اس لیے تحسین کرتے ہیں کہ وہ زندہ مجتہد العصر کے قائل ہیں۔[۸]

سرسید کے زمانہ میں انگریزی تعلیم، مسلم قومیت، نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت، سائنس اور مذہب کے درمیان رشتہ وغیرہ اہم مسائل تھے۔ جن میں انھوں نے بالغ نظری کا ثبوت دیتے ہوئے متعدد اجتہادات کیے۔ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دے کر معاشی خوشحالی کے روزن کھولے، متحدہ قومیت کے خلاف دوقومی نظریہ کی فکری بنیاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑی کی۔ سیاست سے کنارہ کشی کا مشورہ دے کر مسلمانوں کو تعلیم کے لیے یکسو کیا اور سائنسی علوم و اکتشافات اور مذہبی روایت پسندی کے درمیان فاصلہ اور توحش کو ختم کیا اور کہا: الاسلام ہو الفطرۃ و الفطرۃ ہو الاسلام۔ وہ کہتے ہیں کہ کلام الٰہی (Word of God) اور فعل الٰہی (Work of God) میں کامل یکسانیت ہے۔

سرسید نے سماجی منکرات کے ازالہ کے لیے حالات کا تجزیہ کیا، عقل کی سربراہی قبول کی، اور فقہی تعصب کی جگہ فقہی تطبیق سے کام لیا۔ انھوں نے تہذیب الاخلاق کے ذریعہ متعدد سماجی برائیوں کو نشانہ بنایا۔ مثلاً چند منکرات کے عنوانات دیکھیں: رسوم و عادات (تہذیب الاخلاق، یکم شوال ۱۲۸۷ھ)، رسم و رواج کی پابندی کے نقصانات (تہذیب الاخلاق ۱/۳ یکم ذی قعدہ ۱۹۸۷ء)، بیوہ عورت کا نکاح نہ کرنے کا نتیجہ (اخبار سائنٹفک سوسائٹی، علی گڑھ، ۳۱/ مارچ ۱۸۷۶ء)، راہ سنت اور رد بدعت (مقالات سرسید، مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی، مجلس ترقی ادب لاہور، ج ۵، اپریل ۱۹۹۰ء، ص ۳۵۴) وغیرہ۔

جدید ہندوستان کے قاطعین منکرات:

۱- علامہ محمد اقبالؒ (م ۱۹۳۸ء) بیسوی صدی کے مفکر اسلام ہیں۔ فکر و فلسفہ میں قرآنی روح پھونکنے والے رہنما کو ترجمان قرآن کا خطاب عطا ہوا۔ اپنی صدی کی پہلی دہائی سے ہی وہ عالمی و ملکی سطح پر امت مسلمہ کی معاشی، تعلیمی، تہذیبی اور روحانی انحطاط و تنزل کا نوحہ کرتے ہیں۔ ۱۹۰۴ء کے مقالات میں عرض کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے مذہبی نزاعوں، ناسخ و منسوخ کی بحثوں میں نامہ و پیام کی برسات، مسلمانوں کو کافروں کی فہرست میں شامل کرنے کی کوشش، امراء کی عشرت پسندی، ختنہ پر اندوختہ لٹانے کی کوشش، نا تعلیم یافتہ لڑکیوں کی کثرت، صنعت و حرفت سے گھبراہٹ اور ناواقفیت، مقدمات نکاح کی کثرت وغیرہ وہ سماجی خرابیاں ہیں جن پر مسلمانوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔[9]

دوسری طرف مسلم سماج کے اندر رائج مطلق العنان ملوکیت، ملائیت اور عجمی تصوف کو وہ خاص طور پر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ جسٹس جاوید نے اقبال کی ملائیت سے مراد روایتی نقطہ نظر اور پیری سے مراد عوامی اسلام کو لیا ہے۔ اقبال کے نزدیک، وہ فرماتے ہیں، یہ تین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکست وریخت کی قوتیں ہیں جن کی وجہ سے ہمارا تنزل بحیثیت ایک مسلم معاشرہ کے ہوا ہے۔[۱۰]

علامہ نے سماجی منکرات ومفسدات کے ازالہ کے لیے جدید علم کلام کا بھرپور استعمال کیا۔ یورپ جا کر جدیدیت کو اس کے خالقین کی تحریروں اور صحبتوں میں بیٹھ کر سمجھا اور مسلم امت کو بیدار کرنے کے لیے انگریزی، فارسی اور اردو زبانوں کا بھرپور استعمال کیا۔ انھوں نے ثبات فی التغیر (Permanence in Change) اور نظریہ اجتہاد وحرکت (Principles of Movement in the Structure of Islam) کا تصور دے کر انقلابی نقطہ نظر فراہم کیا۔ انھوں نے قومی ووطنی قومیت کی جگہ تہذیبی قومیت کی بات کی۔ دین وسیاست کی تفریق کو غلط قرار دیا۔ ملت بیضاء پر ایک نظر، نامی رسالہ میں اسلامی ریاست کے قیام کی معقولیت وضرورت کو ثابت کرتے ہیں[۱۱] علامہ کی تحریریں فکری وعملی جمود کے خلاف قرآن وسنت کی حرکی روح سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔ ان کی اہم تحریریں یہ ہیں:

تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، مخزن نامہ، اسرار خودی، پیام مشرق، جاوید نامہ، بال جبریل، ضرب کلیم، پس چہ باید کرد، ارمغان حجاز، تاریخ تصوف۔

۲۔ مولانا محمد علی مونگیریؒ (م ۱۹۴۳ء) ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانی اور قدیم نافع اور جدید صالح نظریہ تعلیم کے خالق نے بیسویں صدی میں انقلاب آفرین اقدامات کر کے ہندوستان میں ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ آپ نے ایم اے او کالج اور مدرسہ دیوبند کے بیچ ایک پل باندھنے کی کوشش کی۔ تعلیم کے میدان میں جدید وقدیم کی بحث اور الجھن کو انھوں نے ایک عملی جواب فراہم کرنے کی کوشش کی۔ مسلکی اختلاف اور تفرقہ کے تناظر میں مولانا مونگیری نے جدید تعلیم یافتہ پروفیسران، علماء ومشائخ، مذہبی پیشوایان اور سیاسی عمائدین کو ایک پلیٹ فارم پر متعدد بار بلانے میں کامیابی حاصل کی۔ آپ نے مسلمانوں کو معاشرتی اور مذہبی زبوں حالی سے نکالنے کی کوشش کی۔ قادیانیت اور عیسائیت کے زور اور فروغ کو آپ نے روکا۔ آپ کی تحریریں آج بھی تقابل ادیان کے باب میں دستاویزی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن نمایاں تصنیفات میں آپ نے قرآن سے بجا طور پر استفادہ کیا ہے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہیں: فیصلہ آسمانی، چشمہ ہدایت، معیار صداقت، معیار المسیح، حقیقت المسیح، تنزیہ ربانی، آئینہ کمالات مرزا اور رسالہ چیلنج محمد۔

۳- مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (م ۱۹۷۹ء) نے مسلم سماج سے منکرات کے خاتمہ کے لیے علمی و عملی جدوجہد فرمائی۔ بنیادی طور پر وہ علامہ اقبال کی فکری جولانیوں کی عملی تعبیر اور توسیع ہیں۔ انھوں نے ہر سطح پر منکرات کی وضاحت فرمائی۔ سماج کی اسلامی قیادت کے رشتہ کو نظریہ و نظام تعلیم سے استوار کیا۔ تعلیمات نامی کتاب میں صراحت کے ساتھ ایم۔اے۔او۔ کالج علی گڑھ، دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کے نظام و نصاب پر آپ نے عالمانہ تنقیدیں کیں اور صالح نظریہ تعلیم کی صراحت فرمائی۔ اسلامی تزکیہ نفس، نامی رسالہ کے اندر اسلامی اقدار اور روایات کی ضرورت، اہمیت اور افزائش کے طریقوں سے بحث کی ہے اور اسلامی اخلاقیات کی قرآنی تشریح بیان فرمائی ہے۔ انھوں نے عیسائی مبلغین، ہندو احیائی تحریک، ایسٹ انڈیا کمپنی، گاندھی جی اور جواہر لال نہرو کی سیاسی، تہذیبی اور تعلیمی سرگرمیوں کا ناقدانہ جائزہ لیا اور مسلم لیگیوں کی مسلم دوستی اور مسلم تہذیب کے احیاء کی سادہ لوح خواہشات کا پوسٹ مارٹم کیا۔ انھوں نے مسلم ماضی، حال اور مستقبل کا مجتہدانہ محاکمہ کیا۔ وہ ابن تیمیہ، ابن قیم، شاہ ولی اللہ اور اقبال کی تنقیدات اور اجتہادات کے امین تھے۔ انھوں نے امت مسلمہ کے عروج و زوال کے حقیقی اسباب پر ''خلافت و ملوکیت'' پیش کی۔ اور تجدید و احیائے دین کے ذریعہ بے باکانہ محاکمہ کیا اور مستقبل کے کار تجدید کے لیے لائحۂ عمل پیش کیا۔ معاصر عہد میں جہاد کی حقیقت پر الجہاد فی الاسلام تصنیف کیا۔ پردہ، ضبط ولادت اور حقوق الزوجین کے ذریعہ صنف نازک کے حقیقی مسائل سے دنیا کو واقف کیا۔ عقیدہ ختم نبوت اور مسئلہ قادیانیت کے ذریعہ مسئلہ کی حقیقت اور اس کی عقدہ کشائی کی۔ سود اور جدید معاشی نظریات کے ذریعہ دنیا کو غیر سودی نظام کی برکات کا قائل کیا۔ سنت کی آئینی حیثیت کے ذریعہ منکرین سنت اور اہل قرآن کو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی حقیقت کا قائل کیا۔ عصر حاضر میں دین کے داعیوں کو حقیقت دین سے واقف کرانے کی خاطر قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں اور عبادات پر تحقیقی نظر تصنیف کیا۔ اور اپنے افکار کا پورا خلاصہ ''تفہیم القرآن'' کے حواشی کے حوالہ کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ سماجی برائیوں اور منکرات کی تشخیص اور ان کے ازالہ کے لیے سید مودودی کے افکار میں قطعیت، جامعیت، مقصدیت، اور آفاقیت کے عناصر دوسرے مفکرین کی بہ نسبت زیادہ نمایاں اور گہرے ہیں۔ جن سے کام لے کر مولانا مودودی نے زندگی کے جملہ میدانوں میں منکرات کی انتہائی بلیغ نشان دہی فرمائی ہے اور قابل عمل متبادل نظامِ معروفات کی حیثیت سے دین اسلام کا تعارف پیش کیا۔

۴- مولانا صدر الدین اصلاحیؒ (م ۱۹۹۸ء) بیسویں صدی کے ان مفکرین میں شامل ہیں جنھوں نے منکرات کی تشخیص اور تدارک کو براہ راست قرآنی آیات وتصورات میں تلاش کرنے کی غیر معمولی سعی کی ہے۔ علامہ حمید الدین فراہی کا قرآنی فہم اپنے استاذ مولانا اختر احسن اصلاحی سے حاصل کیا۔ فی ملکوت اللہ (از حمید الدین فراہیؒ) کے مطالعہ سے ان کے افکار میں پختگی پیدا ہوئی۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ سید مودودی کے رسالہ ''ترجمان القرآن'' کے مطالعہ سے قبل ہی مولانا صدر الدین اصلاحی کے ذہن ودماغ میں حکومت الٰہیہ کا خاکہ فی ملکوت اللہ کے طفیل راسخ ہو چکا تھا، جس کا اظہار انھوں نے خود اپنے مقالے: مسلمان اور امامت کبریٰ میں کیا ہے۔ جس کی وصولیابی پر مولانا مودودی نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور ترجمان القرآن میں ۱۹۳۷ء میں پہلی بار شائع کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ نہ دارالاسلام پٹھان کوٹ تھا اور نہ جماعت اسلامی کا بلیو پرنٹ تیار ہوا تھا۔

مولانا نے 'معرکہ اسلام اور جاہلیت' میں پوری انسانی تاریخ میں غیر اسلامی نظریات وافکار اور اسلامی نظریات کے درمیان برپا نظری وعملی کشمکش کو واضح کیا ہے۔ اور ان اسباب وعلل کی وضاحت کی ہے جو دین ومذہب کے بارے میں آدمی کی عقل اور اس کی خیر پسند فطرت پر پردے ڈال دیتی ہے۔ مثلاً آدمی کا اپنی جبلی ضرورتوں اور خواہشوں کا اسیر ہو جانا، قومی تعصب، آباء واجداد کی اندھی تقلید، موروثی عقائد، افکار، رسم ورواج سے گہری وابستگی، فکر ونظر کی غیر سنجیدگی، خامی اور کجی وغیرہ۔[۱۲] مولانا نے اس کتاب کے اندر دین اور عبادت کے جامع تصورات پر بحث کی ہے اور فکری زوال کے اسباب/منکرات کی نشان دہی فرمائی ہے مثلاً حکمرانوں کی اپنے اصل منصبی فرائض سے لاپروائی، عوام کی دین سے ادھوری واقفیت، بدعتوں کی مقبولیت، دینی حلقوں میں راہبانہ تصوف کا نفوذ۔[۱۳] اسلام پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوطرفہ حملے یعنی عقیدہ توحید پر، عقیدہ آخرت پر، دین کی اقدامی روح پر، ملی وحدت پر، نظام خلافت پر اور کلمہ حق کہنے کی آزادی پر۔ ان عنوانات کے ضمن میں ملت اسلام کے اندرون میں جاہلیت کی واپسی جس تیز رفتاری سے ہوئی ہے، اس کا تذکرہ مولانا نے خوبصورتی سے کیا ہے اور ملت کے اندرون کی تاریخ پر ماضی اور حال کی روشنی میں جائزہ لیا ہے۔ مثلاً عقیدہ نبوت پر دور نبوی میں مسیلمہ اور اسود العنسی کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی پر بحث کرتے ہیں۔[۱۴]

دین کا قرآنی تصور:

مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ اس کتاب میں بندے اور خدا کے رشتے اور تعلق کی قرآنی بصیرت کو پیش کیا گیا ہے۔ جسے غالی متصوفانہ نقطہ نظر نے کج اور نادرست بنادیا ہے، جو یہ کہتا ہے کہ خدا انسان کا محبوب اور معشوق ہے اور انسان کا اصل کام خدا سے عشق و محبت کرنا اور اس سے وصال کی جدوجہد کرنا ہے۔ مولانا نے قرآنی آیات کی روشنی میں واضح کیا کہ خدا اور بندے کے درمیان اصل تعلق عبودیت کا ہے نہ کہ عشق کا۔ جس کے حقیقی معنی پرستش اور تذلل کے ہیں۔ اس کتاب میں ترک دنیا، وحی رسالت سے بے نیازی، دین کی محدودیت، وحدت ادیان، دین کے اجتماعی احکام سے بے التفاتی وغیرہ پر قرآن کی روشنی میں عمدہ بحثیں ملتی ہیں۔

فریضہ اقامت دین، میں مولانا صدرالدین اصلاحیؒ نے دین کے جامع نظام کے تعارف کے ساتھ دین کی اقامت کو ہر زمانہ میں فرض قرار دیا ہے۔ فرض ناشناس اور حقائق سے چشم پوشی اور گریز کی راہوں کا ذکر کر کے باطل کے ساتھ اسلام کے طرزِ عمل کو واضح کیا ہے۔ دین کے مخصوص و محدود پہلوؤں پر قناعت، ''قانون اضطرار کی غلط تطبیق'' کے زیرعنوان قرآن وسنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو یاد دلاتے ہیں۔ اقامت دین کے امکان وعدم امکان پر پیش کردہ خدشات اور قرآنی حقائق کو بیان کرتے ہیں اور آخر میں اقامت دین کے اصول ونتائج کو بیان کرتے ہوئے اقامت دین کے روشن مستقبل پر کلام کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵- مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (م ۱۹۹۹ء) بیسویں صدی کے آخری دور کے مفکر اسلام و معمار قوم ہیں۔ مولانا نے اپنی تحریروں میں مسلمانوں کے سماجی منکرات، امت مسلمہ کے عروج و زوال اور تہذیب اسلامی کے تحفظ پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ لسانی و تہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق، اسلام میں عورت کا درجہ، تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات، نیا طوفان اور اس کا مقابلہ، مغرب سے صاف صاف باتیں، ملک و معاشرہ انتہائی خطرناک موڑ پر، اسلام مکمل دین۔ مکمل تہذیب، عرب قوم پرستی اسلامی نقطہ نظر سے خطرناک کیوں؟ وغیرہ مولانا کی اہم تحریریں ہیں جن کے ذریعہ سماجی منکرات کے تعارف اور رد کے سلسلہ میں مولانا کی خدمات کا تعارف حاصل ہوتا ہے۔ مولانا نے بنوامیہ کے زمانہ کی عربی سیاست اور مصالح ملکی پر سخت گیری کی ہے۔ نیز بنوعباس کے خلفاء کی پُرتعیش زندگی اور تصور امامت کے رخصت ہونے پر گرفت فرمائی ہے۔ اہل سیاست اور اہل اصلاح و تزکیہ کی دوری اور تفریق کو غلط کہا ہے۔ مسئلہ قادیانیت پر مستقل تصنیف کے ذریعہ مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت فرمائی۔ ہندوستانی تہذیب پر اسلام کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔ مسلمانوں کی قدامت اور ہندوستانی شہریت کی تاریخی حیثیت واضح کی۔ ہندوستانی سیاست میں شراکت داری کو اہم قدر قرار دیا۔ پیام انسانیت کے ذریعہ تکثیری معاشرہ میں برادرانِ وطن کے ساتھ مل کر رہنے کی دینی شرعی حیثیت واضح فرمائی۔ البتہ بعد کے متوازن رویے اور تطبیقی مزاج کے باعث مولانا کی مذکورہ تحریروں میں قطع منکرات کے بعد دین کے قیام کی وہ مجاہدانہ تڑپ نظر نہیں آتی جس کا اظہار انھوں نے اپنی پہلی تصنیف: سیرت سید احمد شہید میں کیا ہے۔[۱۵]

جدید ہندوستان میں دینی لٹریچر کے تخلیقی ادارے:

گزشتہ سطور میں مجددین/ مصلحین/ علماء/ دانشوران کی فکری، علمی اور عملی جدوجہد کا معروضی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مطالعہ سے یہ بات واضح ہو چکی کہ ماضی کی ان عظیم ہستیوں نے انسانی نفوس کی تطہیر و تزکیہ کے لیے علمی مواد فراہم کر دیا ہے۔ یہ دینی لٹریچر منکرات کے استیصال کے لیے فکری ہتھیار، زادراہ اور اسلامی شریعت کی تفہیم کا معیاری آلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے، البتہ اس پورے ذخیرے پر ناقدانہ نظر کی ضرورت سے انکار مشکل ہے۔

بیسویں صدی کے جدید ہندوستان میں جو کچھ دینی لٹریچر منکرات کی مورچہ بندی کے لیے پروان چڑھ سکا وہ بنیادی طور پر مسلکی وگروہی عصبیت کا عکاس بھی ہے۔ لٹریچر کی تیاری میں مکتبہ احناف (دیوبندی و بریلوی) اور مکتبہ اہل حدیث کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ان مکاتب فکر کے نمائندہ اداروں میں دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جامعہ سلفیہ بنارس، ندوۃ المصنفین دہلی، دارالمصنفین اعظم گڑھ، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی اور ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ کی تصنیفات/ رسائل/ تراجم/ خطبات کو بطور خاص پیش کیا جاسکتا ہے۔ سطور ذیل میں مذکورہ تخلیقی اداروں میں سے چند کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

۱- دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور:

برصغیر میں حنفی مکتبہ فکر کے دو نمائندہ ادارے ہیں جو اپنے زمانہ قیام سے آج تک امت مسلمہ کی دینی رہنمائی کرتے آرہے ہیں۔ معاشرتی برائیوں کے ازالے کے لیے ان اداروں نے اپنے فارغین کو مناظرہ، دعوت، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وتقریر، مکاتبت اور فتاویٰ کے میدانوں میں تیار کیا ہے۔ تنہا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۹۴۳ء) کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے۔ مولانا تھانوی کی ''بہشتی زیور'' نے سماجی منکرات کے ازالے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ موخر الذکر کتاب نے حلقہ خواتین میں منکرات کے ازالہ کی حس بیدار کی۔ بدعات، خرافات، غلط عقائد، رسم ورواج کے ضمن میں سینکڑوں مسائل پر اظہار خیال اس میں کیا گیا ہے۔ اور خواندگی کی صفر فضا میں حلقہ خواتین کے اندر قلم وقرطاس سے لگاؤ کی اسلامی تہذیبی روایت کو اس نے زندہ کردیا۔ ڈبلیو. ڈبلیو. ہنٹر کی اور ''Indian Musalmainz'' نے واضح طور پر ۱۸۵۷ء کے بعد مسلم سماج کی تعلیمی ابتری اور معاشی بدحالی کا تذکرہ کیا ہے۔ اس تبصرے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک خواندگی (مرد وزن میں) کی کوئی فیصدی ہی نہیں بنتی۔ سرسید کے اصلاحی اقدامات کا خصوصی رخ اور خطاب مردوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تو تھا حلقہ خواتین ہنوز بے توجہی کا شکار رہا۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند اور فتاویٰ مظاہر علوم کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں نمائندہ مدارس نے اپنے فقہی اختصاص کے طفیل منکرات کے ازالہ کے ضمن میں حوصلہ مند روایت قائم کی ہے۔ ان مجامیع میں محفوظ سماجی مسائل کی ایک فہرست کے ذریعہ منکرات اور ان کے ازالہ کی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

ہندوستان کی زمین کی عشری یا خراجی حیثیت، لائف انشورنس کی شرعی حیثیت، ہنڈی کے مروجہ کاروبار میں شرعی حکم، مغربی ممالک کے لیے پکے ہوئے گوشت کا حکم، مشینی ذبیحہ، خون اور انسانی اعضاء کا استعمال۔ پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت، ہوائی جہاز پر نماز ادا کرنے کی صورت۔ ۱۶

۲- تحریک اہل حدیث:

برصغیر کے مسلم سواد اعظم کی دینی و سیاسی رہنمائی میں علماء اہل حدیث کا کردار وقیع ہے۔ پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں اہل حدیث علماء باصفا کا حصہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ ۱۷ ان علمی، فکری اور عملی خدمات کو بیسویں تحریکی صدی نے باضابطہ ایک اسکول اور مسلک کی حیثیت سے متعارف کرایا اور منکرات کے ازالہ اور رد کے ضمن میں اس کی خدمات کی تفہیم کی ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ اہل حدیث مکتب فکر نے تصوف زدہ ہندوستان میں قرآن وحدیث سے اخذ واستفادہ کو مرکزی حیثیت عطا کی۔ سید سلیمان ندوی کہتے ہیں کہ اس تحریک کا فائدہ یہ ہوا کہ مدتوں کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا اور جو یہ خیال ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے، رفع ہو گیا اور لوگ از سر نو تحقیق وکاوش کے عادی ہونے لگے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو، پیدا ہوئی اور قیل وقال کے مکدر گڑھوں کی بجائے ہدایت کے اصلی سرچشمہ مصفا کی طرف واپسی ہوئی۔ ۱۸

علماء اہل حدیث نے عیسائیت، آریہ سماج، سناتن دھرم اور قادیانیت کے ان حملوں کا علمی وفکری جواب دے کر منکرات کا سدباب کیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۹۴۸ء) کا مناظرانہ انداز تہذیب وشائستگی کے دائرے میں تھا۔ یہ وہ مناظراتی دور ہے جس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبوراً علماء کو اس فن کے ذریعہ دفاع اسلام کرنا پڑا۔ 19

۳- جماعت اسلامی:

۱۹۳۷ء میں دارالاسلام پٹھان کوٹ سے منکرات کا جامع تصور پیش کرتے ہوئے معروفات کے قیام کی جس جدوجہد کا آغاز کیا گیا اس نے نہ صرف متحدہ ہندوستان بلکہ بعد میں پورے عالم اسلام کو قرآنی فکر کا رمز شناس بنا دیا۔ طلبہ و طالبات، یونیورسٹی کے پروفیسران، لابار کے وکلاء، معاشیات کے ماہرین، سماجی علوم کے اساتذہ، مدارس کے مفسرین اور فقہاء اور تنظیموں کے زعماء نے علوم اسلامیہ کے تمام دائروں میں ایک متوازن فکر و فلسفہ دنیا کی تمام معروف زبانوں میں تیار کرنے میں بے نظیر کامیابی حاصل کر لی ہے۔

جماعت اسلامی نے تصورِ تعلیم اور نظام تعلیم کو منکرات و بدعات کی سرکوبی کا سب سے موثر ہتھیار تصور کیا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے واضح طور پر فرمایا کہ بلا تنقید مغربی علوم سے استفادہ اور نصابی کتابوں کے ساتھ دینیات کی محض چند کتابوں کی پیوندکاری سے وہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا جس کا خواب مسلم قیادت دیکھ رہی ہے۔ ندوہ میں انھوں نے فرمایا کہ قدیم صالح اور جدید نافع کی بنیاد پر محض نصابات کی درستگی سے اصل مقصد تعلیم حاصل نہیں ہو سکتا۔ علامہ فراہی کے مدرسہ قرآن میں مولانا کو صدرالدین اصلاحی کی شکل میں وہ ہیرا نظر آیا جس نے جماعت اسلامی کے قیام سے قبل امامت کبریٰ کی بات کی تھی۔ مولانا اسی تلاش میں نکلے تھے کہ تعلیم سے امامت و قیادت کے رشتے کو جوڑنے والے موتیوں کو چن سکیں۔ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ فساد فی الارض کی اصل جڑ اس قضیے میں مضمر ہے کہ آج تک تعلیم اور قیادت کے رشتے کی تفہیم نہیں ہو سکی ہے۔

جماعت اسلامی نے صرف ہندوستان میں درجنوں محققین و مفکرین کی نرسری تیار کی ہے جو فکر اسلامی کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم ہے۔ جن کی تحریریں معاصر عہد میں منکرات کی نشان دہی، تدارک اور لائحہ عمل کی پیش کش کے لیے لائق تحسین تصور کی جاتی ہیں۔ مثلاً:

(۱) مولانا صدرالدین اصلاحیؒ: علوم، افکار، رویوں اور اعمال میں قرآن سے براہ راست استفادہ کرنے والے صف اول کے مفکر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) مولانا سید احمد عروج قادریؒ: عجمی تصوف کے ناقد، اسلامی تصوف کے وکیل، فقہی مسائل میں فقہاء اربعہ سے استفادہ کرنے والے۔

(۳) ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰؒ: قرآنی فکر کے بے باک ترجمان، نوجوانوں کی اسلامی نرسری تیار کرنے والے مصنف اور خطیب۔

(۴) مولانا امین احسن اصلاحیؒ: نظم قرآن کے وکیل، اسلامی تزکیہ اور شرعی اصطلاحات کی قرآنی ترجمانی کرنے والے۔

(۵) مولانا عبدالباری شبنم سبحانیؒ: معروف اسلامی صحافی، ادیب اور فکر مودودی کے موید و ترجمان۔

(۶) مولانا سید حامد علیؒ: تقابل ادیان کے ماہر، فکر اسلامی کے شارح و ترجمان۔

۴- جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ:

بانی جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نظریات کی اشاعت کا دوسرا مورچہ ہے اس سے قبل رامپور میں ثانوی درس گاہ کو نقش اولیں کا مقام حاصل ہے۔ جامعۃ الفلاح کے فارغین نے افکار مودودی کی بڑے پیمانے پر تشہیر کا عزم کیا ہے۔ انگریزی، ہندی، اردو، گجراتی، آسامی، اور متعدد زبانوں میں درس و تدریس، ترجمہ و ترسیل اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ قرآنی فکر کو فارغین نے اپنا منشور قرار دیا ہے۔ یو.کے. اسلامک مشن (لندن)، WAMY, IIFSO، رابطہ عالم اسلامی، مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ)، جامعہ ملیہ، جامعہ ہمدرد (دہلی) نیز دیگر عصری اداروں اور خود جماعت اسلامی کے اندرونی ڈھانچے کا حصہ بن کر فارغین جامعہ بنیادی علمی و فکری کاموں میں مصروف ہیں۔ البتہ رد منکرات کے ضمن میں متوقع لٹریچر کی تیاری میں ''ادارہ علمیہ جامعۃ الفلاح'' میں کافی سرد مہری طاری ہے۔

۵- ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی:

(پہلے دہلی، پھر رامپور، اور اب علی گڑھ) کو مولانا ابواللیث اصلاحیؒ کی امارت اور مولانا صدر الدین اصلاحی کی نگرانی میں باضابطہ طور پر رامپور میں قائم کیا گیا۔ تحریک اسلامی کا مفکر (مولانا صدر الدین اصلاحیؒ) ہی سزاوار تھا کہ جماعت اسلامی کے اس اہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارے کی سربراہی کرے۔ بعد میں اس ادارے کے بانی سکریٹری، مولانا سید جلال الدین عمری نے ''معروف ومنکر'' نامی کتاب کے ذریعہ ۱۹۶۶ء میں جو شہرت حاصل کی اس نے انھیں قرآنی فکر کا تعارف کرانے والی نمایاں شخصیتوں میں اہم مقام عطا کیا۔ آپ کی اہم کتابیں یہ ہیں: غیر اسلامی ریاست اور مسلمان، اسلام کا عائلی نظام، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق، عصر حاضر میں اسلام کے علمی تقاضے، مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ۔

تیسرے رکن مولانا سلطان احمد اصلاحی نے ایک درجن سے زائد سماجی منکرات پر قرآنی نقطہ نظر کی وکالت کی ہے۔ آپ کی اہم کتابیں یہ ہیں: مشترکہ خاندانی نظام اور اسلام، پردیس کی زندگی اور اسلام، کمسنی کی شادی اور اسلام، بندھوا مزدوری اور اسلام، جنسی تعلیم کا مسئلہ اور اسلام، جدید ذرائع ابلاغ اور اسلام، مسلمان اقلیتوں کا مطلوبہ کردار، شادی کی رسمیں اور اسلام، اسلام اور آزادی فکر وعمل، اسلام میں بچوں کے حقوق، پانی کا مسئلہ اور اسلام۔

چوتھے رکن ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی نے بچوں، بوڑھوں، بیواؤں نیز ہم جنسیت کا فتنہ وغیرہ سے متعلق تحریریں تیار کی ہیں اور غیر انسانی / غیر اخلاقی رویوں / منکرات کی وضاحت کرتے ہوئے شریعت کے نقطہ نظر کی ترجمانی کی ہے۔ اور مولانا جرجیس کریمی نے جرائم اور اسلام، انحرافات اور ان کا تدارک وغیرہ تحریروں میں منکرات کا ذکر کیا ہے اور قرآن کی رہنمائی میں ان کا تعاقب کیا ہے۔ ادارہ آج بھی سماجی منکرات کے استیصال کے لیے قرآن وسنت کی بنیاد پر صالح لٹریچر کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہے۔

حاصل بحث:

۱- اس مقالے کے ذریعہ سماجی منکرات کی وسعت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی گی ہے کہ مجددین / مصلحین / علماء / دانشوران نے معاصر عہد کی برائیوں کا جائزہ ومحاکمہ اپنے علم وبصیرت اور تجربے ومشاہدے کی بنیاد پر پیش کیا ہے۔ چنانچہ معاشیات کے ماہرین نے سود وقمار کے سماجی مفسدات کا تعاقب کیا، سیاسیات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باشین نے الحادی و جمہوری اور مادی نقطہ نظر کی حامل طرزِ حکومت کو سماجی معروفات کے لیے چیلنج قرار دیا۔ علی ہذا القیاس منکرات کے فکری و عملی مظاہر کو محققین نے اپنے ذوق، میلان اور اختصاص کی بنیاد پر ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲- سماجی منکرات کی تشخیص، ازالے اور تدارک کے لیے تحریر و تقریر کے دو طریقے اختیار کیے گئے ہیں۔ تقریر (وعظ) کے ذریعہ منکرات کا ازالہ الگ مقالہ کا متقاضی ہے جسے دوسرے موقع کے لیے موخر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے سماجی برائیوں کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے، جن کا تعلق انسانی زندگی کے سیاسی، معاشی، تعلیمی، تہذیبی اور فنون لطیفہ وغیرہ سے ہے ان میدانوں میں فساد کا خاتمہ اور عدل کا قیام اس تحریری کاوش کا مقصود ہے۔ اس بحث کے ذریعہ مذکورہ میدانوں میں سے معدودے چند کا احاطہ ہو سکا ہے۔

۳- سماجی منکرات کی تشخیص اور استیصال کے عملی مظاہر کی جوشان مکی و مدنی عہد میں نظر آتی ہے اور جو خلفاء راشدین تک پورے آب و تاب کے ساتھ جاری رہی۔ بعد کے مجددین نے اس کو بنیاد بنانے کی کوشش کی ہے۔ مصلحین/مفکرین/شارحین کے رد منکرات میں مصلحت اندیشی، تصوف سے اثر پذیری اور قرآن کے بالمقابل تشریحات اور فقہیات سے تعامل زیادہ نظر آتا ہے۔ اپنے عہد کے اس جبر سے معدودے چند ہی اصحاب عزیمت بچ سکے تاہم ان کی تفکیری اور تعملی خدمات رد منکرات کا اہم سرمایہ ہیں۔

۴- عجمی تصوف پر سخت تنقید، اسلامی تصوف کی اصطلاحات کا استعمال کرنے نیز متصوفانہ اشغال سے تعامل کے نتیجہ میں فکر اسلامی کی ترسیل ہندوستان میں زیادہ موثر رہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نیز مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی عوامی اثر پذیری مقبولیت میں یہی طریقہ کار فرما نظر آتا ہے۔ آج بھی احسان و تزکیہ (اسلامی تصوف) کی تاثیر سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے حرف گیر قرآنی مزاج کے حاملین اور سخت گیر اسلامی تصوف کے قائلین کے درمیان تطبیق معاصر عہد کا بڑا چیلنج ہے جس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافی لائحہ عمل/حل پر اتحاد امت کا انحصار ہے۔

۵- مکتبہ اہل حدیث کی علمی تگ وتاز کے نتیجہ میں تقلید کے بالمقابل اجتہاد کی طرف عمومی رجحان/رجوع کی فضا ہموار ہوئی ہے۔ جس کا فائدہ سرسید احمد خاںؒ، علامہ اقبالؒ اور سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے خوب خوب اٹھایا۔ منکرات کے رد کے تعلق سے بقول سید سلیمان ندویؒ جو کارنامہ تحریک اہل حدیث نے انجام دیا وہ تاریخ کا سنہرا باب ہے جس نے قرآنی آیات اور حدیثی تشریحات کو مرکزی ماخذ کی حیثیت سے متعارف کرایا۔

۶- بیسویں صدی میں مولانا صدرالدین اصلاحیؒ وہ قاطع منکرات ہیں جنھوں نے متصوفانہ اعمال اور فقہی تشریحات کے بالمقابل متون قرآن کو ان کا واجب حق دلانے کی مخلصانہ کوشش فرمائی اور ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی قائم کر کے اس روایت کو عام کرنے کی تشویق دلائی۔ البتہ ان کی تخلیق کردہ تحریریں مخصوص فکر کے حاملین کے درمیان سکڑ کر رہ گئیں اور طبقہ عوام الناس کو آج تک اس کی بھنک نہیں لگ سکی۔ علامہ فراہی کی فی ملکوت اللہ کے ذریعہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ مدرسۃ الاصلاح رد منکرات کا قرآنی لٹریچر بآسانی وافر مقدار میں فراہم کر کے امت کی قیادت کر سکتا ہے۔

۷- بیسویں/اکیسویں صدی میں بدعات کے تعارف اور ان کے رد (مرد وخواتین کے درمیان) کے لیے بہشتی زیور اور فضائل اعمال جیسے لٹریچر کے بالمقابل جو دینی لٹریچر تیار ہوا ہے، اس میں قرآنی تمثیلات، قصص انبیاء اور حکایات صحابہ کی بے پناہ کمی ہے۔ عمومی اور عوامی تبدیلی کے لیے اس نوعیت کے لٹریچر کی اہمیت سے انکار مشکل ہے۔ دوسروں پر محض تنقیدی تیر چلانے کے بالمقابل صالح اور پُرکشش لٹریچر تیار کرنا اور عملی نمونہ پیش کرنا ہر اس شخص کی ذمہ داری ہے جو رجوع الی القرآن والسنہ کے لیے اپنے دل میں تڑپ رکھتا ہے۔

۸- رد بدعات، قطع منکرات اور فروغ معروفات کا تہذیبی پس منظر تاریخ کے مختلف مدوجزر کا تعارف کراتا ہے۔ لہٰذا نقد ونظر اور تجزیہ واحتساب میں شائستگی اور وقار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی از حد ضرورت ہے ماضی کی خدمات پر تبصرہ کرنے کے لیے جہاں وفور علم، تقویٰ اور اخلاص ضروری ہے وہیں تاریخی شعور سے بھی مفر نہیں ہے مثلاً ماضی کے مجددین نے زمانہ کی جو رعایت فرمائی یا تصوف سے جس قدر استفادہ کیا، کیا اس کے بغیر وہ خدمات انجام پذیر ہو پاتیں؟ تاریخ کا یہ انتہائی نازک سوال ہے۔ ہر کس و ناکس کو خامہ فرسائی کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس قضیے کا تعلق صرف برصغیر کے قطع منکرات سے ہے۔ ورنہ جن مسلم ممالک/علاقوں میں شجر اسلام بلوغ اور پختگی کے مقام پر پہنچ گیا تھا مصلحین/مجددین کو براہ راست قرآن وسنت کی رہنمائی میں قطع منکرات کا سفر طے کرنے میں بڑی آسانی ہوئی۔ البتہ اکیسویں صدی میں جب کہ اسلامی میراث پر نقد ونظر کا کسی حد تک حق ادا کرنے کی مختلف ناقدین نے کوششیں کی ہیں، مختلف مسالک/مدارس/اداروں/مصلحین/علماء/دانشوروں کو ماضی کی غلطیوں کا تاریخی شعور کے ساتھ اعتراف کرنا چاہیے۔ اور صالح لٹریچر کی تیاری میں ایک نئے رویے کی داغ بیل ڈالنا چاہیے جو صحابہ کا مزاج پیدا کر سکے اور خلافت علی منہاج النبوہ کی فکری وعملی راہ کی رہنمائی کر سکے اور وہ ہے رجوع الی القرآن والسنہ کا محفوظ اور مامون طریقہ۔

حواشی وتعلیقات

۱- مولانا سید جلال الدین عمری نے اپنی کتاب ''معروف ومنکر'' میں تفصیل کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فرض کفایہ اور فرض عین ہونے پر بحث کی ہے۔ اور متقدمین کی آراء کا احاطہ کیا ہے۔ دیکھئے: ان کی کتاب کے صفحات ۶۱ تا ۹۲۔ شائع شدہ، الاتحاد الاسلامی العالمی للمنظمات الطلابیہ، ملیشیا، ۱۹۸۳ء

۲- مولانا جلال الدین عمری نے اپنی کتاب (محولہ بالا) میں ابوحیان اندلسی، علامہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغوی، علامہ صاوی، قاضی بیضاوی، شیخ اسمٰعیل حقی وغیرہ کے حوالے سے ''معروف'' کی اصطلاح کا جامع تعارف کرایا ہے۔ دیکھئے: ان کی کتاب کے صفحات ۲۱۔۳۰

۳- مولانا امین احسن اصلاحی، تزکیۂ نفس، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، ۱۹۹۹ء

۴- D.S. Margoliouth نے وہابی تحریک کو بدنام کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر سید احتشام ندوی نے اس مستشرق کے اعتراضات کا علمی محاکمہ کیا ہے۔ دیکھئے: ان کی کتاب: 'عصر حاضر کی اسلامی تحریکیں'، انٹرنیشنل پرنٹنگ پریس، علی گڑھ، ۱۹۸۸ء، ص ۲۸-۳۳

۵- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۵ء، ج ۱۱، ص ۴۱۲-۴۱۳

۶- مریم جمیلہ کا خط شائع شدہ ''ماہنامہ نور'' اکتوبر ۱۹۷۵ء، امریکہ، بحوالہ ثروت صولت، ترکی کا مرد مجاہد: سعید نورسی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۶ء، ص ۱۲

۷- سرسید احمد خاں، خطوط سرسید، مرتبہ سید راس مسعود، نظامی پریس، ۱۹۳۱ء، ص ۵۵

۸- مقالات سرسید، مرتبہ: شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۰ء، ج ۵، ص ۲۴۴-۲۷۳

۹- علامہ محمد اقبال، مخزن نامہ، اکتوبر ۱۹۰۴ء، لاہور

۱۰- جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال، اقبال اور عصر جدید میں اسلامی ریاست کا تصور، مشمولہ در فکر اسلامی کی تشکیل جدید، مرتبہ ڈاکٹر حسین محمد جعفری، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء، ص ۶۷

۱۱- یہ علامہ کی تحریر (Muslim Community) کا اردو ترجمہ ہے جسے ظفر علی خاں نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ یہ مقالہ اے ایم یو علی گڑھ کے اسٹریچی ہال میں ۱۹۱۰ء میں پیش کیا گیا تھا۔

۱۲- صدر الدین اصلاحی، معرکہ اسلام و جاہلیت، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۲۰۱۱ء، ص ص ۴۱۔۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳- معرکہ اسلام و جاہلیت، ص ص ۱۴۷۔۱۵۶

۱۴- معرکہ اسلام و جاہلیت، ص ص ۱۲۲۔۱۴۶

۱۵- ابوالحسن علی ندوی: سیرت سید احمد شہید، گوئن روڈ لکھنؤ، ۱۹۴۸ء، ص ۱۴

۱۶- تفصیل کے لیے دیکھیے، کتاب خاکسار، برصغیر ہند میں علوم اسلامی کا ارتقاء، اردو مطبوعات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، ایفا پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۲ء، ص ص ۹۲۔۹۳، اس کتاب کے متعدد ابواب میں معاشرتی منکرات پر علماء ہند کی اردو تصنیفات کا اجمالی اور تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ مظاہر علوم کی سماجی و تہذیبی خدمات کے تعارف کے لیے رجوع کریں۔ سید محمد شاہد سہارنپوری، علماء مظاہر علوم اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات۔

۱۷- دیکھیے: مقالہ خاکسار، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء اور مسلمانانِ ہند: علماء اہل حدیث کا خصوصی مطالعہ، خدا بخش لائبریری جرنل، پٹنہ، شمارہ ۱۴۶، اکتوبر۔نومبر ۲۰۰۶ء

۱۸- نوشہروی ابو یحییٰ امام کی کتاب: تراجم علماء حدیث پر سید سلیمان کا مقدمہ، مرکزی طلبہ اہل حدیث، لائل پور، طبع سوم)

۱۹- ہندوستان کا یہ پس منظر عہد عباسیہ کے اُس مناظراتی پس منظر سے بعض پہلوؤں میں مشابہت رکھتا ہے جب کہ معتزلہ و اشاعرہ نے علماء یونان کی اباطیل کا عقلی جواب فراہم کیا۔ چنانچہ دونوں پس منظر کی علمی کاوشیں فکر اسلامی بالخصوص سماجی منکرات کے ذیل میں میراث اسلامی کا اہم حصہ ہیں۔ تحریک اہل حدیث کی رد بدعات کے تعلق سے معلومات کو محمد مستقیم سلفی نے اپنی کتاب: جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات، میں جگہ دی ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ موضوعاتی اعتبار سے سماجی مسائل میں اہل حدیث کا موقف واضح ہوتا ہے۔ البتہ فقہی مسائل کے جوابات کے ضمن میں امام ابن تیمیہ، امام شوکانی، امام شاہ ولی اللہ کی تقلید کے علاوہ احناف پر رکیک جملے بھی اس کتاب میں جگہ جگہ موجود ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم و جبر کا قرآنی تصور

نازش احتشام اعظمی

ظلم کا لغوی مفہوم:

"ظلم" کا معنی ہے "کسی چیز کو اس کی مناسب جگہ پر نہ رکھنا"۔ مشہور نحوی فراء کہتے ہیں "ظلم الوادی"۔ اس کے معنی ہیں (جب پانی وادی کے اس سرے تک پہنچ جائے جہاں اس سے قبل وہ نہ پہنچا ہو۔ "ظلم الارض" کا مفہوم ہے "زمین کے اس حصے کو کھودنا جو اس سے پہلے نہ کھودا گیا ہو۔ یا ایسی جگہ گڈھا کرنا جو اس کے مناسب نہ ہو"۔ مشہور مثل ہے "من اشبه أباه فما ظلم" جو اپنے والد کے ہو بہو یا (پروان چڑھا) اس نے نا انصافی نہ کی۔ ایک اور مثل ہے "من استرعى الذئب فقد ظلم" "جس نے بھیڑیئے کو کسی چیز کا محافظ بنا دیا اس نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ جانوروں کے موسم مباشرت کے تعلق سے یہ بھی محاورہ مشہور ہے "ظلم الحمار الاتان" جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے گدھی سے اس وقت مباشرت کی جب وہ حاملہ تھی۔

ان تمام امثال و استعمالات پر غور کیا جائے تو یہ بات نکلتی ہے کہ "ظلم" کہتے ہیں ہر اس کام کو جو اپنے مناسب وقت پر مناسب حالت اور مناسب جگہ پر نہ ہو۔ یہیں سے یہ مفہوم حدود سے پھلانگنے اور ناانصافی کرنے کے مفہوم میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ ابن منظور نے لکھا ہے:

"اصل الظلم الجور و مجاوزة الحد" "ظلم کی بنیاد ہی ناانصافی اور حد سے تجاوز ہے۔

ظلم کا مفہوم: ادبائے عرب کے نزدیک:

جاہلی ادبا کے امثال و حکم اور قصائد و مراثی میں اس لفظ کا ذکر کئی طرح سے ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

حادرہ ایک کم گو جاہلی شاعر کہتا ہے:

ظلم البطاح له انهلال حريصة فصفا النظاف بعيد المقلع

شاعر شعر بالا میں اس بارش کی صفت بیان کرتا ہے جو کنکروں والے نالے میں ہوتی ہے۔ کہتا ہے: اس نے اس پر ظلم ڈھایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بے وقت آ پڑی ہے۔ مثقب عبدی کا شعر ہے:

ولبعض الصنع والاعراض عن ذى الخنا ابقى وإن كان ظلم

یہاں ظلم کے معنی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے کہ گھٹیا لوگوں سے بچنا ہی دیرپا ہے۔ اگرچہ اس نے حد سے تجاوز ہی کیوں نہ کیا ہو۔

طرفہ بن العبد بکری کہتا ہے:

وظلم ذوى القربىٰ اشد مضاضة على المرء من وقع الحسام المهند

یہاں بھی ظلم کے معنی حد سے تجاوز کرنا اور حق نہ دینے سے آگے نہیں بڑھنا ہے۔

دور جاہلی کے ان ادبی نمونوں سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ یہ ایک قدیم لفظ ہے۔ مذکورہ امثال کے ذریعہ لفظ ظلم کے بنیادی معنی کا تعین ہوتا ہے کہ اس کا بنیادی معنی وہی ہیں جو اہل لغت نے استعمال کیا ہے۔

قرآن میں ظلم کا مفہوم:

قرآن شریف میں ''ظلم اور اس کے مشتقات کا استعمال کل ۲۲۸ بار آیا ہے اور ان آیات کا بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مادے کے استعمال کی کل چار قرآنی اقسام ہو سکتی ہیں:

۱- وہ قسم جو ان قدیم اقوام و ملل پر گفتگو کے دوران آتی ہیں۔ جن میں مظالم کا دور دورہ تھا اور معاصی کی گرم بازاری تھی۔ اس میں بنی اسرائیل کا بھی ایک خاص تذکرہ آ جاتا ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اس نے کہا جو اُن میں سے ظلم کرے ہم اس کو سزا دیں گے۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹایا جائے گا اور وہ اسے اور سخت عذاب دے گا'' (الکہف: ۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

''یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا لوگو! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا''۔(البقرہ:۵۴)

سورہ بقرہ ہی میں ایک اور جگہ ہے:

''آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا''۔(البقرہ:۵۹)

سورۂ آل عمران میں ہے:

''اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں پانی ہو اور وہ ان لوگوں کی کھیتی پر چلے جنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے''(آل عمران:۱۱۷)

۲- ایک وہ قسم ہے جو خدا کی ذات سے ظلم و ناانصافی کی نفی کرتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّهَ لاَ يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء:۴۰)

''اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے۔

سورہ یونس میں ہے:

إِنَّ اللّهَ لاَ يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئاً (یونس:۴۴)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا''۔

ایک جگہ آیا ہے:

فَمَا كَانَ اللّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَـكِن كَانُواْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (التوبہ:۷۰)

''پھر یہ اللہ کا کام نہیں تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے''۔

سورہ آل عمران میں ہے:

''یہ تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ظالم نہیں ہے''۔(آل عمران:۱۸۲)

۳- تیسری قسم وہ ہے جو بلا واسطہ مسلمانوں سے متعلق ہے۔اس قسم میں انھیں ظلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ڈرایا گیا ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

''اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ انھیں یاد آ جاتا ہے''۔ (آل عمران: ۱۳۵)

سورہ النساء میں ہے:

''اگر انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے تھے تو تمھارے پاس آ جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے''۔ (النساء: ۶۴)

اسی طرح سورۂ توبہ میں ہے:

''یہی ٹھیک ضابطہ ہے۔ لہٰذا ان چار مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو''۔ (التوبہ: ۳۶)

ایک اور جگہ فرمایا ہے:

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں'' (المائدہ: ۴۵)

۴۔ چوتھی قسم قیامت کے مناظر سے متعلق ہے۔ اس میں بہ ظاہر لوگوں پر جو ظلم ہوگا اس کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس طرح کی چیزوں کو ''ظلم'' نہ کہہ کر ''انصاف'' کا نام دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لوگوں کے سر اس حیّ و قیوم کے آگے جھک جائیں گے نامراد ہوگا جو اس وقت کسی ظلم کا بار گناہ اٹھائے ہوئے ہو''۔ (طٰہٰ: ۱۱۱)

سورہ فرقان میں ہے:

''ظالم انسان اپنے ہاتھ چبا جائیگا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا''۔ (الفرقان: ۲۷)

سورہ قصص میں فرمایا ہے:

''اور وہی بہتر جانتا ہے کہ آخری انجام کس کا اچھا ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے'' (القصص: ۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی استعمال میں ظلم کی صورتیں:

ظلم کے لغوی مادہ کے استعمال کی قرآن میں مختلف صورتیں بن سکتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ظلم کی نسبت بشر کی جانب: چنانچہ انسان خود گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے:

''اس پر وہ پکار اٹھی اے میرے رب (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی''۔ (النمل:۴۴)

ایک دوسری جگہ آیا ہے:

''پھر وہ کہنے لگا اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا۔ میری مغفرت فرما دے'' (القصص:۱۶)

سورہ بقرہ میں آیا ہے:

''لوگو، تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے''۔ (البقرہ:۵۴)

سورہ الکہف میں کہا ہے:

''پھر وہ اپنی جنت میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر''۔ (الکہف:۳۵)

۲- ظلم کی نسبت تمام امت یا خاص جماعت کی جانب، اس طرح کی زیادہ تر آیات بنی اسماعیل اور آل فرعون کے طرز عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

''مگر جو بات کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر دیا''۔ (البقرہ:۵۹)

ایک دوسری جگہ آیا ہے:

لوگو! تم سے پہلے کی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا جب انھوں نے ظلم کیا'' (یونس:۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ مومنون میں آیا ہے:

''اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہو۔ یہ اب غرق ہونے والے ہیں''۔ (المومنون: ۲۷)

۳- انسان کا انسان پر ظلم۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بولا وہ ظلم کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دُنبیوں میں''۔ (ص: ۲۴)

اس معنی کے تحت بہت سے وہ مظالم آ جاتے ہیں جن کو ایک انسان ڈھاتا ہے۔

۴- ذات باری تعالیٰ سے ظلم کی نفی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ظلم و عدوان سے کہیں دور ہے۔ وہ اس سے بَری ہے وہ تو سراسر انصاف و عدل ہے۔ اس معنی کی بہت سی آیات گزر چکی ہیں۔ ہم یہاں ایک ہی آیت پر اکتفا کریں گے۔ سورہ کہف میں ہے:

''جو کچھ انھوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا''۔ (الکہف: ۴۹)

الاشباہ والنظائر کے مؤلف مقاتل بن سلیمان بلخی نے اس کے لغوی معنی سے تعرض کیا ہے ان کے نزدیک یہ مادہ سات وجوہ پر رک جاتا ہے ان کے مطابق:

۱- ''الظالمین'' سے مراد مشرکین ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تب ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا ظالمین پر خدا کی لعنت ہے''۔ (الاعراف: ۴۴)

یہاں اس سے مشرکین مراد ہیں جو لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اس کی نذر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

''سنو! خدا کی لعنت ہے ظالموں پر'' (ہود، ۱۸)

اس طرح کی مثالیں بہت ہیں۔ ظلم کی تفسیر شرک سے بھی کی گئی ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔ (لقمان: ۱۳)

اِس معنی کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت "الذین آمنوا ولم یلبسو إیمانھم بظلم" نازل ہوئی تو یہ بات مسلمانوں پر شاق گزری۔ انھوں نے سوال کیا: اے رسولِ خدا! ہم میں سے کون ہے جو اپنے اوپر ظلم نہیں کرتا؟ تو آپؐ نے جواب دیا: ایسا نہیں، اس سے مراد شرک ہے۔ کیا تم لوگوں کو وہ بات نہیں پہنچی جو حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہی تھی: "یابنی لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم"۔ یہاں پر ظلم شرک ہی کے معنی میں آیا ہے۔

۲- "الظالمین" اس سے وہ مسلمان مراد ہیں جو گناہ کر کے اپنے اوپر ایک طرح کا ظلم کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مگر اس درخت کا رُخ نہ کرنا، ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے"۔ (البقرہ:۳۵)

حضرت یونسؑ کا قول ہے:

"نہیں ہے کوئی خدا مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا"۔ (الانبیاء:۸۷)

یعنی انھوں نے شرک کے ماسوا غلطی کر کے اپنے اوپر ظلم کیا۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا اپنے اوپر ظلم کرے گا" (الطلاق:۱)

یہاں بھی شرک کے علاوہ کوئی گناہ مراد ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی زبانی منقول ہے:

"اے مرے رب، میں نے اپنے اوپر ظلم کر ڈالا، میری مغفرت فرما دے۔ چنانچہ اللہ نے اس کی مغفرت فرما دی"۔ (القصص:۱۶)

اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔ چنانچہ ہم یہاں "ظلم" کا مفہوم گناہ غلطی، چوک وغیرہ ادا کرتے ہیں۔

۳- "ظلم" سے مراد لوگوں پر ظلم۔ اللہ بنی اسرائیل کے بارے میں فرماتا ہے: ومن قتل مظلوماً (اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو)۔

یعنی مقتول جس کو قتل کر کے قاتل نے ناحق ظلم ڈھایا ہے۔ جیسے ایک جگہ قرآن میں آیا ہے:

"جو شخص ظلم و زیادتی کے ساتھ ایسا کرے گا اسے ہم ضرور آگ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھونکیں گے"۔(النساء:۳۰)

دوسرے مقام پر ہے:

"جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں"۔(النساء:۱)

اس طور پر ظلم سے مراد قتل اور ناجائز طریقے سے مال لینا ہوا۔

۴- "ظلم" سے مراد کمی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"دونوں باغ خوب پھلے پھولے اور بارآور ہونے میں ذرا سی کسر نہ چھوڑی" (الکہف:۳۳)

یعنی اس میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہوئی۔اس طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے:

"قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے۔پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا"۔(الانبیاء:۴۷)

۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔درحقیقت یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں"۔(آل عمران:۱۱۷)

یعنی وہ خود کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور اپنی ہی کمی کرتے ہیں۔اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں جن میں اگر ہم ذرا سی بھی غور کی نگاہ ڈالیں تو یہ صاف نظر آئے گا کہ "ظلم" یہاں نقص اور کمی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۵- شرک و تکذیب کی راہ میں ظلم کرنا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وما ظلمناھم"۔یہاں کفار قوم مراد ہیں،جن پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرمائے گا اور یہ عذاب دراصل ان کی کمائی ہوگی۔یہ خدا کا ان پر ظلم نہ ہوگا۔چنانچہ آگے فرمایا:

"بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے" (الزخرف:۷۶)

اِس طور یہاں ظلم تکذیب و شرک کے مفہوم میں ہے۔

۶- "ظلم" سے مراد انکار ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے،وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیوں کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے"۔(الاعراف:۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں ان کے قرآن کے انکار اور اس کے خدائی کلام نہ ماننے کی بات ہے۔ مزید فرمایا:

پھر ان قوموں کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے پاس بھیجا، مگر انھوں نے بھی ہماری نشانیوں کے ساتھ ظلم کیا"۔ (الاعراف:۱۰۳)

یہاں بھی آلِ فرعون کے انکار آیات کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل کے باب میں فرمایا:

"ثمود کو ہم نے اعلانیہ اونٹنی لا کر دی اور انھوں نے اس پر ظلم کیا"۔

(الاسراء:۵۹)

یہاں بھی ناقہ کے پانی پلانے کی باری پر انکار تھا۔ غرض ظلم یہاں انکار کے معنی میں مستعمل ہے۔

۷۔ "ظالم" سے مراد چور وغیرہ ہیں۔ قرآن میں آیا ہے:

"ہمارے یہاں تو ظالموں کو سزا دینے کا یہی طریقہ ہے۔" (یوسف:۱۵)

یہ آیت حضرت یوسفؑ کے قصہ میں پیالہ کے چوری ہو جانے کے سلسلہ میں ہے۔ جس میں ان کے بھائیوں نے چور کی سزا متعین کی اور چور کو ظالم کے نام سے یاد فرمایا۔ ایک دوسری جگہ اس سے واضح طور پر آیا ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ (المائدۃ:۳۸،۳۹)

چنانچہ یہاں "من بعد ظلمہ" سے سرقہ کے بعد کا عمل مذکور ہے۔ اس طرح "ظلم" اور ظالم" سرقہ اور سارق کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ لفظ "ظلم" نے قرآن میں استعمال ہو کر چند ایسے معانی پا لیے جن سے جاہلی زندگی ناواقف اور ناآشنا تھی۔ چنانچہ "ظالم" قوموں کے عذاب کے لیے بھی آیا ہے، جن سے عبرت حاصل کی جا سکتی ہے اور یہ عام مسلمانوں کی تکلیف اور ان پر ظلم کے لیے بھی آیا ہے۔ نیز یہ قیامت کے مناظر کی عکاسی اور تصویر کشی کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ظلم نہیں کرتا:

اللہ تعالیٰ رحیم اور انصاف پسند ہے وہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں فرمایا: وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ (ق: ۲۹) میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ (یونس:۴۴)

اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیوں کسی کو پیدائشی طور پر اندھا، لنگڑا یا لولا وغیرہ بنا دیتا ہے، کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے اس کا بہت اچھا جواب دیا ہے، لکھتے ہیں:

بعینہ یہی سوال حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مادرزاد اندھوں کو کس لئے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا: اس لیے تاکہ آنکھ والے کو سجھائی دے"۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

ایسے معذور لوگ عبرت اور تعلیم خلق کے لئے پیدا کیے گئے ہیں تاکہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آنکھ کان اور صحیح سالم اعضاء و جوارح کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ معذور نہ ہوں۔ اور ان قوتوں کو پاکر زمین میں فساد نہ پیدا کریں بلکہ ہر دن ان قوتوں کے بخشنے والے کے شکر گزار رہیں.....

دوسرے یہ کہ دنیا میں جس طرح امیر و غریب، کمزور و قوی ہر طرح کے لوگ پیدا کئے گئے ہیں اسی طرح یہ لوگ خلق کی رہنمائی کے لئے خدا کی طرف سے سرکاری ڈیوٹی پر مامور ہیں اور قیامت کے دن ان کے اس نقص اور محرومی کی تلافی کی جائے گی..... اللہ کے نزدیک ان لوگوں کا جو درجہ ہے اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں لوگوں کے بھیس میں خلق کی آزمائش کے لئے آتا ہے۔

(امین احسن اصلاحی: توضیحات، ص: ۲۷۳۔۲۷۴، اسلامی پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان، تیسری اشاعت: ۱۹۷۹ء)

ظلم اور ظالم کے تئیں اللہ کی سنت:

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ وہ ظالم بستیوں کو ہلاک کر دیتا ہے، فرمایا:

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْکَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِیْدٌ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰکِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (ہود:۱۰۰)

یہ کچھ خبریں ہیں ان تباہ شدہ بستیوں کی جو ہم آپ کو سناتے ہیں۔ ان میں سے کچھ قائم ہیں اور کچھ تہس نہس کر دی گئیں۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

کوئی بستی کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے لیکن اگر اس میں ظلم و جبر عام ہو جائے اور طاقت ور کمزور پر ظلم کرے تو اللہ اس کو برداشت نہیں کرتا اور اس کو ہلاک کر دیتا ہے چنانچہ قوم لوط اور قوم شعیب کو ظلم کی وجہ سے ہی ہلاک کیا گیا۔ کبھی کبھی اللہ ظالم کو سزا دینے کے لیے ایک دوسرے ظالم کو اس پر مسلط کر دیتا ہے، فرمایا:

وَکَذٰلِکَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ o (الانعام:۱۲۹)

اِس طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں ان کاموں کی وجہ سے جو وہ کرتے رہے ہیں۔

ظالموں کو اللہ تعالیٰ تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل دیتا ہے تاکہ وہ اصلاح کر لیں، بصورت دیگر تباہی و بربادی ان کا مقدر ہوتی ہے، فرمایا:

وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ o (الاعراف:۳۴)

اور ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے پھر جب کسی قوم کی مدت آن پوری ہوتی ہے تو ایک گھڑی بھر کی تاخیر تقدیم بھی نہیں ہوتی۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے، نہ تو دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ" فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لا مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ o (الانعام:۱۳۵)

(اے نبی) کہہ دیجئے: اے میری قوم تم اپنی جگہ عمل کرو بے شک میں بھی اپنی جگہ عمل کرنے والا ہوں۔ چنانچہ تم جلد ہی جان لوگے کہ کس شخص کے لئے آخرت کا (اچھا) انجام ہے اور بے شک ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔

اگر دنیا میں ظالموں کو ان کے کسی اچھے عمل کی وجہ سے چند نعمتیں ملی ہوتی ہیں تو اس پر ان کو خوش نہیں رہنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے ہمیشہ کے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے، ارشاد ہے:

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ o (یونس:۵۲)

پھر جنھوں نے ظلم کیا ان سے کہا جائے گا تم دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ تمھیں انھیں کاموں کا بدلہ دیا جاتا ہے جو تم دنیا میں کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کسی ظالم بستی کو اس وقت تک سزا نہیں دیتا جب تک اصلاح کرنے والے لوگ اس بستی میں موجود ہوتے ہیں۔ ایک معذب بستی میں کوئی عبادت گزار شخص تو ہوسکتا ہے لیکن کوئی مصلح نہیں ہوسکتا، فرمایا:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ o (ہود: ۱۱۷)

اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ وہ بستیوں کو ظلم کی وجہ سے ہلاک کرے جب کہ ان کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں۔

جو قوم ظالم کے ظلم میں تعاون نہ کرے اور اس سے اظہار لاتعلقی کر دے وہ عذاب سے محفوظ رہتی ہے۔ کیونکہ ظالم و جابر بادشاہ وغیرہ اپنے اعیان کے ذریعہ ہی عوام پر ظلم کرتے ہیں۔ اگر وہ قوم ظلم میں مددگار ہو تو اللہ اس کو عذاب سے دوچار کر دے گا، قرآن کہتا ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ o (ہود:۱۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تم ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جنھوں نے ظلم کیا ورنہ تمھیں آگ آن لپیٹے گی اور تمھارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست نہ ہوگا، پھر تمھاری مدد نہ کی جائے گی۔

ظلم اور عصر حاضر کا مسلمان:

عصر حاضر کا مسلمان اگر ذلت و رسوائی کی زندگی پر مجبور ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کسی نہ کسی درجے میں ظلم کر رہا ہے یا ظالم کا ساتھ دے رہا ہے۔ قرآن کے نظریہ ظلم کے اعتبار سے وہ اس گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ آیئے ہم قرآن کے آئینہ میں مسلمانوں کے ظلم کی ایک جھلک دیکھتے ہیں:

قرآن کہتا ہے کہ حقیقی و کامل ایمان وہ ہے جس میں ظلم شامل نہ ہو:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ۝ (الانعام:۸۲)

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا وہی لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

اللہ کے متعین کردہ حدود کی نافرمانی بھی ظلم ہے، فرمایا:

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (البقرہ:۲۲۹)

یہ اللہ کی حدود ہیں، اس سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کریں گے وہ لوگ ظالم ہوں گے۔

اسی طرح وہ شخص بھی ظلم کرتا ہے جو اللہ کی آیتوں کا استحصال کرتا ہے اور اس کو غلط معنی اور مطلب کے ساتھ استعمال کرتا ہے یا پھر بلا علم اور دلیل کے فتوی دیتا پھرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الانعام:۱۴۴)

اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا تا کہ وہ بغیر علم کے لوگوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ان چند آیتوں کی روشنی میں اگر ہم مسلمانوں کے حالات پر غور کریں تو ہمیں واضح طور سے معلوم ہو جائے گا کہ ہم مسلمان ظلم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حق و باطل کو ہم نے گڈمڈ کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کا ایک طبقہ قبر پرستی کی صورت میں ایمان اور شرک کو اکٹھا کر رکھا ہے۔ ہر لمحہ ہم اللہ کی متعین کردہ حدود کو توڑتے ہیں اور طاغوت کے نظام کے مطابق اپنے امور کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہر شخص اللہ کی آیتوں کی غلط تاویل کر کے اپنے موقف کے لئے جواز فراہم کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ مسلمان ظالم ہے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ظلم کے بعد:

اگر کسی ظلم کا ارتکاب ہو گیا ہو اور وہ اس پر پشیمان ہو تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اگر ظلم حقوق اللہ سے متعلق ہے تو وہ معاف فرما سکتا ہے لیکن حقوق العباد سے متعلق ظلم کو وہ معاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ظالم کے بارے میں فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝ (النساء:۱۱۰)

جو شخص برا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا پائے گا۔

حضرت آدمؑ نے شیطان کے بہکاوے میں آنے کے بعد اس طرح دعا کی:

رَبَّنَاظَلَمْنَآاَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الاعراف:۲۳)

اے ہمارے رب ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔

مظلوم کے لئے:

قرآن نے صرف مظلوم کو یہ حق دیا ہے کہ وہ ظالم کو برا بھلا کہہ سکتا ہے اور اس کو لعن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طعن کر سکتا ہے اور کسی کے لئے اس طرح کی اجازت نہیں ہے، فرمایا:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ (النساء:۱۴۸)

اللہ اونچی آواز میں برائی کی بات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو (اسے اجازت ہے) اور اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

قرآن مظلوموں کو اپنی مدافعت اور حق کے لئے لڑنے کی اجازت دیتا ہے:

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ (الحج:۳۹)

اجازت ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے، کیوں کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب نبی کریمؐ یمن کا گورنر بنا کر روانہ فرمانے لگے تو اس موقع پر چند نصیحتیں فرمائیں جس میں سے ایک یہ بھی تھی:

واتق دعوة المظلوم فإنه ليس بينها وبين الله حجاب (متفق عليه)

اور مظلوموں کی آہ سے بچو اس لئے کہ اس کی پکار اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

امت کی ذمہ داری:

ظلم کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو اس کا نقصان ہر حال میں انسان ہی کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان پر چاہے وہ مسلم ہو یا کافر ظلم و جبر کو حرام قرار دیا ہے اور عدل قائم کرنے کا حکم دیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (نحل: ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔

اِس امت مسلمہ کا فریضۂ منصبی بھی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیک کاموں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اِس لئے امت پر فرض ہے کہ وہ عدل وانصاف قائم کرے اور ظلم کو مٹائے۔ یہ بات دھیان رکھنے کی ہے کہ حقوق ہمیشہ فرائض سے وابستہ ہوتے ہیں بلکہ انھیں سے وجود میں آتے ہیں۔ ایک شخص کا فریضہ دوسرے کا حق ہے اور جب پہلا شخص اپنا فریضہ ادا کرے گا تو دوسرے کا حق خود بخود ادا ہو جائے گا۔ جو شخص اپنے فرائض کی ادائیگی اچھی طرح نہ کرے اس کو اپنے حقوق کے مطالبے کا بھی کوئی جواز نہیں ہے۔ انسان اپنے حقوق کے معاملے میں تو انتہائی حساس اور فرائض کے معاملے میں لاپرواہ ہوتا ہے۔ **إن الانسان ظلوما جھولا۔**

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی تفاخر کا انسداد قرآنی - اسلامی تناظر میں

محمد یٰسین مظہر صدیقی

تفاخر باہمی ان پانچ لوازمِ دنیائے دنی میں سے ایک متاعِ عزیز ہے جس کی مذمت ایک فرمان الٰہی میں کی گئی ہے:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرّاً ثُمَّ يَكُونُ حُطَاماً وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○ (سورہ الحدید:۲۰)

جان رکھو کہ دنیا کی زندگی لہو ولعب، زیب وزینت اور مال و اولاد کے معاملے میں باہمی تفاخر وتکاثر کی تمثیل اس بارش کی ہے جس کی اپجائی ہوئی فصل کافروں کے دل کو موہ لے، پھر وہ بھڑک اٹھے اور تم اسے زرد دیکھو پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ اور آخرت میں ایک عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی ٹٹی ہے۔

آیت کریمہ کے اگلے حصہ میں ان لوازم خمسہ کی تشبیہ کھیتی سے دی گئی ہے جو پراگندہ ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ حیات دنیا محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ تفاخر کا اردو ترجمہ لغوی لحاظ سے بعض مترجمین کرام نے کیا: ایک دوسرے پر فخر کرنا وغیرہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ''خود ستائی ست درمیان شما'' کیا ہے اور یہی صحیح ترجمانی لگتی ہے کہ باہم ایک دوسرے کے مقابل مفاخرِ ذات وقوم بیان کرنا اور دوسروں سے اپنے آپ کو بلند تر اور بزرگ تر سمجھنا۔ یہ دراصل عام سماجی بیماری اور معاشرتی جبلت ہے جو دوامی بھی ہے۔ قدیم وجدید مفسرین نے بالعموم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح کی ہے اور دوسری قطعہ آیات قرآنی سے اسے مدلل کیا ہے لیکن تفاخر پر بحث کم ملتی ہے۔(۱)

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں تفاخر کو عام (نکرہ) رکھا گیا ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ہر طرح کے سماجی تفاخر کو محیط ہے۔اس میں عام سماجی منزلت، شخصی بزرگی، قومی بالادستی، فنی فضیلت، نسبی مفاخرت، مالی برتری، اقتصادی کشادگی، علاقائی جاہ، لسانی اولیت، سیاسی طاقت، فوجی قوت کے علاوہ اور نہ جانے کون سی انسانی کجرویوں کی شاخیں شاملِ مذمت وملامت ہیں۔کلام پاک کی دوسری آیات کریمہ میں ان میں سے متعدد کا ذکر وبیان آیا ہے(۲) اور ان پر بحث مختلف عناوین کے تحت آگے آئی ہے۔ بیماریٔ تفاخر کے جراثیم دراصل انسانی فطرت کے شروفساد کے خمیر میں پلتے ہیں اور وہ قوت بہیمیہ بن کر ذاتِ انسانی پر چھا جاتے ہیں۔اسے قرآنی اسلامی زبان میں فجور وفساد بھی کہا گیا ہے اور نفسِ امّارہ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ایسی اور بھی کئی تعبیرات ملتی ہیں۔اس خمیر بد باطن کا لازمہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی ذات، طبقہ اور گروہ اپنے آپ کو بلند وبالا اور دوسروں کو حقیر وفروتر سمجھنے لگتا ہے۔تفاخر کے نفسانی مرض کے علاج اور اس کی روک تھام کے لیے متعدد آیات میں موثر تعلیمات دی گئی ہیں اور ان کے سماجی پس منظر کو بیان کیا گیا ہے۔

مادۂ خلقت پر فخر وغرور:

اپنی تخلیق کی بالاتری اور بزرگی اور اس کے نتیجہ میں تفاخر کا اولین کارنامہ ابلیس نے جناب الٰہی میں کیا تھا جب اسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود ہونے کا حکم ربانی ملا تو اپنی مادی تخلیق کی فضیلت جتائی کہ پروردگار تو نے تو میری تخلیق آگ یا آتش کے شعلہ جوالہ سے کی ہے اور آدم کی مٹی سے اور میں اس مٹی کے پتلے کو سجدہ کیوں کر کروں کہ میں افضل ہوں۔فضیلت آتش اور فرومایگی خاک کا یہ خیالِ تفاخر ذہن ابلیسی میں کیسے آیا؟ بظاہر یہ اس کے نفس امّارہ کی کارگذاری لگتی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار مالکِ کونین کے حکم کی نافرمانی تھی جسے وہ ذاتِ شریف بھی خوب سمجھتا تھا۔مگر وہ اپنے کبر وغرور، بلندتر مادۂ تخلیق اور بزرگ تر بالادستی کے سبب اپنے انکارِ سجدہ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانیِ رب پر اڑا رہا اور مردود ہوا۔ ابلیسی انکار کو قرآن مجید کی مختلف آیات میں ''استکبار'' (بقرہ:۳۴،ص:۷۴)، 'تکبر' (اعراف:۱۳) قرار دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ خاراشگاف استکبار ابلیسی ہے: موخرالذکر کے بعد آیت کریمہ میں ہے: ''قال انا خیر منه، خلقتنی من نار وخلقته من طین O'' (سورہ ص:۷۶) اس نے جواب دیا: میں اس سے برتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ یہی استکبار ابلیسی سورۂ اعراف:۱۲ میں ہے۔ سورۂ حجر:۳۳ میں حضرت آدم علیہ السلام کے مادۂ تخلیق پر طنز ہے: ''قال لم اکن لاسجد لبشر خلقته من صلصال من حما مسنون'' O وہ بولا میں ایک ایسے بشر کو سجدہ کرنے کو تیار نہیں جس کو تو نے سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ سورۂ اسراء:۶۱-۶۲ میں مٹی کے پتلے کو سجدہ سے انکار کے علاوہ اس کی ابلیس پر تکریم ربانی سے اعراض کا بھی حوالہ ہے: ''قال أأسجد لمن خلقت طینا O قال أرئیتک هذا الذی کرّمت علی الخ اور ساتھ ہی دعویٰ بھی کہ اس مسجود ملائکہ کی ذریت کو اپنے ہتھکنڈوں سے صراطِ مستقیم سے بھٹکا دوں گا (۳)۔

پیدائش اور ذات پات پر تفاخر دراصل اپنی ذات میں کارِ ابلیسی ہے اور وہ انسانوں میں ان کے اسی کی کارگذاری سے آیا ہے۔ اسی وجہ سے تمام جاہلی معاشروں اور سماجی طبقوں میں پیدائش اور ذات پات کا غرور واستکبار اونچ نیچ کا باعث بنا۔ قرآن مجید کے معاصر عرب جاہلی معاشرے میں یہ وبا عام تھی اور اس کی طرف قرآن مجید نے متعدد آیات کریمہ میں اشارہ کیا (۴)۔ خود استکبار ابلیسی کی آیات ہی اس پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ عام طور سے ان کو صرف انکار و کفر شیطانی ہی قرار دیا جاتا ہے۔ متعدد دوسری آیات کریمہ میں اس پیدائشی تفاخر کا انسداد مختلف تشریحات وتعبیرات کے ذریعہ خوب کیا گیا ہے۔

ذات ونسل کا تفاخر:

اشرف المخلوقات ہونے کا مدعی انسانوں نے ابلیسی تفاخر پیدائش کو نسل اور خاندانی تفاخر میں ڈھال کر اپنایا۔ اس کی مختلف نوعیتیں اور جہتیں اور شاخیں پیدا ہوئیں اور وہ ذات ونسل کے تفاخر کے خمیر سے اٹھیں اور اونچ نیچ کا تصور وعمل دے گئیں۔ بنی نوع انسانی کی تاریخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتہذیب میں تفاخر خمیر وفخر پیدائش کا ایک بدذات سلسلہ سابق امتوں اور قوموں کی تاریخ میں ملتا ہے۔ قرآن مجید نے انبیائے کرام اور ان کی ملتوں کے حوالے سے ان کا ذکر کر کے ان کے خود ساختہ نسلی تفاخر کی مذمت کی ہے (۵)۔ اس نے بطور اصول یہ حقیقت بھی بتادی کہ قوموں، خاندانوں اور قبیلوں جیسی انسانی معاشرتی تقسیمیں صرف شناخت کے لیے ہیں۔ وہ کسی لحاظ سے وجہِ فضیلت اور معیارِ سرفرازی نہیں ہیں اور اس سے زیادہ یہ حقیقت کبریٰ واضح کی کہ سب کے سب صرف ایک مرد وعورت کے ذریعہ تخلیق ربانی ہیں اور ان کو مختلف سماجی گروہوں اور قبیلوں میں صرف باہمی تعارف اور پہچان کے لیے بنایا گیا ہے۔

سورۂ حجرات: ۱۳ میں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی نر اور ناری سے پیدا کیا ہے اور تم کو کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ہے کہ تم باہم دگر تعارف حاصل کرو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ اشرف وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ بڑا ہی علم والا اور باخبر ہے۔

آخر آیت میں معیارِ فضیلت بتادی کہ اللہ کے نزدیک تمہارا سب سے برگزیدہ (اکرمکم) شخص تمہارا سب سے متقی شخص ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جس قدر شخصیت وذاتِ انسانی میں مایۂ تقویٰ ہوگا اسی قدر وہ بزرگ وکریم ہوگا۔ حضرت شاہؒ نے ''گرامی ترین شما نزدِ خدا پرہیزگار ترین شما'' ترجمہ کر کے اس مفہوم کو آئینہ کر دیا ہے۔ دوسرے مترجمین نے بھی یہی کیا ہے۔ ان کے فرزند گرامی شاہ عبدالقادر نے عمدہ حاشیہ (فائدہ لکھا ہے: ''یعنی بڑائیاں ذات کی اور قوم کی عبث ہیں، صفت نیک چاہیے بُری ذات کس کام کی'' (۶)۔

حافظ ابن کثیر دمشقیؒ جیسے مفسرین کرام نے مزید وضاحت کی ہے کہ تمام انسان حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہیں اور آدمی کی نسبت طینت سے باہم برابر ہیں۔ ان کے سماجی گروہ وطبقے قرآنی آیت میں شعوب اور قبائل کہے گئے ہیں۔ ان کی تفسیر وتشریح میں مختلف اقوال بیان کر کے مزید صراحت کی ہے کہ تقویٰ کے معیارِ فضیلت سے مراد یہ ہے کہ امورِ دینی کی انجام دہی سے وہ منزلت میں فرق رکھتے ہیں اور وہ بنیادی طور سے طاعتِ الٰہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور متابعت نبوی ہے۔ قبائلی تعارف اور شعوبی شناخت کی حکمت یہ ہے کہ انساب جاننے سے لوگوں کو اپنے اعزہ واقربا کا پتہ چلے گا اور اس علم کے سبب وہ ان سے صلہ رحمی کرنے کے لائق ہوں گے اور یہ صلہ رحمی اہل وعیال میں محبت، مال ومنال میں سخاوت اور شرافت وایثار کا عصا ہے: ''فان صلة الرحم محبة فی الاهل، ثراة فی المال، مناة فی الاثر'' اگرچہ اسی حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ کو اس وجہ سے غریب قرار دیا ہے لیکن وہ معانی کی وضاحت کے لیے کافی عمدہ بیان ہے۔ دوسری احادیث کا بھی بیان کافی ہے (۷)۔

حافظ موصوف نے صحیح بخاری کی حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کر کے آیت کریمہ کا پس منظر اور معانی دونوں کو آئینہ کر دیا ہے۔ حضرات صحابہ نے اس آیت کریمہ کے آخری جزو کی وضاحت کی تو آپؐ نے دو وضاحتیں کیں لیکن صحابہ کرام نے اصرار کیا کہ ہمارا سوال دوسرا ہے اور آپ کے استفسار کہ ''معادن العرب'' کے بارے میں جواب چاہتے ہو آپ نے فرمایا کہ جاہلیت میں تمہارے بہترین لوگ ہی اسلام میں تمہارے بہترین اور برگزیدہ ترین لوگ ہیں بشرطیکہ وہ فقہ دین سے سرفراز ہوں: ''فخیارکم فی الجاهلية خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا'' اس کے علاوہ متعدد دوسری احادیث بھی نقل کی ہیں اور ان سب کا مراد ومفہوم یہ ہے کہ انسان کی فضیلت اس کے دین کے عطا کردہ کردار وعمل میں ہی ہے۔ صورت وشکل، رنگ وروپ، مال ودولت، اسباب وسامان اور تمام دوسری دنیاوی وجوہ فضیلت میں نہیں ہے:

۱- ان الله لا ينظر الى صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم (مسلم وابن ماجه)

۲- أنظر فانك لست بخير من احمر ولا اسود الا تفضله بتقوى الله (امام احمد)

۳- كلكم بنى آدم، وآدم خلق من تراب، ولينيهين قوم يفخرون بآبائهم او ليكونن اهون على الله تعالىٰ من الجعلان. (بزار)

۴- المسلمون اخوة لا فضل لاحد على احد الا بالتقوى. (طبرانی)

۵- يا ايها الناس! ان الله تعالىٰ قد اذهب عنكم عية الجاهلية

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتعظمها بآبائها الخ – (ابن ابی حاتم: خطبه نبوی فتح مکه)

حافظ ابن کثیرؒ نے کئی اور احادیث نبویہ کا ذکر کیا ہے جن میں انساب اور خاندان کی شرافت وحکمت کو جاہلی پندار قرار دیا گیا ہے۔ اور بہترین شخص عالم وقاری ترین (اقرأہم) اور متقی ترین (اتقاہم) کو بتایا گیا ہے جو معروف ونیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ حضرت حافظؒ نے اس جزو آیت کریمہ سے بعض علماء کا استدلال بھی خوب بیان کیا ہے کہ نکاح میں کفائت (کفو ہونے) کا مطلب یہ ہے کہ وہ دینی مساوات ہو نہ کہ سماجی کفائت جب کہ دوسرے علماء نے دوسرے دلائل کفائت کا سہارا لیا ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہیں....(۸)''۔ حیرت ہے کہ حافظ موصوف نے اس ضمن میں وہ عظیم المعانی حدیث نہیں بیان کی جو خطبۂ حجۃ الوداع کا جزو اعظم ہے اور جس میں آپ نے تمام عرب وعجم اور گورے کالے کی سماجی مساوات اور دینی برابری کا ذکر فرمایا ہے:....''**ألا ! لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی، ولا اسود علیٰ احمر ولا احمر علی اسود، الا بالتقویٰ .....**''(۹)۔

عرب جاہلی معاشرے کی ناہمواری:

قرآنی آیات کریمہ اور نبوی اصلاحاتِ معاشرہ کو ان کے سماجی پس منظر میں سمجھا جاسکتا ہے جو طرح طرح کی بے اعتدالیوں کا شکار تھا۔ بلاشبہ عربوں خاص کر قریش مکہ کے حنفی پس منظر اور دین حنفی کی تعلیمات واعمال نے ان میں کافی خیر باقی رکھا تھا مگر ان کا سماجی نظام گوناگوں خرابیوں سے خستہ ونزار تھا اور ان کے باعث وہ ظلم وجبر اور چیرہ دستی میں مبتلا ہوا اور انسان کے لیے باعثِ ابتلا بھی بنا۔ ان سماجی تنزلات اور پستیوں کا مختصر مطالعہ چند نمائندہ سرخیوں کے تحت ذیل میں کیا جاتا ہے کہ مفصل مطالعہ ایک تحقیقی دفتر کا طالب ہے۔

دینی نظام کی سماجی بے اعتدالیاں:

جاہلی عرب بالخصوص قریش مکہ اگرچہ اپنے آپ کو دین ابراہیمی کے پیروگردانتے تھے اور وراثت ابراہیمی کے حامل سمجھتے تھے تاہم اپنی امیت اور کتاب وشریعت سے طویل محرومی کے سبب یہودی احبار واشراف کے علم وفضل کے باعث ان کی کسی قدر برتری کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی قائل تھے اور اسی سبب سے قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فکری و علمی مناظرہ و مباحثہ کی خاطر مدینہ کے احبار سے لوازمۂ بحث بھی لائے تھے (۱۰)۔ وراثت ابراہیمی میں ان کا سب سے بڑا سرمایۂ افتخار مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کا وجود محسوس تھا جس کی تعمیر و تطہیر ان کے جد امجد نے کی تھی۔ وہ ان کی روزانہ کی عبادات طواف و زیارت کا محور بھی تھا اور ان کی عظیم ترین قومی دینی عبادت حج و عمرہ کا مرکزی نقطہ اور قبلہ و کعبہ بھی تھا۔ بیت اللہ کی مجاورت و تولیت اور اس سے وابستہ خدمات۔ سقایہ، حجابہ، رفادہ، از لام و اموال وغیرہ نے بھی ان کو منصبی طمطراق بخشا تھا اور ان کے سبب وہ حاجیوں کا سقایہ اور مسجد حرام کی تعمیر و آبادکاری کے غرور بے جا میں مبتلا ہو کر اصل دینی فرائض سے غافل ہو گئے تھے (۱۱) اسے وہ ایمان باللہ و اطاعتِ رسول سے بھی زیادہ سمجھنے لگے تھے اور ان کے اس زعمِ باطل پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ:۱۹ میں ضرب کاری لگائی: "أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ" ○ آخری جز آیت میں ان کو ظالم قرار دیا گیا ہے کیوں کہ سابق آیاتِ کریمہ: (۱۷-۱۸) مطابق کعبہ و مسجد حرام اور تمام مساجد کی آبادکاری کا حق صرف اہل ایمان، نماز قائم کرنے والوں اور زکوٰۃ ادا کرنے والوں اور اللہ سے ڈرنے والوں کا ہے۔ مشرکین و کفار کا نہیں کہ وہ اپنے کفر کے شاہد ہیں (۱۲)۔

پندارِ تولیت کعبہ اور تفاخر آبادکاری مسجد حرام کا سماجی اور دینی شاخسانہ ایک تو یہ نکلا کہ وہ خاص مراعاتِ فضل کے مالک بن بیٹھے۔ ان میں سے ایک سماجی دینی نظریۂ حمس تھا جس نے دینی اور سماجی خرافات کا ایک سیلِ بیکراں فکر و عمل میں داخل کر دیا۔

۱- اول فکری اور عملی خرابی یہ پیدا کی کہ اپنے کو ساکنانِ حرم مقدس قرار دے کر تمام دوسرے عرب لوگوں پر فضیلت کا دعوے دار بن گئے اور اس خطرناک سماجی فکر کا سبب انہوں نے حج کے رکن اعظم - وقوفِ عرفات - کو ترک کر دیا اور فلسفہ یہ تراشا کہ ساکنانِ ارضِ مقدس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ حدودِ حرم سے باہر حج کے مناسک میں سے کسی کو انجام دیں لہٰذا خود مزدلفہ وقوف کر کے لوٹ آئے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی دور میں ہی ان کے نظریہ و عمل حمس کی کاٹ کی اور اپنی سنت سے وقوفِ عرفات کا رکن اعظم ادا کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقہ باہمی کو دوبارہ رائج کیا۔ دوسروں نے بھی کیا خاص کر غیر قریشی عرب تو سارے وقوفِ عرفات کرتے تھے اور قریش کے حمس ان سے وہ فرض ادا کراتے تھے (۱۳)۔

۲- حج کے مہینوں اور خاص کر مناسکِ حج کے ادا کرنے کے زمانے میں قریشی حمس نے پنیر بنانے اور کھانے جیسے معمولات سماجی کو بھی حرام بتایا کہ یہ تمام کام فضیلت حمس کے خلاف ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بھی اصلاح کی۔

۳- تمام غیر قریشی عربوں کے لیے لازمی قرار دیا کہ وہ اپنے باہر سے لائے ہوئے کپڑوں۔ احرام وغیرہ۔ میں طواف نہ کریں اور کریں تو ایک طواف کے بعد ان کو تج دیں اور دوسرے طواف کے لیے قریش کے عطا کردہ کپڑوں میں طواف کریں اور اگر اسے عار سمجھیں تو ننگے طواف کیا کریں۔ اس دینی وسماجی قدغن اور حمسی چودھراہٹ نے عریاں طواف اور مسجد حرام میں عریاں نماز کا بیہودہ رواج قائم کیا اور سماجی انتشار پیدا کیا۔ اگرچہ عریاں طواف ونماز وعبادت کا معاملہ محدود تھا تاہم اس نے فکری وسماجی بے اعتدالی پیدا کی ہیں۔ اور قرآن وحدیث نے اس پر روک لگائی۔

۴- شرف وپندارِ حمس کے دوسرے دینی سماجی مظاہر بھی تھے اور ان کے سبب غیر قریشی عرب اپنے کو فروتر سماجی مقام کا حامل سمجھنے پر مجبور کر دیے گئے تھے (۱۴)۔

قریش مکہ میں خاندانی طبقات:

قبیلہ قریش کے مختلف بطون اور خاندانوں میں باہمی سماجی تفاوت کے فکر وعمل کو ''قریش البطاح'' اور ''قریش الظواہر'' کی قبائلی تقسیم اور ان کی خانہ کعبہ کے اردگرد آبادکاری میں درجہ بندی اور مکانی تفریق کا کام شہر مکہ کا جدید ترین بانی قصی بن کلاب نے اپنے زمانے میں رواج دیا۔ عملاً قریش البطاح کو سماجی فوقیت دی گئی اور قریشی الظواہر کو حاشیہ دائرہ پر جگہ دی گئی اور اس سے زیادہ مناصب کی تقسیم میں ان کے ساتھ سماجی دھاندھلی کی گئی۔ ایک صدی سے زیادہ اس سماجی تفریق نے قریش الظواہر کو سماجی مساوات اور قبائلی برابری سے محروم رکھا (۱۵)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی سماجی تعلیمات نے تمام انسانوں کے آفاقی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریہ وعملِ مساوات نے اس سماجی تفریق کا خاتمہ کیا اور سابقینِ اولین میں قریش البطاح کے ساتھ قریش الظواہر کو ہم مرتبہ دینی وسماجی مقام ملا۔ ابن اسحاق کی فہرست سابقین میں دونوں گروہوں کے افراد وطبقات شامل ہیں (۱۶)۔

قریش البطاح کے متعدد خاندانوں میں سماجی تفریق ودرجہ بندی کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں بنوعبد مناف اور بنومخزوم کا سماجی اختلاف سب سے نمایاں ہے۔ وہ ان دونوں کے درمیان قبائلی مسابقت اور سماجی مقابلے کا میدان پیدا کر گیا اور دونوں ایک دوسرے کے مد مقابل وحریف بن گئے۔ خود بنوعبد مناف میں بنو ہاشم وبنو مطلب کا سماجی اتحاد اپنے دو خاندانی بطون بنوعبد شمس امیہ وبنونوفل کے سماجی اتحاد کا مقابل بن کر کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کے بعض دوسرے خاندانوں اور بطون میں یہ سماجی کشمکش پیدا ہوئی اور قبیلۂ قریش مختلف حریف ومقابل میں بٹ کر رہ گیا۔ قریش معاشرہ میں اس سے سماجی انتشار پیدا ہوا اور اس نے مختلف قسم کے سماجی، تجارتی، معاشرتی اور سیاسی اختلافات کی راہ ہموار کی (۱۷)۔ اپنی اپنی طاقت اور شوکت بڑھانے کی خاطر ان مختلف اور بسا اوقات متحارب گروہوں نے ایک طرف تو دوسرے قریشی بطون سے حلف کے معاہدے کیے اور دوسری طرف مکہ مکرمہ میں طاقت ور افراد اور بااثر طبقات وبطون کے آباد ہونے پر ان سے حلف وولاء اور دوستی کے معاہدے کر کے اپنی طاقت بڑھائی۔ ان کے بعض سماجی نقصانات تو ظاہر تھے کہ ایک متحدہ سماجی اکائی کی حیثیت سے قریش پارہ پارہ ہو گئے اور اسلامی معاشرہ کا چیلنج نہ سہار سکے۔ دوسرے ان کے بعض سماجی فوائد بھی تھے اور ان میں سے سب سے اہم یہ تھا کہ وہ مغرور قریش جو اپنوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے دوسروں کے تعاون کا محتاج بن گئے اور ان آفاقی وخارجی عناصر نے قریشی سماج میں حلف وشادی بیاہ کے تعلقات کے ذریعہ اتحادِ قبیلہ کا اہم کام بھی کیا (۱۸)۔

سیادت ومعاشی دولت:

اگرچہ مورخین ومستشرقین اور دوسرے اہل علم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ''عرب مروءۃ'' کی اقدارِ عالیہ سیادت کی بنیادیں تھیں۔ تاہم وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اقتصادی وسائل پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت اور معاشی دولت، سماجی منزلت اور قبائلی سیادت متعین کرنے والی اہم ترین وجوہ تھیں اور ان کے سبب عرب مروءۃ کی اقدارِ مطلقہ سخاوت وفیاضی، وسیع الظرفی، خدماتِ خلق، قبیلہ وخاندان سے وفاداری، مصائب وشدائد میں ثبات قدمی، جنگ وجدال میں شجاعت وبہادری، حلم وبُردباری وغیرہ۔ ان مادی وجوہ کی چاکر بن کر رہ گئی تھیں۔ قریش مکہ کے اکابر ومشائخ اور سادات ورؤساء کا طبقہ اعلیٰ کے مناصب سے ان ہی کے سبب بلند تر ہو گیا تھا معاصرین نبوی میں مکی رؤساءِ قریش کے ''عظیم ترین رجال'' ابواحیحہ سعید بن العاص اموی، مغیرہ بن ہشام مخزومی اور ان کے فرزند ولید العاص بن وائل سہمی، عتبہ بن ربیعہ عبشمی اور ان کے برادر شیبہ، ابوجہل مخزومی، امیہ بن خلف جمحی اور ان کے برادر ابی بن خلف وغیرہ اعاظم رجال اور عظماء قریش میں شمار ہوتے تھے اور ان میں سے سب منصب دار نہ تھے بلکہ منصب دار اور عہدہ داران کے زیر نگیں تھے۔ ان اکابر قریش کی سیادت بلاشبہ ان کی ذاتی صفاتِ مروءۃ کے سبب ضرور تھی مگر ان کی دولت واموال نے ان کو عظیم ترین بنا دیا تھا۔

زر ومال کی کثرت اور اموال وجائداد کی طاقت نے ان کو اپنے معاصر معاشرہ پر سلطانی کی قوت فراہم کر دی اور اتنی کہ ان کی سماجی منزلت اور خاندانی سیادت نے ان کو قومی فکر اور دوسرے درجہ کے اکابر ورؤساء کی سوچ کا پہرہ دار بنا دیا۔ اس کا ایک اہم تجزیہ حضرت عمرو بن العاص سہمی رضی اللہ عنہ کے بعد کے تبصرہ میں ملتا ہے کہ اکابر وقریش کی قیادت میں ہماری فکر ان کی فکر اور ہمارا عمل ان کے عمل کا ماتحت وچاکر بن گیا تھا اور وہ جو کہتے تھے وہ ہم کرتے تھے۔ مدنی دور نبوی کے آغاز میں ان کے منظر سے ہٹنے کے بعد ہماری فکر کو آزادی ملی (۲۱)۔ قریشی اکابر کے مختلف طبقات تھے اور ان سب کی سیادت وقیادت ان کے خاندانوں اور بطون کی ہمہ جہت حمایت اور قبائلی عصبیت کے ساتھ ساتھ ان کی دولت مندی نے ان کو مختلف درجات کی تاثیر اور قوم وقبیلہ پر سماجی گرفت عطا کر دی تھی اور اس سماجی منزلت نے ان میں تکبر وغرور، مال ودولت کی حرص، دوسروں کا استحصال، فروتر افراد وطبقات خاص کر غلاموں اور موالی سے بدسلوکی اور ان جیسی دوسری خصالِ رذالت پیدا کر دی تھیں۔ ان ہی کے ردعمل میں شریف النفس رجال واکابر نے حلف الفضول جیسا اقدام خیر کیا تھا (۲۲)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر خوبیوں اور صفاتِ عالیہ کے اعتراف و تحسین کے باوجود وہ اپنی عظمت سے فروتر سمجھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کے پرچار کا سب سے بڑا ہتھیار ان کے خیال میں آپ کی قدرے کمتر سماجی منزلت اور قومی حیثیت تھی۔ سورۂ زخرف کی آیاتِ کریمہ: ۳۱-۳۲ ان کے سماجی عظمت کے معیار اور اس کے وجوہ سے بحث کرتی ہے اور تفسیری آیات میں تفصیل ملتی ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضاً سُخْرِيّاً وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝

اور انہوں نے اعتراض اٹھایا کہ یہ قرآن دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ کیا تیرے رب کے فضل کو یہی تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت کا سامان تو ہم نے تقسیم کیا ہے اور ایک کے درجے دوسرے پر بلند کیے ہیں تاکہ وہ باہم دگر ایک دوسرے سے کام لے سکیں اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں۔

ایسی دوسری آیات بھی ہیں کتب تفسیر و سیرت و حدیث میں جو تفسیری روایات ان کے باب میں ملتی ہیں وہ بتاتی ہیں کہ دونوں گاؤں/شہروں مکہ و طائف کے کسی ''رجل عظیم'' پر قرآن اترنے کا وہ طنزیہ استفہام ہے اور اس سے مراد بہ اختلاف روایات مکہ کے قریشی اکابر میں ولید بن مغیرہ مخزومی اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی تھے (حضرات ابن عباس وعکرمہ وغیرہ) یا عتبہ بن ربیعہ اور عمیر بن عمرو بن مسعود ثقفی یا دوسرے اکابر قریش و ثقیف تھے۔ ان سب سے مراد ان کی یہ تھی کہ دونوں شہروں کے کسی کبیر ''قوم پر قرآن کو نازل ہونا تھا۔ اگرچہ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے اپنی تفاسیر میں ان کے ''اموال وارزاق اور عقول وفہوم وغیرہ پر مبنی ان کے ظاہری و باطنی قویٰ (اوصاف) کا ذکر کیا ہے لیکن آیاتِ کریمہ میں ان کی دنیاوی معیشت کا واضح ذکر ہے اور اس سے مراد ان کی مادی دولت و مالی معیشت ہی ہے۔ حضرت شاہؒ نے اپنے حاشیہ فتح الرحمٰن میں ''یکے از متمولانِ مکہ وطائف'' سے اسے تعبیر کیا ہے۔ یہی دوسرے بعض مفسرین نے بھی کیا ہے۔ قریشی اکابر اور ان کے طبقہ مستہزئین کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استہزاء بھی قرآن میں نقل کیا ہے۔ سورہ ص: ۸ میں ہے: ''أَأُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا'' اسی طرح وہ صحابہ کرام اور مکی سابقین اولین کے بارے میں استہزائیہ کلمات کہتے تھے جیسا کہ سورۂ انعام: ۵۳ میں ہے أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا الخ'' اس سے قبل اسی مکی سورہ: ۵۰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو بس اسی وحی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر اترتی ہے: ''قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ الخ'' اسی طرح کی معاشی دولت اور اس کی بنا پر سماجی منزلت کا اظہار کتب سیرت میں قریشی اکابر کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگوؤں میں ملتا ہے۔ اور ان سے زیادہ ان کی مجلسی تنقیدوں میں حالاں کہ وہ خوب جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیشتر مکی صحابہ شریف قریشی خاندانوں کے لعل و جواہر تھے (۲۳)۔

پیشہ پر درجات منزلت:

اگر چہ عرب معاشرہ میں بالعموم اور نبوی معاشرے میں بالخصوص پیشوں کی تحقیر وتوقیر اور ان کے سبب سماجی منزلت کی تعیین کا چلن زیادہ نہ تھا تاہم کسی قدر بعض پیشوں اور ان سے وابستہ اہل حرفہ کے بارے میں تحفظات بھی تھے اور تحقیر کے جذبات واظہارات بھی۔ ایک خاتون عورتوں کے ختنے کرتی تھیں۔ ان کے فرزند کو ایک معاصر بزرگ نے کسی شعلہ مزاجی کے تحت یا ابن مقطعة البظور'' کہہ کر خطاب کیا تھا (۲۴) مکہ کی ایک خانہ حضرت ام السباع خزاعیؓ تھیں اور حدیث حضرت ام عطیہ انصاریؓ کے مطابق ایسی ایک خاتونِ مدینہ میں بھی تھیں۔ خِتان (ختنہ کرنا) اگر چہ حدیث بخاری ۵۸۸۹ کے مطابق خصالِ فطرت اور سنن انبیاء میں سے ایک ہے مگر سماجی تحقیر کا نشانہ بنتا ہے۔ خاص طور سے خاتون کے پیشہ ختان کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ فتح الباری میں اس پر کافی بحث مختلف محدثین اہل سیر کے ماخذ کے حوالے سے ملتی ہے (۲۵)۔

رضاعت کا خاص خاتونی پیشہ بڑا محترم ومحبوب تھا اور متعدد خاندانی خواتین عہد نبوی میں اس سے وابستہ تھیں۔ یہ پیشہ محبت کلی طور سے دیہاتی اور بدوی خواتین کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص تھا اور شہروں میں بھی عام طور سے بدوی خواتین ہی یہ خدمت کرتی تھیں قریش مکہ اور سادات خزرج واوس اور دوسرے بزرگ خاندانوں کی خواتین اس سے اجتناب ہی کرتی تھیں اور وجہ صرف ایک تھی۔ بالعموم اسے خاتونان عرب کے شایان شان نہیں سمجھا جاتا تھا اور بعض روایات وبیانات کے مطابق حُرّہ (آزاد خاتون) اس سے کمائی نہیں کرتی تھی: ''الحرۃ لا تاکل ..... '' ضرب المثل بن گئی تھی۔ اگرچہ اس خیال پر نقد بھی کیا گیا ہے تاہم یہ حقیقت ہے کہ وہ فروتر پیشہ سمجھا گیا (۲۶)۔

- چرواہی (رعیۃ الغنم) اور اسی طرح بعض دوسرے اجرت کے مشاغل اکابر قریش وسادات عرب کی نظر میں حقیر پیشے تھے۔
- زراعت کو اور خاص طور سے اس سے وابستہ دوسرے پیشوں اور کاموں کو بھی اشراف کی نظر میں سماجی منزلت حاصل نہ تھی۔
- تجارت وزراعت جیسے آزاد ومحترم پیشوں کے درمیان تفریق امتیاز ملتی ہے اور تاجرانِ مکہ وقوم کاشتکاروں اور کسانوں کو ہم مرتبہ بالعموم نہیں سمجھتے تھے۔ اس فکر وخیال کی کارگذاری بعض احادیث میں ملتی ہیں جو ان دونوں پیشوں سے وابستہ طبقات کے درمیان منافرہ ومفاضلہ کا رنگ اختیار کرلیتی ہیں۔ اکابر قریش بالعموم تجارت پیشہ تھے لہٰذا وہ زراعت پیشہ افراد وطبقات کو حقیر سمجھتے تھے۔ غزوۂ بدر میں ابوجہل مخزومی کو اپنے قتل کے وقت یہ حسرت واندوہ تھا کہ اس کو کاشتکاروں (فلاحوں) نے مارا ہے۔ کاش کسی معزز مرد نے قتل کیا ہوتا۔ غزوۂ بدر میں مبارزت طلبی کے اولین معرکہ میں قریشی مبارزوں نے انصار کے نوجوانوں کو ہم پلہ (اکفاء) نہیں سمجھا تھا اور اپنی قوم کے ہم پلہ مبارزوں کو طلب کیا تھا۔ اگرچہ ان قریشی اکابر کے مطالبہ میں کاشتکاروں کی تحقیر سے زیادہ اپنے خاندانی ہم پلہ جنگجوؤں۔ بنوعبد مناف سے مقابلہ مقصود تھا۔ حکمت وفراست سے زیادہ ایثار نبوی کی کارفرمائی تھی کہ آپ نے ان قریشی مبارزوں کے مقابلے کے لیے اپنے ہاشمی اعزہ بھیجے تھے کہ وہ شہادت گاہِ الفت میں جان دینے کا موقع تھا (۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب معاشرہ میں اصلاحاتِ نبوی:

جاہلی سماج میں اصلاحات کا سلسلہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اول روزِ دعوت سے شروع کیا اور اسے برابر ترقی دیتے رہے، انسانی مساوات، تکریم انسانیت اور دین واسلام اور تقویٰ وکردار وعمل کی بنیادوں پر اسلامی معاشرہ کی تعمیر کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ اور ان ہی کی تعلیمات وآیات اور سنن واقدامات کی بنیادوں پر مدنی دور میں سماجی اسلامی تعمیر وتشکیل جاری رہی جو رفتہ رفتہ عالمی بنتی گئی اگرچہ وہ اپنی ذات ونہاد میں اول روز سے عالمی وآفاقی تھی لیکن سماجی واقعات واصلاحی اقدامات کا مرحلہ وار ارتقاء کے لحاظ سے زمان ومکان کی حدود کو وسیع سے وسیع تر کرتی رہی۔ مختلف افراد وطبقات سماج کو دین اسلام میں پرونے کی حقیقت نے دینی مساوات کا اصول وقانون نافذ العمل کیا ہے۔ نظریات واصول اور تعلیمات وہدایات اور قوانین وضوابط کی اپنی فکری اور تشریعی اور سماجی اہمیت ضرور ہے لیکن ان کو جب تک سماج ومعاشرہ میں روبہ عمل نہ لایا جائے وہ صرف فکری نظریات بن کر رہ جاتے ہیں اور سماج کو صحیح ساخت دینے میں ناکام رہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا سماجی کارنامہ یہی تھا کہ انسانی شرافت وعظمت پر مبنی اسلامی معاشرہ تعمیر کیا اور اسی کے ساتھ دوسرے غیر اسلامی معاشروں اور دینی سماجوں کے ساتھ انسانی تکریم ومسلم خیر خواہی اور خاص رحمۃ للعالمین کا آدرش روبہ عمل لائے۔ بالعموم دوسرے مصلحین اور سماجی مفکرین جو نبوت ورسالت کے پیامبر ومنہج عمل سے بے خبر ہوتے ہیں، اپنی امت کے فضائل کے ایسے خوگر بن جاتے ہیں کہ ایک دوسری سماجی نخوت پیدا کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہوتی ہے کہ اپنی ملت کو سماجی طور سے بھی افضل اور دوسروں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جاہلیت کا فکری اور عملی خاتمہ کیا تھا۔ دین اسلام میں داخلہ سے دینی فضیلت اور شناخت ضرور ملتی تھی لیکن وہ دوسرے سماجوں کی انسانی تکریم اور ان کے فضائل وکردار کا منکر نہ تھا۔ اس سے بڑھ کر وہ تمام انسانوں کی فلاح وبہبود کے لیے کوشاں تھا۔ تمام لوگوں کو اسلام کے سایۂ فضیلت وشرف عظمت میں لانے کی جاں کاہ اور جاں گسل مساعی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی لیے فرماتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ ان کو اپنی طرح اور اپنے پیروؤں کی مانند دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچالیں۔ ایسی خیر خواہی کسی نے کب چاہی تھی؟ بلاشبہ سابق انبیاء کرام نے اپنے لوگوں اور قوموں اور معاصروں کی فلاحِ عام کو نصب نظر بنایا تھا لیکن ان کی حدودِ نبوت میں محدود ومحصور تھا۔ نذیر للعالمین اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آفاقی، عالمی اور ابدی نبوت ورسالت کے سبب سارے جہانوں کے باسیوں کو ایک معاشرہ بنانا چاہا تھا (۲۸)۔

سماجی منزلت کا نبوی معیار:

قرآن مجید اور احادیث شریف میں اللہ تعالیٰ نے جو معیار شرافت اور معیار منزلت مقرر فرمایا وہ ایمان وعمل صالح ہے۔ اسے اقدارِ عالیہ کی پاس داری اور کردار کی بلندی اور اعمال کی پاکیزگی سے بھی واضح کیا جاتا ہے اور اسے اسلامی اصطلاح میں تقویٰ کا نام دیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایاتِ ربانی کے مطابق اقوال واحادیث سے واضح کیا کہ شرف ومنزلت کی بنیاد خاندان، پیدائش اور مادی دولت نہیں ہے۔ ان سے زیادہ اپنے اعمال وسنن اور اصلاحات انقلاب انگیز سے مختلف اقدامات کے ذریعہ برت کر دکھلا دیا اور ایک خیر امت برپا کر دی۔ ان سماجی برائیوں کے انسداد کے مختلف میدان تھے اور ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ اور عمل صالح اور کردار اعلیٰ پر مبنی سماجی منزلت کا کارنامہ اہم ترین ہے۔

اسلامی معاشرہ سماجی اونچ نیچ خاص کر خاندان و پیدائش کی بنا پر طبقات ودرجات نبوی کا قلع قمع کر کے تمام اسلامیانِ عصر کو سماجی منزلت میں ہم پلہ وہم رتبہ قرار دیا۔ اشرافِ قریش میں ابوبکر صدیق تیمی، عمر فاروق عدوی، عثمان غنی اموی، علی مرتضیٰ ہاشمی، عبدالرحمٰن زہری، ابوعبیدہ بن جراح فہری، ابوحذیفہ اموی رضی اللہ عنہم وغیرہ کو جو مقام ومرتبہ ملا وہی بلال حبشی، آل یاسر مذحجی، سلمان فارسی، خبیب رومی، زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہم اور ان جیسے بہت سے فروتر سماجی پس منظر کے افراد اور موالی اور غلاموں اور غلام زادوں کو دینی وسماجی مساوات وبرابری کا درجہ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں علاقہ ومقام کی عصبیت اور اس پر مبنی فضیلت وبرتری بھی ختم کر دی۔ کمزور / مستضعفین سمجھے جانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو طاقت ور بنا دیا۔ بحیثیت مسلم و مومن خواتین کو بھی سماجی و دینی منزلت عطا کی جو جاہلی قریشی سماج میں تو عجوبہ اور ناقابل یقین چیز تھی۔ مدنی معاشرہ کے وسیع الظرف لوگوں کے لیے بھی باعث استعجاب تھی۔ ان ہی اسباب و وجوہ سے مرد و عورت ہر طبقہ اور ہر پس منظر کے اسلام کے سایۂ رحمت میں آتے چلے گئے (۲۹)۔

سماجی فکر کی تبدیلی اور صالحیت علمی تطہیر و تسویہ سے زیادہ مشکل چیز ہوتی ہے اور وہ صرف تطہیر و تزکیۂ خیال و باطن سے آتی ہے۔ اشراف و اجلاف اور شریف و وضیع کا تصور ذہنوں سے مٹانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ کا بڑا فکری انقلاب ہے۔ اس کا مثبت اثر حضرت عمر فاروقؓ کے اس طرز عمل میں ملتا ہے جب وہ حضرت بلال حبشیؓ کو سیدنا فرماتے ہیں کیوں کہ وہ اہل بیت میں ہو گئے تھے۔ جیسے حضرت سلمان فارسیؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں شمار کر لیا تھا: ''سلمان منا اہل البیت''۔ یہ فکری انقلاب ہمہ گیر تھا۔ اسی نبوی انقلاب فکر کا نتیجہ تھا کہ جب کسی شخص نے حضرت سلمان فارسیؓ سے ان کا نسب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا تھا: ''انا سلمان بن اسلام'' غلاموں، غلام زادوں اور موالی (غیر عرب / عجمی اشخاص) سے ان کی سماجی چھاپ پیدائشی تلک اور علاقائی شناخت چھین لی گئی تھی۔ اس کی جگہ ان کی اصل شناخت صرف اسلامی معاشرتی تھی۔ مکی دور سے مدنی عہد تک تمام مراحل دعوت و کار میں اس کی ٹھوس مثالیں ملتی ہیں (۳۰)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسلامی شناخت اور سماجی منزلت کے افکار و اعمال کے لیے ہمہ وقت کوشاں اور فکر مند رہتے ہی تھے اپنے اصحاب کرام کے سماجی فکر و عمل دونوں پر گہری نظر بھی رکھتے تھے اور جہاں اور جیسے ہی کسی صحابی اور منظور نظر سے بھی فروگذاشت ہوتی اس کی اصلاح فرماتے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے ایک غلام کو گالی دی اور آپ نے سن لی۔ فوراً سرزنش کی کہ ابھی تم میں جہالت کی رمق باقی ہے اور ان کو تنبیہ ہو گئی۔ بطور کفارہ انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ اپنے جیسا سلوک کرتے: اپنے دستر خوان پر کھلاتے اور جیسا لباس پہنتے ویسا اس کو بھی پہنچاتے۔ شروع اسلام کے زمانے میں حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے ایک چچازاد کو ابن الامۃ (فرزند باندی) کہہ کر مخاطب کیا تو سرزنش کی کہ ابھی تمہاری اعرابیت نہیں گئی۔ حضرات بلال و عمار وغیرہؓ کی ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس سے حضرت ابوسفیان بن حرب اموی ؓ کا گذر ہوا تو کبار صحابہ نے کہا کہ ابھی اس دشمن اسلام کا وقت نہیں آیا۔ حضرت صدیق ؓ نے ان کا تبصرہ سن لیا تو ان کو تنبیہ کی کہ آپ لوگوں نے ایک سید قریش کے بارے میں یہ کہا ہے۔ بات چلی تو مجلس نبوی میں بھی پہونچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق ؓ سے فرمایا: شاید تم نے اللہ کے اولیاء کو ناراض کر دیا ہے۔ حضرت صدیق ؓ جیسا عظیم شخص تھرا گیا اور فوراً آ کر ان اولیاء اللہ سے دست بستہ معافی طلب کی اور وہ مل گئی تو آپ کو سکون ہوا۔ فکر کی ایسی تطہیر اور عمل کی ایسی پاکیزگی خالص معجزۂ نبوی ہے (۳۱)۔ یہ صرف چند واقعات ہیں ورنہ ایسے معاملات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر و عمل کی بروقت اصلاحات کا ایک درخشاں سلسلہ ہے جس پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

تقویٰ دینی شرف، علم دین و شریعت اور عمل و کردار کی بنیادوں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی سماج کی تعمیر کی اور قریشی و جاہلی سماج کے قبائلی و خاندانی شرف، پیدائش و حسب نسب، علاقہ وقوم اور ملک و دیار کی فضیلت کا تصور و عمل مٹا دیا۔ قرآنی تعلیمات و ہدایات کو اعمال و معاملات میں ڈھالنے اور نفاذ و اطلاق کا عمل ہی تو بلاغ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے عظیم نظریاتی اور عملی کارنامہ تھا۔ اور ان تمام سماجی تفریق اور معاشرتی درجہ بندی کے فسادات میں سب سے زہریلا فساد ازدواجی تھا۔ قریشِ مکہ اور دوسرے قبائل عزت و سیادت بالعموم اپنے کفو و ہم رتبہ خاندانوں اور اشخاص سے شادی بیاہ کے تعلقات کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروتر سمجھے جانے والے افراد سے اپنے معزز و مکرم خاندان بنو ہاشم، بنو عبد مناف کی خواتین کی نسبتیں کیں بالعموم اشرافِ عرب فروتر سماجی خواتین سے شادیاں تو کر لیتے تھے لیکن ان کو اپنی معزز خواتین نہیں دیتے تھے، خود خواتین کے دل میں یہ خیال عزتِ سادات جم گیا تھا اور فروتر افراد اور ان سے زیادہ کمتر خاندانوں کے مردوں سے شادی بیاہ کا سوچ بھی نہیں سکتی تھیں سماجی تطہیر و تزکیہ کی خاطر اس وسیع الاطراف برائی کا سدباب کرنا ضروری تھا لہٰذا آپ نے متعدد خاندانی خواتینِ عرب کی شادیاں کمتر اور کفو نہ سمجھے جانے والے افراد سے کیں اور اس سلسلے میں خاندانی وجاہت اور خواتین فطرت سے بھی کافی کشاکش کی حضرت زید بن حارثہ کلبی ؓ کی شادی اپنی انا ماں حضرت ام ایمن ؓ سے کی جو ایک حبشہ خاتون تھیں اور عمر میں بھی کافی بڑی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ان ہی کلبی غلام اور مولیٰ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش اسدیؓ سے شادی بڑی تگ ودو کے بعد کی ان ہی مولیٰ سے ایک اور شریف ومعزز خاندانِ قریش کی خاتون حضرت ام کلثوم بنت عقبہ امویؓ کی شادی کی جو کافی کامیاب رہی۔مولیٰ زادہ حضرت اسامہ بن زید کلبیؓ سے متعدد خاندانی خواتین کی شادیاں آپ نے مختلف اوقات میں اسی سماجی برائی کے انسداد کے لیے کیں۔ان میں حضرت فاطمہ بنت قیس فہری قرشی، حضرت زینب بنت حنظلہ طائی اور بعض دوسری خواتین معزز ومکرم قریشی وعرب خاندانوں سے تھیں۔ایسی ازدواجی اسلامی مساوات کا ایک مختصر مگر دلکش منظر کتاب خاکسار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین۔ایک سماجی مطالعہ میں پیش کیا گیا ہے(۳۲)۔

اسلامی فکرِ مساوات اور سماجی کفاءت کا اثر پورے معاشرہ اور صحابہ کرام کے طبقات وافراد میں سرایت کرگیا۔عظیم ترین قریشی وعرب خاندانوں کے صحابہ کرام نے اپنی خواتین۔دختروں، بہنوئی اور عزیزوں کی شادیاں فروتر سماج میں کیں۔امام کی حدیث: ۱۷۷۵ کے مطابق حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عبشمیؓ نے اپنے مولیٰ حضرت سالمؓ کی اپنی بھتیجی حضرت فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ عبشمیؓ سے کی۔اگرچہ حضرت سالمؓ ان کے متبنیٰ تھے تاہم وہ ایک فروخاندان کے بے نام ونشان تھے۔

کتب حدیث وسیرت موطا، صحیحین اور سیرت ابن اسحاق/ابن ہشام اور ابن سعد کی طبقات کے باب/ کتاب النساء میں ایسی اسلامی شادیوں کی ایک طویل فہرست ملتی ہے۔ان سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی معاشرہ میں کفائتِ زواج کا کیا مطلب ہے۔

خاتمہ بحث:

سماجی تفاخر کی گوناگوں شکلوں اور صورتوں میں سے صرف چند کا ذکر ان کی اہمیت کے لحاظ سے کیا گیا۔دراصل فکرِ انسانی اور خیال سماجی میں ''انا بلکہ انانیت'' کی کارفرمائی ان گنت سماجی اونچ نیچ کے تصورات اور خرابیاں پیدا کرتی ہے۔ان کے دو باعث یا عمل اہم ترین ہیں: ایک فکرِ شیطانی کی سلطانی اور دوسری جاہلی۔غیر اسلامی سماج کے تصورات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واعمال کی تاثیر۔ بعثتِ نبوی کے قبل کے جاہلی معاشرے میں ان دونوں کی یکجائی نے سماجی خرابیوں کے پیچ در پیچ سلسلے کو جنم دیا اور پروان چڑھا، نبوی مکی عہد میں وہی سماجی خرابیوں کے سلسلے وراثت میں ملے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول روزِ اصلاح سے ان کا سدباب کیا۔ مکی آیات کریمہ اور ان کی تشریح وتعبیر میں مکی احادیث شریفہ اور ان دونوں کے سماجی اطلاقات کا سلسلہ اولین مکی عہد سے ملتا ہے۔ مادۂ خلقت اور پیدائش کی بنا پر کارِ ابلیسی اور اس کی تاثیر انسانی سماج میں مدتوں سے چلی آرہی تھی اور عرب وقریش میں بھی اس کا نفوذ تھا۔ عرب اپنی لسانی طلاقت کی بنا پر تمام غیر عرب لوگوں کو عجم (اعجم) کہتے چلے آرہے تھے اور نسلی برتری کا غرور بھی رکھتے تھے۔ ان کا ذکر مکی دور میں ہے۔ قریشی خاندانوں کی طبقاتی کشمکش وکشاکش سماجی تفاخر اور انفرادی منافرہ کے واقعات وحوادث کو جنم دیتی اور انتشار پیدا کرتی (۳۳)۔ مکی دور میں اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن کریم کی مخالفت کا ایک قومی خاندانی تعصب بھی کافی موثر رہا تھا۔ علاقائی عصبیتوں کا فروغ بھی ''اہل الحضارۃ اور اہل البداوۃ'' کی تقسیم اور حمس وغیرہ کے نظریات نے مکی معاشرہ اور عرب سماج کو تقسیم کیا تھا دولت، تجارت، پیشہ، فوجی طاقت اور سیاسی قوت جیسی مادی مرفہ الحالی کی ضامن قوتوں نے قریش کو سماجی تفاخر میں مبتلا کیا تھا۔ مرد وعورت کے باہمی رشتوں میں مکی قریشی، مدنی انصاری اور دوسرے شہری سماجی اختلافات کے علاوہ بدوی افکار واعمال کا بھی فرق تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سماجی اصلاحات خاص کر سماجی تفاخر پر مبنی معاشرتی خرابیوں کے انسداد کا عظیم کام مکی دور سے شروع کیا۔ اور اسے وقت وموقع کے تقاضوں کے مطابق مدنی دور میں اور عرب کے مختلف علاقوں اور حبشہ جیسی غیر عرب سرزمین پر بھی وسیع کیا۔ بعض مدنی سورتوں جیسے سورۂ حجرات: ۱۳ وغیرہ اور فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے خطباتِ عالیہ میں انسانی مساوات اور سماجی برابری کے افکار ونظریات اور ان کے تحت سماجی تفاخر کے انسداد کے کارِ نبوی سے یہ نتیجہ نکالنا صرف ابلہی ہوگی کہ وہ مدنی دور کی اصلاحات ہیں۔

عام نبوی اسلامی معاشرے میں بلاشبہ پرانی نسلی، طبقاتی، علاقائی، لسانی عصبیتیں کبھی کبھی ابھر آیا کرتی تھیں، ان کی فوری روک تمام آیاتِ کریمہ بھی کرتی تھیں اور سماجی عملی طور سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ تدابیر ان کا اور ان کے منابع کا انسداد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی تھیں۔ سورۂ عبس کی اولین آیات کے علاوہ متعدد دوسری مکی آیاتِ کریمہ نے اکابرِ قریش کو دینی وسماجی سطح پر مساوی درجہ دیا تھا۔ مسجد حرام کے صحن میں جمنے والی اکابرِ قریش کی مجالس (اندیہ) کا مقابلِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس/نادی اسلامی سماجی مساوات کی علمبردار تھی، نبوی مجلس میں اکابر واشرافِ قریش خانہ بدوش فرومایہ صحابہ اور عرب موالی اور عجمی غلامانِ رسالت بھی سماجی تفاخر کی کاٹ کرتے تھے۔ قریشی اکابر کے ان بے مایہ ارکانِ مجلس پر طنز وتعریض اور تمسخر وتحقیر کا جواب آیات قرآنی دیتیں کہ وہ اپنے عمل وایمان کے سبب معزز ترین تھے (۲۴) مکی مواخاۃ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمتر سماجی مقام کے حاملین صحابہ کرام کی مواخاۃ ودرجہ بندی معزز وشریف خاندانوں کے افراد کرام کے ساتھ کی تھی ان میں حضرت زید بن حارثہ کلبی مولیٰ وغلام کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی جیسے معزز نوجوان (فتیٰ) قریش کا بھائی ووارث بنا کر آدرش قائم کیا (۳۵) مدنی دور کی مواخاۃ اور دوسری سماجی تعمیرات میں بالاخر وہ عالمی اسلامی اور آفاقی معاشرہ انسانی وجود میں آیا جو عمل وتقویٰ اور کردار پر مبنی تھا۔

خلافتِ راشدہ کے مختلف ادوار میں عرب وعجم کے بے محابا اختلاط اور بعض عرب نسلی تعصبات کے سبب سماجی تفاخر کی بعض خرابیاں در آئیں خلفاء کرام، صحابۂ عظام اور دوسرے علماء وصلحا اور قائدین ومصلحین امت نے ان کے سد باب کی کوشش کی اور اسلامی سماج میں تقویٰ ہی وجہ اکرام رہا۔ جاہلیت اور عصبیت وحمایت جاہلی کے سبب سے سماجی تفاخر کا اظہار اور نفوذ عرب وموالی کی کشاکش اور شمالی وجنوبی قبائل کی جنگجوئی کا باعث بنا (۳۶)۔ صحابہ کرام اور خیر القرون کے بعد علماء ودینی رہنما ہی سماجی تفاخر میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے اپنے عمل وخیال سے حکمراں طبقات کو تفاخر کی شہہ دی۔ عربی ممالک اور اسلامی خلافت کے دیار سے زیادہ عجمی علاقوں اور ان پر غیر عرب حکمرانوں کے تسلط نے گوناگوں سماجی خرابیوں کو فروغ دیا۔ برصغیر پاک وہند کے علماءِ کرام خاص کر سادات وشیوخ کے طبقات کے اکابر خود خاندانی، پیدائشی، پیشہ ورانہ اور علاقائی برتری کے.....میں مبتلا ہوئے ان کے عظیم ترین اکابر کا حال یہ ہے کہ وہ فروتر سماجی مقامات کے حاملین کرام کے تمام فضائل ومناقب اور علمی اکتسابات پر ان کے فروتر مقام کے سبب پانی پھیر دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندو پاک کے کتنے ہی محدثین کرام، مشائخ عظام، علماءِ اسلام اور دوسرے اہل علم وتقویٰ کی خاندانی علماء وصلحاء نے ہر طرح سے تحقیر وتذلیل کی۔ ان کے شیوۂ ابلیسی کا اثر ونفوذ عوام وخواص کے طبقات میں ہوا اور کچھ غیر مسلم سماج کے نظریات واعمال نے کاریگری کی اور مسلم معاشرہ برادریوں میں بٹ گیا۔ اعلیٰ ذات کی برادریاں اور ان کے افراد وطبقات خواہ وہی پیشے اور طریقے اپنالیں جو کمتر ذاتوں کے نصیب میں لکھ دیے گئے ہیں مگر وہ خاندانی معززین رہتے ہیں۔ ان تمام سماجی خرابیوں اور خاص طور سے سماجی تفاخر کی بیماریوں کا علاج علماء اور ساداتِ قوم کو اپنے وطیرہ سماجی اصلاح سے کرنا ہوگا تب ہی خیر کی توقع کی جاسکتی ہے۔

تعلیقات وحواشی

۱- حافظ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت ۲۰۰۹ء، ۴/۱۸۱-۱۸۲ (آئندہ تمام تفسیروں کے حوالے سورہ کے لحاظ سے) شاہ ولی اللہ دہلوی، فتح الرحمٰن، تاج کمپنی لاہور، کراچی وغیرہ/قدرت اللہ کمپنی لاہور، غیر مورخہ، ۱۷۵-۱۷۶، عبدالقادر دہلوی، موضح القرآن، لاہور، ۸۹۷ء مولانا تھانوی (اشرف علی)، بیان القرآن، تاج پبلشرز دہلی، غیر مورخہ، ۹/ ۱۰۷-۱۰۸: مولانا تھانوی نے لہو ولعب کو بچپن سے اور زینت وتفاخر کو جوانی سے اور مال ودولت واولاد کو بڑھاپے سے .... کرکے آیات کریمہ کے اطلاق کلی کو ختم کردیا ہے۔ یہ بیماریاں انسانی زندگی کے ہر دور میں ہوتی ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد، القرآن الکریم، تاج کمپنی لاہور وکراچی، ۱۹۶۸ء ۶۴۹ نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا'' ترجمہ کیا ہے دونوں شاہ خود اسے متاثر نہیں۔ مولانا مودودی (سید ابوالاعلیٰ) تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی

''حیاتِ دنیا'' سے مراد قرآنی آیات کریمہ میں اور نبوی احادیث شریفہ میں یعنی مجموعی اسلامی فکر وتعلیم میں وہ مادی چیزیں، خواہشات ولذات ہیں جو صرف تنِ آسانی کے لیے ہوتی ہیں اور خدا فراموشی اور آخرت سے غفلت کی طرف لے جاتی ہیں۔ بالعموم حیات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا اور اس میں زہد سے مراد غلط ہی لی جاتی ہے۔ اسی حیاتِ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت وایمان، رسولوں کی کتابیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آخرت کے لیے دنیا کو کھیتی بنانے کی حقیقتیں بھی ہیں اور اسلام وکلمہ الٰہی کے غلبہ کی مساعی بھی۔ وہ مردود نہیں ہوسکتیں کہ وہی مطلوب ہیں۔ اصلاً وہ حیات دنیا اور متاع دنیا جو آخرت کی متاع وحیات کے مقابل آجائے مردود ہے۔

۲- حیاۃِ دنیا سے متعلق آیات کریمہ ملاحظہ ہوں۔

۳- مذکورہ بالا آیات کریمہ کے علاوہ آدم وابلیس کے قضیہ سے متعلق دوسری آیات کریمہ اور کتب حدیث وتفسیر میں ان کی تشریحات ملاحظہ ہوں۔ ان میں بیشتر آیات کریمہ مکی ہیں اور خاص طور سے ابلیس کے تکبر، استکبار اور اپنی تخلیق کے مادہ پر فضیلت وغرور کے بیانات۔

۴- تقویٰ عمل صالح اور کردار سے متعلق آیات کریمہ اور ان کی تفسیریں ملاحظہ ہوں۔

۵- حضرات نوح، صالح، شعیب، موسیٰ علیہم السلام کے پیروکاروں کے بارے میں ان کے معاصر اکابران کے فروتر سماجی مقام کا طعنہ دیتے تھے۔

۶- شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالقادر کی تفسیریں مذکورہ بالا

۷- ابن کثیر مذکورہ بالا، سورۂ حجرات

۸- تفسیر ابن کثیر مذکورہ بالا

۹- الہیثمی ۲۶۶/۳ ان خطبات کی جمع وتدوین اور مباحث ومصادر کے لیے ملاحظہ ہو۔ نثار احمد، خطبۂ حجۃ الوداع، لاہور، ۲۰۰۸ء اصلاً عنوان خطبات ہونا چاہیے کیوں کہ وہ صرف ایک خطبہ نبوی نہ تھا بلکہ متعدد مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف خطبات دیے تھے جیسا کہ آپ کا معمول تھا۔ فتح مکہ وغیرہ کے موقع پر بھی آپ کے متعدد خطبات آرہے تھے۔ خود مصنف گرامی کو اپنے مبادیات وغیرہ میں اعتراف ہے کہ مختلف مقامات پر کئی خطبے عنایت فرماتے تھے۔

۱۰- ابن اسحاق / ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، حمدی طباعت ۲۰۰۹ء قاہرہ، ۱۹۲۵ء وغیرہ متعدد طباعتیں ۱۹۹/۱-۲۰۳ ومابعد۔

۱۱- بحث کے لیے کتاب خاکسار ''مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقاء'' (آئندہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی احکام)، فرید بک ڈپو نئی دہلی، ۲۰۰۷ء: باب مکی اسلام کی تفہیم مسائل وجہات، ۱-۱۳۷ اور ابواب حج وعمرہ وغیرہ۔

۱۲- تفاسیر سورہ مذکورہ ملاحظہ ہو۔

۱۳- اسلامی احکام، باب حج وعمرہ، بالخصوص ۱۷۱ ومابعد، حمس پر بحث اور اس کے مآخذ کے لیے: ۱۷۵ ومابعد، ابن اسحاق / ابن ہشام، مذکورہ بالا، ۱/ ۱۹۹ ومابعد میں بحث حمس نیز حمدی طباعت ۱/ ۱۳۲ ومابعد بخاری / فتح الباری، حدیث: ۱۶۶۵، ۳/ ۶۵۰-۶۵۳ ومابعد نیز بخاری کتاب الصلوٰۃ، باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب وغیرہ۔

۱۴- مذکورہ بالا اصلی وثانوی مآخذ بالخصوص اسلامی احکام کے ابواب حج وعمرہ۔

۱۵- ابن اسحاق / ابن ہشام، مذکورہ بالا، ۱/ ۱۲۳-۱۲۴ ومابعد اور دوسرے سیرتی مآخذ جیسے ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، طبی، السیرۃ الحلبیہ وغیرہ بلاذری، انساب الاشراف، ۱/۔ ان تمام مآخذ سیرت میں مناصب مکہ کی روایات ناقص اور جزوی بیانات پر مبنی ہیں۔ شبلی، سیرت النبی، اعظم گڑھ، ۱۹۸۳ء، ۱/ کی فہرست مناصب ابن عبد ربہ کی العقد الفرید سے منقول ہے اور وہ بھی ناقص معلومات دیتی ہے۔ کامل بحث کے لیے ملاحظہ ہو کتاب خاکسار ''بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات، علی گڑھ، ۲۰۰۱ء کے مباحث۔

۱۶- متذکرہ بالا

۱۷- بحث کے لیے کتاب خاکسار ''بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات''، علی گڑھ، ۲۰۰۱ء نیز مقالہ خاکسار ''بنو عبد مناف- عظیم تر متحدہ خاندانِ رسالت''، اعظم گڑھ، فروری- مارچ ۱۹۹۶ء

۱۸- حلف وولاء پر مذکورہ کتاب ومقالہ خاکسار کے علاوہ مآخذ میں ابن اسحاق ابن ہشام اور ابن سعد وغیرہ میں مختلف ابواب میں بحث ملتی ہے۔ خاص طور سے مہاجرین حبشہ ومدینہ اور شرکاء بدر وغیرہ کی فہرستوں میں۔

۱۹- بنو ہاشم اور بنو امیہ وغیرہ کے ازدواجی تعلقات کی فصول ملاحظہ ہوں۔ عرب مروہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث کے لیے ملاحظہ ہو:

۲۰- ابن ہشام / ابن اسحاق، بلاذری، ابن سعد وغیرہ مآخذ میں ان اکابر قریش کی سماجی اور معاشی منزلت کی روایات بکثرت ملتی ہیں۔

۲۱- ابن اسحاق / ابن ہشام ۳/۱۷۱-۱۷۳ نے حضرت عمرو بن العاص سہمیؓ کے لیے ایک نئی روایت بیان کی ہے جس کا حوالہ بالعموم سیرت نگار نہیں کرتے۔ اس کے مطابق حضرت نجاشیؓ کے دربار میں ان کی ایک آمد و زیارت کے موقع پر شاہ نجاشی نے نبوت محمدی کی تصدیق کی تھی اور حضرت عمرو بن العاصؓ ان ہی کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اسے اپنے رفقاء کاروانِ وفد سے چھپالیا اور بعد میں مدینہ حاضر ہو کر دست رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قبول اسلام کا اعلان کیا۔ واقدی، کتاب المغازی، مرتبہ مارسدن جونس، عالم الکتب بیروت، ۲۰۰۶ء، ۵۰۳ و مابعد

۲۲- ابن ہشام، حمدی طباعت ۱/ ۹۳-۹۴، بحث کے لیے مقالہ خاکسار عم نبوی زہیر بن عبدالمطلب اور سیرت نبوی، تحقیقات اسلامی علی گڑھ، جولائی-ستمبر ۱۹۹۶ء

۲۳- آیات مذکورہ بالا کی تفاسیر ابن کثیر، شاہ ولی اللہ، تھانوی، مودودی وغیرہ کی کتب ترجمہ و تفسیریں ملاحظہ ہوں۔ ابن اسحاق / ابن ہشام وغیرہ میں اکابر و سادات قریش کے طنز و تعریض کے مباحث ملاحظہ ہوں۔

۲۴- واقدی، ۲۲۲ نے غزوہ احد میں قریشی جنگجو سباع بن ام انمار سے حضرت حمزہؓ کی مبارزت و قتال کے ضمن میں اسے نقل کیا ہے۔

۲۵- بخاری / فتح الباری: حدیث: ۵۸۸۹ کے ضمن میں بالخصوص ۱۰/ ۴۱۸-۴۱۹۔ حافظ ابن حجرؒ نے امام نوویؒ کا ایک بیان نقل کیا ہے کہ مرد کا ختنہ ''اعذار'' کہا جاتا تھا اور عورت کا خفض۔ دوسرے اہل لغت کا بیان بھی اس کی تصدیق کرتا ہے خاص کر یہ تخصیص کہ خفض عورت کے ختنہ کے لیے مخصوص ہے۔ حضرت ام عطیہ انصاریؓ کے بارے میں ابن کثیر نے اسد الغابہ میں اور ابن حجر نے اصابہ میں خافضہ کا لاحقہ استعمال کیا ہے۔ ۵/ ۶۰۳،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶- کتب حدیث میں کتاب الرضاع/الرضاعۃ کے ابواب کے علاوہ بحث کے لیے ملاحظہ ہو، شبلی، ۱/ ۱۷۳، حاشیہ:۲ جو امام سہیلی کی شرح سیرۃ ابن ہشام کی بحث واس پر نقد شبلی پر مبنی ہے۔ شبلی کا خیال صحیح ہے کہ ''.....اس کام کو معیوب سمجھنا عام عرب کا خیال نہ تھا یہ خیال اہل شہر اور امراء کے ساتھ مخصوص ہوگا''۔
رضاعت کی تاریخ پر بحث کے لیے خاکسار کا مقالہ ''عہد نبوی میں رضاعت'' معارف اعظم گڑھ، جون- جولائی ۱۹۹۶ء۔

۲۷- ابن اسحاق / ابن ہشام ۲/ ۱۷۵-۱۷۶، ۱۸۱-۱۸۲ و مابعد واقدی، ۹۵-۹۶ و مابعد ۹۵-۹۶ و مابعد شبلی ۱/ ۳۲۲- ۳۲۳ حاشیہ:۲ ابوداؤد، کتاب الجہاد اور صحیح روایتوں کا حوالہ دیا ہے۔
ابوجہل مخزومی کو قتل کرنے والے دونو جوان انصاری تھے۔ حضرات معاذ ومعوذ فرزندان حارث بخاری خزرجی رضی اللہ عنہما تھے جو اپنی ماں عفراء کی نسبت سے زیادہ معروف تھے۔ دونوں غازیوں نے فرعون امت کا کام تمام کیا لیکن اس پر آخری ضرب نہ لگائی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما حکم نبوی سے اس کی لاش تلاش کی تو وہ ابھی زندہ تھا۔ اس نے معرکہ میں فتح کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن مسعودؓ نے اس کو بتانے کے بعد کہا کہ اب تمہارا خاتمہ کرتا ہوں۔ اس نے طنز وحسرت سے کہا: یہ پہلی بار نہیں ہوگا کہ کسی غلام نے اپنے سید کو قتل کیا ہے کاش مجھے کسی ایسے شخص نے قتل کیا ہوتا جو احلاف میں سے یا مطیبون میں سے ہوتا۔ اس نے حضرت ابن مسعودؓ کو ''یا رویعی الغنم'' (بکریوں کے چھوٹے چرواہے) کہہ کر مخاطب کیا تھا جو رعیۃ الغنم کی سماجی تحقیر کا غماز بھی ہے۔

۲۸- بحث کے لیے اسلامی احکام کے ابواب کے علاوہ مختلف مقالات خاکسار ملاحظہ ہوں جیسے ''مدنی عہد نبوی کی تعمیر میں مکی دور کا کردار'' کلیدی خطبہ سیرت سمینار دارالمصنفین، اعظم گڑھ، مارچ ۲۳-۲۴/ ۲۰۱۴ء نیز کتاب خاکسار مکی اسوہ نبوی، دہلی، ۲۰۰۹ء، کراچی، ۲۰۱۰ء

۲۹- مذکورہ مصادر وماخذ

۳۰- ابن سعد ۳/ ۱۲۴ و مابعد، ۴/ ۳۵۶ و بعد میں حضرات بلال حبشیؓ اور سلمان فارسیؓ کے سوانحی خاکے۔ حضرت ابوبکرؓ کے حوالے سے حضرت بلالؓ کے بارے میں قول فاروقی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: ''ابوبکر سیدنا وامق سیدنا، یعنی بلالاً۔ ان کے دوسرے مناقب بھی ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں قریشی مہاجرین اور انصار مدینہ دونوں کا اصرار تھا: ''سلمان منا، سلمان منا''، آپ نے تصفیہ فرمایا: ''سلمان منا اہل البیت'' ''صحیح مسلم، باب فضائل سلمان''

۳۱- ابن سعد ۴/ ۴۳۳؛ صحیح مسلم، باب فضائل سلمان میں حضرت صدیقؓ کا واقعہ ہے جب کہ بخاری، کتاب الایمان، باب المعاصری عن امر الجاہلیۃ اور کتاب الادب، باب ما ینہیٰ عن السباب واللعن اور مسلم، کتاب الایمان میں حضرت ابوذرؓ کے واقعات میں۔

واقدی (۲۰۷) نے لکھا ہے کہ غزوہ بدر میں بنو معاویہ انصار کے ایک مولیٰ حضرت رشید الفارسیؓ نے ایک مشرک مقابل کے نعرۂ مبارزت میں کہا کہ میں غلام فارسی ہوں۔ معرکہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا واقعہ سن کر اصلاح کی کہ تم نے اپنے آپ کو غلام انصاری کیوں نہیں کہا:

۳۲- کتاب مذکورہ بالا، دہلی، ۲۰۰۶ء باب خواتین کی تزویج نبوی: ۱۲۱-۱۳۸

۳۳- ابن اسحاق/ابن ہشام نے اور دوسرے اہل سیرت وتاریخ نے متعدد انفرادی اور طبقاتی اور خاندانی منافروں کا ذکر بطور ایک سماجی روایت کیا ہے۔ محمد بن حبیب بغدادی نے اپنی کتاب المجد (اردو ترجمہ) کراچی ۲۰۱۱، ۸۷ اوغیرہ میں ایک فصل اس پر باندھی اور دوسری کتاب المحبر میں بھی اس کا ذکر ہے۔

۳۴- سورہ نساء: ۱۳۹، یونس: ۶۵؛ فاطر: ۱۰؛ منافقوں: ۸ میں عزت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیا گیا اور اس پر ایمان کے سبب اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان (مومنین) کے لیے موخر الذکر میں ہے: ''وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین الخ''

۳۵- کتب سیرت خاص کر ابن اسحاق/ابن ہشام ۲/ ۹۷ ومابعد؛ ابن سعد وواقدی اور دوسری کتب میں مواخاۃ کی بحث کے علاوہ مقالہ خاکسار ''مکی مواخاۃ - اسلامی معاشرہ کی اولین تنظیم'' معارف اعظم گڑھ، دسمبر ۱۹۹۷ء، جنوری ۱۹۹۸ء۔

۳۶- موالی پر بحث کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ اسلام اور سماجیات اسلام پر اردو، عربی اور انگریزی میں کتابیں جیسے ریوبن لیوی کی کتاب The Social structure of Islam، کیمبرج ۱۹۵۰ء، باب موالی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادہ پرستی قرآن کی نظر میں

محمد سعود عالم قاسمی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام جانداروں سے بہتر اور افضل مخلوق بنایا ہے۔ اسے شکل وصورت اور جسمانی ساخت بھی بہتر عطا کی ہے۔ عقل وشعور اور فہم وفراست سے بھی نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ o (التین:۴) بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر بنایا ہے۔ انسان جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہے اور انسان کی زندگی جسم اور روح کے اتصال سے قائم رہتی ہے۔ جسم کے اپنے تقاضے ہیں اور روح کے اپنے تقاضے ہیں جن کو پورا کر کے انسان صحیح انسان بنتا ہے۔ کھانا پینا، پہننا اوڑھنا، سونا جاگنا، جنس کی تکمیل کرنا، سردی اور گرمی کے اثرات سے بچنا، خوشی اور غم کے حالات سے گذرنا یہ سب جسم کے تقاضے ہیں۔ جب کہ علم وعرفان حاصل کرنا، عبادت و ریاضت، عدل وانصاف، اخلاص واخلاق ایثار وقربانی، ہمدردی اور تعاون کرنا یہ سب روح کے تقاضے ہیں۔ انسان جب ان تقاضوں کو توازن کے ساتھ پورا کرتا ہے تو مکمل انسان بن جاتا ہے اور جب ان تقاضوں کو نظر انداز کرتا ہے اور کسی ایک طرف جھک جاتا ہے تو یک رُخا اور ادھورا انسان رہ جاتا ہے۔ افراط وتفریط میں مبتلا ہو کر انسانی قدروں کی تنقیص کرتا ہے، تکمیل نہیں کرتا۔

یہ انسان کی کمزوری ہے کہ کبھی وہ روح کے تقاضوں کی تکمیل میں اتنا مبالغہ کرتا ہے کہ جسم کے جائز تقاضوں کو نظر انداز کر دیتا ہے بلکہ کبھی کبھی جسم کو تکلیف پہنچانے میں روح کی عافیت محسوس کرتا ہے۔ ترک لذت اور ترک دنیا کی اس انتہا پر پہنچ جاتا ہے جہاں تعمیر و ترقی کا اور تہذیب وتمدن کی خدمت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے اور اسے روحانیت کی معراج سمجھ لیا جاتا ہے۔ روحانی سکون کی فکر میں انسان عزیز واقربا، خاندان اور سماج تک کو چھوڑ دیتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جنگلوں، ویرانوں اور پہاڑوں میں گوشہ عافیت تلاش کر لیتا ہے اور انسانوں سے الگ تھلگ ہو کر زندگی گذارنے لگتا ہے۔ اسلام اسے رہبانیت کا نام دیتا ہے۔

رہبانیت اپنی شکل وصورت اور مزاج و ماحول کے لحاظ سے کتنی ہی سادہ اور معصوم کیوں نہ ہو مگر اسلام کی نظر میں وہ مفید نہیں ہے۔ اس لیے اسلام اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ یہ انسانی زندگی کا مطلوبہ معیار ہے اور نہ اس پر انسانی آبادی کو گامزن اور مطمئن کیا جاسکتا ہے۔ اگر سب لوگ اس طرز زندگی کو اختیار کر لیں تو انسانی دنیا ویرانہ میں تبدیل ہو جائے گی۔ دنیا حیوانیت کی آماجگاہ اور موذی جانوروں کی شکارگاہ بن کر رہ جائے گی۔ پچھلے زمانے میں بودھ، مانی اور حضرت عیسیٰ مسیح کے ماننے والوں میں بہت سے لوگوں نے روحانیت کے حصول کے لیے یہی طرز زندگی اختیار کی تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا اور اس پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ○
(الحدید: ۲۷)

رہبانیت انھوں نے خود ہی ایجاد کر لی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انھوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہوئے تھے ان کا اجر ہم نے ان کو عطا کیا مگر ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔

رہبانیت جسم کے حقوق اور اس کے تقاضوں کی تکمیل سے صرف نظر کر لیتی ہے اور روحانی مسرت کے حصول کے لیے صرف نفس کشی اور ترک دنیا کو لائحہ عمل بنا لیتی ہے۔ جسم کو اذیت دینا اور اسے راحت سے محروم کرنا اللہ کو مطلوب ہوتا تو خودکشی کی اجازت دی جاتی کیونکہ جسم کو راحت سے محروم کرنے کی آخری شکل خودکشی ہے حالانکہ اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

رہبانیت کے برخلاف ایک دوسرا تصورِ زندگی ہے جو مادہ پرستی پر مبنی ہے۔ اس تصور کے مطابق انسان روح کے تقاضوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ صرف نفس اور جسم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقاضوں کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرتا ہے اور پوری عمر بسر کر دیتا ہے۔ مادہ پرستی انسان کو خودغرض اور مفاد پرست بنا دیتی ہے۔ انسان اس دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھ لیتا ہے اور اپنی زندگی اور اپنی فیملی کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ اسی کے نفع ونقصان کی فکر کرتا ہے، اسی کے رنج وغم سے سروکار رکھتا ہے اور اسی کی تعمیر وترقی کے خواب دیکھتا ہے۔ قرآن پاک نے مادہ پرستی کے اس تصور کی ترجمانی اس طرح کی ہے:

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ○ (الجاثیۃ:۲۴)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ یہی ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔ درحقیقت اس معاملہ میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ یہ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں۔

مادہ پرستی کا بنیادی تصور یہی ہے کہ ع بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست یعنی عیش وعشرت کی زندگی گذارو کیونکہ یہ دنیا دوبارہ نہیں ملے گی۔

مادہ پرستی میں مبتلا ہو کر انسان ضمیر و وجدان اور روح، علم اور عرفان سب کو بھول جاتا ہے۔ اس کی نگاہ صرف مادی وجود پر مرتکز ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ موت جیسی اٹل حقیقت سے بھی جان بچانے کی اور راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر کامیاب نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں اس کی ترجمانی اس طرح کی گئی ہے:

لَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ (البقرہ:۹۶)

تم انھیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتیٰ کہ یہ اس معاملے میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے حالانکہ لمبی عمر بہرحال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی۔ جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں اللہ تو انھیں دیکھ ہی رہا ہے۔

مادہ پرست لوگ بھول جاتے ہیں کہ سارا مال واسباب کبھی کسی ایک کو نہیں ملتا بلکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر شخص کو بقدر توفیق اور بقدر جدو جہد ملتا ہے۔ دنیا کے تمام انسان مال و دولت اور سامان راحت میں برابر نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ہو جائے تو دنیا میں فساد برپا ہوگا۔ جنگ و جدال ہوگا۔ انسان کی آزمائش اسی میں ہے کہ کوئی مالدار ہے اور کوئی نادار۔ کوئی توانا ہے اور کوئی کمزور، کوئی خادم ہے کوئی مخدوم۔ آزمائش کا پہلو یہ ہے کہ کون صبر کرتا ہے اور کون شکر کرتا ہے۔ قرآن میں ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضاً سُخْرِيّاً وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفاً مِّن فَضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ○ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَاباً وَسُرُراً عَلَيْهَا يَتَّكِؤُونَ. وَزُخْرُفاً وَإِن كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ○ (الزخرف:۳۵-۳۲)

دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کی معیشت تقسیم کردی ہے اور ان میں سے بعض کے درجے بھی دوسروں پر بلند کیے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لیں اور تیرے رب کی رحمت اس دولت سے زیادہ قیمتی ہے جس کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے تو ہم رحمٰن کے منکروں کے گھروں کی چھتیں اور ان کی سیڑھیاں جن سے وہ بالاخانوں پر چڑھتے ہیں اور ان کے دروازے اور ان کے تخت جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں، سب سونے اور چاندی کے بنوا دیتے۔ یہ تو محض دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تیرے رب کے یہاں صرف پاکبازوں کے لیے ہے۔

مادہ پرستی کا نام ترقی نہیں ہے:

مادہ پرستی صرف مال و زر کی عظمت اور پرستش کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اپنا فلسفہ، اپنا مقصد، اپنی تہذیب، اپنا تمدن، اپنے اثرات اور اپنا نظام رکھتی ہے۔ یہ رہبانیت کی طرح سادہ اور بے ضرر نہیں ہے بلکہ نہایت فسوں کار ہے۔ شاطرانہ مزاج اور استحصالی نظام رکھتی ہے۔ اس نظام میں سب کچھ مال و دولت اور مادی منفعت ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہمیت حاصل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ترقی کا تصور بھی صرف مادی ترقی تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ قرآن پاک نے اس ذہنیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○ (یونس:۷)

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہوگا، ان برائیوں کی پاداش میں جن کا ارتکاب وہ غلط عمل سے کرتے تھے۔

قرآن کریم اس خیال کی پرزور تردید کرتا ہے کہ صرف مادی ترقی کا نام ترقی ہے۔ قرآن نے ایک برمحل مثال قارون کی پیش کی ہے اور اس کے دردناک انجام کو دکھایا ہے۔ قارون مال و دولت اور ثروت کا بڑا خزانہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس کی مالداری ضرب المثل تھی۔ اس کے باوجود ہلاک ہو گیا۔ اگر صرف مادی ترقی کی اہمیت ہوتی اور اسے قبولیت حاصل ہوتی تو مال و دولت کے لحاظ سے ترقی یافتہ انسان کبھی ہلاک و برباد نہیں ہوتے۔ قرآن کہتا ہے:

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ. وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ. فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ○ (القصص:۷۹-۸۱)

ایک روز قارون اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ میں آ نکلا۔ جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑا نصیب والا ہے، مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس تمہارے حال پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو۔ آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا۔

مادہ پرستی کے اثرات:

انسانی زندگی پر مادہ پرستی کے اثرات منفی اور مضر ہوتے ہیں۔ مادہ پرست انسان دوسروں کو بظاہر نقصان نہ پہونچائے تب بھی اس کی ذہنیت انسانی معاشرہ کے لیے ضرر رساں ہوتی ہے۔ قرآن پاک کی روشنی میں مادہ پرستی کے حسب ذیل نتائج و اثرات نظر آتے ہیں:

(۱) مادہ پرست انسان اپنے مال و دولت سے کبھی مطمئن اور آسودہ نہیں ہوتا۔ اس کو قناعت نصیب نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ مزید مال و دولت کی ہوس میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کی خواہشیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔

قرآن پاک نے مادہ پرستی کی اس نفسیات کا محاسبہ کرتے ہوئے کہا ہے:

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ o حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ o كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ o

(التکاثر:۱-۳)

تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے، یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہونچ جاتے ہو، ہرگز نہیں، تم کو معلوم ہو جائے گا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلاً لَّمّاً. وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبّاً جَمّاً o

(الفجر:۱۹-۲۰)

تم لوگ مردوں کی میراث ہڑپ کر جاتے ہو اور مال سے بے پناہ محبت کرتے ہو۔

(۲) مادہ پرست انسان خواہش نفس کا غلام رہتا ہے۔ اسی کا حکم مانتا ہے، اسی کی رہنمائی قبول کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی روحانی اور آسمانی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ۔ (الاعراف:۱۷۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیتوں کے ذریعہ سے بلندی عطا کرتے مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا۔

مرزا غالب کا شعر کسی حد تک اس کی ترجمانی کرتا ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں پھر بھی کم نکلے

(۳) مادہ پرست انسان صرف مال و دولت، دنیاوی ساز و سامان اور مادی اسباب پر بھروسہ کرتا ہے۔ غیبی قوت اور قدرت کی کارسازی پر بھروسہ نہیں کرتا۔ جب مادی اسباب فراہم ہوتے ہیں تو اسے کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور جب یہ اسباب ختم ہو جاتے ہیں تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ قرآن مادی اسباب و وسائل کو اختیار کرنے کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ خالق حقیقی پر بھروسہ کرنے کی تلقین کرتا ہے کیونکہ اسی نے دنیا کے اسباب پیدا کیے ہیں اور وہی حالات کو سازگار بناتا ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○ (الطلاق:۳)

جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

(۴) مادہ پرست انسان دنیا کا اسیر اور حریص ہوتا ہے۔ آخرت کی نہ اسے فکر ہوتی ہے اور نہ اس میں ذمہ داری اور جواب دہی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی زندگی اس کو دھوکہ میں مبتلا رکھتی ہے۔ وہ اپنی حالت پر مطمئن اور انجام سے بے خبر رہتا ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجاً أُوْلَئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ○ (ابراہیم:۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ جو اللہ کے راستے سے لوگوں کو روک رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ راستہ ان کی خواہشات کے مطابق ٹیڑھا ہو جائے یہ لوگ گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''کافروں کا حال بیان فرمایا کہ ان کا اوڑھنا بچھونا یہی دنیا ہے۔ آخرت کے مقابلہ میں اسی کو پسند کرتے ہیں اور ترجیح دیتے ہیں۔ شب و روز اسی کی محنت میں غرق رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی چاہتے ہیں کہ دنیا کی محبت میں پھنسا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے راستہ سے روک دیں''۔ (ترجمہ شیخ الہند، حاشیہ، عثمانی)

(۵) مادہ پرست انسان صرف مال و زر اور مادی اسباب کی قدر و قیمت سمجھتا ہے۔ اس کی نظر میں روحانی قدروں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ وہ ان کو حقیر سمجھتا ہے اور ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ قرآن پاک میں اس ذہنیت کا محاسبہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (البقرہ:۲۱۲)

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے ان کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دل پسند بنا دی گئی ہے، ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں مگر قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ہی ان کے مقابلہ میں عالی مقام ہوں گے۔

(۶) مادہ پرست انسان صرف مالداروں سے قریب رہنا پسند کرتا ہے اور انھیں لوگوں سے رسم و راہ رکھتا ہے جو اہل ثروت ہیں۔ وہ غریبوں، ناداروں اور سماج کے کمزور طبقوں سے دور رہنے میں عافیت محسوس کرتا ہے۔ قرآن پاک نے اس کے برخلاف غریبوں کے ساتھ رہنے اور ان کی دلجوئی کرنے کو حقیقی سعادت قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ○ (الکہف:۲۸)

اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر صبح وشام اسے پکارتے ہیں اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو۔ اور ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی اور جس کا طریق کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔

(۷) مادہ پرست انسان اپنی دولت سے استفادہ کا حق دار صرف اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ غریبوں، ناداروں اور محتاجوں کا اس میں کوئی حق تسلیم نہیں کرتا۔ اسی لیے وہ ناداروں کی حاجت روائی کو دولت کی بربادی سمجھتا ہے اور اسے بے وقوفوں کا کام قرار دیتا ہے۔ قرآن پاک نے مادہ پرستوں کی ذہنیت کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ (یٰس: ۴۷)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو رزق تمھیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو تو یہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے ایمان لانے والوں کو جواب دیتے ہیں، کیا ہم ان کو کھلائیں، جنھیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا، تم تو بالکل بہک گئے ہو۔

(۸) مادہ پرست انسان اصول و اخلاق کے معیار سے گر جاتا ہے۔ اخلاقی پستی اور قلب ونظر کے فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جو چیز اس کی ظاہری شان وشوکت اور قوت وحشمت میں اضافہ کرے اس کو آگے بڑھ کے اختیار کرتا ہے، چاہے اس سے برائی، بے حیائی اور فتنہ و فساد میں اضافہ کیوں نہ ہو۔ وہ ساری مخرب اخلاق چیزوں کو اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ اسے بدکاری اور حرام کاری کے پروگراموں سے بھی گریز نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے ایسے پست اخلاق مادہ پرست لوگوں کو ہدایت کرتے ہوئے کہا ہے:

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (النور: ۳۳)

اور اپنی چھوکریوں کو بدکاری کے لیے مجبور نہ کرو جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں، تاکہ تم دنیا کی زندگی کا سامان کمانا چاہو۔

(۹) مادہ پرست انسان حلال وحرام کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے۔ پیسہ کمانے اور دولت جمع کرنے کی ہوس میں انسان جائز و ناجائز کی حدیں پار کر جاتا ہے۔ پاک و ناپاک کی تمیز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھو دیتا ہے۔ اس کا مطمح نظر پیسہ جمع کرنا ہوتا ہے، چاہے جس طریقہ سے ہو۔ اسی لیے وہ ناپ تول میں کمی کرتا ہے، دھوکہ دہی کرتا ہے، سودی کاروبار کرتا ہے اور قانون شکنی کا ارتکاب کرتا ہے۔ مادہ پرستی انسان کو سود خوری سکھاتی ہے کیونکہ آمدنی کو بڑھانے کا یہ آسان ذریعہ ہے۔ قرآن پاک میں سود خوری کی مذمت کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرہ:۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہیں کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے کہا کہ تجارت بھی تو سود کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ علامہ اقبال نے اسی نکتہ کو شعری پیکر میں ڈھالا ہے۔

ظاہر میں تجارت ہے باطن میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات

(۱۰) مادہ پرستی انسان کو مصلحت کوشی سکھاتی ہے۔ انسان ذاتی مصلحت اور مفاد کو جماعتی اور قومی مفاد پر ترجیح دیتا ہے۔ یہاں تک کہ دشمنوں سے بھی اس کو مالی منفعت حاصل ہونے کی امید ہو تو اس کی خدمت کرنے اور قومی اور ملکی مفاد کا سودا کرنے میں اسے خوف نہیں ہوتا۔ وہ بلا تکلف قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر قربان کر سکتا ہے۔ قرآن پاک نے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (ھود:۱۱۳)

ان لوگوں کی طرف مت جھکو جنھوں نے ظلم کیا ہے ورنہ تم کو بھی آگ لگ جائے گی اور اللہ کے مقابلہ میں تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا اور کسی طرح سے تمھیں مدد نہ مل سکے گی۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی امراض ہیں جو مادہ پرستی کے پیٹ سے جنم لیتے ہیں۔ جیسے نفاق، بزدلی، طوطا چشمی، نمود و نمائش اور ریاکاری وغیرہ۔ ان امراض سے انسان اسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت نجات پا سکتا ہے جب کہ وہ مادہ پرستی کی قید سے آزاد ہو جائے۔ روحانی قدروں کو تسلیم کرے اور انسانی عظمت کا علم بردار ہو جائے۔

قرآن کی متوازن تعلیم:

قرآن انسانی زندگی کا معتدل اور متوازن تصور پیش کرتا ہے۔ وہ جسم اور روح دونوں کے تقاضوں کی تکمیل کو ضروری سمجھتا ہے۔ دنیا کو انسان کی ضرورت اور آخرت کی کامیابی کو انسان کا مقصد قرار دیتا ہے۔ اسی لیے وہ دنیا کو اچھی طرح گذارتے ہوئے آخرت کا زاد سفر اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کی نظر میں مال و دولت اور دنیاوی ساز و سامان مسافر کا رخت سفر ہے۔ جتنی ضرورت ہو انسان اتنا سامان سفر ضرور اختیار کرے مگر ہمیشہ نظر منزل پہ رکھے۔ سامان سفر کی فکر میں منزل کو بھول نہ جائے اور مقصد زندگی سے غافل نہ ہو جائے۔ قرآن پاک میں صراحت کی گئی ہے:

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَاباً وَخَيْرٌ أَمَلاًo (الکہف:۴۶)

مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور امیدوں کے لحاظ سے۔

قرآن دنیا چھوڑنے کی ہمت افزائی نہیں کرتا۔ جسم کے جائز تقاضوں کی تکمیل سے نہیں روکتا بلکہ کہتا ہے: وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (القصص:۷۷) دنیا میں اپنا حصہ نہ بھولو۔ قرآن تو اس کی تلقین کرتا ہے کہ دنیا کو سب کچھ نہ سمجھ لو بلکہ آخرت کی تیاری کرو۔ دنیا اور آخرت کا جامع تصور پیش کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ. وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُواْ وَاللّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ o (البقرہ:۲۰۲-۲۰۰)

کچھ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دیدے ایسے شخص کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ انہی لوگوں کے واسطے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

مادہ پرستی کی ذہنیت انسان کو اس خوف میں مبتلا کر دیتی ہے کہ آخرت کی فکر کرنے سے اور دین کے اصولوں پر چلنے سے دنیا برباد ہو جاتی ہے۔ انسان محتاج اور کنگال ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک اس خیال کی تردید کرتا ہے۔ اس کی نظر میں فکر آخرت دنیا کو برباد نہیں کرتی بلکہ پاکیزہ بنا دیتی ہے اور دنیا کے معاملات کو سنوار دیتی ہے۔ ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ (النحل: ۹۷)

مرد و عورت میں سے جو بھی عمل صالح کرے بشرطیکہ وہ مومن ہو ہم اس کو پاکیزہ زندگی (کے وسائل) دیں گے اور ان کے بہتر کاموں کا بھرپور اجر عطا کریں گے۔

اسلام کی اس صاف شفاف، معقول، متوازن اور عملی تعلیم کا تقاضا یہ تھا کہ مسلم قوم دنیا میں اس نظام حیات کی نمائندہ ہوتی اور اس کی عملی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی۔ تاکہ دوسری قومیں اس نظام زندگی اور اس کی عملی مثال کو سامنے رکھ کر اپنی قومی سیرت کی تشکیل کرتی۔ اس کی روشنی میں اپنا نظام حیات مرتب کرتی اور دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرتی۔ مگر ہوا یہ کہ زمانہ کے گذرنے کے ساتھ مسلمانوں کے فکر و خیال میں پستی آئی اور ان کے عملی نظام پر زوال آیا۔ پھر اس کی بڑی تعداد نے اسلام کے متوازن نظریہ حیات اور اس کی عملی مثال کو چھوڑ کر مادہ پرستی کا طرز عمل اختیار کر لیا۔ گو کہ اس کی زبان پر بدستور اسلام کا کلمہ جاری رہا۔ مگر اس کے دل و دماغ میں مادہ پرستی سرایت کر گئی۔ اس کا آئیڈیل مغرب کا مادہ پرستانہ نظام بن گیا اور اس کا طرز عمل اور انداز فکر وہی ہو گیا جو مغرب کے مادہ پرستوں کا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسدادِ استکبار۔ سورۃ اللہب کی روشنی میں

ابوسفیان اصلاحی

قرآن کریم نے بصراحت بتادیا ہے کہ اللہ کے ذکر کے سامنے دنیا کے تمام اذکار بے معنی و بے سود ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ کی ذات عالیہ نے اعلان کردیا کہ "ولذکر اللہ اکبر" اور یقینی طور پر اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اسی لیے اسے اکبر و اعظم قرار دیا گیا اور بتایا گیا کہ ذکر خداوندی ہی محض طمانیت قلب ہے۔ بالکل کلام پاک کی ابتداء ہی میں یہ فرما دیا گیا کہ اللہ کا ذکر و شکر اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ رب العالمین اور مالک یوم الدین ہے۔ دنیا کے دیگر ارباب کا ذکر سعی لا حاصل کے سوا کچھ اور نہیں کیوں کہ رب کائنات کے علاوہ کبریائی کسی اور کے لیے زیب نہیں۔ اسی اساسی حکمت کے پیش نظر مؤذن پانچ مرتبہ اللہ کی اکبریت کا اعلان کرتا ہے۔ فرعون جیسے جابر و قاہر انسان کا یہ دعویٰ کہ "انا ربکم الاعلی" بے بنیاد قرار پایا۔ اسی مفہوم کو سورہ توبہ میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (التوبۃ:۹/۴۰)

اور اس نے کافروں کی بات پست کردی اور بلند و بالا اللہ ہی کا کلمہ ہے۔

قرآن کریم میں بار بار فروتنی، عبدیت اور انکساری کی بات کہی گئی ہے کیوں کہ اس کے بغیر حق عبودیت ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ عبد حقیقی وہی ہے جو رضائے الٰہی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کردے۔ وہی اس کا مدعا و منتہا ہو، اگر اس کے اندر استکبار اور کبر و نخوت ہے تو یہ عبدیت کے برعکس ہے۔ استکبار کی وجہ سے اخلاقیات اور محاسن چھن جاتے ہیں۔ اللہ اور اس کے بندوں کی نظروں میں ذلیل و خوار بن جاتا ہے۔ قوم عاد، قوم ثمود اور قوم نوح کی ہلاکت کا اصل سبب یہی استکبار تھا۔ قرآن کریم میں بار بار اپنی قوت، ریاست، دولت، منصب اور قبائل پر افتخار و اظہار سے منع کیا گیا ہے۔ مذکورہ نعمتیں شکر خداوندی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تقاضہ کرتی ہیں نہ کہ اکڑ پھوں پر آمادہ کرتی ہیں۔

"أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ .نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَل لَّا يَشْعُرُونَ" (المومنون:۳۳/۵۵۔۵۶)

کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں (تو اس سے) ان کی بھلائی میں ہم جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے نہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ (التوبۃ:۹/۵۵)

پس آپ کو ان کے اموال واولاد بہکا یے میں نہ ڈال دیں اللہ کی چاہت یہی ہے کہ اس سے انھیں دنیا کی زندگی میں سزا دے اور ان کے کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں۔

سورہ لہب ایک چھوٹی سی سورہ ہے جو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی استکبار وافتخار میں غرق تھے۔ انھیں اپنی شہرت، دولت، اور مرتبت پر ناز تھا۔ چوں کہ ابولہب خانہ کعبہ کا کلید بردار تھا جس کی وجہ سے پورے عرب میں ایک مخصوص قدر ومنزلت اسے حاصل تھی۔ پھر اپنے ذکر کے سامنے کسی اور کا ذکر کیوں کر پسند کرتا اور اپنے جادو کے سامنے کسی اور کا جادو چلتا ہوا کیوں کر دیکھتا، خانہ کعبہ کی کلید برداری کی وجہ سے اس کے یہاں دراہم ودنانیر اور سونے چاندی کی بھرمار تھی۔ اس بھرمار وجھنکار میں اسے کسی کی آواز سنائی نہ دیتی۔ اس سورہ میں کبر وغرور کی مذمت کرتے ہوئے متکبرین کے احوال کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ انھیں دنیا اور آخرت دونوں میں رسوائیوں سے گزرنا پڑے گا۔ مندرجہ سطور میں اس سورہ کی توضیح وتفسیر پیش کی جائے گی تا کہ نتیجۂ استکبار تک پہنچا جا سکے اور متکبرین کی درگت کو دیکھا جا سکے۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ڈھ گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالعموم مفسرین نے اس میں ذم کا پہلو تلاش کیا ہے اور اسے بددعائیہ کلمات سے تعبیر کیا ہے۔ جب کہ یہاں یہ اپنے اصطلاحی مفہوم میں ہے۔ یہ اسلوب کلام عرب میں بالعموم پایا جاتا ہے چوں کہ ابولہب ایک پاور فل انسان تھا۔ اپنے اثر ورسوخ کی بنیاد پر ہر طرح سے اللہ کے رسول ﷺ کا راستہ روکنا چاہتا تھا اور دین اسلام کی راہ کا روڑہ بنا ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات جو عزیز وقدیر دونوں ہے۔ اس کی عزت وقدرت کے سامنے دنیا کی تمام طاقتیں بے اثر ہیں، اسی بناء پر اپنی تمام تر زور آزمائیوں کے باوجود اسے منھ کی کھانی پڑی۔ اس ہزیمت اور شکست خوردگی کی تصویر اس آیت کریمہ میں پیش کی گئی ہے۔ نہ تو یہ بددعا ہے اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ حقیقتاً اس کے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں بلکہ صرف اس کی زور آزمائی کے خاتمے کی طرف اشارہ ہے کہ اس کلید بردار کی چولیں ڈھیلی پڑ گئیں۔ اس مکی سورہ میں آئندہ کی ہزیمتوں کی طرف یہ اشارہ کرتے ہوئے بتایا گیا کہ مسلمانوں کے خلاف یہ چیرہ دستیاں نیست ونابود ہوکر رہ جائیں گے۔ ابولہب اپنی موت خود مرجائے گا۔ یہی ہوا کہ جنگ بدر (یوم الفرقان) میں قریش کے بڑے بڑے سورما مارے گئے۔ جب ابولہب کو اس شکست کی خبر ملی تو اسے اس قدر صدمہ ہوا کہ سات دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ اس کی موت کا حال کچھ اس طرح ہے:

اسے عدسہ (Molignant Pustull) کی بیماری ہوگئی۔ جس کی وجہ سے اس کے گھر والوں نے اسے چھوڑ دیا، کیوں کہ انھیں چھوت لگنے کا ڈر تھا، مرنے کے بعد بھی تین روز تک کوئی اس کے پاس نہ آیا۔ یہاں تک کہ اس کی لاش سڑ گئی اور اس کی بو پھیلنے لگی۔ آخر جب لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کیے تو ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کچھ حبشیوں کو اجرت دے کر اس کی لاش اٹھوالی اور انھیں مزدوروں نے اس کو دفن کیا اور دوسری روایت یہ ہے کہ انھوں نے ایک گڑھا کھدوا کر اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو ڈھکیل کر اس میں پھینکا اور اوپر سے مٹھی پتھر ڈال کر اسے ڈھانک دیا۔ اس کی مزید اور مکمل شکست اس طرح ہوئی کہ جس دین کی راہ روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اسی دین کو اس کی اولاد نے قبول کیا۔ سب سے پہلے اس کی بیٹی درہ ہجرت کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ سے مدینہ پہنچی اور اسلام لائیں۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر اس کے دونوں بیٹے عتبہ اور معتب حضرت عباس کی وساطت سے حضورﷺ کے سامنے پیش ہوئے اور ایمان لا کر انھوں نے آپﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

بالعموم فیصلے کے دن ہی اصل فیصلہ سنایا جائے گا لیکن کبھی کبھی حکمت الٰہی کے پیش نظر بہت سی کارفرمائیاں دنیا کے سامنے بھی پیش کر دی جاتی ہیں تا کہ رسوائیوں کا ایک ہلکا سا تصور یہاں بھی منکرین، معتدین اور مفسدین کے سامنے آ سکے۔ مذکورہ بالا سطور سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دشمن رسول ابولہب کا کیا حال اس دنیا میں ہوا، اس کی تمام تمکنت اور رعب و دبدبہ مٹی میں مل کر مٹی ہو گیا۔ اسے نہ تو اپنے خون کا خیال رہا اور نہ ہی اسے انسانیت کی پاسداری رہی۔ عرب تمام مسائل و مصائب کے باوجود اپنے حسب و نسب کا پاس و لحاظ رکھتے ہیں۔ بنی ہاشم کا ہر ایک فرد تمام تر دقتوں کے باوجود آنحضورﷺ کے ساتھ رہے۔ مقاطعہ کا سامنا کیا اور شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ نیز فاقہ زدگی کی مار سہتے رہے۔ ابولہب کی کوشش ہوتی کہ وہ کھانے کی اشیاء خرید نہ سکیں لیکن اسلام اور رسالت کی صداقت کے سامنے تمام حیلہ جوئیاں اور سیہ کاریاں ناکام ہو گئیں۔ اس سورہ میں جو خبر اسے دی گئی تھی بالکل ویسا ہی ہوا اور اسے شقاوت و شناعت سے گزرنا پڑا۔ جنگ بدر میں منہ کی کھانی پڑی اور خانہ کعبہ کی کلید برداری سے ہاتھ دھونا پڑا۔ مکہ کے بعد اسلام کے دروازے کھلتے ہی گئے اس سورہ سے قبل سورہ کوثر اور سورہ النصر میں اسی فتح یابی کی روداد بیان کی گئی ہے۔ اس تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ "تبت یدا ابی لھب وتب" میں نہ تو ذم ہے اور نہ ہی بددعائیہ انداز بلکہ اس میں ابولہب کا نام لے کر دشمنان اسلام کی آواز کے غائب ہونے اور ان کے پاؤں کے اکھڑنے کی بات کہی گئی ہے کہ وہ دریائے کفر جو سیلاب بلا بنا ہوا تھا آج اس کا نام و نشان ہی محو ہو گیا۔ بس انسانی طمطراق تو عز خداوندی کے بالمقابل خس و خاشاک کی مانند ہے۔

پورے قرآن کریم میں یہ پہلی جگہ ہے جہاں کسی دشمن رسول کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے۔ ایک تو اس کی وجہ یہی ہے کہ صلہ رحمی اور حقیقی خون کے تحفظ کے تئیں عربوں کا جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقطہ نظر تھا وہ اس کے برعکس جا رہا تھا۔ حقیقی چچا ہونے کے باوجود بھی مخالفت وعداوت کا ہر حربہ اپنے بھتیجے کی آواز کو دبانے کے لیے استعمال کرتا۔ دوسرے یہ بھی بتانا تھا کہ جو لوگ اس بدترین شخص کے بہکاوے میں آ گئے ہیں انھیں بھی بہت جلد اس کا انجام بدنظر آ جائے گا۔ نام لے کر ذکر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا، لیکن اپنے گورے پن اور خوبصورتی کی وجہ سے اسے ابولہب یعنی شعلہ رو کہا جانے لگا۔ قرآن کریم نے اسی مناسبت سے یہ وضاحت کی کہ جسے اپنے حسن پر اتنا ناز ہے عنقریب اسے دہکتے ہوئے شعلوں کے سپرد کیا جائے گا چنانچہ ابولہب کی یہ شعلہ رخی بے سود ثابت ہوئی۔

مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ o نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔

یہ بات تفاسیر میں موجود ہے کہ ابولہب بہت مالدار تھا اور اس مالداری کے پیچھے اس کی کلید برداری کارفرما تھی۔ خانہ کعبہ پر چڑھاوے کی شکل میں بے پناہ سونے اور چاندی وغیرہ آتے تھے۔ یہ تمام چیزیں اس کی دسترس میں ہوتیں۔ وہی اس کا مالک کل تھا۔ اس کے کبر وغرور اور اندرونی فتنہ سامانیوں کو ابھارنے میں اس چڑھاوے کا اہم رول تھا۔ انسان ناعاقبت اندیش ہو تو موہوبہ دولت پر اچھلتا، اتاولا ہوتا، تیوری چڑھاتا اور زمین پر پیروں کو پٹختا ہے اگر وہ عقل وفراست کا سہارا لے اور متانت کو اپنا راہ بر بنا لے تو قرآن کریم کی اس سچائی پر ضرور ٹھٹکے گا۔

وَلاَ تَمْشِ فِي الأَرْضِ مَرَحاً إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولاً. كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهاً o (بنی اسرائیل: ۱۷/۳۷۔۳۸)

اور زمین پر اکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ ہی لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے ان سب کاموں کی برائی تیرے رب کے نزدیک (سخت) ناپسند ہے۔

قرآن کریم یہاں بآواز بلند بتانا چاہتا ہے کہ جب اللہ کی مار پڑتی ہے اور اس کا عذاب آ دھمکتا ہے تو انسان کی تمام تدبیریں ناکارہ ہو جاتی ہیں اس کی دولت وثروت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ ایسا ہی ابولہب کے ساتھ ہوا کہ اس کا تمام سیم وزر دھرا کا دھرا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ گیا۔ ایک طرف اس کی کمائی ہوئی بلکہ ہڑپ کی ہوئی دولت کا یہ حال رہا، مزید یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ اس کی دوسری کمائی، یعنی تولیت کعبہ، جاہ ومنصب اور اعیان وانصار بھی اس کی بربادی کو نہ روک سکے۔ آسمانی طوفان کے سامنے تمام چیزیں ڈھیر ہو جاتی ہیں۔ فلک بوس عمارتیں زمین بوس ہو جاتی ہیں اور بڑے بڑے سورماؤں کے تمام داؤ پیچ فیل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابولہب کا لاؤلشکر بھی بے دست و پا ہو گیا۔ زندگی بھر کی کمائی اور سارا جاہ وجلال، جلال خداوندی کے سامنے ناکام ونامراد ہوا۔ انسان کے بے دست و پا ہونے کی کئی شکلیں ہیں جب انسان مجبور محض ہو جائے تو اس کا قبیلہ، اس کے احباب اور خویش واقارب اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں یہی حال ابولہب کا ہوا کہ اس کی تعمیر کردہ یہ دنیا اسی کے سامنے ڈھیر ہو گئی۔

سَيَصْلَى نَاراً ذَاتَ لَهَبٍ o عنقریب وہ دہکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

ابھی تک اس کی دنیاوی ذلت وحقارت کو بیان کیا جاتا رہا کہ لوگوں کے سامنے ہی اس کا سارا کس بل نکل گیا اس کی چولیں ہل گئیں اور اس کا سارا طنطنہ، غیظ وغضب اور جبر وقہر چور چور ہو کر رہ گیا۔ اب آخرت میں اس شعلہ رو کو دہکتے ہوئے شعلوں کے سپرد کیا جائے گا۔ یہ اس کی اخروی ناکامی کی ایک تصویر کشی ہے۔ انجام بد یہاں اس لیے بیان کیا گیا کہ استکبار واعتداء کے نتائج کتنے سنگین ہوتے ہیں، کبر ایک سراب ہے جس کی متلاطم موجیں کبھی یہیں سر پٹکنے لگتی ہیں اور خاکستر بن کر رہ جاتی ہیں۔

وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o اور اس کی بیوی ایندھن ڈھوتی ہوئی۔

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ جس طرح ابولہب مخالفت رسالت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کرنا نہیں چاہتا تھا اسی طرح اس کی بیوی (اروی جو حضرت ابوسفیان کی بہن تھی اس کی کنیت ام جمیل تھی) ہر وقت آنحضور ﷺ کے لیے درپے آزار رہتی تھی، عداوت کے نشہ میں ایسا مدہوش تھی کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو مٹھی بھر پتھر لے کر آپ کو تلاش کر رہی تھی اور ساتھ ہی ہجویہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ وہ دیکھیے برے ارادے سے آ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پریشان ہونے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت نہیں وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ یہاں وضاحت بھی ضروری ہے کہ جس طرح ابولہب کی خانہ کعبہ کے تمام چڑھاوے پر دسترس تھی اسی طرح چڑھے ہوئے سونے چاندی پر اس کا کلی اختیار تھا اس کی بیوی زیورات کی حد درجہ شوقین تھی۔ وہ طرح طرح کے زیورات بناتی اور مٹک مٹک کر چلتی۔ اپنی زیب و زینت کو آشکار کرتی۔ ایسی بن ٹھن کر اینٹھنے والی عورت کا حال قیامت کے روز یہ ہوگا کہ جس طرح غریب عورتیں اپنے چولہے میں آگ جلانے کے لیے دن بھر، گرم و سرد موسم میں لکڑیاں چنتی رہتی ہیں، کبھی کبھی ان کا افلاس انھیں دست درازی پر بھی آمادہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ڈانٹ سننی پڑتی ہے۔ ان بے کس عورتوں کا معاشرے میں کوئی مقام و مرتبہ نہیں۔ لکڑیاں چننا اور سر پر رکھ کر اپنے بے وقعتی کا اعلان کرنا ان کا روزمرہ کا شیوہ ہے۔ یہ ام جمیل جو طرح طرح سے راہ نبوت کا روڑہ بنی تھی وہ قیامت کے روز لکڑیاں چن کر ڈھونے والی ان عورتوں کی مانند ہوگی، جن کی سوسائٹی میں کوئی گنتی نہیں۔ بالکل Discorded شاخ بریدہ کے سوکھے ہوئے پتوں کی طرح۔ دراصل "حمالة الحطب" کہہ کر اس کی اخروی رسوائیوں کو بے نقاب کر دیا گیا ہے۔ کچھ مفسرین نے اس سے چغل خوری مراد لی ہے جس کی نظم قرآن اجازت نہیں دیتا۔

ابولہب کی بیوی کے مزید احوال جاننے کے لیے مولانا اصلاحی کے مندرجہ کلمات ملاحظہ ہوں:

> ''حمالۃ الحطب کی تاویل میں بڑا اختلاف ہے۔ اکثر مفسرین کی رائے تو یہ ہے کہ یہ بطور ہجو و تحقیر، اس کی وہ حالت بیان ہوئی ہے جو اس کی اس دنیا میں تھی۔ وہ لونڈیوں کی طرح گلے میں رسی ڈال کر جنگل جاتی اور سر پر ایندھن کا گٹھڑ لاد کر لاتی۔ یہ قول سب سے زیادہ مشہور ہے لیکن یہ جتنا ہی مشہور ہے اتنا ہی خلافِ عقل و قیاس ہے۔

یہ امر یاد رکھیے کہ عرب کی عنانِ حکومت قریش کے ہاتھ میں تھی۔ خاص طور پر بنی ہاشم تو پورے عرب کے سرتاج تھے۔ ابولہب یوں تو خاندانی صاحب ثروت و دولت تھا پھر اس زمانے میں، جس کا ذکر ہے، اس کو قریش کی مذہبی حکومت میں اتنا اونچا مقام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہو گیا تھا کہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ پوری حکومت عملاً اس کے انگوٹھے کے نیچے آ گئی تھی۔ کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ اتنے بڑے دولت مند لیڈر کی بیگم لونڈیوں کی طرح ایندھن ڈھونے کا کام کرے گی۔ ان لوگوں کا حال تو یہ تھا کہ ایک ایک خوش حال کے پاس درجنوں لونڈیاں اور غلام ہوتے اور ان کی بیگمات کی نازک مزاجی اس حد کو پہنچی ہوئی تھی کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانا بھی کسرِ شان سمجھتی تھیں۔ ان کے عام آدمی بھی اپنے بچوں کو دوسرے قبیلوں کی دائیوں سے دودھ پلواتے۔

پھر ابولہب کی بیوی بھی کوئی معمولی عورت نہیں تھی۔ یہ ام جمیل بنت حرب، خاندانِ بنی عبدالشمس کی ایک نہایت باعزت خاتون تھی جو ہاشمی خاندان میں بیاہی گئی۔ اس کے شوہر کا جو مرتبہ حکومت میں تھا اس کا اعتبار کیجیے تو یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ اس کو اس وقت قریش میں وہی درجہ حاصل تھا جو اس زمانے میں کسی قوم کے اندر ان بیگم صاحبہ کو حاصل ہوتا ہے جو خاتونِ اول کہلاتی ہیں۔

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ اس کے گردن میں موٹی رسی (بھونڈی) ہوگی۔

گردن کے لیے مختلف الفاظ عربی میں مستعمل ہیں۔ ''جیـــد'' بھی گردن ہی کے معنی میں ہے۔ لیکن اس سے باریک اور لمبی گردن مراد ہے جو بالکل مانند صراحی ہو، حسین و جمیل اور جاذبِ نظر ہو، کہیں سے بھونڈے پن کا احساس نہ ہو، اس سے یہی متبادر ہے کہ جس طرح ابولہب خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔ اسی طرح اس کی بیوی بھی ایک وجیہہ و شکیل عورت تھی۔ فیصلے کے دن اس کی گردن میں ہار کے بجائے موٹی اور بھونڈی سی رسی ہوگی۔ یہ بات یہاں پیشِ نظر رہے کہ جس طرح زیورات بہت نازک ہوتے ہیں انھیں سنبھال سنبھال کر بنایا اور مٹھارا جاتا ہے جب کہ رسی کی تیاری میں کسی نزاکت اور فن کاری کی ضرورت نہیں۔ ہر دیہاتی اس کے بنانے کے فن سے واقف ہے، لیکن زیورات کی مصنوعات میں حد درجہ حذاقت و مہارت درکار ہے۔ اس آیت کریمہ میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مہ جبیں ام جمیل یوم اجتماع پر ایک مفلس اور ہلاکت زدہ عورت کی طرح ہوگی جو اپنے چولہے میں آگ جلانے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے در در کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھوکریں کھاتی اور چن چن کر لکڑیاں جمع کرتی ہے۔

مولانا حمید الدین فراہی نے ابولہب کو قریش کا فرعون قرار دیا ہے کہ جس طرح فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہ کا روڑہ بنا ہوا تھا اسی طرح ابولہب اور اس کی بیوی دونوں جی جان سے حضرت مصطفیٰ ﷺ کا گلا گھونٹنے کے لیے تیار تھے۔ جس طرح فرعون دریا برد کیا گیا اسی طرح ابولہب کی تمام چال بازیاں اور فریب کاریاں کافور ہو گئیں۔ اس سورہ میں سب سے بنیادی تعلیم یہ دی گئی ہے کہ استکبار اور فخر و مباہات ایک شئ لایعنی ہے۔ مختلف اقوام وملل کی روداد سناتے ہوئے قرآن کریم میں بار بار آیا ہوا ہے کہ کسی کے لیے آندھیاں ہلاکت کا سبب بنیں تو کسی کے لیے سیلاب تباہی کا موجب بنا۔ کسی کو سنگ باری نے تہس نہس کر کے رکھ دیا تو کچھ بستیاں اس طرح تلپٹ کی گئیں کہ صفحہ ہستی سے ان کا وجود ہی مٹ گیا۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ یہ حقانیت اور وحدانیت کے دشمن تھے انھیں اپنے زعم میں نہ رسالت ہی نظر آئی اور نہ ہی نبوت کی شعائیں انھیں ظلمت سے نکال سکیں۔ اسی ظلمت، عداوت اور بربریت نے ابولہب اور اس کی بیوی کو دردناک عذاب سے ہمکنار کیا۔ تکبر کا تو قف سے کوئی رشتہ نہیں۔ یہ حباب کی طرح بجھتا اور بے نام ونشان ہو کر رہ جاتا ہے۔

ایک خاص پہلو اس سورہ کا یہ بھی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو بے لگام نہ کر دے۔ اس کی ہر جائز و ناجائز خواہش کو پورا نہ کیا جائے بلکہ اس پر قدغن عاید کی جائے۔ اس سورہ سے یہی مترشح ہے کہ ابولہب نے اپنی بیوی کو آزاد کر دیا تھا۔ وہ سیاہ وسفید کی مالک تھی۔ نئے نئے زیورات میں دندناتی اور لوگوں کے خلاف محاذ آرا ہوتی۔ اس کی وجہ سے سوسائٹی بدنظمی اور بے حیائی کا شکار ہوئی۔ ایک پاکستانی اہل قلم کا خیال ہے کہ رشوت ستانی کا ایک بڑا ذریعہ یہ بیویاں ہیں جو اپنے شوہروں کو ناجائز یافت پر اکساتی ہیں تاکہ اپنی خواہشات کی تکمیل کر سکیں۔ روز نئے نئے جوڑے زیب تن کرنا عورتوں کا شیوہ بن چکا ہے۔ نوع بہ نوع کے زیورات پہننا ان کی فطرت ثانیہ ہے اور میک اپ کر کے بازار کی رونق بننا ان کی جزء لاینفک عادت ہے۔ یہ تمام خصائل و رزائل ام جمیل کے اندر بدرجہ اتم موجود تھے۔ یہ صرف ابولہب کی دی ہوئی آزادی کا نتیجہ تھا۔ عہد حاضر میں یہ آزادی نسواں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد درجہ مہلک ہے۔ اس لیے بحیثیت خاوند ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ابولہب کی طرح اپنی بیگمات کو شتر بے مہار نہ کر دیں کہ وہ ام جمیل کی طرح آوارہ گردی کی مرتکب ہوں یہاں تک کہ صدائے حق کے مخالفین کی نمائندگی کریں اور استکبار و افتخار کا پتلا بن جائیں۔ ایک باپ کی حیثیت سے یہ ہمارا فریضہ ہو کہ ہماری اپنی بیٹیوں پر نظر ہو، ان کی حرکات و سکنات سے غافل نہ ہوں اور انھیں بے حیائی کے لباس استعمال کرنے سے روکا جائے۔ ارباب حکومت کی واجبات میں سے ہے کہ مدارس، کالجز اور جامعات میں پڑھنے والی طالبات اور پڑھانے والی خواتین کے لباس پر وہ توجہ دیں تا کہ اباحیت کو فروغ نہ ملے۔

یہ سورہ صرف ابولہب اور اس کی بیوی کے ذکر پر مشتمل ہے ابولہب اپنی جلالت شان کی وجہ سے اپنے معاشرے کا ایک خاص انسان تھا۔ خود اس کی بیوی بھی بنی عبدالشمس کی ایک باوقار خاتون تھی۔ ابولہب کی زوجیت میں آنے کے بعد اس کے وقار میں مزید اضافہ ہوا۔ دونوں اقتدار و افتخار کے نشہ میں چور تھے۔ اپنے سامنے کسی کو خاطر میں لانا یا کسی اور کی سیادت پر مہر تصدیق ثبت کرنا انھیں ہرگز گوارہ نہ تھا۔ اسی کی پاداش میں انھیں تمام دنیاوی جاہ و حشمت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ دنیا نے اپنی آنکھوں سے ان کی تحقیر و تذلیل کو دیکھا، گرداب نحوست اور ادبار کی بادصرصر نے ان کا تیاں پانچا کر دیا صرف اس لیے کہ انھوں نے قہار و جبار کی جلالت شان کا پاس نہ کیا اس سورہ کی مرکزی تعلیم یہ ہے کہ انسان اپنے دائرہ سے نہ نکلے۔ اور ہر وقت اپنی عبدیت سے عبارت ہو۔ یہی تو معبود حقیقی سے قربت کا ذریعہ ہے اور یہی قربت تمرد و طغیان کی دشمن بھی ہے۔ خدا ہمیں اس سورہ کو بار بار پڑھنے کی توفیق دے تا کہ بندگی نصیب ہو اور باطنی کجروی اور ٹیڑھ پن سے نجات حاصل ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرض نفاق اور اس کا علاج - قرآن مجید کا موقف

توقیر عالم فلاحی

دل میں کفر چھپا کر زبان سے ایمان کا اقرار و اظہار، نفاق کے لغوی معنی ہیں۔ اصطلاح میں نفاق خدا اور اس کے رسول سے عملی طور پر انکار و انحراف کی روش اختیار کرنے کو کہا جاتا ہے، اگر چہ زبان سے ان پر ایمان لانے کا اقرار کیا جاتا ہو۔ دوسرے الفاظ میں نفاق کی تعبیر یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ دل میں جو کچھ بھی بات ہے، عمل اس کی تصدیق کردے، البتہ زبان سے متضاد و متناقض امر کی شہادت ملتی ہو۔ ایک اور تعبیر یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ نفاق دراصل قول و فعل کا تضاد ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت اس سلسلے میں واضح ہے۔ فرمایا جاتا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ [1]

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو، اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔

اخلاص کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہونا اور عملاً اللہ و رسول کی مرضی کو پامال کرتے ہوئے ذاتی، گروہی اور برادری کے مفاد کو عزیز رکھنا اور کفر و اسلام کی جنگ میں ناسازگار حالات کی آڑ لے کر راہ فرار اختیار کرنا، نمائشی ایمان کا لبادہ اوڑھتے ہوئے اسلام اور اہل اسلام کو دھوکہ دینا دراصل نفاق کے مظاہر ہیں۔

یہ منافقین اللہ کی راہ میں جنگ و جہاد کے بلند بانگ دعوے کرتے تھے، لیکن جب حکم الٰہی نازل ہوتا یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نفیر عام ہو جاتا تو اسے وبال جان سمجھتے تھے۔ ایک جگہ ان کے ایمان کے تقاضے سے انحراف اور ان کے ایمان کے ظاہری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ رکھاؤ کو یوں بے نقاب کیا جاتا ہے:

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۲

جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی جاتی (جس میں جنگ کا حکم دیا جائے)، مگر جب ایک محکم سورت نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو۔ تباہی ہو ان کے لیے۔

دکھاوے کے ایمان کے ساتھ ان کا کوئی نیک عمل خوشدلی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو وہ ایک بوجھ اور تاوان سمجھتے ہیں۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے گرفتار مصیبت ہونے کا انتظار کرتے ہیں تاکہ اسلامی نظام زندگی کا قلادہ اپنی گردنوں سے اتار پھینکیں۔

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغْرَماً وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۳

ان بدویوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو راہ خدا میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو اسے اپنے اوپر زبردستی کی چٹی سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے مقدس بول بولنے کے بعد دائرہ اسلام میں ایک شخص رسمی طور پر داخل ہو جاتا ہے لیکن جب تک اس کے مطالبات پورے نہیں کیے جاتے، ایسے ایمان کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایمان کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا مطالبہ یا کلمہ طیبہ کے صحیح ہونے کا مستند ترین ثبوت یہ ہے کہ ایمان لانے والا شخص دن بھر میں کم از کم پانچ متعین اوقات میں نماز کی شکل میں اپنی اطاعت و وفاداری کا ثبوت پیش کرے۔ نماز کی ادائیگی میں سستی ہو یا اس عبادت کی انجام دہی میں ریاکاری کا جذبہ کارفرما ہو تو اس کا سر انفاق سے مل جاتا ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ نماز جیسی مہتم بالشان عبادت کی ادائیگی میں سستی اور نمود و نمائش دراصل منافقین کا ہی شیوہ ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآؤُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۝

یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالاں کہ درحقیقت اللہ ہی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ جب نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

عبادات کے معاملے میں خواہ نماز کی بابت ہو، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بابت یا پھر حق و باطل کی جنگ میں شریک و سہیم ہونے کی بابت، ان کا رویہ ایک مخلص اور مطیع فرمان کا موقف نہیں ہوتا بلکہ بددلی اور ریاکاری کے جذبہ سے معمور ہو کر وہ کسی طرح گروہ مومنین میں شامل رہنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے مفادات بھی مجروح نہ ہوں اور اسلام اور اہل اسلام پر خطرات کے امڈتے ہوئے بادل سے بھی اپنے آپ کو یہ کہتے ہوئے محفوظ و مامون رکھیں کہ دائرہ اسلام میں ان کی شمولیت محض نام کے لیے ہے کام یا کردار تو ان کا وہی ہوگا جو اہل باطل کا ہے۔ گویا مفاد ان کا مرکز توجہ اور مطمح نظر ہوتا ہے اور اس محور پر قائم رہتے ہوئے ہی وہ کوئی عمل انجام دیتے ہیں۔

قرآن مجید نے عبادات کے علاوہ زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی مفاد پر مبنی ان کے کردار و عمل کو واضح کیا ہے، جن میں چند ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

(۱) سب کو خوش رکھنے کی پالیسی ان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ خواہ کوئی کفر کا علمبردار ہو یا اسلام کا علمبردار، چور و بدمعاش ہو یا نیکوکار و صالح، برا ہو یا اچھا اور فاسق و فاجر ہو یا متقی و پرہیزگار، نفاق کے مرض میں مبتلا شخص ہر ایک کی نگاہ میں معتبر و موقر بننا چاہتا ہے۔ حق کو حق نہ کہنا اور باطل کو باطل نہ قرار دینا، ظالم کو ظالم نہ گردانا اور مظلوم کو مظلوم نہ کہنا، نیکی یا اچھائی کا رویہ اختیار کرنے والوں کا ساتھ نہ دینا اور بدی و برائی کرنے والوں سے تعرض نہ کرنا، یہ سب فساد فی الارض کے محرکات ہیں۔ قرآن مجید اس عمل کو فساد و بگاڑ سے تعبیر کرتا ہے اس لیے کہ ایسے کردار کو فروغ دے کر حق اور باطل کو عملاً گڈمڈ کیا جاتا ہے اور فساد و بگاڑ کی راہ ہموار کی جاتی ہے۔ قرآن ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

(۲) اس کردار کے حاملین صحیح وغلط اور حق و باطل کے معاملے میں تذبذب کے شکار ہوتے ہیں۔ چوں کہ مفاد ان کا مرکز توجہ ہوتا ہے، اس لیے نہ تو وہ گروہ مومنین میں ہوتے ہیں اور نہ ہی گروہ کفار میں۔ گویا ان کی شناخت ختم ہو جاتی ہے۔ منافقین کے اس کردار کو قرآن مجید یوں بیان کرتا ہے:

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ ۝

اور جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اصل میں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔

حق اور باطل دونوں کے کیمپ میں ایسے کردار کے حامل افراد مشکوک ومشتبہ قرار دیئے جاتے ہیں اور انھیں کہیں بھی خاطر خواہ عزت نہیں ملتی۔ خدشات وخطرات سے بچنے اور لذائذ وفوائد کو حاصل کرنے کا جذبہ رکھتے ہوئے یہ کسی کے اپنے نہیں ہوتے اور نہ کوئی انھیں اپنا سمجھتا ہے۔ ایک اور جگہ قرآن نے ان کے اس کردار کو اچھی طرح بے نقاب کر دیا ہے:

مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۝

یہ لوگ کفر وایمان کے درمیان تذبذب کے شکار ہوتے ہیں۔ نہ وہ اس (کفر) طرف ہوتے ہیں نہ وہ اس (اسلام) طرف۔

(۳) منافقین کا ایک اور کردار قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ وہ خطرات نہیں مول لینا چاہتے۔ عافیت کوشی اور راحت طلبی ان کا مسلک حیات ہوتا ہے۔ چنانچہ ان سے جب ایمان اور اس راہ میں مصائب وشدائد برداشت کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ ہم اس ایمان کے علمبردار نہیں ہیں جو شدائد ومحن اور تکالیف ومصائب کا سبب ہے۔ ہاں ہم اس ایمان کے قائل اور مداح ہیں جو راحتوں اور آسائشوں کی ضمانت دیتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس راہ میں مصائب جھیلنے کو شایان شان قرار نہیں دیتا۔ ان کی جرأت وڈھٹائی یہاں تک بڑھ جاتی ہے کہ ایمان کی راہ میں ابتلا و آزمائش سے دوچار ہونے والوں کو احمقوں میں شمار کرتے ہیں اور اپنی عافیت طلبی کے لیے ہر عمل کو بجا اور درست قرار دے کر اپنے آپ کو دانا و عقل مند قرار دیتے ہیں۔ ذیل کی آیت کریمہ اسی کردار کے حاملین کو بے نقاب کرتی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۸

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح یہ لوگ (مصائب جھیلنے والے صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں، اس طرح ایمان لاؤ تو یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ خبردار حقیقت میں یہ خود بے وقوف ہیں، مگر یہ جانتے نہیں ہیں۔

اس کردار کے حامل افراد بلاشبہ کلمہ پڑھتے ہیں، زبان سے بلند بانگ دعوے بھی کرتے ہیں، جہاں مفادات ومنافع کی توقع ہوتی ہے، وہاں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جہاں بھی خدشات وخطرات کا احساس ہوتا ہے، وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کی اسی مصلحت پسندی کی قلعی یہ آیت کریمہ کھول دیتی ہے:

كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۹

جب کبھی ان کے لیے روشنی ہوتی ہے تو اس میں چل پڑتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۴) حیلہ تراشی بھی منافقین کا محبوب عمل ہوتا ہے۔ چوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے تئیں وہ مخلص نہیں ہوتے ہیں۔ اسی لیے کسی بھی مہم پر یا کسی بھی آزمائش کے مرحلے میں عذر تراشی ان کا محبوب عمل ہوتا ہے۔ حق و باطل کی جنگوں میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اعلان عام ہونے کے باوجود وہ بے حس وحرکت بنے رہتے تھے اور طرح طرح کی سخن سازیوں کے ذریعہ شرکت جنگ سے اپنے آپ کو دور رکھتے تھے۔ غزوہ احزاب کے موقع پر منافقین کی حیلہ جوئی کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

وَإِذْ قَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَاراً ۱۰

اوران میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ''اے یثرب کے لوگو: تمہارے لیے اب ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے، پلٹ چلو'' اوران کا ایک فریق یہ کہہ کر نبی سے رخصت طلب کر رہا تھا کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں، حالاں کہ وہ خطرے میں نہ تھے، دراصل وہ (محاذ جنگ) سے بھاگنا چاہتے تھے۔

(۵) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف حسد وکینہ ان کے مزاج کا خاصہ ہوتا ہے۔ اہل اسلام کو نشانہ ستم بنایا جارہا ہو اور وہ شکست وہزیمت سے دوچار ہوں، یہ ان کے دلوں کی ٹھنڈک کا سامان ثابت ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اسلام کے علمبرداروں کو خدائی تائید ونصرت مل رہی ہو اور غلبہ وکامرانی ان کے حصے میں آرہی ہو تو یہ ان کے لیے باعث قلق واضطراب ہوتا ہے اوران کی راتوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔ انہی منافقین کے بارے میں یہ آیت کریمہ ناطق ہے:

إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ ۱۱

جب تمہارا بھلا ہوتا ہے تو انھیں تکلیف ہوتی ہے اور جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ منھ پھیر کر خوش خوش پلٹتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ اچھا ہوا، ہم نے پہلے ہی اپنا معاملہ ٹھیک کر لیا تھا۔

فواحش ومنکرات پر اصرار یا معصیت ونافرمانی پر جمے رہنا دراصل فسق ہے۔ یہ منافقین تو فاسقین کے زمرے میں شامل ہیں۔ قرآن مجید ان کی عادات شنیعہ کو بیان کرتے ہوئے انھیں اصل فاسق قرار دیتا ہے۔ فرمایا جاتا ہے:

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۱۲

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انھیں بھلا دیا۔ یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی ہدایات [۱۳] سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا انجام اصل اور ابدی زندگی میں تباہی و بربادی ہے۔ یہ آیت کریمہ منافقین کا ملجا و مستقر بہت واضح طور پر جہنم کو قرار دیتی ہے:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاوٰهُمُ النَّارُ كُلَّمَا اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ. [۱۴]

اور جنھوں نے فسق اختیار کیا ہے، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب کبھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے، اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب اس آگ کے عذاب کا مزہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

عملی طور پر انکار و انحراف اور اس پر ثبات قدمی بھی دراصل کفر ہے۔ منافقین قول کے غازی تو ہوتے ہیں لیکن عمل کے میدان میں نرے ثابت ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ ان کے اعمال ان کے حقیقی ایمان کی شہادت نہیں پیش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جو ایمان کے تقاضوں سے روگردانی کرتے ہیں یا اعمال و افعال سے ایمان و اخلاص کا ثبوت فراہم نہیں کرتے، وہ ایمان والے ہیں ہی نہیں [۱۵] ممکن ہے دنیا کی نگاہ میں بہت چالاک و ہوشیار مسلمان بنے رہیں لیکن اللہ کی نگاہ میں وہ کافر ہیں۔ اس سلسلے میں فرمانِ باری تعالیٰ بہت واضح ہے:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ [۱۶]

اے نبی! تم خواہ ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ستر مرتبہ بھی انھیں معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انھیں ہرگز معاف نہ کرے گا، اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے۔

کفر بدترین عمل ہے اور اس کا مرتکب بدترین مخلوق ہے جس کا انجام ہمیشگی کی جہنم ہے۔ [۱۷] قرآن مجید کی سینکڑوں آیات اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ ایسے لوگوں کا استقبال جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے ہوگا۔ [۱۸] کفر کے علمبردار تو اسلام کے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔ ان سے وفاداری کی توقع ہی بے معنی ہے اور ان سے بچنے کی تدابیر بھی کی جاسکتی ہیں لیکن بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ لینے والے نفاق کے مرض میں مبتلا لوگ چھپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے دشمن ہیں، جن سے فریب اور دھوکہ ہی ملتا ہے اور جن سے بچنے کی تدبیریں بھی اختیار نہیں کی جاسکتیں۔ جس طرح گھر کے اندر کا دشمن باہر کے دشمن کے مقابلے میں زیادہ خطرناک اور اس کی کارروائیاں زیادہ سنگین ہوتی ہیں، اسی طرح منافقین اہل اسلام کے لیے گھر کے دشمن ثابت ہوتے ہیں، اور ان کے عزائم واقدامات زیادہ مہلک ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کا انجام بھی انتہائی سنگین ہوتا ہے۔ جہنم میں وہ جگہ انہیں ملے گی جو انتہائی اذیت ناک ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ اعلان عام ہے:

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۱۹

یقیناً منافقین (مرد ہوں یا عورتیں) جہنم کے سب سے نیچے اذیت ناک) طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔

قرآن مجید کی صراحت کے مطابق قول وفعل میں تضاد اصل منافقت ہے۔ شارح قرآن مجید نبی اکرم ﷺ نے جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی اور سب وشتم کو منافقین کی علامات خاصہ قرار دیا۔ [۲۰] قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں نفاق اور منافقین کے سلسلے میں ماحصل کے طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کا ایمان اخلاص پر مبنی نہیں ہوتا، اس لیے وہ اللہ ورسول کا مخلص نہیں ہوتا۔ ریاکاری اور بددلی کے ساتھ وہ عبادات انجام دیتا ہے۔ ان کی شب وروز کی چلت پھرت، دوڑ بھاگ اور ہر حرکت وعمل کا محور مفاد ہوتا ہے۔ سب کو خوش رکھنے کی پالیسی، تذبذب وپس وپیش کی کیفیت، خطرات وخدشات سے بچ نکلنے کی حیلہ جوئی، سازگار حالات میں پیش قدمی اور ناسازگار حالات میں تخلف اور اسلام اور اہل اسلام کی فتح وسربلندی وجہ تشویش واضطراب اور ان کی ہزیمت وپسپائی باعث فرحت وانبساط، یہ سب کیفیات منافقین کا طرہ امتیاز ہوتی ہیں۔ نفاق کا عمل فسق وفجور سے بڑھ کر کفر کی سرحد میں داخل ہوجاتا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک مرض اور اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ سنگین جرم کا ارتکاب ہے۔ اس لیے اس کی سزا بھی سارے مجرمین کے مقابلے میں سخت ہوگی اور جہنم کی انتہائی اذیت ناک جگہ ان کا ابدی مستقر بنے گی۔

ایک ایسا معاشرہ جہاں ظلم وناانصافی کو فروغ نہیں ملتا ہو، عدل وانصاف کا بول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالا ہو اور ہمدردی و انسانیت کو جلا ملتی ہو، صحیح و غلط اور جائز ناجائز کے سلسلے میں موقف واضح ہو اور اس کے مطابق سرگرمیٔ عمل ہو، راہ حق میں پیش آنے والے آلام و مصائب کے انگیز کرنے میں بھی کوئی تامل و تذبذب نہ ہو، کسی عمل خیر کی انجام دہی میں حیلہ سازی اور عذر لنگ کو سدراہ نہ بنایا جاتا ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ عمل کو شیوہ حیات قرار دیا جاتا ہو، اللہ کے دین کے ساتھ نصح و خیر خواہی کا معاملہ ہو اور اللہ کے دین کے علمبرداروں کے ساتھ تعلق خاطر، وسعت ظرفی اور ہمدردی کا سلوک روا رکھا جاتا ہو، دراصل یہ وہ اسباب و عوامل ہیں جو تمام قسم کی برائیوں کے انسداد میں اہم رول ادا کرتے ہیں اور معاشرہ انسانی نیکی اور صالحیت کی طرف تیز گام ہو جاتا ہے۔

سب کو خوش رکھنے کی پالیسی یا کم از کم نیکوکاروں اور بدکاروں کے مابین شناخت نہ بنائے جانے کی سعی و عمل یا مصلحت پسندی کو لازمۂ حیات قرار دینے کا جذبہ عمل، بلاشبہ ایسا قدم ہے جس سے ایک طرف ایک داعیٔ دین یا صالح شخص کا کردار مشکوک و مشتبہ ہو جاتا ہے تو دوسری طرف ظلم و جور اور بدی و بے حیائی کے کاموں کو فروغ ملتا ہے نیز حق و باطل کو گڈمڈ کر دینے میں یہ طریقۂ کار راہیں ہموار کر دیتا ہے۔ غلط کار، شر پسند اور فتنہ پرور کی حرکت و عمل کے خلاف حکمت عملی کے ساتھ محاذ آرائی کی جائے اور حالات کے تحت اگر طاقت، زبان اور دل سے روکنے کی کوشش کی جائے تو بلاشبہ یہ اقدام ایمان کے مظاہرے کے ساتھ ساتھ شر پسندوں، بدکاروں اور ظالموں کی حوصلہ شکنی کا سبب ہوگا اور خیر کے طلب گاروں، نیکوکاروں اور عدل پسندوں کی حوصلہ افزائی کا سامان ہوگا۔

بعض استثناء کے ساتھ افراد معاشرہ کی طرف سے بالعموم صحیح و غلط، جائز و ناجائز اور حق و باطل کے سلسلے میں واضح موقف اور دوٹوک انداز اختیار نہیں کیا جاتا، صحیح اور غلط کی تمیز ہوتے ہوئے اپنے کردار و عمل کو صاف اور شفاف انداز میں پیش نہیں کیا جاتا اور ناخوشگوار وقوعہ یا حادثہ کے عینی مشاہد بنتے ہوئے تماشائیں کی حیثیت سے دلچسپی ضرور لی جاتی ہے لیکن ظالم و شہہ زور کے سامنے زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اور بین بین کی راہ اختیار کرتے ہوئے ظالموں اور جفا کاروں کے حوصلے بلند کیے جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی معاشرے کے افراد اگر آلام ومصائب جھیلنے کے لیے تیار نہ ہوں اور شدائد ومحن سے کوسوں دور بھاگتے ہوں تو وہ معاشرہ اخوت ومحبت، ایثار وقربانی اور ہمدردی وبشر دوستی کے اوصاف سے عاری ہو جاتا ہے، گویا نفاق کے اس مرض کا پوری طرح شکار ہو جاتا ہے اور پھر وہ انسانوں کے خیر وفلاح کا علمبردار نہیں بن سکتا یہ بات بھی مشاہدے میں آتی ہے کہ جس معاشرے کو یہ مرض لاحق نہیں ہوتا اس کے افراد ایک دوسرے کے لیے خطرات مول لینے میں راہ گریز اختیار نہیں کرتے اور ہمدردیٔ ومحبت کی خوشگوار اور صحت مند فضا اس معاشرے میں عام ہو جاتی ہے۔

سخن سازی، عذر تراشی اور حیلہ جوئی بھی مرض نفاق کے متعدی اثرات ونتائج ہیں۔ اجتماعی فلاح وبہبود کے پروگراموں، منصوبوں اور تجاویز کو روبہ عمل لانے میں آج جن دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان سے اہل ہوش وخرد ناواقف نہیں ہیں۔ تاویلات، بہانے اور نامعقول دلائل کے ذریعہ اجتماعی فلاح وبہبود کے کاموں سے راہ فرار اور کنارہ کشی کے تکلیف دہ اور کریہہ مناظر آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔ بیہودہ تاویلات، نامعقول دلائل اور خانہ ساز افکار معاشرے کو ترقی اور کامیابی کی دوڑ میں بہت پیچھے لے جاتے ہیں بلکہ بہت حد تک مفلوج بنا دیتے ہیں۔

حسد جیسی برائی بھی نفاق کا نتیجہ ہے۔ اس برائی کا شکار جو شخص ہو جاتا ہے اسے محسود کی اچھائی ایک نظر نہیں بھاتی، بلکہ محسود کے خوشگوار حالات اور اچھے نتائج اس کے قلق واضطراب کا باعث بن جاتے ہیں۔ اسی طرح محسود کا برے حالات سے سابقہ پڑنا یا نتائج بد سے دوچار ہونا حاسد کے سکون قلب کا سبب بنتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں کفار کی یہ خصلت بتائی گئی[۲۱] وہیں منافقین کا یہ شیوہ حیات بتا گیا[۲۲] آج کے معاشرے میں یہ برائی عام ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انگلیوں پر گنے جانے والے لوگوں کو مستثنیٰ کر کے افراد معاشرہ اس مرض کے شکار ہیں۔ انہیں اپنی پریشانی اور تنگ حالی سے پریشانی اور بے چینی نہیں ہے بلکہ دوسروں کی اچھائی اور کامیابی لمحہ فکریہ بن جاتی ہے یہاں تک کہ کبھی کبھی راتوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر کسی پر مصیبت آ گئی یا کوئی پریشانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا ہو گیا بالخصوص پڑوسی یا ایسا شخص جس سے کسی وجہ سے اختلاف اور بُعد ہے، تو دل کو راحت مل جاتی ہے، اگر چہ بظاہر اظہار ہمدردی بھی کر لیا جاتا ہے اور دل کے نہاخانہ میں مخفی جذبات کے علی الرغم زبان سے کلمات تسلی بھی کہہ دیئے جاتے ہیں۔

مرض نفاق سے شفایابی کا نسخہ بھی قرآن مجید میں پیش کیا گیا ہے۔ جو تعلیمات وہدایات اس سلسلے میں نقوش راہ بنتی ہیں اور صحیح معنوں میں اس مرض کا تریاق ثابت ہوتی ہیں بالاختصار چند نکات کے تحت انھیں پیش کیا جا سکتا ہے:

(۱) اللہ اور رسول پر پختہ ایمان رکھا جائے اور اللہ کے دین سے والہانہ وابستگی کا ثبوت دیا جائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پختہ ایمان میں یہ شامل ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے طریقہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے ساری محبتوں کو قربان کر دیا جائے، گویا اللہ ورسول کی محبت کو ساری دنیا کی محبت پر ترجیح دی جائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔[۲۳]

(۲) اسلام سے تعلق خاطر کا تقاضا یہ ہے کہ حالات نرم ہوں یا گرم، خشک ہوں یا تر، سازگار وموافق ہوں یا ناسازگار وناموافق ہر حال میں خدائے واحد کی اطاعت کو ہی مرکز نظر اور محور ومستقر بنایا جانا چاہیے۔[۲۴]

اللہ کے ہی نافع اور ضارّ ہونے سے متعلق عقیدہ مستحضر رہنا چاہیے۔ اللہ رب العزت ہی عزت وذلت کا مالک ہے[۲۵] ساری دنیا مل کر کسی مصیبت کو رفع کرنا چاہے تو عاجز وقاصر رہے گی، اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نہ چاہے اسی طرح اللہ کسی کو کوئی نفع دینا چاہے اور اپنے فضل سے نوازنا چاہے تو ساری دنیا مل کر بھی اسے روک نہیں سکتی،[۲۶] اگر یہ تصورات ذہن ودماغ پر نقش ہوں تو جرأت وبہادری اور حق گوئی وبے باکی کا وصف زندگیوں میں نمایاں ہو جاتا ہے۔

اللہ کا یہ دین بڑا قیمتی ہے۔ یہ پوری دنیا پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔[۲۷] ایمان کی راہ میں مال وجان کی قربانیاں ناگزیر ہیں۔[۲۸] ابتلاء وآزمائش کے مرحلے سے گزرے بغیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرخروئی کا مقام حاصل نہیں ہوسکتا، [۲۹] اس لیے مصائب وشدائد موقف سے پھیرنے کا سبب نہ بنیں۔ اس استحضار کے ساتھ اگر دین اسلام سے وابستگی ہے تو یہ انتہائی مسعود ومبارک ہے، بصورت دیگر ایمان نافع نہیں ہوسکتا اور دین سے تعلق خوشگوار نتائج کا ضامن نہیں بن سکتا۔

اللہ ورسول پر کامل ایمان اور مال ودولت اور اولاد واحفاد گویا پوری دنیا سے زیادہ اللہ ورسول سے محبت کا اظہار واعلان اور اس کے تقاضوں کی تکمیل، ہر حال میں، خواہ حالات مساعد وخوشگوار ہوں یا نامساعد وناخوشگوار صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ہی اطاعت وسرافگندگی کا عملی مظاہرہ، اللہ کے ہی نافع وضار ہونے سے متعلق دل ودماغ پر غالب تصور اور دین حق کی راہ میں ابتلا وآزمائش پر ایمان ویقین، یہ وہ سرمایے ہیں جو نفاق جیسے مرض سے نجات یابی کا سبب بن سکتے ہیں اور معاشرہ خوشگواریوں سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔

حوالے وحواشی

۱-	الصف:۲-۳	۲-	محمد:۲۰	۳-	التوبۃ:۹۸
۴-	النساء:۱۴۲	۵-	البقرہ:۱۱	۶-	البقرہ:۱۴
۷-	النساء:۱۴۳	۸-	البقرہ:۱۳	۹-	البقرہ:۲۰
۱۰-	الاحزاب:۱۳	۱۱-	التوبۃ:۱۲۵۰		التوبۃ:۶۷
۱۳-	بطور مثال ملاحظہ فرمایئے، الاحقاف:۲۰، ۳۵		۱۴-		السجدۃ:۲۰
۱۵-	النور:۴۷	۱۶-	التوبۃ:۸۰	۱۷-	البینۃ:۶

۱۸- بطور مثال ملاحظہ فرمایئے، المائدہ:۸۶، الانفال:۳۶، التوبۃ:۹۰، الکہف: ۱۰۶، الانبیاء:۳۹، الحج:۷۲، فاطر:۳۶، الزمر:۷۱، فصلت:۲۷

۱۹-	النساء:۱۴۵	۲۰-	الجامع الصحیح للبخاری، ج۱، کتاب الایمان، ص۱۰		
۲۱-	آل عمران:۱۲۰	۲۲-	التوبۃ:۵۰	۲۳-	التوبۃ:۲۴
۲۴-	الانعام:۹، ۷۱، ۱۶۲، البینۃ:۵		۲۵-		آل عمران:۲۸
۲۶-	یونس:۱۰۷	۲۷	الصف:۹	۲۸-	البقرہ:۱۵۵

۲۹- حٰمٓ السجدۃ:۳۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواص کا بگاڑ — اسباب اور تدارک
(قرآن کی روشنی میں)

عبدالبر اثری فلاحی

خواص سے مراد:

خواص سے مراد وہ افراد ہیں جو کسی نہ کسی پہلو سے دوسروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ خواہ وہ حکمراں طبقہ ہو جنہیں قرآن نے عموماً ''ملوک'' سے تعبیر کیا ہے مثلاً:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَ کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَo (النمل-۲۷:۳۴)

ملکہ (سبا) نے کہا کہ بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّ اٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَo (المائدہ-۵:۲۰)

یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی، اس نے تم میں نبی پیدا کیے۔ تم کو فرماں روا بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔

یا پھر حکمراں کا معاون طبقہ ہو جنہیں قرآن نے عموماً ''ملأ'' سے تعبیر کیا ہے مثلاً:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْراً حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ o (النمل-۲۷:۳۲)

(سلیمانؑ کا خط پا کر) ملکہ (سبا) نے کہا اے سرداران قوم میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دیں میں کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں۔

حضرت یوسفؑ کے قصے میں بھی یہ تعبیر آئی ہے جو مصر کے حکمراں نے اپنے درباریوں کے لئے استعمال کیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُؤْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُوْنَ o (یوسف-۱۲:۴۳)

اے اہل دربار مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو۔

یا پھر مذہبی پیشوا ہوں جنہیں قرآن نے عموماً امام/ائمہ یا ''احبار ورھبان'' اور ''علماء'' سے تعبیر کیا ہے مثلاً:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَاماً قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ o (البقرہ-۲:۱۲۴)

یاد کرو کہ جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اس نے کہا: میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، ابراہیمؑ نے عرض کیا اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے۔ اس نے جواب دیا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ o (السجدہ-۳۲:۲۴)

اور جب انہوں (بنی اسرائیل) نے صبر کیا اور ہماری آیات پر یقین لاتے رہے تو ان کے اندر ہم نے ایسے پیشوا پیدا کئے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے۔

اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (التوبۃ-۹:۳۱)

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ o
(فاطر-۳۵:۲۸)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ زبردست اور درگزر کرنے والا ہے۔

ہم اپنی سادہ زبان میں ''مشائخ''، V.I.Ps، سفید پوش، ELITE کلاس وغیرہ الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ خواص کا مفہوم کبھی نسبتوں پر بھی منحصر ہوتا ہے کوئی ہمارا رشتہ دار یا دوست ہے وہ ہمارے لئے خاص ہے جبکہ عام لوگوں کیلئے وہ عام ہے۔ ایسے خواص بھی اثر انداز ہوتے ہیں اس لئے بنیادی مفہوم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خواص کے اثرات:

خواص کا طبقہ چونکہ سماج کا کریم ہوتا ہے۔ اس کے پاس قوت و طاقت، علم و ہنر، مال و اسباب، ذہانت و فطانت ہر چیز وافر مقدار میں ہوتی ہے اس لئے یہی طبقہ سماج کا رخ متعین کرتا ہے اور جدھر چاہتا ہے سماج کو لے جاتا ہے۔ یہ طبقہ اگر خیر کی راہ پر چلے تو سماج امن و سکون اور خوشحالی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور یہ طبقہ اگر شر کے راستے پر چل پڑے تو پھر سماج کو کوئی چیز ہلاکت سے نہیں بچا پاتی۔ عوام تو انہیں کے طریقے پر چلتے ہیں جیسا کہ مثل مشہور ہے۔ ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ'' لوگ اپنے حکمرانوں کے طریقے پر ہوتے ہیں۔

چنانچہ طبری کا مشہور بیان ہے ''ولید عمارتوں کا بانی تھا، اس لئے کہ اس زمانہ میں یہی عام مذاق ہو گیا تھا اور لوگ آپس میں صرف عمارتوں کا تذکرہ کرتے تھے، سلیمان کو عورتوں اور نکاح کا شوق تھا، اس لئے اس کے زمانے میں لوگ لونڈیوں اور شادیوں کا چرچا کرتے تھے، لیکن جب عمر بن عبدالعزیزؒ نے تخت خلافت پر قدم رکھا تو لوگوں کا موضوع بدل کر مذہب و عبادت کی تفصیلات ہو گئیں (۱)''۔

خواص کا بگاڑ باعث ہلاکت:

مثل مشہور ہے ''مچھلی ہمیشہ سر کی جانب سے سڑتی ہے'' یہی معاملہ قومی و اجتماعی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں بگاڑ اور فساد پیدا ہونے کا بھی ہے۔ پہلے فساد اور بگاڑ سر کی جانب سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی برائی اور خرابی سب سے پہلے کسی قوم کے خواص میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر وہ دھیرے دھیرے پوری قوم میں سرایت کر جاتی ہے اور سب کو ہلاک کر دیتی ہے۔ چنانچہ خواص کے بگاڑ، اس کے اسباب اور اس کی ہلاکت خیزی پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک موقع سے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا تھا: ''ان خواص کی جو صرف اپنی دولت، تمول، کاروبار اور نسبی و خاندانی تفوق کی وجہ سے طبقۂ خواص میں سمجھے جاتے ہیں، اور معاشرے میں ''بڑے آدمی'' کہلاتے ہیں، ملت کے مفادات وضروریات سے غفلت اور چشم پوشی، اسراف بے جا، دولت کا غلط استعمال اور ملت فراموشی کا اثر، ملت اور اس کے مستقبل پر اتنا اثر انداز نہیں ہوتا اور اس کی قسمت کا فیصلہ اس طرح نہیں کرتا جس طرح ملت کے ان نمائندوں، زعماء و قائدین، ممتاز اہل فکر، اور دانشور طبقہ کی وہ کمزوری کرتی ہے، جس کو اگر ہم ان کے احترام میں ملت فروشی نہ کہیں تو ملت فراموشی کہنے پر مجبور ہیں۔

یہ طبقہ اپنے دل کی آواز، ملت کی پکار اور ضمیر کے تقاضے کے بجائے اپنے ذاتی مفادات اور شخصی کامیابیوں کو ترجیح دیتا ہے اور جاہ پرستی و حصول اقتدار کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور اسی کو زندگی کا نصب العین اور ترقی کی معراج سمجھنے لگتا ہے، حق بات کہنے میں اس کی زبان گنگ، اور اس کے لب بستہ ہوتے ہیں، بڑے بڑے ملی مصائب کے وقت بھی اس کے اندر حمیت و غیرت کا کوئی جذبہ انگڑائی نہیں لیتا، اور اس کو ظالم کو ظالم کہنے کی توفیق نہیں ہوتی، وہ اپنی نشست محفوظ رکھنے، اپنے عہدے اور اعزاز کو برقرار رکھنے یا اس کے حصول کے لئے بڑے سے بڑے ملی نقصان کو برداشت اور بڑے سے بڑے المیہ کو انگیز کر لیتا ہے، بڑے سے بڑے محضر قتل پر دستخط کرنے میں اس کو باک نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات اپنے ایک موہوم فائدے اور محدود و عارضی جاہ و اقتدار کے لئے پوری ملت کو خطرے میں گرفتار اور اس کے بڑے سے بڑے مقدس اثاثہ اور ورثہ کا سودا کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، اقبالؔ نے ''شیخ حرم'' کہہ کر اسی طبقہ کی تصویر کھینچی ہے، جس کے ہاتھ میں بدقسمتی سے ملت کی قیادت و نمائندگی آجاتی ہے، وہ کہتے ہیں۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے گلیم بوذرؓ و دلق اویسؓ و چادرِ زہراؓ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتوں اور قوموں کی تاریخ اور خصوصیت کے ساتھ اس ملت کی تاریخ شاہد ہے کہ اسی طبقہ کی ضمیر فروشی، یا بے ضمیری، مفاد پرستی، جاہ طلبی اور اقتدار کی ہوس نے بڑی بڑی مستحکم اور طویل العمر سلطنتوں کا چراغ گل کر دیا، اور پوری ملت کو آن کی آن میں ذلیل کر کے رکھ دیا، خلافت عباسیہ کا خاتمہ، بغداد کی تباہی، بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ، سلطنت مغلیہ کا زوال، میسور کی ابھرتی ہوئی طاقت کا خاتمہ اور ٹیپو کی ناکامی، ترکوں کی شکست اور مقامات مقدسہ اور ممالک عربیہ کا اتحادیوں کے زیر اثر آنا، سب اسی طبقہ کی ملت فروشی، جاہ واقتدار کی ہوس اور انانیت کا نتیجہ ہے (۲)"۔

بگاڑ کے اسباب:

(۱) استکبار: خواص کے بگاڑ کا سب سے پہلا سبب کبر ہے یعنی بڑا بننا چونکہ وہ سماج میں ایک خاص مقام اور حیثیت کے مالک ہوتے ہیں اور صرف اپنے کو اس کا مستحق سمجھتے ہیں اور اس کا چھن جانا انہیں گوارا نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ کوشش کرتے ہیں کہ ان کی یہ حیثیت سدا باقی رہے۔ چنانچہ اپنے علاوہ وہ سب کو حقیر اور کم تر سمجھتے ہیں، اور انہیں اپنے برابر حقوق دینے کیلئے آمادہ نہیں ہوتے چنانچہ ان پر ہر طرح کا ناروا سلوک جائز سمجھتے ہیں۔

اسی طرح وہ ہر خیر کو اپنے لئے مخصوص سمجھتے ہیں اور کسی اور کو اس کا مستحق ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ چنانچہ قرآن نے اس طبقہ کے اس ذہن کو جگہ جگہ واضح کیا ہے۔ ابلیس نے اسی ذہن کی وجہ سے آدم علیہ السلام کی حیثیت کو تسلیم کرنے اور انہیں سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا جس کا تذکرہ قرآن میں ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ-۲:۳۴)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ تو سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔

اسی طرح بنی اسرائیل نے اپنی پستی سے نکلنے کے لئے "ملک" متعین کرنے کی درخواست کی تاکہ دشمنوں کا مقابلہ کر کے انہیں زیر کر سکیں۔ ان کے مطالبہ پر جب طالوتؑ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ''ملک'' مقرر کیا گیا تو اس طبقہ نے ان کی کمزور مالی وسماجی حیثیت کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اشکال پیش کیا بھلا وہ کیسے ''ملک'' ہو سکتے ہیں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (سورۃ البقرہ-۲:۲۴۷)

اُن کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ یہ سن کر وہ بولے ہم پر بادشاہ بننے کا وہ کیسے حق دار ہو گیا؟ اُس کے مقابلے میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔ وہ تو کوئی بڑا مالدار آدمی نہیں ہے۔ نبی نے جواب دیا اللہ نے تمہارے مقابلے میں اُسی کو منتخب کیا ہے اور اس کو دماغی وجسمانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے، اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب کچھ اُس کے علم میں ہے۔

اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کو نبوت عطا ہوئی تو بنی اسرائیل نے آپ ﷺ کے بنو اسماعیل میں سے ہونے کی وجہ سے انکار کی روش اپنائی کیونکہ وہ صرف بنی اسرائیل کو سلسلہ نبوت کا حق دار سمجھتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کو بنی اسماعیل میں سے ہونے کی وجہ سے یہ حق دینے کو تیار نہیں تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ لونڈی زادہ سلسلے سے ہونے کا طعنہ دے کر رد کرتے تھے۔ خود قریش اور عربوں کا یہ طبقہ بھی یہ کہتا تھا کہ اللہ کو اگر رسول بنانا ہی تھا تو مکہ اور طائف کے سرداروں میں سے کسی کو بنایا ہوتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں صراحت ہے۔

وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○ (الزخرف-۴۳:۳۱)

اور وہ کہتے ہیں یہ قرآن دونوں شہروں (مکہ وطائف) کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا؟

حدیث میں ان کی اس سوچ کو ''اعجاب المرء بنفسہ'' سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اسے مہلکات میں شمار کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَ ثَلَاثٌ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُهْلِكَاتٌ : فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ – فَتَقْوَىٰ اللهِ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ، وَ الْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَىٰ وَ السَّخَطِ، وَ الْقَصْدُ فِي الْغِنَىٰ وَ الْفَقْرِ. وَ اَمَّا الْمُهْلِكَاتُ – فَهَوىً مُتَّبَعٌ، وَ شُحٌّ مُطَاعٌ، وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَ هِيَ اَشَدُّ هُنَّ (۳)''۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں پس رہی نجات دلانے والی چیزیں تو وہ کھلے چھپے ہر حال میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے، خوشی اور ناراضگی ہر حال میں حق بات کہنا ہے اور مالداری و غربت ہر حال میں میانہ روی اختیار کرنا ہے۔ رہیں ہلاک کرنے والی چیزیں تو وہ خواہشات کی پیروی کرنا ہے۔ مال کی محبت میں مبتلا ہو جانا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے اور یہ سب سے زیادہ سخت چیز ہے۔

(۲) اتباع ھویٰ:

خواص کو چونکہ ہر طرح کی سہولت اور آسائش حاصل ہوتی ہے چنانچہ وہ اپنی ہر خواہش پوری کرتا ہے یا پوری کرنے میں لگا رہتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ خواہشات کا عادی بلکہ غلام بن جاتا ہے۔ چنانچہ کبھی ضرورۃً و مجبوراً ان خواہشات پر اسے قدغن لگانا پڑے یا ان کو چھوڑنا پڑے تو وہ آسانی سے آمادہ نہیں ہوتا۔ ''مدائن کی فتح کے وقت شہنشاہ ایران یزدگرد جس بے سروسامانی اور پریشانی میں دارالسلطنت چھوڑ کر بھاگا ہے، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، مگر اس عجلت و پریشانی میں بھی وہ اپنے ساتھ جو سامان لے گیا ہے، اس سے اس ذہنیت اور معیار تمدن کا اندازہ ہوسکتا ہے، 'ایران بعہد ساسانیان' کا مصنف لکھتا ہے: 'یزدگرد اپنے ہمراہ ایک ہزار باورچی، ایک ہزار گویے، ایک ہزار چیتوں کے محافظ ایک ہزار بازدار، اور بہت سے دوسرے لوگ لیتا گیا، اور یہ تعداد اس کے نزدیک ابھی کم تھی'۔ اسی طرح ہرمزان شکست کھانے کے بعد جب پہلی بار مدینہ آیا اور حضرت عمرؓ کی مجلس میں حاضر ہوا تو اس نے پانی مانگا، پانی ایک موٹے سے پیالہ میں لایا گیا، اس نے کہا کہ چاہے میں پیاسا مر جاؤں مگر اس بھدے پیالہ میں پانی پینا میرے لئے ممکن نہیں، چنانچہ اس کے لئے تلاش کر کے دوسرے برتن میں پانی لایا گیا جس کو وہ پی سکا۔ ان دو واقعات سے اندازہ ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایرانیوں کی عادتیں کس قدر بگڑ گئی تھیں، اور وہ مصنوعی زندگی اور تکلفات کے کس قدر عادی اور سادہ اور فطری زندگی سے کس درجہ دور ہو چکے تھے (۴)۔'' بلکہ یہ طبقہ عادی بن جانے کی وجہ سے ان خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر جا و بے جا طریقہ استعمال کرتا ہے۔ قرآن نے سورۃ الاعراف آیات ۱۷۵-۱۷۶ میں اس بیماری کے شکار شخص کی بڑی عبرت ناک تصویر کھینچی ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ. وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (الاعراف-۷:۱۷۵-۱۷۶)

اور اے نبی ﷺ ان کے سامنے اُس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا، مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا، آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا، یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا، اگر ہم چاہتے تو اُسے اُن آیتوں کے ذریعہ سے بلندی عطا کرتے مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا، لہٰذا اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اُسے چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے، یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ تم یہ حکایات ان کو سناتے رہو، شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں۔

قرآن نے یہ بھی اشارہ دیا ہے کہ علم کے باوجود لوگ اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اور اللہ انہیں گمراہ کر کے چھوڑتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (الجاثیہ-۴۵:۲۳)

پھر کیا تم نے اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں پھینک دیا۔

عیش و تنعم کی وجہ سے یہ طبقہ ہر معاملہ میں حد سے تجاوز کرنے لگتا ہے اور اسراف کی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ جسے قرآن نے خواص کی بیماریوں میں شمار کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی اسراف اور بری عادت کی وجہ سے اس کے اندر اتراف پیدا ہو جاتا ہے۔ مال واسباب کی فراوانی جب کسی کو سرکشی و بگاڑ میں مبتلا کرنے کا باعث بنے تو اسے اتراف کہتے ہیں۔ پھر یہ اسراف اور اتراف اس شخص کو فسق تک پہنچا دیتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اشارہ ہے۔

وَ اِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل-۱۷:۱۶)

جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

چنانچہ ان بیماریوں میں مبتلا ہو جانے کے بعد ہلاکت ان کا مقدر بن جاتی ہے جیسا کہ قرآن نے اسی آیت میں واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں "دراصل جس حقیقت پر اس آیت میں متنبہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک معاشرے کو آخر کار جو چیز تباہ کرتی ہے وہ اس کے کھاتے پیتے، خوشحال لوگوں اور اونچے طبقوں کا بگاڑ ہے۔ جب کسی قوم کی شامت آنے کو ہوتی ہے تو اس کے دولت مند اور صاحب اقتدار لوگ فسق و فجور پر اتر آتے ہیں، ظلم و ستم اور بدکاریاں اور شرارتیں کرنے لگتے ہیں اور آخر یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے۔ لہٰذا جو معاشرہ آپ اپنا دشمن نہ ہو اسے فکر رکھنی چاہئے کہ اس کے یہاں اقتدار کی باگیں اور معاشی دولت کی کنجیاں کم ظرف اور بداخلاق لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جانے پائیں (۵)"۔

(۳) شح (مال کی محبت/مفاد پرستی)

اپنے بڑکپن کو باقی رکھنے اور بڑھانے کے لئے نیز اپنی پھیلتی ہوئی خواہشات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مال واسباب کے تقاضے بڑھتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ان کے اندر سب سے پہلے تو مال کی محبت اور مفاد پرستی کی بیماری پیدا ہوتی ہے پھر وہ اکل حرام پر پہنچ کر منتج ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّ کَثِیْراً مِنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّھْبَانِ لَیَأْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ" (التوبۃ-۹:۳۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان اہل کتاب کے اکثر علماء و درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ دردناک سزا کی خوش خبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

اس آیت کی تفسیر میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے لکھا ہے: ''یعنی ظالم صرف یہی ستم نہیں کرتے کہ فتوے بیچتے ہیں، رشوتیں کھاتے ہیں، نذرانے لوٹتے ہیں، ایسے ایسے مذہبی ضابطے اور مراسم ایجاد کرتے ہیں جن سے لوگ اپنی نجات ان سے خریدیں اور ان کا مرنا جینا اور شادی و غم کچھ بھی ان کو کھلائے بغیر نہ ہو سکے اور وہ اپنی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے کا ٹھیکہ داران کو سمجھ لیں بلکہ مزید برآں اپنی انہی اغراض کی خاطر یہ حضرات خلق خدا کو گمراہیوں کے چکر میں پھنسائے رکھتے ہیں اور جب کبھی کوئی دعوت حق اصلاح کے لئے اٹھتی ہے تو سب سے پہلے یہی اپنی عالمانہ فریب کاریوں اور مکاریوں کے حربے لے کر اس کا راستہ روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں (۶)''۔

چنانچہ جہاں سے ان کا مفاد پورا ہو رہا ہوتا ہے وہ وہاں پہنچ جاتے ہیں نہ ان کے اندر اخلاق باقی رہتا ہے اور نہ ہی انسانیت باقی رہتی ہے۔ ان کے لئے ان کی سب سے اہم چیز مفاد کی تکمیل ہوتی ہے۔ دوسرے سارے رشتوں کو یہ قربان کر دیتے ہیں۔ اس کی سب سے واضح مثال قارون ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا لیکن مفادات کے تحت فرعون کے ساتھ چلا گیا تھا۔ اسی طرح ابولہب رسول اللہ ﷺ کا سگا چچا تھا لیکن شعب ابی طالب میں وہ بنو ہاشم کے ساتھ نہیں شریک ہوا بلکہ سردارانِ قریش سے پیوستہ رہا۔

اسی ذہن کی وجہ سے منافقانہ روش بھی پیدا ہوتی ہے یہ منافقانہ روش عموماً اس طبقہ میں پائی جاتی ہے۔ جب مفاد ہو تو سر آنکھوں پر چڑھائیں گے لیکن اگر مفاد ختم ہو گیا یا پورا نہیں ہوا تو پیروں سے روند ڈالیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) تحریف دین:

مطلب براری کے لئے یہ طبقہ جہاں اکل بالباطل پر اتر آتا ہے وہیں دین و شریعت کو بیچ کھانے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ چنانچہ "اشتراء آیات بثمن قلیل" (معمولی قیمت پر آیات الٰہی کا سودا کرنا) کے ساتھ دین میں تبدیلی و تحریف بھی کر ڈالتا ہے۔

"فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ o (البقرہ-۲:۷۹)

پس ہلاکت اور تباہی ہو اُن لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی اُن کے لئے تباہی کا سامان ہے اور اُن کی یہ کمائی بھی ان کے لئے موجب ہلاکت۔

پہلے بھی یہ کام علماء یہود کرتے تھے جن کا تذکرہ درج ذیل آیات میں کیا گیا ہے:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ o (البقرہ-۲:۷۵)

اب کیا ان لوگوں سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمہاری دعوت پر ایمان لائیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام سنا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی۔

آج بھی علماء واکابر اس مرض میں مبتلا ہیں چنانچہ آیات الٰہی کی تاویل کر کے وہ باطل نظریات کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کی واضح مثال "خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ" اور "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کی بے جا تاویلات ہیں۔ حتیٰ کہ اسلم جیراج پوری اور غلام احمد پرویز جیسوں کے تاویلوں کی بنیاد پر پاکستان میں قانونی طور پر یتیم پوتے کو وراثت کا حق دار تک قرار دے دیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) مکر (خفیہ تدبیر/سازش):

خواص اپنے مقابلے میں ابھرنے والی طاقت کو روکنے کے لئے ہر طرح کی تدبیر اختیار کرتے ہیں تاکہ ان کی چودھراہٹ باقی رہے حتی کہ مکر اور سازش سے باز نہیں آتے۔ قرآن میں ان کی اس حرکت کی طرف درج ذیل آیت میں صراحت ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (الانعام-۶:۱۲۳)

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں دراصل وہ اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں مگر انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔

سردارانِ قریش نے پیارے نبی ﷺ کی راہ روکنے کے لئے جو جو تدبیریں اختیار کیں ان سب کا بیان جگہ جگہ قرآن میں آیا ہے مثلاً:

وَاِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (الانفال-۸:۳۰)

وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

اسی طرح یہودی لیڈران پیارے نبی ﷺ کے خلاف جو سازشیں کرتے تھے وہ بھی پوشیدہ نہیں ہیں، نبی کریم ﷺ کو زہر دیا، قتل کی کوشش کی، غزوہ احزاب کے موقع سے اہل مکہ کو چڑھا لائے۔

فرعون کے درباریوں نے جو سازش کیا تھا۔ اس کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے۔

وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يَا مُوْسٰى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ (القصص-۲۸:۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک آدمی شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اور بولا موسیٰ سرداروں میں تیرے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں یہاں سے نکل جا میں تیرا خیر خواہ ہوں۔

عزیز مصر کی بیوی نے جس طرح جھوٹا الزام لگا کر یوسفؑ کو جیل بھجوایا اسے بھی اس کھاتے میں ڈالا جا سکتا ہے۔

(۶) امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے اعراض:

خواص کا طبقہ جب بگاڑ کی راہ پر چل پڑتا ہے تو جو ان کا بنیادی فریضہ ہے ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' ان سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ چیز ان کو مزید بگاڑ کی راہ پر لے جاتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ سلسلہ جاری رہے تو گویا ہر ایک ایک دوسرے کا احتساب کرتا رہتا ہے اور ایک طرح کا عدل اور توازن قائم رہتا ہے لیکن خواص جب بگاڑ کا شکار ہوتے ہیں تو اپنی کمزوری اور عیب کو چھپانے کے لئے دوسروں کی غلطیوں پر نکیر کرنا اور اچھی باتیں بتانا چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ وہ برائیاں پنپتی اور بڑھتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ پورا سماج اور معاشرہ تباہی کے کگار پر پہنچ جاتا ہے اور ہلاکت ان کا مقدر بن جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں تصویر کشی کی گئی ہے:

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (المائدہ-۵:۶۲، ۶۳)

تم دیکھتے ہو کہ ان میں سے بکثرت لوگ گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں اور حرام کے مال کھاتے ہیں بہت بری حرکات ہیں جو یہ کر رہے ہیں۔ کیوں ان کے علماء اور مشائخ انہیں گناہ پر زبان کھولنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے۔ یقیناً بہت ہی برا کارنامہ زندگی ہے جو وہ تیار کر رہے ہیں۔

یہ کام چونکہ مشکل ہے۔ اول تو اپنے اوپر مکمل کنٹرول رکھنا پڑتا ہے۔ دوسرے لوگوں کی جانب سے شدید ردعمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے عموماً لوگ مداہنت کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور یہی مداہنت انہیں لے ڈوبتی ہے جیسا کہ علماء یہود کے سلسلے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کے اندر وضاحت سے اس رویّے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْاِسْرَآ ئِیلَ فِی الْمَعَاصِیْ نَھَتْھُمْ عُلَمَآؤُھُمْ فَلَمْ یَنْتَھُوْا فَجَالَسُوْھُمْ فِیْ مَجَالِسِھِمْ وَ اٰکَلُوْھُمْ وَشَارَبُوْھُمْ فَضَرَبَ اللّٰہُ قُلُوْبَ بَعْضِھِمْ بِبَعْضٍ وَّ لَعَنَھُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَo (۷)

حضور ﷺ نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا اور وہ باز نہ آئے، پھر وہ (علماء) بھی ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے، ان کے ساتھ کھایا اور ان کے ساتھ پیا (تو) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا اور ان پر لعنت کی داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان پر۔ یہ بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے۔

(۷) جزئیات وفروعات میں الجھنا اور الجھانا:

جزئیات وفروعات میں الجھنا اور الجھانا تاکہ عوام انہیں میں مصروف رہے اور اوپر اٹھ کر ان کا مدمقابل نہ بنے، اس لئے کہ عوام کو اگر اعلیٰ مقاصد اور اعلیٰ اقدار سے مزین کیا جائے تو وہ بھی طبقہ خواص میں شامل ہو سکتے ہیں اور پھر طبقہ خواص کی جو مخصوصات ہیں، ان میں حصہ دار بن سکتے ہیں اس لئے ان کی کوشش رہتی ہے کہ وہ الجھے رہیں اور اپنی سطح سے اوپر نہ آنے پائیں چنانچہ اس کے لئے وہ مختلف مسائل کو اچھالا کرتے ہیں اور ان میں الجھائے رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے اس رویے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

وَاٰتَیْنٰھُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَo (الجاثیہ-۴۵:۱۷)

اور دین کے معاملہ میں اُنہیں واضح ہدایات دے دیں، پھر جو اختلاف اُن کے درمیان رونما ہوا وہ ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ علم آجانے کے بعد ہوا اور اس بنا پر ہوا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے، اللہ قیامت کے روز اُن معاملات کا فیصلہ فرمادے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

اسی طرح دوسرے مقام پر صراحت ہے:

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالاً وَّ اَوْلاَدًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلاَقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلاَقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلاَقِهِمْ وَ خُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○ (التوبہ-۹:۶۹)

تم لوگوں کے رنگ ڈھنگ وہی ہیں جو تمہارے پیش رووں کے تھے۔ وہ تم سے زیادہ زور آور اور تم سے بڑھ کر مال اور اولاد والے تھے۔ پھر انہوں نے دنیا میں اپنے حصہ کے مزے لوٹ لئے اور تم نے بھی اپنے حصے کے مزے اُسی طرح لوٹے جیسے انہوں نے لوٹے تھے، اور ویسی ہی بحثوں میں تم بھی پڑے جیسی بحثوں میں وہ پڑے تھے، سو ان کا انجام یہ ہوا کہ دنیا اور آخرت میں ان کا سب کیا دھرا ضائع ہو گیا اور وہی خسارے میں ہیں۔

تاریخی واقعات میں مذکور ہے جب محمد فاتح کی فوج قسطنطنیہ میں داخل ہو رہی تھی تو وہاں اہل علم میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عشائے ربانی میں جو روٹی کھائی تھی وہ فطیری تھی یا خمیری تھی۔ اس پر بڑی متکلمانہ بحثیں اور بڑی بڑی نکتہ سنجیاں ہو رہی تھیں۔

تدارک

۱- احساس عبدیت اجاگر کرنا: اگر انسان یہ سمجھے کہ وہ ''عبداللہ'' اللہ کا بندہ ہے تو پھر اس کے اندر کبھی غرور اور کبر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پہلی ضرورت یہ ہے کہ احساس عبدیت کو اجاگر کیا جائے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ''کلمہ طیبہ'' اور ''کلمہ شہادت'' کا اقرار دراصل اسی حقیقت کا اعتراف ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ انسان کی اس حیثیت کو ابھار کر پیش کیا گیا ہے۔ انبیاء کرامؑ کی دعوت کا پہلا نکتہ ہی ''اُعْبُدُوْ اللّٰهَ'' رہا ہے۔ سورۃ الاعراف اور سورہ ہود میں انبیائی دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار ''اُعْبُدُوْ اللّٰهَ'' کی تکرار آئی ہے۔ انبیاء نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنی اسی حیثیت کا تذکرہ کیا ہے مثلاً:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّاo (مریم-۱۹:۳۰)

وہ (عیسیٰ علیہ السلام) بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب دی، اور نبی بنایا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں باضابطہ صراحت کی گئی ہے کہ انہیں عبدیت سے انکار نہیں تھا۔

لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْداً لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَ یَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُھُمْ اِلَیْہِ جَمِیْعاًo (النساء-۴:۱۷۲)

مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو، اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لئے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔

انبیاء کی تعریف کرتے ہوئے "نِعْمَ الْعَبْدُ" کی تعبیرات استعمال ہوئی ہیں۔

وَوَھَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌo (صٓ-۳۸:۳۰)

اور داؤدؑ کو ہم نے سلیمانؑ (جیسا بیٹا) عطا کیا۔ بہترین بندہ کثرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔

اسی احساس کو ابھارنے کے لئے جگہ جگہ تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایات بھی دی گئی ہیں۔

عبدیت کے علاوہ جتنی نسبتیں ہیں وہ سب تعارف اور شناخت کیلئے ہیں۔ فضیلت کے لئے نہیں ہیں چنانچہ اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا گیا:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌo (الحجرات-۴۹:۱۳)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

احادیث میں باضابطہ ہدایت موجود ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَافَشُوْا، وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَاناً(۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے کے پیچھے نہ پڑو، (باہم دشمنی نہ کرو) ایک دوسرے کو بے یارو مددگار نہ چھوڑ دو، اور ہو جاؤ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی۔

عبدیت کا احساس پیدا ہو تو یہ احساس بھی پیدا ہوتا ہے کہ سارے انسان برابر ہیں اور ان میں اونچ نیچ نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے یہ حقیقت سمجھائی بھی تھی۔

اَلنَّاسُ بَنُوْآدَمَ وَ آدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ (۹)

تمام لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

۲- ایثار و قربانی:

ہر ایک بڑا بننے کی کوشش کرے تو لامحالہ آپسی نفرت اور جنگ ہوگی لیکن ہر ایک اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دے تو پھر یہ جنگ ختم ہو جائے گی چنانچہ جب جب یہ شکل پیدا ہوئی ایثار نے ہی آگ بجھائی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اوس و خزرج کے سرداروں میں ٹھنی تھی کہ کون سرداری کرے سعد بن عبادہؓ کو وہ رئیس مدینہ بنانے جا رہے تھے لیکن ابوبکرؓ نے سمجھاتے ہوئے عمرؓ اور ابوعبیدہؓ کا نام پیش کیا اور عمرؓ نے بڑھ کر ابوبکرؓ پر بیعت کر لی تو سب متفق ہو گئے اور آگ بجھ گئی۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت حسنؓ کو خلیفہ چن لیا تھا اور انتخاب کے بعد آپ کو پورا حق تھا کہ جو کارروائی چاہیں کریں لیکن وسیع تر مفاد کے تناظر میں آپؓ امیر معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے اور خون خرابہ ٹل گیا۔

ہر کار خیر کے موقع پر اس طبقہ کو آگے رہنا چاہئے اور اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دینا چاہئے۔ انصار کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر-۵۹:۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لئے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

ایثار و قربانی کا جب بھی کوئی موقع آتا خود پیارے نبی ﷺ آگے آگے رہتے، غزوہ حنین کے موقع پر جب ایک سخت موقع آن پڑا اور بظاہر پسپائی کی شکل بنی اور فوج پیچھے ہٹنے لگی پھر بھی آپ ﷺ مردانہ وار پیش قدمی فرماتے رہے۔ جب جب قربانی کا سوال آیا آپ ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو آگے بڑھایا، میدان بدر میں عتبہ، شیبہ اور ربیعہ نے جب دعوت مبارزت دی تو حضرات سعدؓ، طلحہؓ اور ابوعبیدہؓ جیسے مردان کار کی موجودگی کے باوجود اپنے داماد حضرت علیؓ، اپنے چچا حضرت حمزہؓ اور اپنے چچازاد بھائی عبیدہ بن الحارثؓ کو آگے بڑھایا۔ اسی طرح سود کی حرمت کا اعلان کرنے کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب کا سود کالعدم قرار دیا۔

جاہلی رسم کے مطابق جو جاہلی خون کے مطالبے چلے آرہے تھے اسے کالعدم قرار دیتے ہوئے سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنے بھتیجے ابن ربیعہ بن حارث کے خون کے معافی کا اعلان کیا جسے قبیلہ ہذیل نے قتل کیا تھا جبکہ وہ قبیلہ بنولیث میں زیر رضاعت تھا۔

تاریخ میں یہ بھی رقم ہے کہ ایک موقع سے حضرت فاطمہؓ نے غلام طلب فرمایا تو آپ ﷺ نے اصحاب صفہؓ کی ضروریات کی تکمیل کا حوالہ دیتے ہوئے ان سے معذرت کر لی اور غالباً خاندان بنوہاشم پر زکوۃ ممنوع قرار دینے کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے تو دور خلافت میں اہل حل وعقد کے اصرار پر صرف کفاف قبول فرمایا لیکن وقت وفات یہ وصیت بھی کر گئے کہ میرا جو مال بچا ہے اس میں سے بیت المال سے جس قدر مجھے کفاف دیا گیا ہے وہ سب بیت المال میں لوٹا دیا جائے۔ خواص کی یہ قربانی اور ان کا یہ ایثار ہی اصلاً وہ اثر پیدا کرتا ہے جس سے عام لوگوں کے حوصلے بھی بلند ہوتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- احتساب کا نظام:

بشری کمزوریوں اور دنیا کی رنگینی و چمک دمک کی وجہ سے ہر ایک کے پھسلنے کا امکان رہتا ہے۔لہٰذا اس سے بچانے کے لئے ہی ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کا فریضہ عائد کیا گیا ہے اور احتساب کا پورا نظام دیا گیا ہے۔ جب تک اس پر عمل ہوتا رہتا ہے انسانیت کی گاڑی پٹری پر چلتی رہتی ہے اور جیسے ہی اس میں اضمحلال آتا ہے۔انسانیت تباہی کے راستے پر چل پڑتی ہے۔ چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحیؒ اپنی کتاب ''تزکیہ نفس'' میں رقم طراز ہیں: ''کسی معاشرے کے اندر جس وقت کسی خرابی کا آغاز ہوتا ہے،اس وقت یہ خرابی زیادہ طاقت ور نہیں ہوتی۔اگر اسی مرحلے میں معاشرے کے ذمہ دار لوگ اس کے احتساب کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور برائی کے ذمے داروں کو مناسب تنبیہ ہو جائے تو اس کے مزید پھیلنے کے امکانات کا سدباب ہو جاتا ہے۔لیکن اگر اس سے تغافل ہوتا جائے تو آہستہ آہستہ وہی معمولی سی برائی جڑ پکڑ لیتی ہے اور پھر اس کے برگ و بار اس قدر پھیل جاتے ہیں کہ ان پر قابو پانی مشکل ہو جاتا ہے:

سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل چو پرشد نشاید گزشتن بہ بیل

اس احتساب کے لئے قرآن کی معروف اصطلاح 'اَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهْيِ عَنِ الْمُنْكَرْ ہے(۱۰)۔''

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا تھا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ لاَ يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَ هُمْ قَادِرُوْنَ عَلىٰ اَنْ يُنْكِرُوْهُ فَلاَ يُنْكِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذَالِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَ الْخَاصَّةَ(۱۱)

اللہ تعالیٰ تھوڑے سے برے لوگوں کے برے اعمال کی پاداش میں دوسروں کو اس وقت تک سزا نہیں دیتا جب تک یہ بات نہ پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے درمیان برائی کو پھیلتے ہوئے دیکھیں اور وہ اس کے خلاف آواز اٹھانے پر قادر بھی ہوں لیکن وہ آواز نہ اٹھائیں، جب وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے بروں اور بھلوں سب کو سزا دے دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ ﷺ نے تاکید فرماتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ، اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَاباً مِنْ عِنْدِہٖ، ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ فَلَا یَسْتَجِیْبُ لَکُمْ (۱۲)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یا تو تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے یا یہ ہوگا کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے ایک عذاب بھیجے گا۔ پھر تم اس کو پکارو گے لیکن تمہاری سنی نہیں جائے گی۔

۴- سادگی:

عیش و تنعم اور ریا و تصنع سے خواص کو دور رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں سادگی کی تربیت دی جائے۔ اس لئے قرآن مجید میں بار بار اخلاص کی تاکید کی گئی ہے اور ہر کام لوجہ اللہ کرنے کا حکم ہے۔ اسی تناظر میں انہیں اسراف سے منع کیا گیا ہے اور میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور بار بار اس حقیقت کو باور کرایا گیا ہے "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ" (التکاثر:-۸:۱۰۲) "پھر تم سے ضرور نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔

غالباً یہی حکمت تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو باضابطہ آرڈیننس جاری کیا تھا۔

اِیَّاکُمْ وَ التَّنَعُّمَ وَ زِیَّ الْعَجَمِ وَ عَلَیْکُمْ بِالشَّمْسِ فَاِنَّھَا حَمَّامُ الْعَرَبِ وَ تَمَعَّدُوْا وَ اخْشَوْشِنُوْا وَ اخْلَوْلِقُوْا وَ اعْطُوا الرِّکَبَ اَسِنَّتَھَا وَ انْزُوْا نَزْواً وَ ارْمُوا الْاَغْرَاضَ

تن آسانی و راحت طلبی کی زندگی اور عجمی لباسوں سے ہمیشہ دور رہنا، دھوپ میں بیٹھنے اور چلنے کی عادت برقرار رکھنا کہ وہ عربوں کا حمام ہے، جفاکشی، سادہ زندگی، صبر و تحمل، موٹے جھوٹے پہننے کے عادی رہو، گھوڑے پر جست لگا کر بے تکلف بیٹھنے کی مشق رہنی چاہئے، نشانے درست ہوں (۱۳)۔

بطور خلاصہ آخری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ خواص کی اس حیثیت، اثرات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بگاڑ کے دوررس نتائج کا تقاضا یہ ہے کہ جب کسی اصلاح اور انقلاب کی کوشش کی جائے تو سب سے پہلے انہیں کو مخاطب بنانا چاہئے اور انہیں پر محنت کی جانی چاہئے تاکہ کوشش ثمر آور ہو چنانچہ قرآن مجید میں انبیاء کی تاریخ سے بھی یہی چیز متبادر ہوتی ہے جیسا کہ مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے اپنے شہرہ آفاق کتاب ''دعوت دین اور اس کا طریقہ کار'' میں دلائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ''حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سب سے پہلے قوم کے ارباب اثر کو مخاطب کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کو عوام کی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے خود اپنے اس خاندان کو دعوت دی جو قوم کی مذہبی پیشوائی کی مسند پر متمکن تھا۔ پھر اس بادشاہ کو دعوت دی جس کے ہاتھوں میں سیاسی اقتدار کی باگ تھی اور جو اپنے آپ کو لوگوں کی زندگی اور موت کا مالک سمجھے بیٹھا تھا' اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ' (سورۃ البقرہ:) تم نے اس کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیمؑ سے اس کے رب کے بارے میں کج بحثی کی، محض اس غرور کے سبب سے کہ خدا نے اس کو سلطنت دے رکھی تھی۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب سے پہلے فرعون کو مخاطب کریں۔) 'اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى وَ اَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى' فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی کی ہے اور اس سے کہو کیا تجھ میں کچھ اس بات کی رغبت ہے کہ تو پاکیزگی حاصل کرے اور میں تجھے تیرے رب کی راہ سمجھاؤں تو تو اس سے ڈرے۔ (حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنے وقت کے شہنشاہ اعظم بنوخذ نصر کو دعوت دی۔ یرمیاہ نبی نے شمال کے بادشاہوں پر نبوت کی۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے سب سے پہلے علمائے یہود کو دعوت دی۔ اسی طرح نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، لوط علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، سب کی دعوتیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ان میں سے ہر نبی نے سب سے پہلے اپنے وقت کے ارباب اقتدار اور متکبرین کو جھنجھوڑا اور ان کے افکار و نظریات پر ضرب لگائی۔ سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ یہ لوگ عرب کی مذہبی اور پدرسرانہ Patrisrchical حکومت کے ارباب حل وعقد تھے، اور اس واسطے سے سارے عرب کی اخلاقی اور سیاسی رہنمائی کر رہے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب کے علاوہ بقیہ دنیا کو دعوت دینے کے لئے بھی آپ ﷺ نے امت وسط کو جو طریقہ بتایا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے متعدد سلاطین عالم کو نامے لکھے، اور اسلام کو پہلے ان کے سامنے پیش کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ 'اسلام لاؤ سلامت رہو گے، ورنہ تمہاری اور تمہارے زیر دستوں دونوں کی گمراہی کی ذمہ داری تم پر آئے گی'۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ بعد میں امت کے ارباب حل وعقد دعوت عام کے لئے اسی طرح کی پیروی کریں اور خلافت راشدہ کی پوری تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی طریقہ پر تبلیغ عام کی وہ ذمہ داری ادا کی جو ان پر شہداء علی الناس کی حیثیت سے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ڈالی گئی تھی (۱۴)۔''

آج کے احوال میں غور طلب پہلو یہ ہے کہ جو اسلامی تحریکات میدان عمل میں کوشاں ہیں۔ ان کا طریقہ کار اس انبیائی طریقہ کار کے مطابق ہے یا نہیں اگر ہے تو فبہا اور نہیں تو انہیں اپنے طریقہ کار میں تبدیلی لاکر انبیائی طریقہ کار کے مطابق منصوبہ بندی کرنے اور اپنی کوششوں کو آگے بڑھانا چاہئے جس کا سب سے بنیادی نکتہ خواص کو مخاطب کرنے، ان کی اصلاح کی کوشش کرنے اور ان کو اپنے کاز کا ہمنوا بنانے کی تھی۔

اس نقطہ نظر سے اسلامی تحریکات کا جائزہ لیں تو ہر جگہ نقص نظر آتا ہے، تبلیغی جماعت تو خیر عوامی جماعت ہی سمجھی جاتی ہے لیکن جمعیۃ العلماء جو علماء کی جماعت سمجھی جاتی ہے ان کی کوششیں بھی خواص پر مرکوز نہیں ہیں حتی کہ ان کے یہاں غیر عالم بھی قیادت کے منصب پر بیٹھ جاتا ہے۔ جماعت اسلامی کو پڑھے لکھے اور بااثر لوگوں کی جماعت سمجھا جاتا تھا لیکن یہ پرانی بات ہو چکی ہے۔ موجودہ صورت حال تو یہ ہے کہ اس کے بھی زیادہ تر منصوبے عوام رخی ہیں۔ آخر بااثر طبقے میں نفوذ کے لئے کیا منصوبہ ہے؟ خواہ وہ حکمراں طبقہ ہو، بیوروکریٹ ہوں، ڈاکٹرس، انجینئرس، وکلاء اور صحافی ہوں، علماء اور ائمہ ہوں یا مختلف جماعتوں اور گروپوں کے لیڈران ہوں۔ اندرون تحریک ہر میدان میں ہر سطح پر قحط الرجال کا رونا آخر کس بات کی غمازی کرتا ہے؟ بہر حال مذکورہ بحث کی روشنی میں ضرورت ہے کہ دامن میں جھانک کر دعوتی طریقہ کار کو درست کر لیا جائے۔ اللہ توفیق ارزانی کرے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

۱- مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: طبری ص:۱۲۷۲، ۱۲۷۳

۲- سید ابوالحسن علی ندویؒ، خطبات مفکر اسلام، مرتب: محمد کاظم ندوی، ناشر: دارالقلم ڈھاکہ کاکوری لکھنؤ، پہلا ایڈیشن جنوری ۲۰۰۰ء، ج۱، ص:۳۶۲-۳۶۴

۳- تخریج مشکاة المصابیح: ۵۰۴۹، قال الالبانی : حسن لغیرہ

۴- سید ابوالحسن علی ندویؒ، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، تیراہواں ایڈیشن ۲۰۰۰ء، ص ۷۷-۷۸

۵- سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، تلخیص تفہیم القرآن، ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی، ۲۵، اشاعت نومبر ۲۰۰۰ء، ص:۴۵۳

۶- سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، تلخیص تفہیم القرآن- ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی۔ ۲۵، اشاعت نومبر ۲۰۰۰ء، ص:۳۱۳

۷- سنن الترمذی، الرقم:۳۰۴۷، روای عبداللہ بن مسعودؓ، قال الترمذی: حسن غریب

۸- صحیح الجامع: ۷۱۹۹، قال الالبانی: صحیح

۹- غایۃ المرام: ۳۱۲، قال الالبانی: حسن

۱۰- امین احسن اصلاحیؒ، تزکیہ نفس، ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی۔ ۲۵، اپریل ۲۰۰۵ء، ص ۱۳۵

۱۱- فتح الباری لابن حجر: ۱۳/۶، راوی: عدي بن عميره الكندي، قال ابن حجر العسقلاني : اسناده حسن وله شاهد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲- صحیح الترمذی: ۲۱۶۹، راوی: حذیفة بن الیمان : قال الالبانی اسنادہ حسن

۱۳- انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص ۳۵۹

۱۴- امین احسن اصلاحیؒ، دعوت دین اور اُس کا طریقہ کار، مطبع: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی۔ ۲۵، ۲۰۰۰ء، ص ۳۹-۴۰

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحم مادر میں بچیوں کے قتل کا مسئلہ اور اس کا حل

محمد مشتاق تجاروی

قرآن مجید میں عورت کا تذکرہ دونوں اعتبار سے آیا ہے، اس کی انفرادی حیاتیاتی حیثیت سے بھی اور انسانی معاشرہ کے ایک جزء کی حیثیت سے بھی۔ قرآن مجید کی ہر ہر آیت اور حکم کا خطاب بیک وقت مردوں اور عورتوں دونوں سے ہے۔ اپنے حیاتیاتی وجود کی بنا پر کسی کے ساتھ کوئی تفریق و امتیاز نہیں ہے۔ مرد اور عورت دو الگ الگ نوع یا الگ الگ معاشرت نہیں ہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ انسانی معاشرہ کو تشکیل دیتا ہے اور اسلام دونوں سے یکساں خطاب کرتا ہے۔ دونوں اپنے اپنے اعمال کے اس طرح ذمہ دار ہیں جس طرح ایک صنف کے افراد الگ الگ اپنے اعمال کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ کسی مرد کا محض اس وجہ سے اجر میں اضافہ نہیں ہوگا کہ وہ مرد ہے اور نہ کسی عورت کے اجر میں محض اس وجہ سے کمی کی جائے گی کہ وہ عورت ہے۔ اور اس بات کو بہت واضح انداز میں قرآن کے اندر ذکر بھی کر دیا ہے تاکہ کوئی غلط تاویل کر کے قرآن کے پیغام کو کسی ایک صنف کے حق میں استعمال کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔ قرآن میں بطور سماجی رکن کے مرد اور عورت کا تذکرہ بالعموم یکساں آیا ہے۔ البتہ مذکر صیغے کا استعمال زیادہ ہے اور وہ محض اس لیے کہ اس زمانے میں جو زبان رائج تھی اس کا اسلوب ہی ایسا تھا۔ اس کا مقصد عورتوں کے ساتھ کوئی صنفی تفریق نہیں تھا۔ قرآن میں جس طرح مرد کی تین حیثیتوں باپ، بیٹا اور بھائی کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح عورت کی تین حیثیتوں ماں، بیٹی اور بہن کا تذکرہ ہے۔ قرآن میں جس طرح اچھے اور برے مردوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے، اسی طرح اچھی اور بری عورتوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ قرآن میں ایک مستقل سورۃ النساء کے نام سے ہے۔ جب کہ الرجال کے نام سے کوئی سورۃ نہیں۔ مرد اور عورت کی ذمہ داریوں میں اگر کوئی تفریق ہے تو مواقع کی بنیاد پر ہے۔ جس کو جو مواقع ہیں، جس کے پاس جو صلاحیت ہے، انہی مواقع اور صلاحیت کو اپنے رب کی رضا کے لیے استعمال کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی مصلحت ہے کہ اس نے مرد اور عورت دو الگ الگ صنف بنائی اور اس کی یہ حکمت اور مصلحت صرف انسانوں میں نہیں ہے بلکہ تمام مخلوقات میں ہے۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر بھی کیا ہے۔ قرآن میں ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ (یٰسین:۳۶)

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے، خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کے نفسوں میں سے یا ان میں سے جن کو جانتے نہیں ہیں۔

انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی اس حکمت اور مصلحت کو درجہ بندی کا وسیلہ بنا لیا اور مرد و عورت کے درمیان صنفی تفریق پیدا کر دی۔ مردوں کو صرف اس لیے افضلیت کا درجہ دیا گیا کہ وہ مرد ہیں اور عورتیں صرف اس لیے زیر دست قرار دی گئیں کہ وہ عورتیں ہیں۔ اور پھر عورت کے فطری طور پر کمزور ہونے اور ماتحت ہونے کے دلائل فراہم کیے گئے۔ اس کو مزاجاً گناہگار کا درجہ دیا گیا، عورت کو شرمندگی اور خفت کی وجہ بنا لیا گیا۔ حالانکہ مرد اور عورت دونوں اللہ کی تخلیق اور نشانیاں ہیں۔ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثاً وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَاناً وَإِنَاثاً وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيماً إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (الشوریٰ:۴۹-۵۰)

اللہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس حکمت میں انسان نے اپنے بنائے ہوئے سماجی تانے بانے کے مطابق تفریق کی اور لڑکیوں کی پیدائش کو ننگ و عار کا باعث سمجھنے لگے۔ قرآن مجید میں انسانوں کے اس رویہ کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدّاً وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ (النحل:۵۸-۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے۔ سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں دبا دے۔

لڑکیوں کی پیدائش کو ننگ و عار سمجھنے کی روایت پوری دنیا میں پھیل گئی۔ ہر جگہ لڑکیوں کی پیدائش کو باعث عار سمجھا جانے لگا اور لڑکیاں غیر مطلوب حمل قرار پائیں۔ پرانے زمانے میں آلات و وسائل اور تکنیک آج کی طرح نہیں تھی اس لیے بچے کی پیدائش کا انتظار کیا جاتا تھا۔ اگر لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو قتل کر دیا جاتا اور بیٹا ہوتا تو اسے زندہ رکھا جاتا۔ عرب میں لڑکیوں کی پیدائش پر جو رویہ ہوتا اس کا ذکر اوپر مذکور آیت میں آیا ہے، اور جو عمل ہوتا تھا اس کا تذکرہ ایک اور آیت میں اس طرح آیا ہے:

وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ o بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ o (التکویر:۸-۹)

اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں گاڑی گئی۔

حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں لڑکیوں کو قتل یا درگور کرنے کی تفصیلات موجود ہیں۔ ا۔ امام رازی نے کچھ وحشیانہ انداز کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً جب لڑکی بڑی ہو جاتی قریب چھ بالشت کی تب اس کو سجا سنوار کر جنگل میں لے جاتے اور خوب گہرا گڑھا کھود کر اس میں زندہ دفن کر دیتے، کبھی پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر پھینک دیتے، کبھی پانی میں ڈبو دیا جاتا، کبھی ذبح کر دیا جاتا، بلکہ بعض جگہ تو ایسا کرتے تھے کہ جب وضع حمل کا زمانہ قریب آتا تو ایک گھڑا کھود لیتے تو اگر لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو اسی وقت دفن کر دیا جاتا تھا (۱)۔

علم و فن کی ترقی نے انسان کے ذہن و مزاج میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کی۔ سماجی مصلحین پہلے بھی تھے اور تاریخ کے ہر دور انیے میں رہے ہیں۔ لیکن لڑکیوں کو ناپسندیدہ یا غیر مطلوب اولاد سمجھنے کا رجحان اب بھی ویسا ہی ہے۔ حکومتیں اور انصاف پسند لوگ لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے اس حیوانی رویہ کو دور کرنے کے لیے تعلیم و تلقین اور بوجھ و لالچ کے علاوہ سزا اور جرمانہ بھی کرتی ہیں۔ لیکن لڑکیاں آج بھی اس ناانصافی اور اس بربریت کا شکار ہیں جس کی وہ قرون مظلمہ میں تھیں۔ فرق یہ ہے کہ اس وقت کی وحشت نظر آتی تھی اور آج کی وحشت شاندار عمارتوں میں انتہائی معیاری ہتھیاروں اور اوزاروں کے ذریعہ انجام دی جاتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اس کی وحشت کا اندازہ چشم ظاہر بیں نہیں کر پاتی۔ اور یہ کام کتنے بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے اس کا کچھ اندازہ ہم مختلف سروے رپورٹ سے کر سکتے ہیں جو آئے دن اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔ پنجاب، ہریانہ، دہلی اور ہماچل پردیش میں 1991 کی مردم شماری کے مطابق ایک ہزار لڑکیوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعداد 875 تھی اور 2001 کی مردم شماری میں یہ تعداد اور بھی گھٹ گئی اور 793 ہو گئی (۲)۔ یہی صورت حال ملک کے دوسرے علاقوں کی ہے۔ خواتین کی تعداد کے تناسب میں غیر معمولی تبدیلی آئی ہے اور اس کا اصل سبب وضع حمل سے قبل ہی جنسی شناخت کا ممکن ہو جانا ہے۔ مختلف آلات کے ذریعہ لڑکی کی شناخت رحم مادر میں ہی کر لی جاتی ہے اور نہ جانے چپکے سے کب اس معصوم جان کو صدیوں سے جمے مرد کے عظمت کی عفریت کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ باپ کی وحشت اپنی جگہ، ماں خود ایک عورت ہو کر ہی عورت کے وجود کو ننگ و عار سمجھنے لگی ہے اور اس وحشیانہ عمل میں وہ بھی برابر کی شریک رہتی ہے۔

لڑکیوں کے ساتھ نامنصفانہ رویہ ہندوستان میں نہیں دنیا کے اور ملکوں میں بھی ہو رہا ہے۔ چین دنیا کی سب سے زیادہ آبادی والا ملک بھی اس وبا سے پوری طرح متاثر ہے۔ اور دنیا کے دیگر خطوں میں بھی یہ وبا موجود ہے۔ جہاں اس کے اثرات نہیں ہیں وہاں بھی عورتوں کی حالت کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے بلکہ مرد کی ہوسنا کی کا عفریت وہاں دوسری وبا کھڑی کیے ہوئے ہے۔

لڑکیوں کے ساتھ ہونے والی اس ناانصافی کا حل اگر کہیں ہے تو اسلام کے جلو میں ہے۔ اور جہاں جہاں اسلام کی برکات ہیں وہاں یہ وبا اس تناسب سے کم ہو گئی ہے۔ اسلام کا سب سے پہلا تجربہ عرب میں کیا گیا اور وہاں قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ کے ذریعہ لوگوں کی ذہن سازی کی گئی کہ وہ اس گھناؤنے جرم کو ترک کر دیں اور اسلام اس میں پوری طرح کامیاب رہا۔ لڑکیوں کی پیدائش جن کے لیے ننگ و عار تھی ان کے لیے خیر و برکت اور حصول جنت کا ذریعہ بن گئی۔

اسلام نے سب سے پہلے تو انسان کے ذریعہ صرف دنیا سے ہٹا کر آخرت کی طرف لگایا اور بتایا کہ دنیا کی چند روزہ زندگی پائیدار نہیں ہے بلکہ یہ عمل کا موقع ہے اور اس زندگی کے تمام اعمال کا حساب مرنے کے بعد کی زندگی میں دینا ہوگا جو ابدالآباد کی زندگی ہوگی۔ اور اس زندگی میں کامیابی اور ناکامی کا انحصار اسی زندگی کے اعمال پر ہے۔ جس کے اعمال اچھے ہوں گے وہ کامیاب ہوگا اور جس کے برے ہوں گے وہ ناکام ہوگا۔ اس لیے زندگی کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت کے لیے گزارنا چاہیے اور دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اس زندگی میں انسان اس زندگی کی کامیابی کو یقینی بنالے۔ قرآن وحدیث میں سب سے زیادہ زور اس پر دیا گیا، یہ دنیا ترک کرنے کی تعلیم نہیں تھی بلکہ دنیا کو زیادہ استعمال کرنے کی تعلیم تھی۔ بس اس میں مطلوب یہ تھا کہ دنیا کو خدا کی مرضی کے مطابق گزارا جائے۔ سماج کے تقاضے پورے کیے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پاسداری کی جائے۔ اس پر آخرت کی کامیابی کا انحصار ہے۔

ان تعلیمات کے ذریعہ انسان کا ذہن سماج کے بنائے ہوئے مزعومہ فرضی تصورات سے بلند ہو کر برتر اخلاقیات پر عمل پیرا ہوا اور سماجی اونچ نیچ اور ننگ و عار کے تصورات میں تبدیلی آئی۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ خاص لڑکیوں کی پیدائش کے بارے میں لوگوں کو توجہ دلائی جائے کہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ کسی کو لڑکی دیتا ہے، کسی کو لڑکے اور کسی کو دونوں عطا فرماتا ہے اور کسی کو کچھ بھی نہیں دیتا۔ لڑکے یا لڑکی کا ہونا ننگ و عار یا فخر و مباہات کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔

اسلام نے مجموعی طور پر اولاد کے قتل کو حرام قرار دیا۔ اولاد کا قتل دو وجوہات سے کیا جاتا تھا، ایک خاص بیٹیوں کو قتل کیا جاتا تھا اور اس کے لیے بڑے وحشیانہ طریقے اختیار کیے جاتے تھے، دوسرے مجموعی طور پر اولاد کو اس ڈر سے قتل کیا جاتا تھا کہ ان کو کھلائیں گے کیا۔ قرآن مجید میں تین مقامات پر اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت کی گئی۔ دو جگہ سورہ انعام میں اور ایک جگہ سورہ بنی اسرائیل میں۔ ایک آیت میں ہے:

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۝ (الانعام:۱۵۱)

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے۔

اور ایک دوسرے مقام پر ہے:

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا ۝ (بنی اسرائیل:۳۱)

اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمھیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔

ایک اور مقام پر اس کی بھی ممانعت کی گئی کہ مذہبی طور پر بھی اپنی اولاد کو قتل نہ کریں:

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ○ (الانعام:۱۳۷)

اور اس طرح بہت سے مشرکوں کے لیے ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کو خوش نما بنا دیا ہے تا کہ ان کو ہلاکت میں مبتلا کریں اور ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں۔

بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا جہاں تک تعلق ہے تو ایک آیت میں ہے جو اوپر نقل ہوئی کہ ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کو کس جرم میں قتل کیا گیا تھا۔ یعنی جو لوگ یہ کام کرتے ہیں ان کا یہ عمل اتنا گھناؤنا اور قابل نفرت ہے کہ ان سے تو ان کے جرم کے بارے میں پوچھا بھی نہیں جائے گا اور مظلوم سے اس کا جرم دریافت کیا جائے گا۔ چونکہ عرب کے معاشرے میں یہ بات رائج تھی اس لیے عرب عورتوں سے خاص طور پر بیعت یہ عہد بھی لیا جاتا تھا کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ (الممتحنہ 12)۔ اس آیت سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ اولاد کی اصل محافظ ماں ہوتی ہے جب کہ ماں اولاد کے قتل کے درپے ہو تو دوسرے لوگ کیا کریں۔ اس لیے امہات کو اپنی اولاد اور خاص طور پر اپنی بیٹیوں کی حفاظت کرنی ہے۔

احادیث مبارکہ میں بیٹیوں کے پیدا ہونے کو برکت سے تعبیر کیا گیا ہے اور بیٹیوں کی تربیت پر جنت کا وعدہ ہے۔ بیٹیاں قیامت کے دن جہنم کے لیے آڑ بن جائیں گی۔ بیٹیوں یا لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر جنت میں خصوصی مقامات کا وعدہ ہے۔ قرآن مجید میں اور احادیث تاریخ کی عظیم عورتوں کے قصے بیان کیے گئے ہیں تا کہ مجموعی طور پر عورت کی عظمت اور فضیلت کا تصور قائم ہوتا ہے۔

اسلام کی تعلیمات نے آج سے ڈیڑھ ہزار برس قبل بیٹیوں کے ساتھ ہونے والے اس ظلم اور ناانصافی کا حل نکالا تھا جس کے اثرات آج تک موجود ہیں اور اسلام کی روشن ہدایات ہی آج بھی اس مسئلہ کا پائیدار حل تلاش کر سکتی ہیں جس نے بہت سے معاشروں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ان کی سنگینی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حواشی

۱- تفسیر کبیر، ص ۲۰، ۴۶، ۳۱، ۷۰

۲- راشٹریہ سہارا، ۲۲ راگست ۲۰۰۶ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنسی استحصال کی روک تھام اور قرآنی تعلیمات

کمال اختر قاسمی

موجودہ دور میں جہاں انسان ترقی وارتقاء کے عروج پر ہے وہیں دوسری طرف اخلاقی پسماندگی اس قدر عام ہورہی کہ ان تمام عیوب کو جنہیں بے حیائی اور شرمندگی کی آخری حد سمجھی جاتی تھی انہیں ترقی کی تعریف میں شامل کرلیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج انسانی سماج سنگین بحران کا شکار ہے، خاص کر جنسی جرائم نے اپنی کسی حد کو باقی نہیں چھوڑا، بلکہ ایک بھیانک شکل اختیار کر کے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، چنانچہ آج جنسی جرائم خاص کر عورتوں کے ساتھ جنسی استحصال کا گراف بڑی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ دنیا کے جو ممالک جس قدر ترقی کے درجات طے کر رہے ہیں وہاں اسی تناسب میں جرائم کی شرح بلند تر ہوتی جارہی ہے۔ مثلاً امریکہ میں جرائم کی شرح دنیا کے تمام ملکوں کے مقابلے ۷ سے ۱۰ گنا زیادہ ہے، امریکی محکمہ انصاف کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا میں سب سے زیادہ (۲۰ لاکھ سے بھی زائد) قیدی امریکی جیلوں میں بند ہیں، صرف ۲۰۰۴ء میں ۱۳۱۱۸۰ افراد کو مختلف قسم کے جرائم کی پاداش میں گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا گیا تھا، گویا امریکہ کے اندر ایک لاکھ افراد میں سے ۷۲۶ افراد قید خانوں میں بند ہیں[1]۔ امریکی سابق صدر ''جمی کارٹر'' نے اپنی کتاب ''*America's Moral Crisis*'' میں اعتراف کیا کہ دنیا کے ۳۵ زیادہ آمدنی والے ممالک کے مقابلے ۱۹ گنا قتل امریکہ میں ہوتے ہیں[2]۔

جرائم کی خوفناک شکل:

جرائم کی ایک انتہائی خوفناک شکل جنسی جرائم ہے، عورتوں کی آزادی اور ان کی فکری ومعاشی ترقی کے نام پر انہیں سنگین مظالم کا شکار بنایا جارہا ہے، عورتیں جس قدر پیچیدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترقیاتی فارمولوں اور حریت کے نعروں سے متاثر ہو رہی ہیں اسی قدر ان کے ساتھ جنسی استحصال کے واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

یونائیٹڈ اسٹیٹ میں عورتوں کے تعلیمی اور دیگر ترقیاتی امور کا تناسب دنیا کے تمام ملکوں سے بڑھا ہوا ہے، اس کے باوجود وہاں عورتوں کے ساتھ جنسی استحصال کی شرح پوری دنیا کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے۔ Center for Disease Control and Prevention کے ذریعہ شائع شدہ ۲۰۱۰ء کی رپورٹ کے مطابق ۲۵.ملین امریکی خواتین جنسی استحصال کی شکار ہوئیں، یعنی ہر ۲۹ سیکنڈ میں امریکہ کے اندر ایک خاتون کا بالجبر جنسی استحصال کیا جاتا ہے، ۵.۱ ملین امریکی خواتین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور جنسی حراساں کرنے کا معاملہ روشنی میں آیا، یعنی ہر ۷ سیکنڈ میں کسی نہ کسی عورت کو جنسی حراساں کیا جاتا ہے[۳]۔

ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں بھی جنسی جرائم کا ریکارڈ کچھ کم نہیں ہے، ہندوستان میں ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۱ء کے دوران ۲۲۸۶۵۰ عورتوں کے ساتھ جنسی جرائم کے واقعات ریکارڈ کئے گئے[۴]۔ محققین کا ماننا ہے کہ یہاں عصمت دری کے ریکارڈس اصل واقعہ کے مقابلہ میں بہت کم ہیں، کیونکہ مختلف وجوہ کی بنیاد پہ زیادہ تر واقعات کے مقدمات درج نہیں کرائے جاتے ہیں[۵]۔ ۲۰۱۲ء کے ایک سروے کے مطابق ہندوستان میں ہر ۲ منٹ پر ایک عصمت دری کا واقعہ پیش آتا ہے۔ اس سال کے جنسی جرائم کے ان مقدمات کی تعداد جن میں ملزمین گرفتار کئے جا چکے ہیں ۲۱۰۲۵ ہے[۶]۔

اس طرح روئے زمین کا اکثر حصہ جنسی جرائم کی خوفناک تباہیوں سے دوچار ہے، ان کے انسداد کے لئے ہزاروں کوششیں بھی کی جا رہی ہیں، معاشی وسائل وذرائع کا ایک بہت بڑا حصہ ان جرائم پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے، سینکڑوں سخت سے سخت قوانین اختیار کئے جا رہے ہیں، محققین کی بڑی جماعت ان کے اسباب وعلل کا پتہ لگانے اور ان کے ازالہ کے لیے اپنی تحقیقی کوششیں صرف کر رہی ہے، ان سب کے باوجود نتیجہ انتہائی مایوس کن ہے۔ جنسی جرائم کا طوفان ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے، بلکہ ان میں شدید اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس ناکامی کی وجوہ پہ غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں اور بھی بہت سے اسباب ہیں وہیں یہ بات بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس ناسور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ختم کرنے کے لئے جتنی معاشی، سیاسی اور فکری کوششیں کی جارہی ہیں ان سے کہیں زیادہ جنسی جرائم کے اسباب کو بڑھاوا دیا جارہا ہے، بلکہ صورت حال یہ ہے کہ دنیا کی عظیم ترین طاقتیں ان محرکات کی سرپرستی کررہی ہیں۔

جنسی استحصال کے چند اہم اسباب

۱- مرد وزن کا آزادانہ اختلاط:

جنسی استحصال کے واقعات کے بکثرت پیش آنے اور ان کے فروغ پانے میں مرد وخواتین کے آزادانہ اختلاط کا کلچر اہم کردار انجام دے رہا ہے، جسے روکنے یا کم کرنے کی کوئی شکل بظاہر نظر نہیں آرہی ہے، کیونکہ اس کو ترقی وخوشحالی کی علامت کے طور پہ دیکھا جا رہا ہے، اور اس کلچر کو معاشی مسائل سے اس قدر مربوط کردیا گیا ہے کہ معیشت کی فکر رکھنے والوں کے سامنے کوئی اور راستہ بھی نہیں ہے، اتنا ہی نہیں مرد وزن کے اختلاط پر مبنی معاملات کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ اس کلچر کو قانونی درجہ دینے کے لئے قومی اور بین الاقوامی سطح پر زبردست تگ ودو جاری ہے اور پوری دنیا سے یہ قرارداد منظور کرائی جارہی کہ جنسی آزادی عورتوں کا لازمی حق ہے، لہٰذا آزادانہ اختلاط کی کیا بات ہے، آزادانہ جنسی تسکین بھی قابل اعتراض فعل نہیں ہے، چنانچہ ۱۹۹۵ء میں ''بکین'' میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں ترقی یافتہ ملکوں کے مفکرین نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ ''لڑکی جب بالغ ہوجائے تو اسے (رشتہ ازدواج سے باہر) جنسی عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے، والدین یا کسی دیگر ولی یا ذمہ دار کو اسے اس عمل سے روکنے کا کوئی حق نہیں''۔[۷]

اس آزادانہ کلچر کو بہ ظاہر ترقی کہا جائے لیکن درحقیقت معاشرہ بالخصوص عورتوں کی تباہی اور بربادی کا شیطانی حربہ ہے، ترقی وارتقاء کے انہیں بیہودہ تخیلات نے عورتوں کو فطری مشاغل سے ہٹا کر دفاتر وکالجز، تجارتی اور معاشی اداروں، اسٹیج وکلب، ناچ گانے اور رقص وسرور کی مشغولیتوں میں الجھا کر رکھ دیا ہے، مرد وزن کے اختلاط کا کلچر جس مغرب سے پوری دنیا میں در آیا ہے، وہی اس کے بھیانک نتائج کا شکار ہے۔ وہاں اس آزاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلچر کے نتیجہ میں جنسی جرائم کا گراف حیران کن انداز میں بڑھتا جا رہا ہے، مثلاً ۲۰۰۹ء کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف امریکہ میں ۸۹ ہزار زنا بالجبر کے واقعات درج کئے گئے، اسی سال برطانیہ میں ۱۳۰۹۳، اور فرانس میں ۱۰۲۲۷ مقدمات درج کئے گئے، جن میں جسمانی استحصال کے بعد قتل کر دینے کے بھی بہت سے واقعات شامل ہیں[8]۔ اس آزادانہ اختلاط کے کلچر سے دنیا کے تمام گوشوں میں جنسی بے راہ روی اور مجرمانہ سرگرمیوں کو بے حد فروغ مل رہا ہے، عورتوں کی عصمت دری اور انہیں بے دردی سے قتل کر دینے کے رجحان مین شدید اضافہ ہوتا جا رہا ہے، پارلیمنٹ سے لے کر دیگر سرکاری وغیر سرکاری دفاتر اور ورکنگ ادارے، جہاں بھی مخلوط طریقہ کار رائج ہے وہاں عورتوں کی زندگی بھیانک بنی ہوئی ہے۔

نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (NCRB) کے مطابق ۲۳۸۴۱ خواتین کا (ایک سال میں) صرف دہلی، بمبئی، حیدرآباد، کولکاتا، بنگلور اور چنئی کے مختلف ورکنگ اداروں سے آتے جاتے اغوا کر لیا گیا، اسی طرح ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۳ء تک عصمت دری کے ۴۸۲۹۵ مقدمات درج ہوئے، جن میں ۷۵۴۹ واقعات نابالغ لڑکیوں سے عصمت دری کے تھے[9]۔ ایک اور رپورٹ کے مطابق صرف ۲۰۰۶ء میں مخلوط ورکنگ اداروں میں ۳۶ ہزار عورتوں پر دست درازی، ۲۰ ہزار خواتین کے ساتھ عصمت دری اور ۱۸ ہزار عورتوں کے کال سینٹرس اور دفاتر سے آتے جاتے اغوا کے معاملات درج کئے گئے، نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کے مطابق ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۴ء کے درمیان (صرف تین سال میں) ۱۱۰۷۷۷۸ عصمت دری کے واقعات سامنے آئے[10]۔

یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی ادارے جہاں مخلوط تعلیمی نظام ہے وہاں کی جنسی صورتحال اور زیادہ خطرناک ہے، حالیہ دنوں جواہر لال نہرو یونیورسٹی میں ایک سروے کرایا گیا، اس کی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا کہ یونیورسٹی کی ۵۳ فیصد طالبات اپنی زندگی میں کسی نہ کسی وقت جنسی استحصال کی شکار ہوتی ہیں، فروغ انسانی وسائل کے وزیر مملکت،، ڈاکٹر تنشی تھرور،، نے لوک سبھا میں ممبران کے سوالات کے تحریری جواب میں یہ اطلاع دی، انہوں نے کہا کہ اس سروے میں حصہ لینے والیوں میں سے ۵۳ فیصد طالبات نے یہ انکشاف کیا کہ انہیں کبھی نہ کبھی جنسی استحصال کا شکار ہونا پڑا ہے[11]۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام مخلوط اداروں کی تقریباً یہی صورت حال ہے، ۲۰۰۶ء میں ایک کال سینٹر کا سروے کیا گیا، جس میں ۱۱ فیصد خاتون ملازمات نے یہ انکشاف کیا کہ پانچ سے زائد مردوں نے کئی مرتبہ ان سے جنسی تعلق قائم کیا [۱۲]۔ مشہور انگریزی اخبار Times of India نے یہ انکشاف کیا کہ لڑکیوں کے اغوا اور جنسی استحصال کے واقعات جو ورکنگ اداروں، کال سینٹرس اور دفاتر سے آنے جانے والی خواتین کے ساتھ پیش آتے ہیں، ان میں سے بہت کم واقعات کی رپورٹ درج ہو پاتی ہے اور ۶۰ فیصد ملازم پیشہ خواتین اپنی جنسی استحصال کے واقعات کو اس خوف سے برداشت کر لیتی ہیں کہ ان کے ساتھ اور معاشی مسائل پیدا ہوں گے کیونکہ اکثر وقعات ان کے اعلیٰ افسروں کے ذریعہ یا ان کی سرپرستی میں پیش آتے ہیں [۱۳]۔ اسی اخبار نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ۴۷٪ برطانوی ورکنگ خواتین ہر سال جنسی استحصال کی شکار ہوتی ہیں۔ ایک اور کال سینٹر کے سروے کے مطابق ۸۹٪ ملازمین مستقل وِلڈ پارٹیز (Wild parties) میں شرکت کرتے ہیں، جس میں ایک ہی رات کے اندر لڑکے لڑکیاں کئی ساتھیوں کے ساتھ جنسی اعمال کرتے ہیں، اس طرح کے واقعات ان مخلوط اداروں میں بکثرت پیش آتے ہیں [۱۴]۔

۲- فحاشی وعریانیت:

جنسی جرائم پر ابھارنے میں عریانیت سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے، مجرمانہ افکار ونظریات کی حامل قوتوں نے عورتوں کو ایسے لباس اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے جو از خود جرائم کی دعوت دیتے ہیں، ساتھ ہی ان کے لباسوں پر ایسے نازیبا کلمات لکھے ہوتے ہیں جو اقدام جرم کے لیے بآسانی مواقع فراہم کرتے ہیں، مغربی ممالک کے بازاروں میں ایسے لباس عام ہیں جن پر بطور خاص انگریزی زبان میں اس طرح کے کلمات لکھے ہوتے ہیں، مثلاً: kiss me (مجھے بوسہ لو) take me (مجھے پکڑو) prostitute (بازاری عورت) وغیرہ [۱۵]۔

المیہ یہ کہ موجودہ دور میں عریانیت کو باقاعدہ عام کیا جا رہا ہے، میگزینس اور اخباروں میں برہنہ ونیم برہنہ اور صارفین کو لبھانے کے لئے بکثرت عریاں تصاویر پیش کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہیں، انٹرنیٹ پر فحش حرکی وغیر حرکی فوٹوز کے ذریعہ اقدام جرم کے لئے باضابطہ تیار کیا جا رہا ہے، ساتھ ہی ویلنٹائن ڈے کے نام پر عریانیت کو آزادی اور ترقی کا نام دے کر رہی سہی جھجک کو بھی سرے سے ختم ہی کیا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ حکومتوں اور انتظامیہ کے مفکرین کی نگرانی میں انجام پا رہا ہے۔

اس عریانیت کی وجہ سے جنسی استحصال کی بعض ایسی وحشیانہ شکلیں بکثرت وجود میں آنے لگی ہیں جن سے پوری انسانیت شرمندہ ہے، یہی عریانیت ہے جو پاکیزہ رشتوں سے جڑے ہوئے افراد کو اس جرم پر آمادہ کرتی ہے، حتی کہ باپ اپنی سگی بچی کو اپنی خواہشات کی زد میں لانے سے بھی گریز نہیں کر رہا ہے۔ عالمی پیمانہ پر ایسے واقعات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو قریبی رشتہ داروں کے ذریعہ انجام پاتے ہیں۔ World Health Orgnization (WHO) کی تحقیق کے مطابق ۱۰ میں سے ایک بچی جنسی استحصال کی شکار ہوتی ہے، دہلی اور ممبئی میں کام کرنے والا رفاہی ادارہ "Voice from the Silent Zone" کی ۶۰۰ افراد پر کی گئی تحقیقی رپورٹ میں کہا گیا کہ قریبی رشتہ داروں کے ذریعہ جنسی استحصال کی شکار ۵۰ فیصد بچیاں وہ ہیں جن کی عمر ۱۲ سال اور اس سے بھی کم تھی [16]۔

۳- اباحیت پسندی:

اباحیت پسندی کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ جنسی شہوت بھی عام خواہشات کی طرح فطری ہے، لہٰذا اس کی تسکین کے لئے کسی اخلاقی اصول کی رعایت بے جا قید و بند اور انسان کی آزادی کے لیے اہم رکاوٹ ہے، دور جدید میں اباحیت پسندی خوفناک رخ اختیار کر چکی ہے، پوری دنیا خاص کر مغربی ممالک مکمل طور پر اس کی لپیٹ میں ہیں، پورا معاشرہ شہوانیت کی لہر میں اس طرح بہ رہا جیسے جنسیت کا سیلابِ عظیم آچکا ہو، ایک امریکی مصنف پروفیسر "پٹریم ساروکن" اپنی کتاب "امریکی جنسی انقلاب" میں لکھتے ہیں:

امریکہ والے جنسی انارکی کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں، جو زوال کی علامت ہے... جنس کے سیلاب عظیم نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے، ہماری تہذیب کے ہر شعبے میں اور ہماری معاشرتی زندگی کے ہر خانے میں وہ گھس آیا ہے... امریکہ کی سیاسی زندگی تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہوانیت کی لہروں کی رو میں آ چکی ہے، اور جنسی رشوت اور جنسی استحصال بالجبر ایسے ہی عام ہو چکے ہیں جیسے مالی رشوتیں۔ بلکہ اعلیٰ ترین عہدوں اور مناصب پر عیاش اور آوارہ منش لوگوں کا ہی تسلط ہے، امریکی مصنف لکھتے ہیں: جنسی بدنامی والی شخصیتیں اور ان کے پٹھو سفارشی عہدوں پر ہیں، عیاش لوگ کہیں بلدیاتی افسر ہیں، کہیں وزیر حکومت اور کہیں سیاسی پارٹی کے لیڈر۔ ہمارے پبلک حکام میں بڑی کثرت سے آوارہ منش لوگ موجود ہیں، اس طرح پورا ماحول اباحیت اور جنسی انارکی میں مگن ہے، امریکی مصنف کی ہی زبانی سنئے:

''اب ہمارا ماحول ایسا ہو گیا ہے جو برہنگی اور نیم برہنگی سے بھرا ہوا ہے، یہاں تک کہ تجارتی اشتہاروں میں بھی شہوانیت کی آمیزش لازم ہو گئی ہے، اور ہمارے تمدن میں جنس ایسی رچ بس گئی ہے کہ امریکی زندگی کے ہر بن مو سے ٹپکنے لگی ہے''[۱]۔

۴- عورتوں کی عریاں تصاویر کی اشاعت:

ترقی جدید نے عورتوں کی حریت اور ان کے معاشی استحکام کی آڑ میں مختلف طریقہ سے ان کا جنسی استحصال کیا ہے، آج سرمایہ داروں کی بندھک بنی دنیا میں ارباب زر کی ترقی و خوشحالی کے لئے عورتوں کی عصمت و عزت سے جو کھلواڑ کیا جا رہا ہے وہ تمام ارباب فکر خصوصاً عورتوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے، مرد گاہکوں کو لبھانے اور سامانوں کی تشہیر کے لیے ان کی عریاں تصاویر کا بکثرت استعمال کیا جا رہا ہے، حد یہ ہے کہ وہ اشیا جن کا استعمال مردوں کے لئے خاص ہے جیسے شیونگ کریم اور وہ سامان جو مرد و عورت کے درمیان مشترک ہیں ان سب کی تشہیر و ترویج اور انہیں پرکشش بنانے کے لئے عورتوں کی ننگی تصویر کا ہی سہارا لیا جاتا ہے، یہ عورتوں کا زبردست استحصال ہے، جس پر ارباب فکر بالخصوص خواتین کمیشن کو سخت ایکشن لینے کی ضرورت۔

۵- کال سینٹرس اور تجارتی مراکز میں عورتوں کی نمائش:

جسمانی ضروت کی تکمیل اور خواہشات کی تسکین کو اپنے زندگی کا بنیادی مقصد باور کرانے والی دنیا عورتوں کو معاشی استحکام کے حرص میں مبتلا کر کے ان کے حسن و جمال اور جنسی خدوخال کا سودا کر رہی ہے، مرد ملازمین، مرد گاہکوں اور متعلقین کی فرحت طبعی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ان کی نمائش کرائی جاتی ہے، اور طرح طرح سے ان کا جنسی استحصال کیا جاتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق امریکہ، کناڈا، فرانس، نیوزی لینڈ، اسپین، سویڈن، برطانیہ اور جاپان جیسے ترقی یافتہ ملکوں میں کام کرنے والی عام عورتوں کو یہ شکایت ہے کہ موقع بموقع ان کے جسم کو چھوا جاتا، چٹکی لی جاتی، فقرے کسے جاتے اور دوسری بہت سی نازیبا حرکتیں کی جاتی ہیں، اسی سروے کے مطابق ذہنی اذیت کی وجہ سے اکثر عورتیں بیمار ہو جاتی ہیں [۱۸]۔

۶- فحش فلمیں اور انٹرنیٹ پر موجود گندی وڈیوز:

موجودہ دور میں فحش فلموں اور پورن وڈیوز کا رواج عام ہو گیا ہے، موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ان تک رسائی بہت کم صرفے کے ساتھ آسان تر ہو گئی ہے۔ فحاشی و عریانیت پر مبنی فلمیں عورتوں کے ساتھ جنسی زیادتی پر ابھارنے اور مختلف اخلاقی جرائم پر آمادہ کرنے میں زبردست محرک بنتی ہیں، جنہیں دیکھنے کے بعد انسان ان ہیجانی کیفیتوں کو عملی شکل میں محسوس کرنے کے لئے ہر طرح کی اقدامی کوششوں پر مجبور ہو جاتا ہے، اور زنا بالجبر اور عورتوں کو جنسی اذیت پہنچانے کو مردانگی کی علامت سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ جرائم کی روک تھام کرنے والی امریکی کمیشن کی طرف سے شائع شدہ ایک تحقیقی رپورٹ میں کہا گیا کہ:

جنسی جرائم، زنا بالجبر، اغوا، رقابت میں قتل، امراض خبیثہ اور مار دھاڑ کا بہت بڑا سبب وہ فلمیں ہیں جو ہالی ووڈ میں تیار کی جاتی ہیں، کمیشن نے مزید کہا کہ اگر ان فلموں پر بندش نہ لگائی گئی تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ سارا امریکہ غنڈوں، قاتلوں، زانیوں اور ڈاکوؤں کی بستی بن جائے گا۔ کمیشن کا مزید کہنا ہے کہ: ان فلموں کی وجہ سے زنا بالجبر اب مردانگی کا نشان سمجھا جاتا ہے [۱۹]۔

قران کریم کی اصلاحی تعلیمات:

قران کریم وہ واحد کتاب ہے جو بے راہ روی، معاشرتی تباہی اور جرائم کے خاتمے کے لئے انسانوں کے مناسب حال اور صد فیصد کامیاب راہ عمل تجویز کرتی ہے جو صرف سخت قانون بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ ہمہ گیر اصلاحی تدابیر فراہم کرتی ہے، قرانی تعلیمات کے مطابق انسان فطرتاً فسق و فجور، تقویٰ و طہارت اور اس قبیل کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متضاد صفات سے مرکب ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان جہاں ایک طرف جرائم اور گناہوں سے نفرت رکھتا ہے وہیں ان کی طرف شدید میلان بھی پایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا (الشمس:۶-۹)

قسم ہے انسان کے جان کی اور اس کی جس نے اس (کے اعضاء) کو برابر کیا۔ پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی۔ کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مُراد کو پہنچا۔ اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔

قران کی صراحت کے مطابق فطرت انسانی کی ایک اہم کمزوری یہ ہے کہ اس میں شہوت ولذت کی شدید محبت پائی جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں جرم کی طرف آمادگی بڑھ جاتی ہے۔ قران کریم میں ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ (آل عمران: ۱۴)

لوگوں کو اُن کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی باڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔

اس لیے قرآن انسانوں کے قلوب کی اصلاح اور ضمیر کی پاکیزگی کی طرف خصوصی توجہ دیتا ہے، بلکہ قرآن کی اصلاحی تدابیر میں سب سے زیادہ اہمیت اسی کو حاصل ہے، چنانچہ انبیاء کرام کی بعثت کا اہم مقصد تزکیہ نفس کو قرار دیا گیا، قرآن کریم میں ایک جگہ مومنین پر اللہ رب العزت کے خصوصی احسان کے ذکر میں ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (آل عمران:۱۶۴)

اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا ہے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتا ہے، اور حال یہ کہ پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

جنسی آلودگیوں سے پاک معاشرہ کے قیام میں سب سے بڑا دخل افراد کے اندرون کی اصلاح کا ہے، قرآن کریم فرد کے وجدان و قلب کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی روح میں صالح معاشرہ کی اہمیت اور فواحش و بے راہروی کے تئیں سخت نفرت پیدا کرتا ہے، اس لئے اوّلاً ان حقائق پر ایمان و یقین کی دعوت دیتا ہے جن کے بغیر ان مجرمانہ سرگرمیوں سے دور رہنا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔

اللہ کی فرمانروائی کا کامل یقین:

قرآن انسانوں سے اس حقیقت پر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کائنات میں ایک ایسی ہستی موجود ہے جو ہر ہر ذرہ پر کامل قدرت رکھتی ہے، جس کی مرضی و حکم کے بغیر کوئی بھی معاملہ انجام نہیں پاتا، قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثاً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○
(الاعراف:۵۴)

تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اُس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اُسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی (اُسی کا ہے) یہ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔

یہ شعور انسانوں کے اندر وہ لطیف فکر پیدا کرتا ہے جسکے نتیجہ میں انہیں سیرت و اخلاق کی درستگی کے ساتھ اعلیٰ اقدار پر مشتمل پاکیزہ زندگی نصیب ہوتی ہے، مفکر اسلام مولانا مودودی علیہ الرحمہ نے ایک جگہ ان حقائق کو بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کلمہ کی وجہ سے ایک پائدار نقطہ نظر، ایک مستحکم نظام فکر اور ایک جامع نظریہ ملتا ہے، جو ہر عقدے کو حل کرنے اور ہر گتھی کو سلجھانے کے لئے شاہ کلید کا حکم رکھتا ہے، سیرت کی مضبوطی اور اخلاق کی استواری نصیب ہوتی ہے، جسے زمانہ کی گردشیں متزلزل نہیں کر سکتیں، زندگی کے ایسے ٹھوس اصول ملتے ہیں جو ایک طرف قلب کو سکون اور دماغ کو اطمینان بخشتے ہیں، اور دوسری طرف انہیں سعی وعمل کی راہوں میں بھٹکنے، ٹھوکر کھانے اور تلون کا شکار ہونے سے بچاتے ہیں، پھر جب وہ موت کی سرحد پار کر کے عالم آخرت میں قدم رکھتے ہیں تو وہاں کسی قسم کی حیرانی، سراسیمگی اور پریشانی ان کو لاحق نہیں ہوتی، کیونکہ وہاں سب کچھ ان کی توقعات کے عین مطابق ہوتا ہے،،[۲۰]۔

اللہ کے قریب تر ہونے کا یقین:

قرآن کریم ہر فرد کے لئے اس حقیقت پر مکمل یقین کرنے کو ایمان کا لازمی جز قرار دیتا ہے کہ وہ ہر لمحہ اللہ کی نظروں کے سامنے ہے، اسکے تمام امور بلکہ ذہن ودماغ میں آنے والے افکار وخیالات سے بھی پوری طرح واقف ہے، قران کریم میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ○ (ق:۱۶-۱۷)

اور ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو خیالات اس کے دل میں گزرتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی اس کے زیادہ قریب ہیں۔ جب (وہ کوئی کام کرتا ہے تو) دو لکھنے والے جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں لکھ لیتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِن ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ (المجادلہ:۷)

کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے (کسی جگہ) تین (شخصوں) کا (مجمع اور) کانوں میں صلاح مشورہ نہیں ہوتا مگر وہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ کہیں پانچ کا مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم یا زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہوں پھر جو جو کام یہ کرتے رہے ہیں قیامت کے دن وہ (ایک ایک) ان کو بتائے گا بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

خوف الٰہی:

قران کی اصلاحی تدابیر میں اس حقیقت کو خاص اہمیت حاصل ہے اور ہر انسان سے مطالبہ ہے کہ اس کا دل خوف الٰہی سے معمور ہو، اسے ہر وقت اللہ کی عظیم ترین طاقت اور سخت گرفت کا استحضار ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئاً إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ○ (لقمٰن:۳۳)

لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے۔

خوف الٰہی اور اللہ سے قریب ہونے کا تصور انسانوں کو جرائم اور تمام مفسدانہ سرگرمیوں سے باز رکھنے کا اہم ترین ذریعہ ہے، اس لئے قرآن کریم خشیت الٰہی کا تصور دیگر ایسے معاشرے کو وجود میں لانا چاہتا ہے جس کے افراد جرائم اور معمولی گناہوں کے ارتکاب سے بھی گھبراہٹ محسوس کریں، بلکہ ایسے موقع پر ان کا ضمیر پکار اٹھے:

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○ (الانعام:۱۵)

میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

انَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْماً عَبُوساً قَمْطَرِيراً فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذٰلِكَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَسُرُوراً وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيْراً o (الدہر:۱۰-۱۱)

ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو (چہروں کو) کریہہ المنظر اور (دلوں کو) سخت (مضطر کر دینے والا) ہے۔ تو اللہ ان کو اس دن کی سختی سے بچالے گا اور تازگی اور خوشدلی عنایت فرمائے گا۔

آخرت اور جزا وسزا کا تصور:

آخرت اور جزا وسزا کا تصور بھی جرائم اور گناہوں سے باز رکھنے میں زبردست معاون ہے، قران کریم انسانوں سے آخرت پر ایمان لانے اور وہاں اس دنیا میں کئے ہر ہر عمل کی جزا وسزا کا معاملہ پیش آنے کا یقین کرنے کی دعوت دیتا ہے، بلکہ اسے ایمان کے اجزاء لازمہ میں سے قرار دیا گیا، قران میں اسکی اہمیت وضرورت پر جگہ جگہ مختلف انداز میں روشنی ڈالی گئی، ایک جگہ ارشاد ہے:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِيْنَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرّاً ثُمَّ يَكُونُ حُطَاماً وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِo (الحدید:۲۰)

جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال واولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لئے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔

آخرت پر یقین دلانے کے ساتھ ساتھ یہ بتایا گیا کہ اس دنیا میں کیے گئے ہر عمل کی باز پرس ہوگی، اسی کے حساب سے جزا وسزا کا معاملہ کیا جائے گا اور مجرموں کو جہنم کی شکل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سنگین عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ o وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ o (الزلزال:۵)

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھی بُرائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے:

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِماً فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِناً قَدْ عَمِلَ الصَّلِحتِ فَأُوْلَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلَى جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكّٰى o (طٰہٰ:۷۴-۷۶)

وہ شخص اپنے رب کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جیئے گا۔ اور جو اُس کے رُوبرو ایماندار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کیے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے اونچے اونچے درجے ہیں۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اُس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

فَأَمَّا مَن طَغَى o وَآثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا o فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَأْوٰى o وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى o فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى o (النازعات:۳۷ تا ۴۱)

تو جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا۔ اس کا ٹھکانا بہشت ہے۔

شرم وحیا کی تشہیر:

انسان ہمیشہ برائیوں کو ناپسندیدہ سمجھتا رہا ہے، اس کا ضمیر حسن عمل کو محبوب اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق و کردار کی پراگندگی کو معیوب سمجھتا ہے، لیکن انسان کی فطرت سلیمہ اسی وقت تک سرگرم عمل رہتی ہے جب اس کے قلب وجگر میں شرم وحیا کی قیمتی دولت موجود ہو، جب بھی یہ زریں صفت قالب انسانی سے جدا ہوتی ہے تو نوع انسانی کے لئے معصیت کا ارتکاب باعث ندامت ہونے کے بجائے باعث افتخار بن جاتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت [۲۱] جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو۔

ایک دوسری حدیث میں مزید زور دے کر یہ بیان کیا گیا ہے:

ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولیٰ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت [۲۲]۔

انبیاء سابقین کے کلام میں سے جو لوگوں تک پہنچا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب حیاء فوت ہو جائے تو جو چاہے کرو۔

یہی وہ بنیادی تصورات ہیں جن کے بغیر معاشرہ کی درستگی ممکن نہیں، جو سماجی برائیوں، فواحش و بے حیائی، جنسی درندگی اور اس قبیل کے تمام جرائم سے انسانی سماج کو پاک رکھنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، کیوں کہ ایسا ممکن نہیں کہ ایک انسان آخرت کے تصور پر مضبوطی سے قائم ہو، اس کا ایمان ہو کہ ایک عظیم طاقت اس کے تمام معاملات سے واقف ہے، اسے غیر متزلزل یقین ہو کہ زبردست اختیار و قدرت کے مالک کے سامنے حاضر ہو کر دنیا میں کئے تمام حرکات وسکنات کا مکمل حساب دینا ہے، پھر وہ ارتکاب جرائم پر آمادہ ہو، بلکہ اس کے قلوب میں سماجی ذمہ داریوں کے احساس کا جذبہ پیدا ہوگا، اور معمولی کوتاہیوں کو انتہائی سنگین امر تصور کرے گا، اس کے برخلاف جہاں یہ تصورات کمزور ہوتے ہیں یا سرے سے موجود ہی نہیں ہوتے وہاں سنگین سے سنگین تر جرائم کو بھی کوئی حیثیت نہیں دی جاتی، حدیث پاک میں ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعہ یہ بات کہی گئی، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

ان المومن یریٰ ذنوبہ کانہ قاعد علیٰ جبل یخاف ان یقع علیہ وان الفاجر یریٰ ذنوبہ کذباب مر علیٰ انفہ فقال بہ ھکذا [۲۳]

مومن اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے، جیسے کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ڈر رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ پہاڑ اس پر گر پڑے، اور فاسق اپنے گناہوں کو اس قدر ہلکا سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی اس کی ناک سے گذر گئی ہو۔

مغربی مفکر Arnold Toynbee کے بیان کے مطابق:

''مذاہب کے ذریعہ ہی لوگوں میں سماجی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوسکتا ہے، انسانوں کے درمیان اخوت ہمدردی کا جذبہ محض خدا کے یقین ہی پر قائم ہے، انسانی سماج سے اگر خدا کے تصور کو ختم کر دیا جائے تو انسانیت کو اخوت کی بنیاد پر منظم نہیں کیا جا سکتا'' [۲۴]۔

حقیقت یہ کہ ان حقائق کے بغیر پاکیزہ سماج کی تشکیل کسی بھی شکل میں ممکن نہیں ہے، تاریخ انسانی میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ان مسلمہ حقائق پر یقین کئے بغیر با اخلاق سوسائٹی وجود میں آئی ہو، ایک مغربی مورخ ''Ariel'' اپنی کتاب "Lesson From History" میں لکھتے ہیں:

تاریخ کے کسی بھی زمانے میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ کوئی معاشرہ مذہب کی اعانت کے بغیر اخلاقی زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہوا ہو [۲۵]، بلاشبہ خدا اور آخرت پر کامل یقین کرنے ہی سے انسانوں کے اندر اخلاق کی درستگی کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک دوسرے مغربی فلسفی کے یہاں اعتراف ملتا ہے کہ:

''خدا اور آخرت کا تصور اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ اخلاقیات کے لئے مفروضے کا کام دیتا ہے، اس کے نزدیک صرف اسی کے ذریعہ سے بہتر اخلاق کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے، اگر یہ عقیدہ ختم ہو جائے تو حسن عمل کے لئے کوئی محرک باقی نہیں رہ جاتا، اور اس طرح سماجی نظام کا باقی رہ جانا ناممکن ہو جاتا ہے'' [۲۶]۔

قرآن کی احتیاطی تدابیر

زنا کی حرمت وقباحت کا اعلان:

قران کریم میں جہاں زنا کی قباحت اور اس کی حرمت کو شدت سے بیان کیا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہیں ان تمام اسباب وعوامل کو بھی حرام قرار دیا گیا جو کسی بھی طرح سے زنا جیسے سنگین جرم پر آمادہ کرتے ہوں، یا اس کیلئے محرک بنتے ہوں، قران کریم میں متعدد جگہ پر ایسے عوامل سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلاَ تَقْرَبُواْ الزِّنىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاء سَبِيْلاً o (بنی اسرائیل:۳۲)

اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

قران کریم کسی طرح کی برائی اور بے حیائی کو برداشت نہیں کرتا، چنانچہ اس میں زنا کی حرمت کے ساتھ ساتھ فواحش وبدکاری کی طرف لے جانے والی تمام محرکات کو مطلق حرام قرار دیا گیا، قران میں متعدد جگہ پر ارشاد ہے:

وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام:۱۵۱)

اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ جانا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُواْ بِاللّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَن تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ o (الاعراف:۳۳)

کہہ دو کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔

اور ان لوگوں کی تعریف وتحسین کی گئی جو ان برائیوں سے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں، قرآن میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ o (الشوریٰ:۳۷)

اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ اللہ کے خصوصی بندوں کے اوصاف میں ارشاد ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَاماً يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَاناً إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُوْلٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيْماً ○ (الفرقان:۶۸)

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے اور جن جاندار کا مارڈالنا اللہ نے حرام کیا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی حکمِ شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا اور ذلت اور خواری سے اس میں ہمیشہ رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے کو کامیاب ترین انسان قرار دیا گیا اور ان کے لئے اعلیٰ نعمتوں کا وعدہ کیا گیا، ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ○ (المومنون:۴-۷)

اور مومن وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا (کنیزوں سے) جو اُن کی مِلک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں۔ اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں۔

عفت وعصمت کی حفاظت کی ذمہ داری:

اسلام ایسا پاکیزہ معاشرہ چاہتا ہے جس میں رہنے والے انسان اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کا ذمہ دار ہو، جن کے یہاں عزت و پاک دامنی کی اہمیت ہو، جہاں شرم وحیا اور عصمت کے تحفظ کی قدر کی جاتی ہو، اسی عظیم مقصد کی خاطر اسلام مرد وعورت سب کو یکساں خطاب کرکے ان سے نگاہوں کو نیچی رکھنے اور ناموس کی حفاظت کا مطالبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ○ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور:۳۰-۳۱)

مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

مرد و زن کے بے باکانہ اختلاط سے گریز:

اسلام مخلوط نظام کو کسی بھی شکل میں برداشت نہیں کرتا، خاص کر اس زمانہ میں جب کہ تعلیمی اداروں یا کال سینٹرس دفاتر یا دیگر تفریحی مقامات ہر جگہ آوارہ گردوں کی کثرت ہو اور جہاں شراب اور جرائم کے عادی اور فحاشی کے ماحول میں جینے والے بے حیاؤں کی بہتات ہو اور سڑکوں اور چوراہوں پر ان ہی قماش کے اوباش اپنے شکار کی تلاش میں سرگرداں ہوں، جہاں افسران یا بوس کے دلوں میں اپنے ماتحت لوگوں کی نسبت سے جنسی استحصال کے جذبات موجزن ہوں، جہاں کے ماحول میں خوف الٰہی اور تصور آخرت کو بالائے طاق رکھ کر اسے مضحکہ خیز اور دقیانوسیت تصور کیا جاتا ہو۔

ایسے ماحول میں اسلام اپنی واضح اور منفرد تعلیمات پیش کرتا ہے۔ درحقیقت اسلام ایک پاکیزہ اور باحیا معاشرہ چاہتا ہے جہاں اخلاق واقدار کی پابندی کی اہمیت دی جاتی ہو، جہاں عصمت وناموس کو قابل قدر سمجھا جاتا ہو، جہاں جنسیت زدہ بھیڑیے کسی کا استحصال نہ کرتے ہوں، جہاں عورتوں کو امن واطمینان حاصل ہو۔

مرد وخواتین ایسے مخالف اصناف ہیں جن میں فطرتاً ایک دوسرے کی طرف میلان پایا جاتا ہے، اس لیے دونوں کا بے محابانہ اجتماع بہر حال خطرے سے خالی نہیں ہے، مرد وعورت کا بے باکانہ اختلاط اور بے حجابانہ ربط وضبط ہی جنسی استحصال کی اہم ترین وجہ ہے، اس لیے اسلام عورتوں کو گھروں میں رہنے کی تاکید کرتا ہے اور غیر ضروری مشغولیتوں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرحت طبع یا انٹرٹینمینٹ کے لئے بازاروں، ہوٹلوں، تماشا گاہوں، خرافات اور فواحشات کے مقامات پر ان کے جانے کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَوٰةَ وَآتِينَ الزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (الاحزاب:۳۳)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔

اسلام اس بات کی سختی سے مخالفت کرتا ہے کہ کسی عورت اور مرد کا اس حال میں ملنا ہو کہ وہاں اس عورت کا کوئی محرم نہ ہو، جنسی استحصال کے جو واقعات بکثرت پیش آ رہے ہیں ان میں اس کا بڑا دخل ہے، دفاتر و کارخانوں اور تعلیمی و تفریحی اداروں میں اجنبی عورت اور مرد کا آزادانہ اختلاط کوئی قابل غور مسئلہ ہی نہیں رہا، بغیر محرم کے اجنبی مردوں سے گفت و شنید، آمد و رفت بلکہ تفریحی مشاغل تک انجام دینے کا عام رواج چل پڑا ہے، جب کہ جنسی استحصال کے زیادہ تر واقعات خود مخلوط دفاتر اور ورکنگ اداروں میں انہی کے ملنے جلنے والوں ہی کے ذریعہ پیش آتے ہیں، جن کی مثالیں اوپر پیش کی جا چکی ہیں۔ اسلام اس چور دروازہ کو ہی بند کرنے کا مطالبہ کرتا ہے اور ایسے اختلاط سے بچنے کی سخت تاکید کرتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لاتسافر المرأة الا مع ذی محرم، ولا یدخل علیها رجل الا ومعها محرم [۲۷]

عورت محرم کے بغیر کوئی سفر نہ کرے، اور اس کے پاس کوئی اجنبی مرد اسی وقت آئے جب اس کے ساتھ اس کا محرم وہاں موجود ہو۔

اسلام ہرگز بھی یہ نہیں چاہتا کہ عورتیں بالکل گھر میں محصور رہیں، اور نہ انہیں باہر نکلنے اور خارجی سرگرمیوں کو انجام دینے سے روکتا ہے، البتہ عورتوں کی عصمت و عفت کے تحفظ کے لئے ایسے پراگندہ ماحول میں خود کو ڈالنے سے منع کرتا ہے جہاں پر فتن صورتحال ہو، بعض پابندیوں کے ساتھ اس کی اجازت بھی دیتا ہے کہ وہ ضرورت کے وقت گھر کے باہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں، چنانچہ انہیں اس کا پابند بناتا ہے کہ اجنبی مردوں سے غیر ضروری گفتگو یا لین دین نہ رکھیں، اسی میں ان کے لئے عافیت ہے ورنہ آوارہ مزاج اور اوباش انسان جس کی تعداد آج کے پراگندہ ماحول میں تیزی سی بڑھتی جارہی ہے غلط تصورات اور برے مقاصد اپنے سینوں میں چھپا لیتے ہیں، اس لیے قران کریم میں اس معاملہ کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ○ (الاحزاب:۳۲)

اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

پردہ کا خاص اہتمام:

عورتوں کے جنسی استحصال میں عورتوں کا بے پردہ رہنا بڑا اہم کردار ادا کر رہا ہے، بے پردگی نے ماحول کو جرائم پسند بنا کر رکھ دیا ہے، کیونکہ بے پردگی یا موجودہ دور کی عریانیت ہی جنسی استحصال اور اس قبیل کی مجرمانہ سرگرمیوں کی دعوت دیتی ہے۔ اس لیے قرآن میں اس مسئلہ کی سنگینی کو کئی جگہ واضح کیا گیا ہے۔ ایک جگہ مرد و عورت دونوں کو غضِ بصر اور ناموس کی حفاظت کا حکم دینے کے ساتھ پردہ کے اہتمام کی تاکید کی گئی ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ○ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُفْلِحُونَ o (النور: ۳۰-۳۱)

مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگھار کے مقامات) ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (اس طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

دوسری آیت میں پردہ کو صاف طور پر فرض کیا گیا اور اس کی حد اور پردہ کی اہمیت کی وجہ بھی واضح کی گئی، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جب بھی گھروں سے باہر نکلیں تو اس طرح اپنی زینت کے مقام اور ان اعضاء کو چھپالیں جن سے ان کو پہچانا جا سکے، اور انہیں دیکھ کر آوارہ گردوں کے لئے کچھ موقع فراہم نہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا o (الاحزاب: ۵۹)

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ اَمر ان کے لیے موجبِ شناخت (و امتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جنسی استحصال کے تئیں اسلام کا سخت موقف:

اسلام کا طرز اصلاح یہ ہے کہ کسی جرم کو ختم کرنے کے لئے فرد کی طرف توجہ دی جاتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے،اس کے دل میں جرائم کے تئیں سخت نفرت اور بغض پیدا کر دیا جاتا ہے۔ وہ اس کے ضمیر و قلب کی اصلاح کرتا ہے تا کہ وہ فرد یہ نہیں کہ وہ خود جرائم سے باز آ جائے، بلکہ وہ امن کا داعی ہو اس کے دل میں ہر ایک کی عزت و عصمت کے تحفظ کا احساس پیدا ہو، پھر اسلام ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے جو ان تمام اصلاحی تدابیر کے ہوتے ہوئے بھی پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر میں معاون بننے کے بجائے اس کی تخریب کی کوششیں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو ملعون و مردود قرار دیتا ہے جو کسی کا استحصال کر کے اس کے لئے اذیت رسانی کا سبب بنے، قران میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً o وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً o (الاحزاب: ۵۷-۵۸)

جو لوگ اللہ اور اُس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں اُن پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

ایسے لوگوں کے خلاف اور زیادہ سختی سے نمٹنے کا حکم کا دیا گیا ہے جو خواتین کی عزت و ناموس کو اپنی افواہوں سے تار تار کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے:

لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلاً o مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلاً o سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلاً o (الاحزاب: ۶۰-۶۲)

اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو شہر میں بُری بُری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں گے تو ہم تمہیں اُن کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔ (وہ بھی) پھٹکار کئے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مار ڈالے گئے۔ جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی عادت رہی ہے اور تم اللہ کی عادت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔

فواحش کی اشاعت کرنے والوں کے لیے سخت سزا:

آج فواحش و بے حیائی کو پھیلانے کی منظم کوششیں کی جارہی ہیں، قرآن کریم فواحش کی اشاعت پر سخت پابندی لگاتا ہے، تاکہ جنسی جرائم کی جڑ کو ہی کاٹ دیا جائے اور ایسا کوئی موقع باقی نہ رہ سکے جہاں انہیں پنپنے کے لئے کمین گاہ مل سکے، اس لئے قرآن ان لوگوں کو سخت سزا کا مستحق قرار دیتا ہے جو معاشرے میں بدکاری اور بے حیائی کو فروغ دیتے ہیں، قرآن میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ (النور:۱۹)

اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت کی خبر، بدکاری) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

زانیوں کی سزا:

ان تمام نصیحتوں اور اصلاحی تدابیر کے بعد بھی اگر معاشرہ میں بدکردار اور جرائم پیشہ عناصر گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں تو ان کے لئے قرآن نے اور سخت قانون مقرر کیا ہے، تاکہ اس کے خوف سے کوئی اس سنگین جرم کے ارتکاب کی جسارت نہ کر سکے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ (النور:۲)

بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب اُن کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو دُرے مارو اور اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شریعتِ الٰہی (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔

جنسی استحصال کے انسداد میں قرآن کریم کے یہ احکام وتعلیمات بڑے ہی موثر ذرائع ہیں۔ اگر آج بھی اس مسئلہ پر تعصب وجانبداری سے الگ ہوکر سوچنے کی ہمت کی جائے تو اس سے نپٹنے کے لیے یقیناً قرآن کی تعلیمات اور اس کے بتائے ہوئے اصول وقوانین کے علاوہ کوئی دوسری راہ نظر نہیں آئے گی، لیکن اسی کے ساتھ امت مسلمہ کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں پورے اہتمام کے ساتھ داخل کریں اور ان کی اشاعت وترویج کے لیے تقریر وتحریر، جدید ذرائع ابلاغ اور ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کریں۔

حواشی ومراجع

۱- امریکہ میں جرائم اور قیدیوں کی شرح، سہ روزہ دعوت، نئی دہلی، ۴ رمئی، ۲۰۰۵ء

۲- *America's Moral Crisis* اردو ترجمہ/امریکہ کا اخلاقی بحران، مترجم: محمد احسن بھٹ، دارالشعور، لاہور، ص ۱۸

۳- United States tops in Women Rape، ملی گزٹ، نئی دہلی، ۱۶-۳۱/جنوری ۲۰۱۳ء

۴- ملی گزٹ، نئی دہلی، ۱۵/جنوری ۲۰۱۳ء، ص:۹

۵- *The Hindu*, Ist Feb, 2014, p.6

۶- راشٹریہ سہارا (نئی دہلی)، ۳۰/جنوری، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱

۷- ۲۰۰ مليون دولار لمخاط الانجلال الاخلاقي، رساله الشقائق، عدد:۶۸، صفر ۱۴۲۴ء، ص ۳۴

۸- عالمی سہارا (نئی دہلی)، ۲۱/جنوری، ۲۰۱۲ء

۹- عالمی سہارا، ۲۱ رمئی ۲۰۰۵ء،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- ملک میں عصمت دری کا بڑھتا گراف، عالمی سہارا، ۲۹/اپریل ۲۰۰۸ء

۱۱- روزنامہ راشٹریہ سہارا، ۱۲/دسمبر ۲۰۱۳ء

۱۲- The newspaper.net/hiv_aids_and indian_youth

۱۳- *Times of India,* 19 December, 2005

۱۴- حوالہ سابق

۱۵- محمد ابراہیم المبروک، الاسلام و العولمة، قاہرہ، ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۶

۱۶- بچیوں کو جنسی استحصال سے کیسے محفوظ رکھیں: shianet.in/index.php

۱۷- سید جلال الدین عمری، عورت اسلامی معاشرے میں، مرکزی مکتبہ اسلامی، ۲۰۰۶ء، ص ۲۳۰

۱۸- قومی آواز (نئی دہلی)، ۳۰/نومبر ۱۹۹۲ء

۱۹- عورت اسلامی معاشرے میں، محولہ بالا، ص ۲۳۰

۲۰- سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القران، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، ۲۰۰۱ء، ۴۸۶/۲، حاشیہ: ۳۹

۲۱- صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت

۲۲- صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار،

۲۳- صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبة

۲۴- A Study of history، تلخیص: ڈی سی سمرویل، 1957

۲۵- www.newyork:simon and schuster,1998

۲۶- وحید الدین خان، علم جدید کا چیلنج، سلسلہ مطبوعات مجلس، ۲۹، ص ۱۱۵

۲۷- صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید، باب حج النساء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گداگری اور اسلام میں اس کا علاج

بلال احمد اصلاحی

گداگری:

یہ خدا کا نظام ہے کہ وہ بعض کو بعض پر فوقیت دیتا ہے، کسی کو صحت مند بناتا ہے تو کسی کو معذور، کسی کو حاکم بناتا ہے تو کسی کو محکوم اور یہ پورا نظام عشوائی یا بر بنائے ظلم نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت چھپی ہے۔ اس میں انسان کے لئے تذکیر و یاددہانی ہے کہ وہ مغرور و سرکش ہونے کے بجائے شکر گزار بندہ بنے۔ رزق کے معاملے میں بھی خدا کا یہی نظام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (سورہ نحل:۷۱)

اللہ نے رزق میں تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

اللہ نے غریبوں و ضرورت مندوں کے حقوق متعین کیے ہیں اور صاحب استطاعت اور حکومت کو مکلف بنایا ہے کہ وہ ان کی حاجات پوری کریں:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ○ (سورہ توبہ:۶۰)

مصارف زکوۃ کی جملہ آٹھ صورتوں میں فقیر و مسکین بھی داخل ہیں۔ امام طبری کہتے ہیں کہ فقیر سے مراد متعفف محتاج ہے جو سوال نہ کرے اور مسکین سے مراد وہ بے کس محتاج ہے جو سوال کرے یعنی جو گداگر ہو۔(۱) اور اس کی تائید ضربت علیهم الذلة والمسكنة سے بھی ہوتی ہے۔ (ذلت و خواری اور بدحالی ان پر مسلط ہوگئی) (سورہ بقرۃ:۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام یوسفؒ اور ابن القاسمؒ نے فقیر و مسکین کو ایک ہی مانا ہے، امام شافعیؒ و حنبلؒ کے نزدیک مسکین وہ ہے جو بقدر کفاف مال کا مالک ہو اور فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور امام ابوحنیفہ کا مسلک اسکے بالکل برعکس ہے۔

بہر حال گداگر چونکہ فقراء و مساکین کا حصہ ہوتے ہیں اس لئے وہ بھی زکوۃ کے مستحق ہیں۔ قرآن نے گداگر کے معنی میں سائل کا لفظ چار مقامات پر استعمال کیا ہے:

وَالَّذِيْنَ فِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (سورہ المعارج:۲۴،۲۵)

اور جن کے مال میں سائل اور محرومین کا ایک متعینہ حق ہے۔

وقال تعالی :

وَفِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ o (سورہ الذاریات:۱۹)

اور جن کے مال میں سائل اور محرومین کا حق ہے۔

وقال تعالی :

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ o (سورۃ الضحی:۱۰)

اور سوال کرنے والے کو مت جھڑکو۔

وقال تعالی :

آتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ (سورہ بقرۃ:۱۷۷)

اور مال سے محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور گردنیں چھڑانے کے لئے خرچ کرے۔

سائل ایسا محتاج شخص ہوتا ہے جو اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہو۔ امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں گداگری پر اچھی بحث کی ہے اور اس میں انہوں نے نہ صرف عام گداگروں کو شامل کیا ہے بلکہ کرتب باز، قصہ گو، گانا بجانا کرنے والے، تعویذ گنڈے والے بابا حضرات، نجومی اور چرب زبان خطیب جو سیدھے سادے عوام کو بیوقوف بنا کر پیسہ اینٹھتے ہیں، ان تمام لوگوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گداگری کی صف میں کھڑا کیا ہے۔(۲)

Bombay Prevention of Begging Act 1959 کے تحت گداگری کی تعریف اس طرح ہے۔

☆ عوامی مقامات پر خیرات لینا یا مانگنا چاہے وہ ناچنے گانے کے بہانے ہو یا مستقبل کا حال بتا کر یا کرتب دکھا کر یا پھر کوئی سامان بیچنے کے بہانے ہو۔

☆ کسی کی پرائیویٹ پراپرٹی میں بھیک مانگنے یا لینے کے لئے جانا۔

☆ بھیک مانگنے کے مقصد سے مرض یا زخم دکھانا۔

☆ پبلک مقامات پر ایسی قابل رحم حالت میں ہونا جس سے لگے کہ وہ بھیک کا طلبگار ہے۔(۳)

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) کی تعریف ہے:

A range of Activities whereby an individual asks a stranger for money on the basis of being poor or needing charitable donations for health or religious reasons. Beggars may also sell small items, such as dusters or flowers . (۴)

ایک غریب یا محتاج فرد کا اجنبی شخص سے صحت یا مذہب کے حوالہ سے خیرات مانگنے کا عمل گداگری کہلاتا ہے۔ایک گداگر چھوٹی موٹی چیزیں جیسے ڈسٹر یا پھول وغیرہ بیچنے والا بھی ہوسکتا ہے۔

گداگری اور غربت میں فرق:

گداگری غربت میں داخل ہے۔ ہر گداگر غریب ہوسکتا ہے جبکہ ہر غریب گداگر نہیں ہوسکتا۔غربت کسی انسان یا معاشرہ کی ایسی حالت کا نام ہے جس میں اس کے پاس کمترین معیار زندگی (Minimum Standard of Living) کیلئے لازم اسباب و وسائل کا فقدان ہو۔سادہ سے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ غربت بھوک و افلاس کا نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جب کسی کو اتنی رقم میسر نہ ہو کہ وہ اپنا یا اپنے اہل وعیال کا پیٹ بھر سکے تو یہی غربت ہے (۵) اور جب وہ اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرے تو یہی گداگری ہے۔

اسلام اور دیگر مذاہب ونظریات میں گداگری کا تصور:

مذاہب: انسانی سماج میں گداگری ایک قدیم روایت رہی ہے جس کا وجود ہر معاشرے میں رہا ہے۔ دنیا کے کئی مذاہب اپنے متبعین کے ایک خاص طبقہ کو گداگری کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک گداگری ہی رزق حاصل کرنے کا سب سے اچھا ذریعہ ہے۔ اس میں عیسائیت، ہندوازم، بدھزم اور جینزم شامل ہیں، اسلام میں صوفی مسلک بھی اسی کا حامی ہے۔ ان سب کے مطابق گداگری سے دنیا کی محبت سے نجات ملتی ہے اور روحانیت حاصل ہوتی ہے۔ (۶)

سرمایہ دارانہ نظام:

سرمایہ دارانہ نظام غربت اور گداگری کو ایک سنگین مسئلہ مانتا ہے لیکن وہ ان کی اس حالت کا ذمہ دار انہیں کو گردانتا ہے وہ دنیا سے اس غربت اور گداگری کو ختم تو کرنا چاہتا ہے لیکن وہ یہ تسلیم نہیں کرتا کہ اس کے مال میں غریبوں اور گداگروں کا کوئی آئینی حق بھی ہے۔ از راہ ہمدردی اگر کوئی کچھ ان پر خرچ کردے تو فبہا ورنہ اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوسکتی۔

سوشلزم:

اس کے نزدیک غریبوں اور محنت کشوں کے ساتھ اسی وقت انصاف ہوسکتا ہے جب سرمایہ داروں سے بزور قوت ان کا سرمایہ چھین لیا جائے اور نجی ملکیت ختم کر دی جائے۔ اس کے یہاں پرولتاری گروپ -محنت کش مزدوروں کی بہت اہمیت ہے۔ لیکن سماج کے اندر موجود اپاہجوں، ناداروں اور بیواؤں کے لئے اس کے یہاں کوئی جگہ نہیں کیونکہ اس کا مشہور فلسفہ ہے جو نہ کما سکے اس کو کھانے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

اسلام گداگروں کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے لیکن وہ گداگری کے عمل کو پسند نہیں کرتا۔ وہ جہاں یہ کہتا ہے کہ **واما السائل فلا تنهر** اور ہمیشہ انفاق پر ابھارتا ہے۔ تو دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے ان دو سائلوں سے فرمایا جنہوں نے زکوۃ کا سوال کیا تھا **لا حظ فيها لغني ولا لقوي مكتسب** (۷) زکوۃ میں کسب کے قابل تنومند شخص اور مالدار کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ سوال کرنا بس تین حالتوں میں درست ہے، سخت افلاس، قرض اور خون ناحق کے تاوان میں۔ (۸)

احادیث میں گداگروں کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

ما يزال الرجل يسأل الناس حتى يأتي يوم القيامة وليس في وجهه مضغة لحم. (۹)

تم میں سے جو کوئی بھیک مانگتا ہے وہ جب خدا کے سامنے جائیگا تو اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ رہے گی۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

من سأل الناس اموالهم تكثرا فانما يسأل جمرا فليستقل او يستكثر. (۱۰)

جس نے پائی پائی جوڑنے کیلئے لوگوں سے سوال کیا درحقیقت وہ روپیہ کا نہیں آگ کا سوال کرتا ہے۔ اب یہ اس کا کام ہے کہ آگ کے اس ڈھیر کو وہ چاہے تو کم کرے یا زیادہ کرے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے گداگری کی حقیقت کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کیا ہے بلکہ اس کے آداب بھی بیان کر دیے ہیں، لیکن بہر حال دست سوال دراز کرنا اسلام میں ناپسندیدہ عمل ہے۔ قرآن نے ہمیشہ انفاق اور دینے کا تذکرہ کیا ہے، کہیں لینے اور سوال کرنے کی بات نہیں کی ہے چنانچہ امیر و غریب دونوں کو ہی انفاق پر ابھارا ہے:

والذين ينفقون في السراء والضراء (سورہ آل عمران:۱۳۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ لوگ جو خوشحالی اور بدحالی میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا: لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْساً إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْراً ○ (سورہ الطلاق:۷)

وسعت والا اپنی حیثیت کے مطابق اور کم آمدنی والا اپنی وسعت کے مطابق اس میں سے جو اللہ نے دیا ہے خرچ کرے اور یہ یاد رکھے کہ اللہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، تنگی کے بعد اللہ کشادگی پیدا کرے گا۔

تنگدستی کے باوجود دست سوال دراز نہ کرنے والے کو قرآن نے اچھی نظر سے دیکھا ہے۔ ارشاد ہے:

لِلْفُقَرَاء الَّذِينَ أُحصِرُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ لاَ يَسْتَطِيعُونَ ضَرْباً فِي الأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاء مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لاَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافاً وَمَا تُنفِقُواْ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ ○ (سورۃ البقرۃ:۲۷۳)

خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگدست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے انکی خودداری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں تم ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت پہچان سکتے ہو، مگر وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر کچھ مانگیں، جو کچھ بھی مال تم خرچ کرتے ہو اللہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اور دوسری طرف انفاق نہ کرنے والوں کے لیے وعیدیں آئی ہیں:

وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْراً لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُواْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○ (سورۃ آل عمران:۱۸۰)

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے، نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے، جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائیگا۔

سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام دست سوال دراز کرنے کو ناپسند کرتا ہے جس کے پاس اتنا مال ہو جو کفایت کر جائے یا جس کے پاس نوکری یا بزنس ہو اس کے لیے مانگنا درست نہیں کیونکہ اسلام اس کو کام کرنے کا مکلف بناتا ہے دست سوال دراز کرنے کا نہیں، وہ اس کو قناعت سکھاتا ہے اور مانگنے سے روکتا ہے۔(۱۱)

ہندوستان میں گداگری:

جے این یو کے پروفیسر ایتا بھ کنڈو کی سربراہی میں کام کرنیوالی کنڈو کمیٹی کو سچر کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کی نگرانی کرنے کیلئے منموہن سنگھ کی حکومت کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔انہوں نے بتایا کہ ہندوستان میں فی کس اوسط خرچ، س طرح ہے:

مسلمان	33روپے
ہندو	38روپے
عیسائی	51روپے
سکھ	55روپے (۱۲)

رنگ راجن پینل نے 2011-12 کے سروے کے مطابق ہندوستان کی 29.5% یا تقریباً 363 ملین آبادی کو غریب قرار دیا ہے۔اس کے مطابق روزآنہ 47 روپے شہر میں اور 32 روپے دیہات میں کمانے والا غریب نہیں ہے۔(۱۳) اور پوری دنیا میں تقریباً 1.29 بلین افراد غریب ہیں۔ورلڈ بینک کے مطابق روزآنہ 1.25 ڈالر روزآنہ کمانے والا غریب نہیں ہے۔(۱۴) ورلڈ بینک کے اسٹینڈرڈ کے مطابق دیکھا جائے تو ہندوستان کی صورتحال انتہائی خطرناک ہو جاتی ہے۔

رہی بات ہندوستان میں گداگروں کی تو حیدرآباد کے ایک سوشیولوجسٹ رفیع الدین نے ۲ سال کی تحقیق میں پایا کہ ہندوستان میں 73 لاکھ گداگر رہتے ہیں، وہ اپنی کتاب Beggars in Hydrabad میں مزید لکھتے ہیں کہ گداگر کھانے پر 20% اور بری عادتوں جیسے ڈرنک وغیرہ پر 30% خرچ کرتے ہیں اور 50% سیونگ کرتے ہیں۔(۱۵) انڈیا ٹو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈے کی ایک رپورٹ کے مطابق کولکاتا کے بھکاری اوسطاً 25000 کا بینک بیلنس رکھتے ہیں۔(۱۶) ایک این جی او CHETNA کے مطابق دہلی کے 80% گداگر بچے نشہ کرتے ہیں اور روزانہ 27 لاکھ کا نشیلہ مواد خریدتے ہیں۔(۱۷)

مختلف سروے کی بنیاد پر چند بڑے شہروں میں گداگروں کی تعداد اور ان کی آمدنی سے متعلق ایک کالم درج ذیل ہے:

شہر کا نام	گداگروں کی تعداد	فی کس یومیہ آمدنی (روپیہ میں)	مجموعی سالانہ آمدنی (روپیہ میں)
دہلی	60 000	80	175 کروڑ
ممبئی	300 000	17	180 کروڑ
کولکاتا	75 000	50	136 کروڑ
بنگلور	56 000	40	81 کروڑ
حیدرآباد	11 000	37	15 کروڑ
میزان			587 کروڑ (۱۸)
ہندوستان	7 300 000	15	39ارب96 کروڑ

اگر ہندوستان کے ہر گداگر کی اوسط آمدنی 15 روپئے مان لی جائے تو ہندوستان کے گداگروں کی سالانہ آمدنی تقریباً 40ارب روپئے بنتی ہے۔

Delhi School of Social Work and Social Development Centre of Mumbai ان دونوں نے بالترتیب دہلی و ممبئی میں سروے کیا، دونوں کا نتیجہ تقریباً ایک جیسا تھا۔ انہوں نے گداگروں سے پوچھا کہ کیا آپ کو بے عزتی محسوس ہوتی ہے، مانگنے میں کوئی پریشانی ہوتی ہے، یا آپ موجودہ حالت میں خوش ہیں تو ان کا جواب اس طرح تھا:

26% گداگر	خوش ہیں
81% گداگر	مانگنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے
15% گداگر	پولیس و عام پبلک بے عزتی کرتی ہے (۱۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گداگروں کی اقسام:

گداگروں کو عمر، صحت اور رویہ وغیرہ کی بنیاد پر دس قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:
(1) معذور گداگر (2) صحت مند گداگر (3) جعلی گداگر (4) شہ زور گداگر (5) غلام گداگر (6) پیدائشی گداگر (7) مذہبی گداگر (8) اسٹریٹ چائلڈ (9) اسٹریٹ ہاکر (10) انٹرنیشنل گداگر

۱- معذور گداگر:

یہ گداگروں کی عام قسم ہے، اس میں لولے لنگڑے، اندھے، بہرے اور انتہائی ضعیف لوگ شامل ہیں جو خود سے کچھ کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ایک سروے کے مطابق دہلی میں تقریباً 34% گداگر معذور ہیں۔ (۲۰)

۲- صحت مند گداگر:

یہ وہ گداگر ہوتے ہیں جن کی جسمانی حالت ٹھیک ہوتی ہے لیکن وہ غربت یا کام نہ ہونے کی وجہ سے بھیک مانگتے ہیں۔ سوشل ویلفیئر ڈپارٹمنٹ (دہلی حکومت) اور سوشل ورک ڈپارٹمنٹ (دہلی یونیورسٹی) نے 2007 میں دہلی کے پانچ ہزار گداگروں پر ایک سروے کیا جس میں انہوں نے پایا کہ دہلی کے اکثر بھکاری (تقریباً 66%) جسمانی طور سے معذور نہیں ہیں اور ان میں بھی کئی ایک تعلیم یافتہ ہیں۔ اس سروے میں چار ایسے پوسٹ گریجویٹ ملے جو جاب ہولڈر تھے اور چھٹی کے دنوں میں بھیک بھی مانگتے تھے۔ چھ گریجویٹ تھے اور 798 یعنی تقریباً 800 نے ہائر سیکنڈری تک کی تعلیم حاصل کی تھی۔ (۲۱)

۳- جعلی گداگر:

ہم سب جانتے ہیں کہ گداگروں میں ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو واقعی محتاج نہیں ہوتے بلکہ انہوں نے گداگری کو ایک پیشہ بنا رکھا ہوتا ہے۔ جعلی گداگروں سے حج کا مقدس سفر بھی پاک نہیں رہا۔ حج کمیٹی آف انڈیا کے چیف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایگزیکیٹیو ڈاکٹر شاکر حسین نے بتایا کہ مغربی بنگال کے 166 حاجی سعودی عرب میں لاپتہ ہو گئے تھے، یہ سب کے سب معذور افراد تھے، ان میں سے بیشتر کو سعودی عرب میں بھیک مانگتے ہوئے پکڑا گیا اور ان بھکاریوں کے انکشاف کی بنیاد پر اس پورے ریکٹ کے ماسٹر مائنڈ مرشد آباد کے شرف الحق کو گرفتار کر لیا گیا جو معذور افراد کو بھیک مانگنے کے لئے حج کے بہانے سعودی عربیہ بھیج دیتا تھا اور ان کو ایک مخصوص رقم بھیک مانگنے کے عوض میں ملتی تھی۔ (۲۲)

۴- شہ زور گداگر:

یہ وہ گداگر ہیں جو لوگوں سے زبردستی پیسہ مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ٹرین میں اکثر سابقہ پیش آتا ہے، یعنی کہ تیسری جنس مخنث۔ اسکے علاوہ ہفتہ خور بھی اسی زمرے میں آتے ہیں جو دوکاندار اور کاروباری حضرات وغیرہ سے زبردستی ہفتہ وصولی کرتے ہیں۔ ہفتہ وصول کرنے والی پولیس بھی شہ زور گداگر ہوتی ہے۔

۵- غلام گداگر:

یہ وہ گداگر ہوتے ہیں جو کسی مافیا کے تحت کام کرتے ہیں۔ وہ ان کے سارے پیسے لے لیتا ہے اور ان کو معمولی کھانا اور رہنے کی جگہ دیتا ہے۔ اس میں ہر عمر کے گداگر ہو سکتے ہیں لیکن زیادہ تر بچے ہوتے ہیں جن کو مافیا بچپن میں اغوا کر لیتے ہیں۔ پورے ہندوستان سے تقریباً ایک لاکھ بچے ہر سال اغوا کر لئے جاتے ہیں اور ان بچوں کی ایک بڑی تعداد کو گداگری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (۲۳) کچھ خاندان اپنے بچوں کو بھی بھیک مانگنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، اسکے علاوہ کچھ تعلیمی ادارے بھی بچوں کو گداگری کے لئے باہر بھیجتے ہیں، یہ سب بھی غلام گداگر ہی کہلائیں گے۔

۶- پیدائشی گداگر:

ہندوستان میں یہ انتہائی مضحکہ خیز صورت ہے کہ کچھ لوگ پیدائشی طور پر گداگر ہوتے ہیں۔ ان کا پیشہ ہی بھیک مانگنا ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں ایک ذات فقیر کے نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پائی جاتی ہے۔ان کی آبادی تقریبا 22لاکھ ہے اور یہ دہلی اور اس کے اطراف کے صوبوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ اعظم گڈھ میں ایک برادری نٹ کے نام سے پائی جاتی ہے یہ بھی عام طور سے مسلمان ہوتے ہیں اور ان کا پیشہ بھیک مانگنا ہوتا ہے۔

۷- مذہبی گداگر:

یعنی مذہب کے حوالہ سے بھیک مانگنا،نہایت معذرت اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم مسلمانوں میں مذہبی گداگری بہت عام بات ہے۔مسجد و مدرسہ تعمیر کرنا ہو یا کوئی دینی جلسہ کرنا ہو تو رسید چھپتی ہے اور سفراء حضرات گلیوں میں مانگتے نظر آتے ہیں۔یہ بھی ایک طرح کی گداگری ہی ہے۔

۸- اسٹریٹ چائلڈ:

وہ بچہ جو اپنی روزی گلیوں میں رہ کر حاصل کرتا ہے اسٹریٹ چائڈ کہلاتا ہے۔ہندوستان میں تقریبا10 ملین بچے گلیوں میں کام کرتے ہیں اور کوڑے دان،گداگری اور اس طرح کے دیگر ذرائع سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔(۲۴)دہلی میں 1.5 سے 2لاکھ تک اسٹریٹ چلڈرین ہیں جن میں تقریبا 80% بچے نشہ کے عادی ہیں اور روزانہ تقریبا 27لاکھ کا نشہ آور مواد خریدتے ہیں۔(۲۵)

گڑگاؤں میں 6000 گداگر بچوں پر ایک سروے کیا گیا جن میں 4000 لڑکیاں اور 2000 لڑکے تھے اس میں پایا گیا کہ:95% بچے کبھی اسکول نہیں گئے

80%	فٹ پاتھ وغیرہ پر سوتے ہیں
20%	آس پاس کے گاؤں سے آتے ہیں
10%	ایسے تھے جن کو کنٹریکٹر گاؤں سے لاتے تھے

ان بچوں کی اوسط آمدنی 5000 روپئے ماہانہ تھی۔ایک بارہ سال کی بچی سے پوچھا گیا کہ اسکول کیوں نہیں جاتی ہو؟ تو اس کا جواب تھا کہ میں پڑھنا تو چاہتی ہوں لیکن ٹائم نہیں ہے، بھیک مانگنے میں تھوڑا Busy رہتی ہوں۔(۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹- اسٹریٹ ہاکر:

اس میں گلیوں اور فٹ پاتھ پر سامان بیچنے والے، کرتب دکھانے والے گانے بجانے والے اور نجومی وجیوتشی وغیرہ شامل ہیں۔ گو کہ یہ لوگ گداگری نہیں کرتے لیکن ان کا بھی شمار گداگروں میں ہوتا ہے۔ امام غزالی، بامبے ایکٹ 1959 اور انٹرنیشنل لیبر آرگنائیزیشن ان کو گداگروں میں شامل مانتے ہیں۔

۱۰- انٹرنیشنل گداگر:

یہ گلوبلائیزیشن کی دین ہے۔ اس میں ایک ملک دوسرے ملک سے مدد کی درخواست کرتا ہے تاکہ وہ درپیش قدرتی آفات یا معاشی مسائل وغیرہ سے نبرد آزما ہو سکے۔ آج کل انٹرنیشنل گداگری بہت ہی عام ہے۔

گداگری کے اسباب:

گداگری کے درج ذیل کئی اسباب ہیں۔

(1) غربت	(2) سرمایہ دارانہ نظام
(3) جنگ اور قدرتی آفات	(4) بے روزگاری
(5) اچھی تعلیم و تربیت کا فقدان	(6) گھریلو تشدد
(7) معذوری	(8) مذہبی و ثقافتی روایت

۱- غربت:

گداگری کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔ غربت سے مجبور ہو کر آدمی گداگری اختیار کر لیتا ہے۔ پوری دنیا میں 1.29 بلین افراد غریب ہیں۔ (۲۷) رنگ راجن پینل نے ہندوستان میں 12-2011 کے ایک سروے کی بنیاد پر 29.5 یعنی تقریبا 363 ملین افراد کو غریب قرار دیا ہے۔ (۲۸) انسٹی ٹیوٹ آف اپلائڈ مین پاور ریسرچ (IAMR) جو پلاننگ کمیشن کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے، اس کی ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں 5% گھرانے 38% اثاثہ کے مالک ہیں جبکہ 60% عوام بمشکل 13% اثاثہ کی مالک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کے ایک ادارے کی 2000 کی رپورٹ کے مطابق دنیا کی تمام دولت کا 40% حصہ صرف ایک فیصد امیر ترین لوگوں کے قبضہ میں ہے اور دنیا کے 10% امیر افراد 85% دولت پر قابض ہیں۔ دنیا کی نصف آبادی دنیا کے 99% دولت کی مالک ہے جبکہ دنیا کی بقیہ نصف آبادی صرف 1% دولت پر گزارہ کرنے پر مجبور ہے۔

بلحاظ شرح تبادلہ (Exchange Rate) ساری دنیا کی دولت کی تقسیم دیکھی جائے تو صورتحال کچھ یوں ہے:

علاقہ	آبادی	%دولت
شمالی امریکہ	5.17%	34.39%
یوروپ	9.62%	29.19%
ایشیا	52.18%	25.61%
جنوبی امریکہ ووسطی امریکہ	8.52%	4.34%
مشرق وسطی	9.88%	3.13%
بقیہ دنیا	3.14%	2.56%
افریقہ	10.66%	0.54%

(۲۹)

آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اگر دنیا کے دس امیر ترین لوگوں کی دولت دنیا کے سارے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے تو ان کی غریبی ختم ہو جائیگی اور ہر غریب شخص کو 20 000 روپئے سے زائد ملیں گے۔

۲- سرمایہ دارانہ نظام:

اس نظام کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ یہ دولت کا ارتکاز کرتا ہے اور اس میں غریب غریب تر ہوتا جاتا ہے اور امیر اور امیر ہوتا جاتا ہے، آیئے ہم عالمی پیمانہ پر دولت کے ارتکاز کو دیکھتے ہیں۔

فوربز میگزین کی جانب سے جاری ارب پتی افراد کی فہرست۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال	تعداد ارب پتی افراد	گروپ کی مشترکہ مجموعی مالیت (ٹریلین ڈالر میں)
2013	1426	5.4
2012	1226	4.6
2010	1011	3.6
2008	1125	4.4
2006	793	2.6
2004	587	1.9
2002	497	1.5

(۳۰)

بی بی سی اردو کے مطابق ریسرچ کمپنی ویلتھی انسائٹ کی سالانہ ویلتھی رپورٹ میں پیشین گوئی کی گئی ہے کہ 2023 تک دنیا میں ارب پتیوں کی تعداد 38% بڑھ کر 2325 ہو جائیگی جو کہ اس وقت 2014 میں 1645 ہے اور جن کے پاس تیس ملین ڈالر سے زائد ہے ان کی تعداد 2013 تک 28% اضافہ کے ساتھ دو لاکھ پندرہ ہزار ہو جائیگی۔(۳۱)

سرمایہ دارانہ نظام سود پر مبنی ہوتا ہے جو عوام کا خون چوستا ہے۔ جوا، شراب، کلب گھر، صارفیت پسندی اور ذخیرہ اندوزی بھی دولت کو عوام سے کھینچتی ہے اور اس کو چند لوگوں کے حوالہ کر دیتی ہے، دولت کے اس یک طرفہ بہاؤ کی وجہ سے عام آدمی بتدریج غریب سے غریب تر ہوتا جاتا ہے اور سرمایہ چند لوگوں کے ہاتھوں میں اکٹھا ہونے لگتا ہے۔

۳- جنگ اور قدرتی آفات:

اس کی وجہ سے بھی آدمی کی معیشت تباہ ہو جاتی ہے اور اس کا سب کچھ زلزلے، سیلاب یا جنگ وغیرہ کی نذر ہو جاتا ہے اور وہ مفلس ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کو بھی اسی خانہ میں رکھا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- بے روزگاری:

بے روزگاری کی شرح نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں تیزی سے بڑھ رہی ہے اور مہنگائی کی وجہ سے دو وقت کی روٹی کا انتظام کر پانا بھی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔اس لیے بے روزگاری کے مارے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں طبقے میں گداگری کو بطور پیشہ اپنانے کا رواج بڑھ رہا ہے۔

۵- اچھی تعلیم وتربیت کا فقدان:

اچھی تعلیم وتربیت کے نہ ہونے سے بچے بے ہنر رہ جاتے ہیں اور ان کو روزگار نہیں ملتا۔دوسرے یہ کہ یہ بچے آسانی سے غیر سماجی عناصر کے ہاتھ لگ جاتے ہیں جو ان کو نشہ وغیرہ کا عادی بنا دیتے ہیں اور آخری چارۂ کار ان کے پاس بھیک مانگنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ایک اندازہ کے مطابق بھکاری کھانے پر کم اور نشہ پر زیادہ خرچ کرتے ہیں۔

۶- گھریلو تشدد:

یہ پورے ہندوستان میں ایک عام سی چیز ہے لیکن گھر میں موجود بچہ اس سے بہت متاثر ہوتا ہے اور آخر میں پریشان ہو کر انتقامی جذبے سے گھر چھوڑ دیتا ہے اور نتیجہ ہندوستان میں دس کروڑ اسٹریٹ چلڈرن کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔اس کے علاوہ ضعیف والدین کو علیحدہ کر دینے یا گھر سے نکال دینے کے واقعات بھی ہمارے سماج میں رونما ہوتے رہتے ہیں،ظاہر ہے کہ ایسے ضعیف لوگ دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہونگے۔

۷- معذوری:

معذوری بھی گداگری کی ایک بڑی وجہ سمجھی جاتی ہے۔معذور افراد جیسے اندھے،لنگڑے اور مریض وغیرہ کمانے کی استطاعت نہیں رکھتے،اس لئے وہ بھی اپنا پیٹ پالنے کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

۸- مذہبی وثقافتی روایت:

کچھ مذاہب جیسے بدھزم اور جینزم وغیرہ میں بھیک سے حاصل شدہ رزق سب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔اس لئے مٹھوں وغیرہ میں رہنے والے سنیاسی و سادھو حضرات گداگری اختیار کرتے ہیں۔مسلمانوں میں فقیر برادری کا آبائی پیشہ ہی گداگری ہے اس لئے وہ کمانے کے بجائے مانگنا پسند کرتے ہیں۔

گداگر اور سماج پر اس کے اثرات:

گداگری کی کثرت غلط سماجی نظام کی علامت ہے۔گداگری سے سماج اور گداگر دونوں ہی متاثر ہوتے ہیں،گداگری کے عام ہونے سے چوری و بدکاری کے واقعات میں اضافہ ہوتا ہے۔اس سے دین و مذہب سے بے زاری پیدا ہوتی ہے۔کاد الفقر ان یکون کفرا (الحدیث) فکری انحطاط شروع ہو جاتا ہے اور بنیادی ضرورت سے اوپر اٹھ کر کسی اور چیز کا خیال ذہن میں نہیں پیدا ہوتا۔امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول ہے کہ جس کے گھر میں کھانے کو نہ ہو اس سے مشورہ مت لو۔(۳۲) بچوں کو قتل اور بیچنے کی واردات میں اضافہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

قال تعالیٰ: وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا ۝(۳۳)

گداگری نفسیاتی مسائل جیسے چڑچڑاپن،تند مزاجی اور بے چینی وغیرہ کا بھی سبب بنتی ہے۔اس کے علاوہ گداگر ناقص تغذیہ کا بھی شکار ہو جاتا ہے اور اس کی نشو و نما صحیح طریقہ سے نہیں ہو پاتی۔سماج میں امیر و غریب کے درمیان دوریاں بڑھ جاتی ہیں اور نفرت کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے جس سے دونوں طبقوں میں ایک کشمکش کا آغاز ہو جاتا ہے۔

ہندوستان میں گداگری کے سدباب کے لئے اقدامات:

دہلی میں بھیک مانگنا جرم ہے اور پکڑے جانے کی صورت میں فائن یا جیل ہو سکتی ہے۔اسی طرح ریڈ لائٹ پر بھیک دینا بھی ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی ہے پکڑے جانے کی صورت میں ٹریفک پولیس بھیک دینے والے پر پہلی دفعہ 150 روپئے اور دوسری دفعہ 300 روپئے فائن مار سکتی ہے۔(۳۴) یہ قوانین تو موجود ہیں لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا،اسی لئے دہلی میں ہزاروں گداگر دکھائی دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں 1960 میں دہلی و مہاراشٹر میں Bombay Prevention of Begging Act 1959 کے تحت گداگری کو ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔(۳۵) بامبے ایکٹ 1959 کے تحت دہلی میں 11 گداگر خانے چل رہے ہیں، اس قانون کے تحت گداگروں پر کاروائی کی صورت میں ان کو ان مخصوص گھروں میں رکھا جاتا ہے جہاں ان کو کھانا کپڑا اور تعمیری کام کرنے کے لئے 12 روپئے فی گھنٹہ حکومت کی طرف سے ملتا ہے۔ایک سرکاری آفیسر کے بیان کے مطابق دہلی حکومت ایک شخص پر تقریبا 35000 روپئے سالانہ خرچ کرتی ہے۔(۳۶)

انڈین پینل کوڈ (IPC) کی دفعہ 363A گداگری کے لئے بچوں کو اغوا کرنے یا ان کو معذور بنانے سے متعلق ہے۔اس میں مجرم کو عمر قید تک کی سزا کا التزام رکھا گیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسی ہندوستان میں تقریبا ایک لاکھ بچے ہر سال غائب ہو جاتے ہیں اور ان کی اکثریت کو بھیک مانگنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔(۳۷)

مرکزی حکومت کی طرف سے غریبی اور بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے ہیں جیسے نریگا و منریگا کے تحت روزگار فراہم کرنا، اندرا گاندھی آواس یوجنا کے تحت گھر دینا، ودھوا پنشن یوجنا کے تحت بیواؤں کو پنشن دینا وغیرہ لیکن ان ساری اسکیموں کا حشر کیا ہو رہا ہے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔پچھلی گورنمنٹ نے فوڈ سیکورٹی بل پاس کیا، جس سے 80 کروڑ افراد کو فائدہ پہنچانے کی بات کہی گئی ہے۔اس کے تحت چاول تین روپئے کلو، گندم دو روپئے کلو اور باجرہ ایک روپئے کلو دستیاب ہوگا۔اس پوری اسکیم پر 113 ارب روپئے خرچ آنے کی امید ہے۔یہ ایک اچھا قدم ہے لیکن کرپٹ ہندوستانی سماج میں اس طرح کی اسکیموں کا کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستان میں بہت سے پرائیویٹ ادارے اور NGOs بھی غریبوں اور گداگروں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتی ہیں۔ان کو کھانا، کپڑا، رہنے کی جگہ، تعلیم اور صحت وغیرہ کی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔ان میں کارپوریٹ گھرانوں کی NGOs اور ادارے بھی شامل ہیں۔لیکن ان ساری جدوجہد کے باوجود بھی غریبی اور گداگری ہندوستان سے ختم نہیں ہو رہی ہے بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک حکومت کی کوششوں کا تعلق ہے تو وہ گداگروں کو مسئلہ سمجھتی ہے گداگری کو نہیں، اس لئے اس کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ گداگر کسی طرح سے ختم ہو جائیں۔ یہ حکومت کی بنیادی غلطی ہے۔ اگر وہ واقعی اپنے اقدامات میں سنجیدہ ہے تو اس کو گداگری کو ختم کرنا چاہیے گداگر خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ دوسری چیز یہ کی سزا ان کو ہونی چاہیے جو ان گداگروں کے پیچھے ہیں نہ کہ ان گداگروں کو جو بدرجہ مجبوری لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

رہی بات پرائیویٹ اداروں اور افراد کی تو ان کی یہ کاوشیں واقعی قابل تعریف ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی یہ بھی کوشش ہونی چاہیے کہ وہ سماج میں گداگری کے ان بنیادی اسباب (Route Causes) کو بھی ختم کریں جہاں سے ان گداگروں کی سپلائی ہوتی ہے اور ایک ایسا نظام لائیں جو فطرت کے قریب تر ہونے کے ساتھ ساتھ امیر و غریب دونوں کے لئے یکساں مفید ہو۔

گداگری کے سد باب کے لئے اسلام کے اقدامات:

اسلام چند عقائد اور عبادات کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک نظام زندگی ہے جو قیامت تک کے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہے۔ آیئے ہم دیکھیں کہ اسلام نے گداگری کے سد باب کے لئے کیا نظام بنایا ہے۔

خود کفیل بنانا:

اسلام ہر شخص کے کمانے اور اپنی پسند کا جائز پیشہ اختیار کرنے کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ احل اللہ البیع و حرم الربو. وہ انسان کو خود کفیل بنانا چاہتا ہے تاکہ سماج میں اخوت و مساوات قائم ہو، ہر فرد کی ضرورت کی تکمیل ہو، اس کو کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے اور اس کے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو۔ قرآن مال و دولت کو اللہ کے فضل سے تعبیر کرتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے ابھارتا ہے: فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ (سورۃ الجمعہ:۱۰)

پھر جب نماز جمعہ پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولاً فَامْشُوا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ (سورۃ الملک:۱۵)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کیا سو تم اس کے راستوں پر چلو پھرو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ پیو۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِی الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلاً مَّا تَشْكُرُونَ o (سورۃ الاعراف:۱۰)

اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لئے سامان زندگی پیدا کیا، تم لوگ کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

یہ اور اس طرح کی کئی آیتیں ہیں جو انسان کو معاش کے لئے جدوجہد پر ابھارتی ہیں، بلکہ ایک آیت میں تو کسب معاش اور جہاد فی سبیل اللہ کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے:

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِی الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِی سَبِيلِ اللَّهِ (سورۃ المزمل:۲۰)

بعض تلاش معاش کے لئے زمین میں سفر کریں اور بعض اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔

ایک سچے تاجر کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

التاجر الصدوق الأمين مع النبيين و الصديقين و الشهداء (۳۸) سچے تاجر کا حشر انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کے ساتھ ہوگا۔ دستکاری اور صنعت وحرفت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

ما أكل أحد طعاما قط خيرا من أن يأكل من عمل يده (۳۹) کسی آدمی نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ لذیذ کھانا نہیں کھایا ہوگا۔

ان کے علاوہ کئی ایسی احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ نے گداگروں کو بھیک دیا لیکن اسی کے ساتھ ان کو کمانے کی تلقین کی اور عملی طور سے ان کی مدد بھی فرمائی۔ اسلام گداگری کا وقتی حل کے بجائے پائیدار حل چاہتا ہے۔ وہ غریب کے ہاتھ میں کلہاڑی دیتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کے کاندھے پر رسی ڈالتا ہے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ گداگری جیسی مذموم حرکتوں سے مامون رہے۔ ایک مشہور حدیث ہے:

الید العلیا خیر من الید السفلی (۴۰) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

چند قیود کے ساتھ انفرادی ملکیت کا حق:

کسب معاش کے لئے جائز طریقہ سے جدوجہد کرنا اسلام کا پہلا درس ہے۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں جب مال حاصل ہوتا ہے تو اسلام اس کی انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے لیکن اس میں تصرفات کے لئے کچھ متعین ضابطے وضع کرتا ہے۔ سید قطب شہیدؒ اپنی کتاب العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام میں لکھتے ہیں:

> اسلام سرمایہ دارانہ نظام کی طرح ذاتی ملکیت کے حق کو حدود و قیود عاید کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ وہ اس حق کو تسلیم تو کرتا ہے لیکن اسی کے پہلو بہ پہلو کچھ دوسرے اصول وضوابط بھی دیتا ہے .....ان تمام باتوں کے پیچھے جو چیز کام کر رہی ہے وہ جماعتی مصالح کا لحاظ اور خود فرد کے مفاد کی رعایت ہے۔ (۴۱)

اسلام دولت کو گن گن کر ذخیرہ کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیتا ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ o الَّذِي جَمَعَ مَالاً وَعَدَّدَهُ o يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ o (سورۃ الہمزہ: ۱، ۲، ۳)

خرابی ہے ہر طعنہ مارنے والے عیب چین کے لئے جس نے مال سمیٹ کر اور گن گن کر رکھا اور گمان کرتا رہا کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ o (سورۃ التوبۃ: ۳۴)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام چاہتا ہے کہ مال ایک خاص طبقہ میں ہی محدود ہو کر نہ رہ جائے بلکہ وہ مارکیٹ میں سب کے درمیان گردش کرے اور یہی اصول مارکیٹ میں جان ڈالتا ہے اور اس کو کساد بازاری سے روکتا ہے، فرمایا:

مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ (سورۃ الحشر:۷)

جو کچھ بھی اللہ بستیوں کے لوگوں سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دے وہ اللہ، رسول، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تا کہ وہ (مال) تمہارے مالدار لوگوں ہی کے درمیان چکر لگاتا نہ رہ جائے۔

اسلام سود کو بھی حرام قرار دیتا ہے جس پر سرمایہ دارانہ نظام کی بلند و بالا عمارت کھڑی ہے اور اس کو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف مانتا ہے۔ وہ اسراف و فضول خرچی سے منع کرتا ہے کیونکہ اس سے مال ضائع ہوتا ہے۔ British Institution of Mechanical Engineers نے 2013 میں ایک تحقیق میں پایا کہ دنیا کا آدھا کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ○ (سورۃ الاعراف:۶۲)

کھاؤ پیو اور اسراف مت کرو، اللہ کو اسراف کرنے والے پسند نہیں ہیں۔

اسلام ایسے تمام کاروبار سے منع کرتا ہے جس میں دولت کا یک طرفہ بہاؤ ہوتا ہے اور ایک شخص کا فائدہ ہوتا ہے اور کئی لوگ نقصان میں رہتے ہیں لیکن ان سب چیزوں کے باوجود دولت سمٹنے کے عمل کو بالکل ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے اسلام نے زکوۃ و صدقات کا نظام رکھا ہے تا کہ دولت ایک جگہ جمع نہ ہو سکے۔ اس ارتکاز کو مزید توڑنے کے لئے اسلام میراث کا نظام لاتا ہے جس سے رہی سہی کسر بھی پوری ہو جاتی ہے۔

نظام کفالت عامہ:

معاش کی جدوجہد میں کچھ لوگوں کا پیچھے رہ جانا ایک فطری امر ہے ان پیچھے رہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے والوں کو ہم اپنے الفاظ میں غریب محتاج یا گداگر وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسلام نے ایسے لوگوں کے لئے کفالت عامہ کا نظام دیا ہے۔"اسلام کے نظام کفالت عامہ کا مقصد اسلامی ریاست کے صاحب ثروت وصولت سے کچھ جائز طریقہ سے لے کر اور غرباء و معذورین سے کچھ بھی نہ لیکر ریاست کے تمام شہریوں بلاتمیز مسلم و کافر - کی تمام سماجی و معاشی حالات کی کفالت، غیر متوقع حادثات سے تحفظ اور نقصانات کی تلافی کی ضمانت دینا ہے"۔(۴۲)

اسلام کا نظام کفالت عامہ انشورنس جیسی چیز ہے لیکن یہ موجودہ انشورنس سے مختلف ہے۔ انشورنس میں ہمہ گیریت نہیں ہوتی کیونکہ اس کا فائدہ صرف انہیں کو ملتا ہے جو پالیسی ہولڈر ہوتے ہیں جبکہ اسلامی نظام کفالت میں سب کو یکساں مستفید ہونے کا حق حاصل ہوتا ہے، چاہے اس نے کوئی پیسہ دیا ہو یا نہ دیا ہو۔ کفالت میں امداد ضرورت کے بقدر دی جاتی ہے جبکہ انشورنس میں امداد پالیسی پر منحصر ہوتی ہے، نہ کہ ضرورت پر۔ اس میں زیادہ پونجی والے کو عام طور سے زیادہ امداد ملتی ہے کیونکہ وہ مہنگی پالیسی خریدتا ہے جبکہ کم پونجی والے کو کم ملتا ہے کیونکہ اسکے پاس مہنگی پالیسی خریدنے کی استطاعت نہیں ہوتی، حالانکہ کم پونجی والا زیادہ امداد کا مستحق ہوتا ہے۔

اسلام کفالت عامہ کے لئے دو شعبے تشکیل دیتا ہے:

۱- نجی شعبہ

۲- حکومتی شعبہ

۱- نجی شعبہ:

اس کے تحت خاندان، پاس پڑوس، عزیز رشتہ دار اور دوسرے معذور و ضرورت مند افراد کی مدد کی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (سورۃ الحشر:۹)

وہ ایسے ہیں کہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود کتنی ہی تنگ دستی کا شکار ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ (سورۃ البقرۃ:۲۱۹)

پوچھتے ہیں کہ ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں، کہو کہ جو کچھ تمہاری ضرورت سے زائد ہو۔

اس شعبہ میں کفالت کے ذرائع صدقات، قرض، ہبہ، عاریت، وصیت، اوقاف، کفارات، میراث اور نفقات وغیرہ ہیں۔

۲- حکومتی شعبہ:

اسلام سے قبل دنیا میں لوگوں سے متعدد ٹیکس برضا یا جبراً وصول کیے جاتے تھے جو سرکاری خزانہ میں جمع ہو جاتے تھے اور اس سے فقیر و مسکین اور ضعیف و ناتواں عوام محروم رہ جایا کرتے تھے۔ اسلام نے سب سے پہلے ضرورت مندوں کی ضرورتوں کی کفالت کی جانب توجہ دی اور مال زکوۃ میں اور دیگر محصولات سرکاری (State Revanues) میں ان کا باقاعدہ حصہ مقرر کیا اور اس اجتماعی اصلاح سے اسلام نے نظام مالیات (Financial System) اور نظام ضرائب (Taxes) کو ایسی پیش رفت عطا کی جس سے انسانیت ابھی تک ناآشنا تھی۔ (۴۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ o (سورۃ التوبۃ:۶۰)

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہے اور ان لوگوں کے لئے ہے جو صدقات کے کام پر مامور ہیں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے، راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لئے ہیں، ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکیم ہے۔

اسلامی ریاست اپنے حدود میں رہنے والے مسلمان اور ذمی سب کی ذمہ دار ہوتی ہے اور ان کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنا اس پر واجب ہوتا ہے۔ سرکاری شعبہ کی آمدنی کے ذرائع زکوۃ، خمس، ٹیکس اور اموال فاضلہ وغیرہ ہیں۔ اگر حکومت کی موجودہ آمدنی کفالت کے لئے ناکافی ہو تو سربراہ حکومت مالداروں پر مزید ٹیکس لگا سکتا ہے۔ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مال فئی اور بیت المال کی آمدنی سے ان غرباء کی معاشی کفالت پوری نہ ہوتی ہو تو سلطان ارباب دولت کو ان کی کفالت کے لئے مجبور کرسکتا ہے، یعنی ان کے فاضل مال سے بالجبر لے کر فقراء کی ضروریات میں صرف کرسکتا ہے۔(۴۴)

بہر حال اسلام میں نہ تو سرمایہ دارانہ نظام کے غریب کی طرح کا احساس کمتری ہے، نہ اشتراکی نظام کے غریب کی سی ذہنی وجسمانی غلامی۔ سرمایہ دارانہ نظام کفالت عامہ کے نام پر صرف دھوکا دیتا ہے، کمیونزم سب کچھ چھین کر کچھ دیتا ہے اور اسلام جائز طریقہ سے کچھ لے کر سب کچھ دیتا ہے۔ یہاں تو محتاج کی عزت نفس کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ اسے صدقہ وخیرات اس طرح سے دیا جائے کہ دائیں ہاتھ سے دیں تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔(۴۵)

اسلامی نظام میں ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے جو پر امن بقاء باہمی کے اصول پر کاربند ہوتا ہے، جہاں ہر شخص کی ضروریات زندگی باعزت طریقے سے پوری ہوتی ہیں، جہاں نہ تو امیر کے لئے شرعی ومعاشرتی حقوق ادا کیے بغیر دولت جمع کرنے کا حق ہے اور نہ ہی ایک صحت مند پیشہ ور گداگر کے لئے کوئی ٹھکانہ کہ وہ دھوکہ دے کر لوگوں سے بھیک مانگتا پھرے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں لوگ خیرات لے کر نکلتے اور ان کو کوئی خیرات لینے والا نہ ملتا۔

حواشی وحوالہ جات

(1) تفسیر طبری ج ۴ ص ۳۸، ۳۹ ط: المعارف بحوالہ فقہ الزکوۃ، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ج: ۲، ص: ۱۳ ناشر اریب پبلیکیشنز نئی دہلی۔ طبع: ۲۰۱۲ء

(2) امام غزالی: احیاء علوم الدین فی بیان حقیقۃ الدنیا فی نفسہا واشغالہا مترجم: مولانا ندیم الواجدی، ج ۳، ص ۳۴۵، ۳۴۶

(3) Bombay Prevention of Begging Act 1959 (PDF)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) Begging for change (PDF) by Emily Delop Published by : Anti Slavery International, Thomas Clarkson House, The stableyard Broomgrove Road, London,2009. web: (www.antislavery.org)

(5) (غربت ویکیپیڈیا)

(6) علامہ یوسف القرضاوی، اسلام میں غریبی کا علاج، مترجم: نصیر احمد ملی، ص ۱۸، اریب پبلیکیشنز نئی دہلی۔طبع:۲۰۱۱

(7) اس روایت کو احمد، داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔امام احمد نے اس حدیث کو نہایت اجود قرار دیا ہے اور نووی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے (المجموع ج ۶ ص ۱۸۹) بحوالہ یوسف القرضاوی، فقہ الزکوۃ ج ۲ ص ۱۳۰ اریب پبلیکیشنز نئی دہلی۔طبع:۲۰۱۱

(8) ابن ماجہ: ابواب التجارات، باب بیع المزایدۃ رقم ۲۱۹۸ بحوالہ یوسف القرضاوی اسلام میں غریبی کا علاج مترجم: نصیر احمد ملی، ص ۸۷ ناشر: اریب پبلیکیشنز نئی دہلی طبع:۲۰۱۲

(9) بخاری: کتاب الزکوۃ، باب من سئل الناس تکثرا رقم ۱۴۷۴، مسلم: کتاب الزکوۃ، باب کراھیۃ المسئلۃ للناس رقم ۲۳۹۶ بحوالہ سابقہ ص:۸۰

(10) مسلم: کتاب الزکوۃ، باب کراھیۃ المسئلۃ للناس رقم ۲۳۹۹، مسند احمد:۲۳۱ رقم ۷۱۲۳، ابن ماجہ: کتاب الزکوۃ، باب من سئل عن ظھر غنی۔رقم ۱۸۳۸، بحوالہ سابقہ ص:۸۰

(11) سید قطب، فی ظلال القرآن ج ۱ ص ۱۳۲، مصدر الکتاب: موقع التفاسیر (http://www.altafsir.com)

(12) http://khabarsouthasia.com/ur/articles/apwi/articles/features

(13) Hindustan Times (New Delhi) 7 August 2014

(14) Poverty Wikipedia

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(15) http://m.redif.com/money/beggers in Hyderabad

(16) http://m.indiatoday.in/story/Beggar

(17) The Hindu (Daily News paper) New Delhi 18 Aug 2014

(18) DSSW نے دہلی میں گداگروں کی تعداد بتائی، Beggars Research Institute نے کولکاتا کے گداگروں کی تعداد بتائی، بنگلور کے گداگروں کی تعداد پولیس ریکارڈ کے مطابق ہے، دہلی کے گداگروں کی یومیہ آمدنی ایکشن رپورٹ سے لی گئی ہے، ممبئی کے گداگروں کی سالانہ آمدنی مہاراشٹر حکومت کے ذریعہ جاری ایک بیان سے لی گئی ہے، اور یہ تمام ریکارڈ درج ذیل ویب سائٹ سے ہے۔

www.Azadindia.org/socialissues/Beggers in India

حیدرآباد میں گداگروں کی تعداد، سالانہ آمدنی اور ہندوستان میں کل گداگروں کی تعداد اس ویب سائٹ سے ہے:

http://m.redif.com/money/beggers in Hyderabad بنگلور اور ہندوستان کے گداگروں کی یومیہ اوسط آمدنی ایک محتاط اندازے سے رکھی گئی ہے۔ کولکاتا کی اوسط ماہانہ آمدنی 1500-2000 ہے۔

(19) http://m.ndtv.com/elections/article/elections 2014

(20) www.Azadindia.org/socialissues/Beggary in India

(21) http://www.infochangeindia.org/humanrights/crimnalising beggars.

(22) http://m.hamariweb.com/articles.aspx

(23) Hindustan Times (New Delhi) 8 August 2014

(24) www.Azadindia.org/social issues/Beggary in India

(25) A survey by childhood Enhancement through Training and Action (CHETNA), The Hindu

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Daily News paper) New Delhi 18 Aug 2014)

(26) A survey by All India Citizen Alliance for Programms & Development (AICAPD), and Innovation Mobile School Gurgaon.

http:/m.thehindu.com/news/child beggars.

(27) Poverty Wikipedia

(28) Hindustan Times (New Delhi) 7 August 2014

(29) تقسیم دولت ویکیپیڈیا

(30) فوربز: فہرست ارب پتی افراد ویکیپیڈیا

(31) بی بی سی اردو، ۱۳ر جون ۲۰۱۴ء

(32) یوسف القرضاوی: اسلام میں غریبی کا علاج، مترجم: نصیر احمد ملی، ص ۳۱ ناشر: اریب پبلیکیشنز نئی دہلی طبع: ۲۰۱۱ء

(34) www.infochangeindia.org/humanrights/criminalising beggars

(35) Bombay Prevention of Begging Act 1959 (PDF)

(36) www.infochangeindia.org/humanrights/criminalising beggars

(37) Hindustan Times (New Delhi) 08 August 2014

(38) ترمذی: کتاب البیوع باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی ﷺ ایاھم رقم: ۱۱۲۹ ابن ماجہ: کتاب التجارات، باب الحث علی المکاسب رقم: ۲۱۳۹، بحوالہ علامہ یوسف القرضاوی، اسلام میں غریبی کا علاج، ص ۷۳، اریب پبلیکیشنز نئی دہلی طبع: ۲۰۱۱ء

(39) بخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم: ۲۰۷۲

(40) بخاری کتاب الوصایا باب تاویل قولہ تعالی من بعد وصیۃ یوحی بھا اودین رقم: ۲۷۵۰، بحوالہ سابقہ: ص: ۸۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(41) سید قطب شہیدؒ: اسلام میں عدل اجتماعی، مترجم: ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، ص: ۲۲۵، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی، طبع: ۲۰۱۱ء

(42) ڈاکٹر نور محمد غفاری: سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ، ص: ۳۶، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، طبع ۱۹۹۱ء۔

(43) ڈاکٹر یوسف القرضاوی: فقہ الزکوۃ، ج:۲ ص:۱۱، اریب پبلیکیشنز نئی دہلی، طبع: ۲۰۱۲ء

(44) علامہ ابن حزم: المحلی، ج :۶ ص: ۱۵۸، بحوالہ ڈاکٹر نور محمد غفاری: سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ، ص: ۴۹، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، طبع ۱۹۹۱ء

(45) سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ، ص: ۱۴۹

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی بنیادیں

خورشید احمد اعظمی

معاشرہ:

لفظ ''معاشرہ'' عربی زبان میں مخالطت، مصاحبت اور معاملہ کرنے کے معنی میں مستعمل ہے، ''عاشرہ معاشرة. وتعاشروا: تخالطوا (۱)''، والعشرة بالكسر، اسم من المعاشرة و التعاشر، وهي المخالطة (۲) اور عشرۃ، عین کے کسرہ کے ساتھ، معاشرۃ اور تعاشر سے اسم ہے اور یہ مخالطت کے معنی میں ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورہ نساء:۱۹)

اور ان (عورتوں) کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرو۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

لَبِئْسَ الْمَوْلَى وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ (الحج:۱۳)

اى المعاشر و الصاحب و الخليل (۳) یعنی عشیر بمعنی معاشر، ساتھی اور دوست ہے، اور اسی مادہ سے عشیرۃ کا لفظ بھی قرآن کریم میں مذکور ہے:

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○ (التوبہ:۲۴)

عشیرۃ کی تفسیر میں علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں: "وهي الجماعة" مزید آگے لکھتے ہیں: "ومنه المعاشرة، وهي الاجتماع على الشيء" (۴) یعنی عشیرۃ بمعنی جماعت ہے، اور اسی سے لفظ معاشرہ ہے، جس کا معنی ہے: کسی شئے پر جمع ہونا، اردو زبان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی یہ لفظ تقریباً اسی معنی میں مستعمل ہے: ''دخلت الأردية بمعنى مجتمع" (society)،(۵)، یہ لفظ عربی سے اردو میں سوسائٹی اور سماج کے معنی میں آیا ہے یعنی'' جماعتی زندگی، جس میں ہر فرد کو رہنے سہنے، اپنی ترقی اور فلاح و بہبود کیلئے دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے''۔(۶)

چونکہ انسان طبعاً اجتماعیت پسند، عزلت بیزار واقع ہوا ہے، اور وہ اپنی معیشت میں دوسروں سے مستغنی بھی نہیں ہے، اس لئے جماعتی زندگی اس کی ایک ضرورت ہے، ایسی جماعتی زندگی جس میں ہر فرد، دوسرے فرد سے ایسا ہی مربوط اور اس کا محتاج ہوتا ہے، جیسا کہ انسانی جسم کا ہر عضو دوسرے عضو سے مربوط اور اس کا محتاج ہوتا ہے، مسلم معاشرہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی معاشرہ کے معنی و مفہوم اور اس کے تقاضے کی مکمل عکاسی کرتا ہے کہ: **مثل المؤمنين في توادهم و تراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى** (۷) ''مومنین کی مثال باہمی محبت، ترحم اور شفقت میں جسم کے مثل ہے جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو جاگنے اور بخار میں سارا بدن ایک دوسرے کو بلاتا ہے، اس کا شریک ہوتا ہے''۔

اسی مفہوم کو آپ ﷺ نے ایک عمارت کی مثال سے واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا** (۸) ''مومن، مومن کے لئے عمارت کے مثل ہے جس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط رکھتا ہے''۔

اس جماعتی زندگی یا معاشرہ میں افراد کا یہ باہمی تعلق وارتباط، کچھ انتظامی قوانین، رسم وروایات اور عادات واطوار کے ذریعہ ہوتا ہے، جن کا پاس ولحاظ، ان کو نبھانے کا احساس معاشرہ اور سوسائٹی کے افراد اپنا معاشرتی فریضہ سمجھتے ہیں، اور ان سے گریز و فرار میں عار محسوس کرتے ہیں، اس تفصیل سے ایک بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ معاشرہ کے عناصر تین ہیں :

(۱) افراد، جن سے معاشرہ کی تکوین ہوتی ہے، اور اجتماعیت وجود میں آتی ہے۔

(۲) افراد کے مابین تعلقات وروابط جو اجتماعیت کے لئے لازم ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) انتظامی قوانین، رسم و روایات اور عادات و اطوار، جن کے دائرہ میں افراد کے درمیان روابط و تعلقات ہوتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ معاشرہ کا دائرہ عائلی اور گھریلو زندگی سے شروع ہو کر عوامی اور بین الاقوامی زندگی تک وسیع ہوتا ہے، سب سے پہلے انسان کا سابقہ اپنی رفیقۂ حیات سے ہوا، جس سے خاندان کی ابتدا ہوئی، پھر اولاد، ماں باپ، دوست احباب، اور پڑوسیوں سے آگے بڑھتا ہوا شہری اور ملکی زندگی تک پھیل گیا، اور اس توسع اور پھیلاؤ کے ساتھ اختلاط و معاملات میں بھی تنوع اور تعدد پیدا ہوتا گیا، قرآن کہتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاء وَاتَّقُوا اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباًo (النساء:۱)

اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتوں کو پھیلایا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور ڈرو ارحام (قطع رحمی) سے بلاشبہ اللہ تم پر نگراں ہے۔

اس آیت کریمہ میں اپنے پیدا کرنے والے کا حق پہچاننے کے ساتھ ان تمام لوگوں کے حقوق کی رعایت کا بھی حکم ہے جن سے انسان کا رشتہ یا تعلق اور اختلاط و معاملہ ہے، اور ظاہر ہے کہ آدم و حوا کی اولاد ہونے میں سب ہی ہم رشتہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ''والناس بنو آدم و آدم من تراب ''(۹) ''سارے انسان آدم کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی سے (پیدا) تھے''۔

اچھا یا خراب معاشرہ:

جب بھی دو انسان ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اور آپس میں کسی بھی طرح کا معاملہ کرتے ہیں تو ایک دوسرے پر انکے افکار و خیالات اور نظریات کے اثرات بھی پڑتے ہیں، لہٰذا معاشرہ کا اچھا یا خراب ہونا افراد معاشرہ کے افکار و کردار پر مبنی ہے، جس کی طرف قرآن کریم نے بھی رہنمائی کی ہے، ارشاد ربانی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (الروم:۴۱)

انسانوں کی کرتوتوں (بداعمالیوں) کے سبب بحر و بر (دنیا) میں فساد غالب ہو گیا۔

لیکن فساد و صلاح اور اچھائی و خرابی کا معیار محض انسانی فہم اور اس کے دعوے پر نہیں ہے، کیونکہ بہت سے مفسدین بھی اپنے کو مصلح سمجھتے ہیں، اور اصلاح کرنے والوں کے مفسد ہونے کا دعوی کرتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم نے فرعون کے بارے میں نقل کیا ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَo (الغافر:۲۶)

اور فرعون نے کہا، مجھے چھوڑو، میں موسیٰ کو قتل کروں، اور وہ اپنے رب کو پکاریں، میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمھارے دین کو بدل دیں یا زمین میں فساد کو غالب کر دیں۔

یا جیسا کہ منافقین کے بارے میں ذکر کیا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَo (البقرہ:۱۱)

اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت پھیلاؤ، تو وہ لوگ کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

اس لئے اچھائی اور خرابی، اور بناؤ اور بگاڑ کا معیار محض انسانی فہم نہیں بلکہ خالق کائنات کی اتاری ہوئی شریعت ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (البقرہ:۲۲۰)

اور اللہ جانتے ہیں مفسد کو مصلح سے۔

لہٰذا اگر افراد معاشرہ کے افکار و نظریات ربانی شریعت کے مطابق ہوں، ان کے انتظامی قوانین عدل و صداقت پر مبنی ہوں، انکے معاملات میں ضبط و تحمل، ادب و ایثار، حقوق کا پاس و لحاظ، خیر خواہی و نفع رسانی، اصول پسندی اور منت شناسی کا پہلو غالب ہو، تو اس معاشرہ کو اچھا اور صالح معاشرہ کہا جائے گا، کیونکہ ایسے معاشرہ میں لوگوں کے حقوق ادا ہونگے، امن و سکون ہوگا، اخوت و محبت اور "لاضرر ولاضرار" کا ماحول ہوگا۔

اور اگر افراد معاشرہ کے افکار و نظریات انکے پیدا کرنے والے کی مرضی کے مطابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوں، ان میں خود غرضی اور مفاد پرستی کا جذبہ ہو، ظلم و غارتگری، احسان فراموشی اور حق تلفی ان کا شیوہ ہو، تو ظاہر ہے اس معاشرہ میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا ماحول ہوگا، باہم بغض و کینہ، حسد، بدگمانی اور رنجش کا غلبہ ہوگا، فساد اور بگاڑ عام ہوگا اور ایسے معاشرہ کو خراب معاشرہ سے تعبیر کیا جائے گا۔

فساد کا معنی:

فساد کا معنی خرابی اور بگاڑ ہے، امام راغبؒ نے اس کا معنی لکھا ہے: " خـــروج الشـــئ عـــن الاعتـدال "(۱۰)، ''شئے کا حد اعتدال سے نکل جانا''، اس کے مقابل میں صلاح کا لفظ مستعمل ہے، اور یہ دونوں الفاظ قرآن کریم میں استعمال کئے گئے ہیں، کتب تفاسیر میں فساد کا معنی سیاق کلام کی مناسبت سے کفر و شرک، ظلم و غارت گری، کثرت معاصی وغیرہ بیان کیا گیا ہے جن میں قدر مشترک ''حد سے تجاوز'' ہی ہے، جس کے سبب برکت جاتی رہتی ہے، غلہ اور پھلوں کی پیداوار کم ہوتی ہے، مہنگائی آسمان چھونے لگتی ہے، کساد بازاری کی شکایت ہوتی ہے حتی کہ سمندر اور دریاؤں سے شکار تک نہیں ملتے، جس کو قرآن کریم نے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:۴۱) سے تعبیر کیا ہے، اور قرآن کریم میں امم سابقہ اور ان کی ہلاکتوں کے تذکرہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالی نے کسی بھی قوم کو محض کفر و شرک کی وجہ سے اس وقت تک ہلاک نہیں کیا ہے، جب تک انکے اندر کفر و شرک کے ساتھ، حد سے تجاوز، عناد، باہمی معاملات میں ظلم، معاصی اور غیر اخلاقی حرکتوں کی کثرت، اور مصلحین کے ساتھ زیادتی نہیں پائی گئی، جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ (ھود:۱۱۷)

اور آپ کا رب، بستیوں کو ظلم (کفر و شرک) کی وجہ سے ہلاک نہیں کرتا جب تک اس کے لوگ اصلاح کرنے والے ہوں۔

امام قرطبی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "بـظلم ای بشرک و کفر واهـلهـا مصلحون ،أی فیما بینهم فی تعاطی الحقوق،أی لم یکن لیهلکهم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالكفر وحده حتى ينضاف اليه الفساد ،كما أهلك قوم شعيب عليه السلام ببخس المكيال و الميزان ، وقوم لوط باللواط، ودلّ هذا على أن المعاصي أقرب الى عذاب الاستئصال فى الدنيا من الشرك وان كان عذاب الشرك فى الآخرة أصعب "(۱۱)،''یعنی اللہ تعالیٰ کسی بستی کو صرف کفر وشرک کی وجہ سے ہلاک نہیں کرتے جب تک اس بستی والے باہم حقوق کے لین دین میں اصلاح کرنے والے ہوتے ہیں، یعنی جب تک کفر وشرک کے ساتھ فساد اور بگاڑ نہیں پایا جاتا، جیسا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم کو ناپ تول میں کمی کی وجہ سے، اور لوط علیہ السلام کی قوم کو بدفعلی کی وجہ سے ہلاک کیا، اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں ہلاکت کے عذاب کا باعث شرک سے زیادہ معاصی ہیں، اگرچہ شرک کا عذاب آخرت میں زیادہ سخت ہے''۔

رب کائنات کی اس سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کائنات کا خالق زمین میں فساد کو پسند نہیں کرتا، قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس نے فساد کی مذمت کی ہے، زمین میں فساد پھیلانے سے صراحۃً منع کیا ہے، اور فساد پھیلانے والوں سے اپنی ناپسندیدگی و ناراضگی کا اعلان کیا جیسا کہ ان آیات سے عیاں ہے:

فَلَوْلاَ كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُوْلُواْ بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الأَرْضِ إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ..... (ھود:۱۱۶)

''پھر کیوں نہ ہوئے تم سے پہلے کی قوموں سے باقی رہنے والے لوگ جو منع کرتے زمین میں فساد و بگاڑ سے مگر بہت کم لوگ ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے بچالیا۔

ایک دوسری آیت جس سے فساد کے معنی کی کچھ وضاحت بھی ہوجاتی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ o وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَo (البقرہ:۲۰۴،۲۰۵)

اور انسانوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی باتیں دنیاوی زندگی میں آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہیں، اور وہ اپنی نیک نیتی پر اللہ کو گواہ بھی ٹھیراتے ہیں حالانکہ وہ بدترین دشمن ہیں. اور جب وہ قابو پاتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ زمین میں فساد پھیلائیں، اور نسل وکھیتی کو تباہ کریں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حال یہ کہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ○ (ھود:۸۵)

اور اے میری قوم ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم مت کرو، اور مت چلو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

..... وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ (القصص:۷۷)

زمین میں فساد مت چاہو، اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا (الاعراف:۵۶)

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد اور بگاڑ مت کرو۔

اور جو لوگ فساد اور خرابیاں پھیلاتے ہیں، برائیوں کو عام کرتے ہیں، اور ماحول بگاڑنا چاہتے ہیں، ان کو دنیا و آخرت میں سخت سزا کی دھمکی دے رکھی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (النور:۱۹)

بلاشبہ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی عام ہو ان کے لئے دنیا و آخرت میں سخت عذاب ہے۔

یہ آیت واقعۂ افک کے موقع پر نازل ہوئی ہے جب کہ منافقین نے ایک بے بنیاد تہمت کی افواہ اڑائی، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ بہتان تراشی اور غلط افواہ پھیلانا بھی فساد فی الارض ہے۔

صالح اسلامی معاشرہ:

اور اسی لئے کہ اس زمین کے پیدا کرنے والے کو اس زمین میں، اپنے بندوں میں اور اپنی بنائی ہوئی اشیاء میں فساد اور بگاڑ پسند نہیں، اس نے اس زمین کی اصلاح اور انسانوں کی بھلائی کے لئے انبیاء و رسل کے ذریعہ اپنی مرضیات اور تعلیمات کو اپنے عام بندوں تک پہونچایا، اور اپنی اتاری ہوئی کتابوں کے ذریعہ انھیں حق و صداقت اور عدل و انصاف پر مبنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک محکم نظام دیا، جن کے دائرہ میں بندے اپنے تمام ہی امور و معاملات کو انجام دیں، ہر ایک کو اس کا حق اور مرتبہ ملے، اور اس زمین پر صالح معاشرہ اور ماحول وجود میں آئے۔

سلسلۂ انبیاء و رسل کی سب سے آخری کڑی، محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، جن پر اس کائنات کے خالق نے اپنی سب سے آخری کتاب قرآن کریم نازل فرمائی، اس کتاب کے ذریعہ جو طریقۂ حیات بشریت کو مرحمت ہوا، اسے مذہب اسلام سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ مذہب، عقائد و شریعت، دین و سیاست، عبادات و معاملات، امور انتظامیہ اور جمیع قوانین بشریت کا جامع ہے، اور انسانیت کی ہمہ گیر رہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔

لہٰذا، اسلامی معاشرہ سے مراد وہ معاشرہ ہوگا، جس کے افراد، اسلام کے انتظامی قوانین، عقائد و شریعت اور ضابطۂ اخلاق کے ذریعہ باہم مربوط ہوں، اسلامی عقائد کے حامل اور اسی کی تعلیمات کے مطابق اپنے معاملات کرتے اور اپنی جماعتی زندگی بسر کرتے ہوں، چونکہ یہ رشتۂ مصاحبت و اختلاط کسی رنگ و نسل اور نسب و عصبیت سے بالاتر ہو کر ان تمام افراد کو مربوط رکھتا ہے، جو اسلامی عقائد و شریعت اور قرآنی قوانین و ضوابط پر ایمان رکھتے ہیں، اس لئے اس سماج اور سوسائٹی کے امتیازات و خصوصیات زمان و مکان کے اختلاف و تعدد کے باوجود تقریباً یکساں اور مشترک ہوتے ہیں۔

اسلامی معاشرہ کی خصوصیات:

اسلامی معاشرہ کی کچھ اپنی خصوصیات ہیں، جو اس کو دوسرے معاشرہ سے ممتاز رکھتی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱- اتباع شریعت: اس معاشرہ کے افراد اسلامی شریعت کے پابند ہوتے ہیں اور اپنے نزاعی معاملات اس کی حدود میں ہی حل کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (الاحزاب:۳۶)

اور کسی مومن یا مومنہ کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اس میں کوئی اختیار باقی رہ جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- محبت واُخوت: آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور بھائی بھائی ہوتے ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ (الحجرات:۱۰)

مسلمان باہم دگر بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے مابین مصالحت کراؤ۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "المسلم اخو المسلم "(۱۲) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "لا تدخلون الجنة حتى تؤمنوا ،ولا تؤمنوا حتى تحابوا،افلا أدلكم على شئ اذا فعلتموه تحاببتم ؟ أفشوا السلام بينكم "(۱۳)

۳- خیرخواہی: ایک دوسرے کے خیرخواہ ہوتے ہیں۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:۹)، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "الدين النصيحة "(۱۴) دین، خیرخواہی کا نام ہے، نیز "المستشار مؤتمن "(۱۵) جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے۔ لہٰذا مشورہ دینے میں خیانت نہ کرے۔

۴- نصرت وترحم: ایک دوسرے کی مدد کرنے والے اور ان پر رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاء عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

محمد، اللہ کے رسول اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت، آپس میں رحم دل ہیں۔

اللہ کے رسول محمد ﷺ اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کفار کے لئے تو سخت ہیں ،مگر باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں (۳۵)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "المسلم أخو المسلم ، لا يظلمه ،ولا يخذله ، ولا يحقره "(۱۶) ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے''۔

۵- مساوات:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○ (الحجرات:۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مذکر و مؤنث سے پیدا کیا ہے، اور ہم نے تم کو شاخوں اور قبیلوں میں بنایا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو، بے شک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی بنیادیں:

اسلامی معاشرہ کی اساس ان قرآنی تعلیمات اور اصول وضوابط پر قائم ہے، جو اس علیم وحکیم، رب العالمین کی اتاری ہوئی ہیں، جو انسانی طبائع وتقاضے سے مکمل طور پر واقف ہے، اور اسی لئے اس میں جامعیت بھی ہے اور استحکام بھی، قرآن حکیم میں، امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے ایک عظیم پیغمبر سیدنا ابراہیم علیہ وعلی نبینا الصلاۃ والسلام کی ایک دعا کا ذکر کیا گیا ہے کہ:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ○ (البقرہ:۱۲۹)

اے ہمارے رب! اور مبعوث فرمایئے ان میں ایک رسول انھیں میں سے جو بیان کرے ان کے سامنے آپ کی آیات کو، اور تعلیم کرے ان کو کتاب اور حکمت کی، اور ان کا تزکیہ کرے، بلاشبہ آپ غالب ہیں، حکمت والے ہیں۔

اور پھر اس دعا کو قبول کئے جانے کی نعمت ومنت کے طور پر، بعینہ اسی مضمون کا ذکر کلمات کی کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ، خالق کائنات نے قرآن کریم میں ہی دوسرے مقام پر بھی کیا ہے، ارشاد ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُواْ تَعْلَمُونَ○ (البقرہ:۱۵۱)

لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ○ (آل عمران:۱۶۴)

اور هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ (الجمعہ:۲)

ان تمام آیات میں مشترک درج ذیل امور کا ذکر کیا گیا ہے:

(۱) تلاوت کتاب یعنی اللہ کی آیات میں غور وفکر اور تدبر

(۲) تعلیم کتاب وحکمت

(۳) تزکیہ وتربیت

ایک عظیم پیغمبر کا ان امور کی دعا کرنا اور رب العالمین کا ان امور کو امت مسلمہ پر بطور فضل واحسان ذکر کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اقوام وامم کی اصلاح میں یہ امور مؤثر اور فعّال عامل کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اس قابل ہیں کہ انھیں کی روشنی میں صالح معاشرہ کی بنیاد طے کی جائیں، جس کی ایک ناتمام اور ناقص کوشش ذیل کی سطور میں کی گئی ہے، وما توفیقی الا باللہ۔

پہلی بنیاد

اللہ کی آیات میں غور وفکر اور تدبر "یتلو علیہم آیاتک" (صالح عقیدہ)

آیت کے اس فقرہ کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا ہے: "یتلو علیھم آیاتک الدالۃ علی وحدانیتک و تنزیھک و عظمۃ شانک ،و الدالۃ علی صدق رسلک الی خلقک ،فالمراد بالآیات الآیات الکونیۃ و العقلیۃ" (۱۷) یعنی (وہ رسول) ان کے سامنے آپ کی وہ آیات بیان کرے جو دلالت کرنے والی ہوں آپ کی وحدانیت پر، عیوب سے آپ کی پاکی پر، اور آپ کی عظمت شان پر، اور جو دلالت کرنے والی ہوں آپ کے اپنی مخلوق کی جانب بھیجے گئے رسولوں کی صداقت پر، لہٰذا آیات سے مراد آیات کونیہ وعقلیہ ہوں گی۔

اس تفسیر کی روشنی میں ہم نے اس کو صالح عقیدہ سے موسوم کیا ہے، اور یہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی پہلی بنیاد ہے، اور اس کے ذیل میں ہم نے صرف تین اسلامی عقیدہ کا ذکر کیا ہے، اللہ، یوم آخرت اور رسالت پر ایمان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱-اللہ پر ایمان:

معاشرہ میں فساد کی ایک وجہ افراد معاشرہ کا فکری انحراف ہے، جس کی وجہ سے باطل نظریات کی طرف جھکاؤ اور حق سے دوری ہوتی جاتی ہے، اور یہ فکری انحراف اللہ کی آیات اور نشانیوں سے غفلت اور ان میں غور وفکر نہ کرنے سے ہوتا ہے، قرآن کریم نے عام انسانوں کی غفلت اور اس کے نتیجہ میں ان کے کفر وشرک کا حال بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے:

وَكَأَيِّن مِّن آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ○ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ○ (یوسف:۱۰۵-۱۰۶)

اور آسمان وزمین میں بے شمار نشانیاں ہیں جن سے لوگ ان کی طرف التفات کئے بغیر گزر جاتے ہیں، اور ان کے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس حال میں کہ وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔

جب کہ اس کائنات میں خود انسان کا وجود اور اس کے اردگرد ہر چہار طرف ان گنت ایسی آیات اور نشانیاں موجود ہیں کہ ایک عام انسان بھی ان کی طرف معمولی توجہ کرے، ان میں غور وفکر کرے، ان کے بارے میں سوچے تو وہ اس اعتراف پر مجبور ہوگا کہ یہ کائنات نہ یونہی اپنے آپ وجود میں آگئی ہے، اور نہ اس کا نظام خود بخود، اپنے آپ چل رہا ہے، بلکہ ایسی کوئی طاقت ہے جس نے اس دنیا کو وجود بخشا، اور ایسا کوئی پاور ہے جو اس دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کچھ دہریوں کے ساتھ اللہ کے وجود کے بارے میں مناظرہ مشہور ہے کہ انھوں نے مناظرہ کی ابتداء سے پہلے لوگوں سے یہ کہا: کہ دجلہ میں ایک کشتی ہے جو خود بخود ساحل پہ لگتی ہے، خود بخود اس میں غلے اور سامان بھرتے ہیں، خود بخود وہ دوسرے ساحل پر جاتی ہے اور خود بخود خالی ہوتی ہے، یہ سب کچھ کسی کی تدبیر کے بغیر اپنے آپ ہوتا ہے، تو سب کے سب چلا اٹھے: ناممکن، محال، بھلا یہ کیسے ہوگا، تب امام صاحب نے کہا: "اذا كان هٰذا محالاً في سفينة فكيف في هٰذا العالم كله "(۱۸)، جب یہ ایک کشتی میں محال ہے کہ بغیر چلانے والے کے نہیں چل سکتی، تو پھر یہ پورے اس عالم میں کیسے ممکن ہے؟، اسی طرح ایک اعرابی (دیہاتی) سے وجود پروردگار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب میں کہا: "یا سبحان اللہ !ان البعر لیدل علی البعیر ،وان أثر الأقدام لیدل علی المسیر، فسماء ذات أبراج، و أرض ذات فجاج، وبحار ذات أمواج، ألا یدل ذلک علی وجود اللطیف الخبیر" (۱۹)، تعجب ہے، مینگنی تو اونٹ پر دلالت کرتی ہے، پیروں کے نشان تو چلنے پر دلالت کرتے ہیں، تو برجوں والا آسمان، اور راستوں والی زمین اور موجوں والے سمندر، کیا یہ لطیف وخبیر (رب العالمین) کے وجود پر دلالت نہیں کرتے؟ کچھ ایسے ہی اقوال امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ سے بھی منقول ہیں، (۲۰) کہ کائنات کی ایک ایک چیز اپنے بنانے والے پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طاقت کا اعتراف اور اسی کی طاعت وبندگی کا نام اصلاح عقیدہ اور اللہ پر ایمان لانا ہے، قرآن کتنی دل لگتی بات کہتا ہے:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ o الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاء بِنَاء وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاء فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّكُمْ فَلاَ تَجْعَلُواْ لِلّهِ أَندَاداً وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ o (البقرہ:۲۱)

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم (اللہ کے عذاب سے) بچو، وہ اللہ جس نے تمھارے لئے زمین کو فرش بنایا، اور آسمان کو چھت بنایا، اور اس نے بارش برسائی، پھر اس کے ذریعہ تمھارے لئے رزق کے طور پر پھلوں کو وجود بخشا، لہٰذا تم لوگ اللہ کے لئے کوئی نظیر (اور شریک) مت بناؤ۔

جبکہ تم جانتے ہو (کہ مذکورہ کاموں میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے)، ایک جگہ ارشاد فرمایا:

لَیْسَ كَمِثْلِهِ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر (الشوریٰ:۱۱)

اس کے جیسی کوئی چیز نہیں ہے، اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

پھر اس اللہ کے لئے بہت ساری صفات اور ناموں کا قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں ذکر ملتا ہے کہ وہ اللہ غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے، بندوں کے قول وعمل کو دیکھتا اور سنتا ہے، انتقام لینے والا اور انعام واکرام سے نوازنے والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جس معاشرہ کے افراد کے دل ودماغ میں اس ذات کا مع اس کے اسماء وصفات کے عقیدہ راسخ ہوگا کہ ایک علیم وخبیر اور سمیع وبصیر ذات جو اچھے لوگوں پر انعام کرنے والی اور برے لوگوں کو سزا دینے والی ہے ان کی ہر ہر حرکت اور کرتوت پر نظر رکھے ہوئے ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے لقمان حکیم علیہ الرضوان والتسلیم کی اپنے لخت جگر کو کی گئی نصائح کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ○ (لقمان:۱۶)

اے میرے بیٹے! اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی عمل ہو، اور وہ کسی چٹان کے اندر ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو، اللہ اس کو سامنے لائے گا، بلاشبہ اللہ لطیف وخبیر ہے۔

ظاہر ہے کہ اس معاشرہ کے افراد باہم معاملات اور رہن سہن میں ایک دوسرے کو ضرر پہونچانے سے، اور باہم ظلم وستم سے اجتناب کریں گے، ایک دوسرے کے حقوق کو دیانت وامانت کے ساتھ ادا کریں گے، اور ان سے ایک اچھا معاشرہ وجود میں آئے گا، حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ، ایک مرتبہ اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے ایک آواز سنائی دی کہ انھیں کوئی متنبہ کر رہا ہے، انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ یہ ارشاد فرما رہے تھے: "لَلّٰہ أقدر علیک منک علیه "(۲۱)، "تم کو اس غلام پر جتنی قدرت ہے اللہ اس سے کہیں زیادہ تم پر قادر ہے"۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں نے کبھی اپنے کسی غلام کو نہیں مارا۔

آخرت پر ایمان:

اور اسی کے ساتھ جب کہ ان کا یہ بھی عقیدہ ہو کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ ہم کو اس عظیم ذات کے سامنے کھڑے بھی ہونا ہے، اور اپنی ایک ایک حرکت کا حساب بھی دینا ہے، قرآن عظیم کی اس بلیغ اور مؤثر تنبیہ پر غور فرمائیے جو اس نے معاشرہ کے ایک اہم معاملہ خرید وفروخت میں فساد اور خرابی پھیلانے والوں کو فرمائی ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ○ وَإِذَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ o أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ o لِيَوْمٍ عَظِيمٍ o يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ o (مطففین :۱-۶)

ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے، ان لوگوں کے لئے جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو ناپ کر دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو (کم دیتے ہیں) ان کو خسارہ میں رکھتے ہیں، کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ یہ لوگ ایک بڑے دن کے لئے اٹھائے جانے والے ہیں، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ کی اصلاح میں اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کا سب سے زیادہ دخل ہے، جو انسان کو ایک ایسے مقام پر بھی معاشرہ میں خرابی پھیلانے سے روکتا ہے جہاں بظاہر کوئی چیز اس کے لئے مانع نہیں ہوتی، صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں تھے، ایک جگہ کھانے کے لئے دسترخوان لگایا، اسی دوران ایک چرواہا اپنی بکریاں لے کر گزر رہا تھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی کھانے کے لئے بلایا، اس نے کہا میں روزہ سے ہوں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس سخت گرمی اور دھوپ میں؟ اس نے کہا: آنے والے دن کے لئے ذخیرہ کے طور پر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا امتحان لینا چاہا، کہا ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کردو، ہم اس کا گوشت پکائیں گے، چرواہے نے کہا: بکریاں میری نہیں ہیں، اور مالک موجود نہیں ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، اپنے آقا سے کہہ دینا، ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا لے گیا، چرواہے، نے جواب دیا: "فأين الله"، تو اللہ کہاں چلے گئے، اللہ تو دیکھ رہے ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر اس جملہ کا اتنا اثر ہوا کہ بار بار دہراتے رہے: "فأين الله ، فأين الله "اور مدینہ واپس آنے کے بعد اس کے آقا کو معلوم کر کے اس سے اس غلام اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا، اور بکریاں اس کے حوالہ کر دیں (۲۲)، آج کے معاشرہ میں جھوٹ، فریب، خیانت، دوسرے کے مال پر ناحق قبضہ، حق تلفی اور گھوٹالہ ایک عام بات ہو چکی ہے، اور ملکی قوانین اس کے سد باب سے عاجز ہیں، لیکن شہر سے دور صحرا و بیابان میں جہاں قانون کی رکھوالی کرنے والا کوئی آفیسر یا پولیس موجود نہیں، وہاں صرف ایک اللہ کا خوف ہی ہے جو ایک چرواہے کو بددیانتی اور خیانت سے باز رکھتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں تحذیر و تنبیہ اور وعظ و نصیحت کے مواقع پر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کی تذکیر کثرت سے ملتی ہے :

ذَلِکَ یُوعَظُ بِهِ مَن کَانَ مِنکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ (البقرہ:۲۳۲)،إِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ (التوبہ:۱۸)،وَإِلَی مَدْیَنَ أَخَاهُمْ شُعَیْباً فَقَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْأَرْضِ مُفْسِدِیْنَ o (عنکبوت:۳۶)،وَاتَّقُوا یَوْماً تُرْجَعُونَ فِیهِ إِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفَّی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لاَ یُظْلَمُونَ o (البقرہ:۲۸۱)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "من کان یؤمن باللہ و الیوم الأخر فلیقل خیرًا أو لیصمت ، ومن کان یؤمن باللہ والیوم الأخر فلیکرم جارہ ،و من کان یؤ من باللہ و الیوم الأخر فلیکرم ضیفہ "(۲۳)

رسالت پر ایمان :

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان کا عقیدہ بھی معاشرہ کی اصلاح کی لئے اساسی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ افراد انسانی کی عقلیں مختلف ہیں، ہر شخص اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اچھا عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر ہوسکتا ہے کہ وہ واقعۃً معاشرہ کے لئے مفید اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل نہ ہے اس لئے اس امر کی پابندی بھی ضروری ہے کہ جس ذات کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب کی توضیح و تبیین اور احکام کی تبلیغ کے لئے اپنے بندوں کے درمیان مبعوث فرمایا ہے اور اس کو اسوہ اور نمونہ بنایا جائے، اس کی اقتدا اور اتباع میں اپنی زندگی بسر کی جائے کیونکہ اس کی اتباع، رب کائنات کی اتباع ہے، اور یہی حقیقی اسلام ہے :

مَّنْ یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (نساء:۸۰)

اور جو رسول کی اطاعت کرتا ہے تو اس نے اللہ کی اطاعت کیا۔

رسول ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی اتباع کو پس پشت ڈال کر اپنی عقل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہوئی سے معاملہ کرنا انسان کو خود غرضی اور مفاد پرستی کی طرف لے جائے گا، جو فساد معاشرہ کا باعث ہوگا۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ (مومنون:۷۱)

اور اگر حق ان کی خواہشات کے پیچھے چلے، تو زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہیں سب خراب ہو جائیں گے۔

دوسری بنیاد

تعلیم کتاب وحکمت (ویعلمہم الکتٰب):

معاشرہ میں فساد و بگاڑ کا دوسرا سبب عوام کی علم اور علماء سے دوری، نیز علم اور اس کے ذریعہ اصلاح کا صحیح استعمال نہ کرنا ہے، اس لئے صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے دوسری بنیاد تعلیم ہے، ایسی تعلیم جس کے ذریعہ انسان کو ایک دوسرے کے حقوق کی معرفت ہو، اس کے ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس ہو، اور ہر شخص کے مقام و مرتبہ کا لحاظ ہو، اس کو ہم علم نافع سے تعبیر کر سکتے ہیں، جس کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل ہو، اور اس کے بندوں کو اس سے نفع پہونچایا جا سکے، نیز یہ علم معاشرہ کے افراد کی صحیح فکر کی رہنمائی، ان کے اعمال کی اصلاح اور خیر کی ترغیب کا ایک بہترین، مؤثر وسیلہ بھی ہے، اور ایسے ہی علم کی فضیلت قرآن و حدیث میں وارد ہے، اور ایسے ہی علم کی طلب کی تاکید آئی ہے، اور جس علم کو محض مفاد پرستی، ذاتی نفع خوری اور عوام کی اصلاح کے بجائے ان کے اخلاقی بگاڑ، ان کی ہلاکت اور تباہی کا ذریعہ بنایا جائے، وہ علم شریعت کی نگاہ میں معتبر نہیں، اور ایسے علم سے اللہ کے رسول نے پناہ مانگی ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: "اللھم انی أعوذ بک من علم لا ینفع" (۲۴) اے اللہ میں ایسے علم سے جو نفع نہ دے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

حکمت:

اس سے مراد فہم وفقہ اور حسن تدبیر ہے، "الحکمة فی کل شیء معرفة سره

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و فائدته "(۲۵)، حکمت، ہر شئے میں اس کے رموز واسرار اور اس کے فائدہ کی معرفت کا نام ہے، اور اس کی ضرورت دعوت واصلاح کے کام میں ہر موڑ پر پڑتی ہے، ایک مرتبہ ایک قریشی صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے، دیگر صحابہ بھی موجود تھے آپ ﷺ کے سامنے بے حیائی کی اس جرأت وبیبا کی کو برداشت نہ کر سکے اور اس قریشی صحابی کی زجر وتوبیخ شروع کر دی، آپ ﷺ نے صحابۂ کرام کو روکا، اور اس صحابی سے پوچھا، کیا تم اپنی ماں کے لئے یہ عمل پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں اے اللہ کے رسول، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا، اسی طرح اور لوگ بھی نہیں چاہتے کہ ان کی ماں کے ساتھ زنا کیا جائے، پھر آپ ﷺ نے اسی طرح بیٹی، بہن، خالہ اور پھوپھی ہر ایک رشتہ کا، فرداً فرداً ذکر کیا اور اس سے پوچھا، کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ ان کے ساتھ زنا کیا جائے، اس نے ہر مرتبہ یہی کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! مجھے ہرگز یہ گوارا نہ ہوگا، اور ہر بار اللہ کے رسول نے بھی اس سے یہی کہا کہ: اسی طرح دوسرے لوگ بھی نہیں چاہتے کہ ان کے ان رشتہ داروں کے ساتھ زنا کیا جائے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر اپنا دست مبارک پھیرا، اس کے حق میں دعا فرمائی، (۲۶) ظاہر ہے کہ یہ طریقہ اس نوجوان صحابی کے لئے بہ نسبت زجر وتوبیخ زیادہ کارآمد رہا۔

دعوت واصلاح کے کام میں حکمت اور فہم وفراست کے اپنانے کی قرآن کریم میں ترغیب بھی آئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (نحل:۱۲۵)

اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلائیے، اور ان سے جدال کیجئے اچھے انداز سے۔

صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی آئندہ بیان کی جانے والی بنیادوں میں اس کی رعایت کی خاص ضرورت پڑتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری اور چوتھی بنیاد

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر :

معروف سے مراد ہر وہ امر ہے جو عقل سلیم اور سنجیدہ طبع لوگوں کے نزدیک خیر کے طور پر معروف ہو، اور شریعت کی نگاہ میں فرد اور جماعت سبھی کے لئے صالح اور نفع بخش ہو، اور منکر، معروف کی ضد ہے یعنی ہر وہ امر جو شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ اور قبیح ہو اس لئے کہ وہ معاشرہ کے لئے ضرر اور فساد کا باعث ہے، بعض لوگوں نے معروف کی تعریف ان الفاظ میں کیا ہے: "النصفة، و حسن الصحبة مع الأهل و غيرهم "(۲۷)، "معروف، انصاف کرنا اور اپنے وغیر کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا ہے"۔

معروف اور منکر کی تعریف سے ہی عیاں ہو جاتا ہے کہ معروف کا حکم کرنے اور منکر سے نہی کی ایک اچھے معاشرہ کی تشکیل میں کیا اہمیت ہے، اسی لئے اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں متعدد جگہ، مختلف پیرایہ میں اس کی ضرورت کی جانب توجہ دلائی ہے، ارشاد ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران:۱۰۴)

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو، جو خیر کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے اور منکر سے روکے، اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لفظ "من" کو تبعیض کے لئے مان کر یہ لکھا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علماء اور حکام کی ذمہ داری ہے، لیکن بعض دوسرے مفسرین نے اسے تبعیض کا نہ قرار دے کر اسے عام رکھا ہے؛ "أي كونوا أمة "(۲۸)، ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے اس کو واضح کر دیا ہے کہ: "والمقصود من هذه الأية أن تكون فرقة من الأمة متصدية لهذا الشأن ، وان كان ذلك واجباً على كل فرد من الأمة بحسبه "(۲۹) یعنی اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ امت کی ایک جماعت اس کام کے درپے ہو، اگر چہ یہ امت کے ہر فرد پر اس کے حساب ولحاظ سے واجب ہے، سورہ "عصر" کی آیات سے اسی کی تائید ہوتی ہے کہ ہر فرد پر اپنی استطاعت بھر امر بالمعروف اور نہی عن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنکر کی ذمہ داری عائد ہے۔

وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ (العصر:۱-۳)

قسم ہے زمانہ کی، بلا شبہ انسان خسارہ میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے، اور باہم ایک دوسرے کو حق کا حکم دیا اور صبر کی تلقین کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شوکانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: أی وصّی بعضهم بعضاً بالحق الذی یحق القیام به (۳۰) یعنی ان کے بعض، بعض کو اس حق کا حکم کرتے رہیں جس کے ادا کرنے اور قائم کرنے کا حق ہے، اس آیت میں قرآن نے ایک دوسرے کو حق اور خیر کا حکم کرتے رہنے والوں کو خسارہ والوں سے مستثنیٰ کیا ہے۔

معاشرہ کی اصلاح اور خیر کے قیام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان دونوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ان کو ایمان باللہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور انکی بنیاد پر اس معاشرہ کو خیر کی سند دی گئی ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران:۱۱۰)

تم لوگ وہ خیر والی امت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے لایا گیا ہے، تم لوگ بھلائی کا حکم کرتے ہو اور ناپسندیدہ (امور) سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

انسان طبعی طور پر غفلت ونسیان کا شکار ہے، نیز شیطانی عداوت کے اثر سے شر اور ہوس پرستی وخود غرضی کی طرف اس کا رجحان غالب رہتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ موقع بہ موقع اس کی تذکیر کی جائے، خیر کی طرف بلایا جائے اور اس کی غلط حرکتوں پر اسے متنبہ کیا جائے اور اس سے حتی الوسع روکا جائے، کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں پورا معاشرہ ہلاکت اور خسران کا شکار ہوگا، جیسا کہ سورہ ''عصر'' کے مضمون سے ظاہر ہے کہ اس سورہ میں خسارہ سے محفوظ رہنے کے لئے ایمان باللہ کے ساتھ، باہم ایک دوسرے کو حق اور صبر کا حکم کرتے رہنے کا تذکرہ ہے، اور ایسا کرنے والے لوگوں کو ہی خسارہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ نے ایک بہت ہی سہل تمثیل کے ذریعہ اس کو سمجھایا ہے کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثل القائم على حدود الله والمدهن فيها كمثل قوم استهموا على سفينة في البحر ،فأصاب بعضهم أعلاها ،وأصاب بعضهم أسفلها، فكان الذين في أسفلها يصعدون فيستقون الماء فيصبون على الذين في أعلاها، فقال الذين في أعلاها: لا ندعكم تصعدون فتؤذوننا، فقال الذين في أسفلها :فانّا ننقبها من أسفلها فان أخذوا على أيديهم فمنعوهم نجوا جميعاً،وان تركوهم غرقوا جميعا(۳۱)

اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں مداہنت کرنے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے، جنھوں نے سمندر میں ایک کشتی میں حصہ لیا، تو بعض لوگوں نے اس کے اوپر کی منزل پائی اور بعض لوگوں کو اس کے نیچے جگہ ملی، وہ لوگ جو اس کے نیچے والے حصہ میں تھے پانی لینے کے لئے اوپر جاتے، تو کچھ پانی اوپر کی منزل میں گر بھی جاتا جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی، اوپر والوں نے کہا ہم تم کو اوپر نہیں آنے دیں گے، کہ تم ہمیں اذیت دو، نیچے والوں نے کہا: ہم کشتی کے نیچے سوراخ کرلیں گے اور وہاں سے پانی لیں گے، (آپ ﷺ نے فرمایا) تو اگر وہ (اوپر کے) لوگ ان کا ہاتھ پکڑ لیں اور ان کو روک لیں تو سب کے سب بچ جائیں گے، اور اگر ان کو (اس غلط کام پر) چھوڑ دیں تو سب کے سب ڈوب جائیں گے۔

یہی حال معاشرہ کا ہے اگر معاشرہ میں برائیوں اور خرابیوں پر نکیر نہ کی جائے، ان کو روکا نہ جائے، تو جنگل کی آگ کی طرح یہ خرابیاں معاشرہ کے ہر فرد اور ہر گھر میں پھیلیں گی عام ہوں گی، اور سارے لوگ اس خرابی کے اثرات سے دوچار ہوں گے، اور برائی کو دیکھتے ہی اس کو روکنے کی فکر کی جائے، اسے دور کردیا جائے، تو سارے لوگ اس کے نتائج بد سے محفوظ رہیں گے، اور معاشرہ پاکیزہ اور اچھا ہوگا، اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ،: تم میں سے جو شخص بھی منکر کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ اور اپنی طاقت سے روکے، اور اگر اپنے ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے، اور اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے، اور یہ ایمان کا ضعیف ترین مرتبہ ہے، (۳۲)، اور ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے منکر پر نکیر کو جہاد سے تعبیر کیا ہے (۳۳)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں بنیاد

خیر خواہی (النصیحۃ):

اچھے معاشرہ کی تشکیل کے لئے افراد معاشرہ کے اندر اصلاح عقیدہ اور تعلیم کے ساتھ جذبۂ خیر خواہی کا وجود لازم ہے، نصیحت یا خیر خواہی کی انسانی زندگی میں ایک خاص اہمیت ہے اور انبیاء کرام جو قوموں کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے ان کی سنت اور ان کا طریقہ رہا ہے، قرآن کریم نے تبلیغ رسالت کے ساتھ انبیاء کرام کی اپنی اقوام کو نصیحت کا ذکر بھی کیا ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاَتِ رَبِّيْ وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونo (الاعراف:۶۲)

میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہونچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے ہو۔

حضرت ھود علیہ السلام نے کہا:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاتِ رَبِّيْ وَأَنَاْ لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِيْنo (الاعراف:۶۸)

علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: " النصح : اخلاص النية من شوائب الفساد فی المعاملة ،بخلاف الغش "(۳۴)، "نصیحت: معاملات میں فساد کی آمیزش سے نیت کو صاف رکھنے کا نام ہے، یہ دھوکہ اور فریب کی ضد ہے"، حضرت شعیب علیہ السلام جن کی اپنی قوم کو اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں ایک انتہائی بلیغ نصیحت کا ذکر قرآن نے کیا ہے:

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْباً قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلاَ تَبْخَسُواْ النَّاسَ أَشْيَاءهُمْ وَلاَ تُفْسِدُواْ فِيْ الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَo وَلاَ تَقْعُدُواْ بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيْلِ اللّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجاً وَاذْكُرُواْ إِذْ كُنتُمْ قَلِيْلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانظُرُواْ كَيْفَ كَانَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ○ (الاعراف:۸۵-۸۶)

اور ہم نے مدین کی جانب ان کے بھائی شعیب کو رسول بنا کر بھیجا، انھوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو تمھارے لئے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تمھارے پاس تمھارے رب کی جانب سے واضح دلیل آچکی ہے، لہٰذا ناپ اور تول کو پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم مت کرو، اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد اور بگاڑ مت کرو، یہی تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو، اور مت بیٹھو ہر راستہ پر اس حال میں کہ تم ڈراؤ اور روکو اللہ کے راستہ سے ان لوگوں کو جو اس پر ایمان لے آئے، اور اور (نہ) چاہو اس میں کجی، اور یاد کرو جب کہ تم کم تھے تو اللہ نے تمھیں زیادہ کیا، اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا رہا۔

اور جب انکی قوم نے اس نصیحت کو قبول نہیں کیا اور عذاب کے مستحق ہو گئے تو انھوں نے کہا:

يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِيْنَ○ (الاعراف:۹۳)

اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہونچا دیئے، اور تمھاری خیر خواہی بھی کیا، پھر کیسے میں غمخواری کروں کفر کرنے والی قوم کی۔

اس بلیغ نصیحت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک داعی اور مصلح کو کس حد تک مخلص اور خیر خواہ ہونا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی نصیحت اور خیر خواہی کو دین بتلایا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے: " الدين النصيحة ، قلنا: لمن ؟ قال : لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين و لعامتهم "(۳۵)، ''دین خیر خواہی کا نام ہے، (صحابی کہتے ہیں کہ) ہم نے کہا: کس کی (خیر خواہی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی، اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور ائمۂ مسلمین (حکمرانوں) کی اور عام لوگوں کی''، یعنی معاشرہ کے افراد ایک دوسرے کی بھلائی اور نفع رسانی کا جذبہ رکھیں، ایک دوسرے کے حقوق کو پورا کریں اور جس سے بھی سابقہ پڑے اور اس سے معاملہ ہو اس کا حق ادا کریں اور اس کو نفع پہونچائیں، صحابیٔ رسول حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ طبرانی کے حوالہ سے امام نووی رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے صحیح مسلم کی شرح میں نقل کیا ہے کہ انھوں نے اپنے خادم کو ایک گھوڑا خریدنے کے لئے بھیجا، انھوں نے تین سو درہم میں ایک گھوڑا خریدا، اور اس کے مالک کو ساتھ لیکر ان کے پاس آئے تا کہ قیمت ادا کردی جائے، جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو دیکھ کر اس کے مالک سے کہا: آپ کا یہ گھوڑا تو تین سو درہم سے زیادہ کا لگتا ہے، آپ اس کے چار سو درہم لے لیجئے، اس نے کہا، آپ کی مرضی، حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ یہ چار سو سے بھی زیادہ کا لگتا ہے، آپ اس کے پانچ سو لے لیجئے، اس طرح کرتے کرتے انھوں نے اس گھوڑے کو آٹھ سو درہم میں خریدا، ان سے پوچھا گیا کہ آخر آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، گھوڑے کے مالک کو اس کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں تھا اور میں نے اسے دھوکہ میں رکھ کر اپنے فائدہ کو گوارا نہیں کیا، کیونکہ: "بایعت رسول الله ﷺ علی النصح لکل مسلم" (۳۶)، "میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا عہد کیا ہے"، یہ ہے حسن معاشرہ اور حسن اختلاط کا ایک نمونہ جو خیر خواہی کے جذبہ سے ظاہر ہوا۔

چھٹی بنیاد

تزکیہ وتربیت (ویزکیھم):

معاشرہ میں بگاڑ اور فساد کا ایک سبب اخلاقی انحراف بھی ہے، مثلاً کینہ وبغض، کبر و حسد، بے حیائی وفحاشی، بدکاری وزنا کاری، دھوکہ وفریب وغیرہ، ایسے اخلاقی فساد ہیں جن کے اثرات بد، معاشرہ کی خرابی پر بہت گہرے ہوتے ہیں، اور ان کا ازالہ تزکیہ وتربیت حسنہ سے ہی ہوسکتا ہے، تزکیہ، کا معنی تنمیۃ وتطہیر ہے، یعنی بڑھانا اور پاک کرنا، اور اس سے مراد کفر وشرک اور عادات قبیحہ وخصائل شنیعہ سے پاک کرنا اور اخلاق حسنہ وخصائل حمیدہ میں اضافہ کرنا ہے، اس میں وہ تمام مذموم اور مضر امور داخل ہیں جن میں عموماً معاشرہ کے افراد ملوث ہوتے ہیں، جیسے حسد، کینہ، غیبت، چغل خوری، بدگمانی، ریا، تکبر، بددیانتی، رشوت ستانی وغیرہ، ان سے قلوب کو پاک کرنا، اور محبت وخلوص، ادب واحترام اور محاسن اخلاق کو حکمت عملی سے معاشرہ میں بڑھاوا دینا، تزکیہ وتربیت کہلائے گا، عقیدہ کی اصلاح اور تعلیم کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ کی اصلاح کے لئے تزکیہ کی بھی سخت ضرورت ہے، صاحب تفسیر منار لکھتے ہیں:

علم ابراهيم و اسماعيل عليهما السلام أن تعليم الكتاب و الحكمة لا يكفى فى اصلاح الأمم و اسعادها، بل لا بد أن يقرن التعليم با لتربية على الفضائل، والحملِ على الأعمال الصالحة،بحسن الأسوة و السياسة ،فقال و يزكيهم ،أى يطهرنفوسهم من الأخلاق الذميمة ، و ينزع منها تلك العادات الرديئة،ويعوّدها الأعمال الحسنةالتى تطبع فى النفوس ملكات الخير ،ويبغّض اليها القبيحة التى تغريها بالشر (۳۷)

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو یہ علم تھا کہ قوموں کی اصلاح وسعادت کیلئے صرف کتاب وحکمت کی تعلیم کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ تعلیم کے ساتھ اچھے نمونہ اور تدبیر کے ذریعہ فضائل کی تربیت اور اعمال صالحہ پر تحریض کو بھی شامل کیا جائے اس لئے کہا: اور ان کا تزکیہ کرے، یعنی ان کے نفوس کو مذموم اخلاق سے پاک کرے اور ان سے گھٹیا (بری) عادات کو نکالے اور ان کو ان اچھے اعمال کا عادی بنائے جو نفس میں خیر کے ملکہ کو ڈھالتے ہیں، اور وہ برائیاں جو نفس کو شر پہ برانگیختہ کرتی ہیں ان سے نفرت پیدا کرے۔

ساتویں بنیاد

تعزیرات وحدود:

صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی چوتھی بنیاد تعزیرات وحدود ہیں، اور ان سے مراد وہ دنیاوی سزائیں ہیں جو کسی جرم پر شریعت اسلامیہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں یا وہ سزائیں جو، حاکم یا قاضی اپنی صوابدید سے طے کرتا ہے، اور اس میں وہ وعیدیں یا اخروی سزائیں بھی شامل ہیں جو کتاب اللہ یا احادیث نبویہ میں مذکور ہیں، معاشرہ کی اصلاح میں تعزیرات وحدود کو کافی دخل ہے، کیونکہ اکثر انسانی نفوس کا میلان جبر وزیادتی اور غلبہ و عدوان کی طرف ہوتا ہے، اور ہر طاقت والا کمزور کو دبانا چاہتا ہے، نیز انسانی طبائع مختلف ہیں، جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

بعض لوگوں کیلئے نرم کلامی اور وعظ ونصیحت ہی اصلاح کے لئے کافی ہوتا ہے، کچھ لوگوں کو زجر وتوبیخ کی ضرورت ہوتی ہے اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو محض وعد ووعید، وعظ ونصیحت اور اصلاح کی باتیں ہی کارگر نہیں ہوتیں، بلکہ ان کے لئے جسمانی سزا اور قید وبند یا شہر بدری کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ تعزیرات وحدود اور سزائیں جو اسلام نے مشروع کی ہیں، ان کا مقصد ایک تو معاشرہ کے بعض افراد کی کجی کو درست کرنا ہے، دوسرے معاشرہ کے امن وسکون اور پاکیزگی کو بچائے رکھنا ہے کیونکہ بسا اوقات یہ سزائیں خود مجرم کی اصلاح کا سبب بن جاتی ہیں اور عموماً یہ دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہوتی ہیں، ارشاد ربانی ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ (البقرہ:۱۷۹)

اے عقل والو! قصاص میں ہی تمہارے لئے زندگی ہے۔

ظاہر ہے اگر ناحق قتل کی یہ سزا نہ ہو تو ہر طاقتور اپنے سے کمزور کو قتل کرتا پھرے گا، لیکن جب قاتل کو اس بات کا علم ہے کہ میرے قتل کرنے کے جرم میں مجھے بھی قتل کر دیا جائیگا، تو اپنی جان بچانے کیلئے وہ دوسروں کے قتل سے باز رہیگا، اس طرح دونوں ہی زندہ رہیں گے اور پورا معاشرہ زندہ رہ سکے گا۔

اسلامی شریعت میں، قتل ناحق، زنا، بہتان تراشی، چوری اور شراب نوشی جیسے معاشرہ کو خراب کرنے والے جرائم کی سزائیں متعین ہیں اور جن ادوار میں یا جن ممالک میں ان کا نفاذ ہوتا رہا، تاریخ شاہد ہے کہ وہ دور امن وامان اور سکون کا دور رہا، اور جہاں ان کا نفاذ نہیں ہوتا، طرح طرح کے قانون کے باوجود، وہاں جرائم رکنے کے بجائے بے لگام بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) القاموس المحیط: فیروزابادی، شیرازی، دارعالم الکتب، الریاض، ط ۱۴۱۷ھ
(۲) المصباح المنیر: الفیومی، المتوفی ۷۷۰ھ، المکتبۃ العلمیہ، بیروت، لبنان
(۳) الجامع لأحکام القرآن ابوعبداللہ محمد بن أحمد الأنصاری القرطبی، دارالکتاب العربی
(۴) الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی، ۵/۸
(۵) معجم الألفاظ العربیۃ فی اللغۃ الأردیۃ: دکتور سمیر عبدالحمید ابراہیم، ط ۱۴۱۷ھ
(۶) فیروز اللغات، از مولوی فیروزالدین، زکریا بکڈپو، دیوبند
(۷) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، ۲۵۸۶، دارعالم الکتب، الریاض، ط ۱۴۱۷ھ
(۸) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، حدیث نمبر ۲۵۸۵
(۹) سنن الترمذی، ۵/۷۳۵، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۳۹۵۶، مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، مصر، ط ۱۳۹۵ھ
(۱۰) المفردات فی غریب القرآن: ابوالقاسم حسین بن محمد الراغب الأصفہانی، (متوفی ۵۰۲ھ) ص ۳۷۹، کتاب الفاء، دارالمعرفۃ، بیروت
(۱۱) الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی، ۹/۱۱۴
(۱۲) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم ج: ۲۵۶۴
(۱۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أن لا یدخل الجنۃ الا المومنون، ج: ۵۴
(۱۴) صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر ۵۵
(۱۵) سنن الترمذی، ۵/۱۲۵، کتاب الادب، باب، ۵۷، حدیث نمبر ۲۸۲۲
(۱۶) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم، حدیث نمبر ۲۵۶۴
(۱۷) تفسیر المنار رشید رضا، ۱/۳۸۸، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب ۱۹۹۰ء
(۱۸) شرح العقیدۃ الطحاویۃ علی بن علی بن ابی العز الحنفی (۷۳۱-۷۹۲ھ) ص ۳۵/

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکالۃ الطباعۃ والترجمۃ، الریاض، ط۱۴۱۳ھ
(۱۹) معارج القبول: حافظ بن احمد حکمی ۱/۷۰، المطبعۃ السلفیۃ ومکتبتھا، مصر
(۲۰) معارج القبول، ۱/۶۹
(۲۱) سنن الترمذی، ۴/۳۳۵، کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن ضرب الخدم، ح ۱۹۴۸
(۲۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: نورالدین علی بن ابوبکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) ۹/۳۴۷، دارالکتاب العربی/بیروت، ط۱۴۰۲ھ
(۲۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار، حدیث نمبر ۴۷
(۲۴) سنن النسائی، ۸/۲۸۴، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذۃ من دعاء لا یسمع، المکتبۃ العلمیۃ بیروت
(۲۵) تفسیر المنار، ۱/۳۸۹، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۹
(۲۶) السنن الکبریٰ للبیہقی، ۹/۱۶۱، باب فضل الجہاد فی سبیل اللہ، الدائرۃ المعارف انتظامیہ، حیدرآباد، ۱۳۴۴ھ
(۲۷) مجمع بحار الانوار محمد بن طاہر الفتنی، ۳/۵۷۳، مکتبہ دارالایمان، المدینۃ المنورۃ
(۲۸) معالم التنزیل: بغوی، ۲/۸۴/دار طیبہ للنشر والتوزیع، ط رابعہ، ۱۴۱۷ھ
(۲۹) تفسیر القرآن العظیم اسماعیل بن کثیر ۱/۲۹۰، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۸۸
(۳۰) تفسیر فتح القدیر محمد بن علی بن محمد الشوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ)، ج ۵ تفسیر سورۃ العصر، مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، مصر، ۱۳۸۳ھ
(۳۱) سنن الترمذی ۴/۴۷۰، حدیث نمبر ۲۱۷۳
(۳۲) صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث ۴۹
(۳۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث ۵۰
(۳۴) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ۷/۲۳۴
(۳۵) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحۃ، حدیث نمبر ۵۵
(۳۶) شرح صحیح مسلم للامام النووی، ۲/۴۰/داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱۳۹۲ھ
(۳۷) تفسیر المنار، ۱/۳۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی بحران- فتنہ وفساد کی بنیاد

محمد اسحاق

انسان اس دنیا میں حُسنِ فطرت لے کر آیا ہے، وہ اندھا اور بہرہ نہیں پیدا ہوا۔ اسی لیے قرآن نے مختلف مقامات پر نورِ فطرت کو بینۃ سے تعبیر کیا ہے۔ جس نے فطرت کے اس نور کو نہ پہچانا اور اسے گل کر دیا، اس کا نتیجہ قانون قدرت کے تحت ایسی تاریکی ہے جس کے بعد کسی ہدایت کو قبول کرنے کی صلاحیت اس میں باقی نہیں رہتی۔ انبیاء کرام ہمیشہ اپنی دعوت ونصیحت اور تذکیر وموعظت میں قرآن مجید کے تذکرہ کے مطابق مخاطبین کے نورِ فطرت کو خطاب کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ پہلے انسان کے داخلی اخلاق سے مخاطب ہوتے ہیں اور جن کی فطرت اخلاقی فساد سے محفوظ و مامون ہوتی ہے وہ ان کی پکار کو اپنے دل کی آواز سمجھ کر لپکتے ہیں اور ان کی فطرت کا نور ایمان کا نور قرآن کے لفظوں میں نورٌ علی نور بن جاتا ہے۔ انسانی فطرت جب اس کائنات میں خالق کی عظیم قدرت، حکمت، رحمت اور ربوبیت کے پھیلے آثار کا مشاہدہ کرتی ہے تو وہ اس اعتراف پر مجبور ہوتی ہے کہ یہ پورا کارخانۂ حیات ایک عظیم غایت کے ساتھ وجود میں آیا ہے اور اسے ایک دن اپنے انجام پر پہنچنا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ○

(الانشقاق:٦)

اے انسان! تو کشاں کشاں اپنے خداوند ہی کی طرف جا رہا ہے اور اس سے ملنے والا ہے۔

قرآن عقل ودل اور اخلاقی اندھوں کے لیے اعمیٰ اور عقل ودل اور اخلاقی بیناؤں کے لیے بصیر کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ انسان چونکہ اس دنیا میں آزمائش کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کے اندر نیکی اور بدی کی پہچان کے باوجود امتحان کے مقصد سے نیکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بدی کے مزاج میں فرق رکھا گیا ہے۔ نیکی کی مشکلات نقد ہیں اور اس کا نفع نسیہ اس کے برعکس بدی کی لذتیں عاجل اور اس کی تلخیاں اور نقصانات موخر کر دی گئی ہیں۔ اسی لیے نیکی کی راہ میں قدم قدم پر نفس کی خواہشات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور بدی کی راہ کی لذتیں نقد ملتی ہیں۔ صاحب البیان لکھتے ہیں:

''انسان کو جو چیزیں اخلاقی لحاظ سے اوپر اٹھانے والی ہیں وہ بالعموم انھیں ناپسند کرتا ہے اور جو اس لحاظ سے پست کر دینے والی ہیں، ان کے لیے وہ اپنے اندر بڑی رغبت پاتا اور بے اختیار ان کی طرف لپکتا ہے۔'' [1] اس حقیقت کی طرف حضرت مسیح علیہ السلام نے یوں اشارہ کیا ہے کہ

''بدی کی راہ فراخ ہے اور اس پر چلنے والے بہت ہیں اور نیکی کی راہ تنگ ہے اور اس پر چلنے والے تھوڑے ہیں۔''

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اخلاقیات اصولی اور اساسی رہنمائی کے بطور انسان کی فطرت میں موجود ہیں۔ بعض حالات اور عوامل جب کبھی اس فطرت پر اثر انداز ہو جاتے ہیں تو اس پر گرد و غبار اور خارجی اثرات سے وہ معطل اور غیر موثر ہو جاتے ہیں۔

اخلاقی پستی اور اخلاقی بحران کی ایک انتہا وہ ہوتی ہے جب مریض اپنے خیر خواہ معالج و طبیب کی دوا و تدبیر پر دھیان اور توجہ کے بجائے دونوں ہی سے نفرت کرنے لگتا ہے تو ایسے لوگوں کا علاج ممکن نہیں رہتا۔

ولیم ڈیریسی وِکز (William Deresiewicz) اپنی نئی کتاب Excellent Sheep: the Miseducation of the American Elite and the Way to a Meaningful Life کے ایک باب میں لکھتے ہیں کہ

''ہر شخص عقل کو لے کر اس دنیا میں آتا ہے لیکن یہ سادہ عقل داخلی اور خارجی مشاہدہ اور دل و دماغ کے باہمی رابطہ کے ذریعہ تجربہ کو معنویت بخشتی اور اسے ایک باقاعدہ مقصد فراہم کرتی ہے جس سے ایک منفرد شخصیت تیار ہوتی ہے... یہ عمل بالعموم کالج میں شروع ہوتا ہے جہاں ایک شخص خاندان اور کیریر سے دور آزادی کے وقفہ میں ہوتا ہے۔ اس دوران ایک نوجوان بے پروائی کے ساتھ خود کو دوسروں کے حوالہ کر کے ان سے سیکھتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے...زیادہ تر طلبہ آج بہترین کالجز میں حقائق کا تجربہ نہیں حاصل کر پاتے۔ یونیورسٹیاں تجارتی صورت اختیار کر چکی ہیں....

ایک صدی قبل تک زیادہ تر یونیورسٹی انتظامیہ اور فیکلٹی ممبرز اخلاقی مقصد کو اولین اہمیت دیتے تھے اور اب صورت حال بدل گئی ہے....ولیم ڈیریسی وِکز یونیورسٹیوں کے عمومی اخلاقی زوال کا پوری حساسیت کے ساتھ بجا طور پر تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔" [۲]

اخلاقی بحران کے اس دور میں اہل مذاہب کی ذمہ داریاں دو چند ہو جاتی ہیں۔ قرآن مجید جو آسمانی ہدایت کا اس زمین پر آخری صحیفہ ہے اس باب میں واضح، قطعی اور غیر مبہم روشنی ڈالتا ہے۔ اس نے اپنی دعوت کے پہلے دور سے خلق خدا سے محبت اور انسانی خدمت کو اپنی سرفہرست نیکیوں میں شامل کیا ہے۔ اس نے غلامی کی لعنت کے خاتمہ کی طرف پہلا قدم انسانیت اور انسانی فطرت کے بدیہی جذبہ کو ابھار کر اپنے ان لافانی الفاظ میں اٹھایا:

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ○ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ○ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○ (البلد:۱۰-۱۶)

اور کیا ہم نے اسے دونوں راستے نہیں سُجھائے (کہ اچھے اور برے کو سمجھتا)؟ مگر وہ گھاٹی پر نہیں چڑھا اور تم کیا سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ (یہی کہ) گردن چھڑائی جائے یا بھوک کے دن کسی قرابت مند یتیم یا کسی خاک آلود مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

انسان اصلاً ایک اخلاقی وجود ہے۔ اس لیے دین وشریعت کی تمام تر تعلیمات میں اخلاق وکردار کی بلندی اور پاکیزگی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ دین کا اصلاً تقاضا تزکیہ اخلاق ہے۔ خلق اور خالق دونوں سے متعلق عمل میں پاکیزگی کا انسان سے مطالبہ ہے۔ ہمارے دینی لٹریچر میں عمل صالح کے لیے فضائل اخلاق اور عملِ غیر صالح کے لیے رزائل اخلاق کے الفاظ کی تعبیر اختیار کی جاتی ہے۔

انسان کے اعمال کا اس دنیا میں ظہور ہوتا رہتا ہے اور اعمال اپنی تاثیر اور نتائج کے اعتبار سے یکساں نہیں ہوتے۔ قرآن نے اسی لیے کہا ہے کہ الفتنة اشد من القتل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ظلم و جبر کے ذریعے سے لوگوں کو دین سے پھیرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ کلمۂ طیبہ کی مثال ایسے درخت سے دی گئی ہے جس کی جڑیں ایک طرف انسانی عقل وفطرت کی گہرائی میں اتر جاتی ہیں اور دوسری جانب اس کے اثرات ونتائج اللہ کے نزدیک غیر معمولی اجر وثواب اور قدر و قیمت رکھنے والے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں کلمۂ خبیثہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ جھاڑ جھنکار اور خودرو پودا، نہ سایہ، نہ پھل پھول۔ قرآن نے اسی لیے اعمال کی تمثیل اپنے ثمرات کے اعتبار سے ان لفظوں میں پیش کی کی۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَّا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلَى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ ○ (ابراہیم ۱۴:۱۸)

ان لوگوں کے اعمال کی تمثیل جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا یہ ہے کہ جیسے راکھ ہو جس پر آندھی کے دن باد تند چل جائے جو کچھ انھوں نے کمائی کی ہوگی اس میں سے کچھ بھی ان کے پلے نہیں پڑے گی۔ یہی دور کی گمراہی ہے۔

اعمال صالحہ کا ذکر ایک مقام پر یوں کیا گیا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنْثىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (النحل ۱۶:۹۷)

جو کوئی عمل صالح کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اگر وہ ایمان پر قائم ہے تو ہم اس کو ایک اچھی اور پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور ہم ان کو جو کچھ وہ کرتے رہے اس کا بہتر صلہ دیں گے۔

صاحب تفسیر تدبر قرآن اپنی تفسیر کے مقدمہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''جس طرح خاندانوں کے شجرے ہوتے ہیں اسی طرح نیکیوں اور بدیوں کے بھی شجرے ہیں۔ بعض اوقات ایک نیکی کو ہم معمولی نیکی سمجھتے ہیں حالاں کہ اس نیکی کا تعلق نیکیوں کے اس خاندان سے ہوتا ہے جس سے تمام بڑی نیکیوں کی شاخیں پھوٹی ہیں۔ اسی طرح بسا اوقات ایک برائی کو ہم معمولی برائی سمجھتے ہیں لیکن وہ برائیوں کے اس کنبے سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں جو تمام مہلک بیماریوں کو جنم دینے والا کنبہ ہے۔ جو شخص دین کی حکمت سمجھنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خیر وشر کے ان تمام مراحل ومراتب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی طرح واقف ہو، ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ دِق کا پتہ دینے والی بیماری کو نزلہ کا پیش خیمہ سمجھ بیٹھے اور نزلے کی آمد آمد کو دِق کا مقدمۃ الجیش قرار دے دے...'' [۳]

فضائل و رذائل اخلاق میں ان بنیادی باتوں کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اخلاق کی اس اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

''دنیا کی ساری خوشی، خوشحالی اور امن وامان اسی اخلاق کی دولت سے ہے، اسی دولت کی کمی کو حکومت و جماعت اپنی طاقت وقوت کے قانون سے پورا کرتی ہے، اگر انسانی جماعتیں اپنے اخلاقی فرائض کو پوری طرح از خود انجام دیں تو حکومتوں کے جبری قوانین کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو...'' [۴]

اخلاق کی اسی اہمیت کے پیش نظر تمام مذاہب کی بنیاد اخلاق پر ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **بعثت لأ تمم مکارم الاخلاق**. میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ (موطا امام مالک، حسن اخلاق)

ام المومنین حضرت خدیجہ نے بعثت کے بعد آنحضرتؐ سے فرمایا:

''آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمان کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر اعانت کرتے ہیں''۔ [۵]

حبشہ میں نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا:

''اے بادشاہ! ہم ایسی قوم تھے جو جاہلیت میں مبتلا تھی۔ ہم بُت پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، قرابت داروں سے تعلق توڑتے تھے، ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا رہا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا اس کی عالی نسبی، سچائی، امانت اور پاک دامنی ہمیں پہلے سے معلوم تھی۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور اس کے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے، انھیں چھوڑ دیں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، قرابت جوڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری وخونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ اور فواحش میں ملوث ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ [۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق کے فضائل ورذائل کا جامع بیان سورہ بنی اسرائیل کی آیات ۲۲ تا ۳۹ میں تفصیل سے ہوا ہے۔ان کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ کہ (قیامت کے دن) ملامت زدہ اور دھتکارے ہوئے ہو کر رہ جاؤ اور (یاد رکھو) تمہارے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرو۔ تمہارے سامنے اگر اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو نہ اُف کہو، نہ جھڑک کر جواب دو، بلکہ ادب کی بات کرو اور اُن کے لیے مہر و محبت کے ساتھ عاجزی کے بازو جھکائے رکھو اور دعا کرتے رہو کہ پروردگار ان پر رحم فرمائے، جس طرح انھوں نے بچپن میں مجھے پالا تھا۔تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اُسے جو تمہارے دلوں میں ہے۔اگر تم سعادت مند رہو گے تو (جان لو کہ) پلٹ کر آنے والوں کے لیے وہ بڑا درگزر فرمانے والا ہے۔اور قرابت مند کو اُس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی اور مال کو اللے تللے نہ اڑاؤ۔اس لیے کہ مال کو اِس طرح اڑانے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور اگر اِن (ضرورت مندوں) سے اس بنا پر اعراض کرنا پڑے کہ ابھی تم اللہ کی رحمت تلاش کر رہے ہو، جس کے تم امیدوار ہو، تو ان سے نرمی کی بات کہہ دو اور اپنا ہاتھ نہ گردن سے باندھے رکھو اور نہ اُسے بالکل کھلا چھوڑ دو کہ (اِس کے نتیجے میں) ملامت زدہ اور درماندہ بن بیٹھے رہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ تمہارا پروردگار جس کے لیے چاہتا ہے، رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور اُنھیں دیکھ رہا ہے۔ اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل نہ کرو۔ہم انھیں بھی روزی دیتے ہیں اور تمھیں بھی۔اس لیے کہ اُن کا قتل بہت بڑا جرم ہے۔

اور زنا کے پاس نہ جاؤ، اس لیے کہ وہ کھلی بے حیائی اور بہت بری راہ ہے۔اور جس جان کی حرمت اللہ نے قائم کر دی ہے، اُسے ناحق قتل نہ کرو اور (یاد رکھو کہ) جسے مظلومانہ قتل کیا جائے، اُس کے ولی کو ہم نے اختیار دیا ہے۔پھر اُسے بھی چاہیے کہ قتل میں حدود سے تجاوز نہ کرے۔اس لیے کہ اُس کی مدد کی گئی ہے۔اور یتیم کے مال کے قریب نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھٹکو۔ ہاں، مگر اچھے طریقے سے، یہاں تک کہ وہ پختہ عمر کو پہنچ جائے۔ اور عہد کی پابندی کرو، اس لیے کہ عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو۔ یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی یہی اچھا طریقہ ہے اور اُس چیز کے پیچھے نہ پڑو جسے تم نہیں جانتے۔ اس لیے کہ آنکھ، کان اور دل، ان میں سے ہر ایک کی پرسش ہونی ہے۔ اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو، اس لیے کہ نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ ان میں سے ہر چیز کی برائی تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک سخت ناپسندیدہ ہے۔

یہ وہ حکمت ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف وحی کی ہے۔ (اسے مضبوطی سے پکڑو) اور (آخر میں ایک مرتبہ پھر سن لو کہ) اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ بناؤ کہ (اس کے نتیجے میں) راندہ اور ملامت زدہ ہو کر جہنم میں ڈال دیے جاؤ۔'' [۷]

سورہ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہونے والی آخری سورتوں میں سے ہے۔ اس کی پہلی ہی آیت میں معراج کا ذکر ہے جو ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا تھا۔ شروع ہی میں بنی اسرائیل کے ''فساد عظیم اور بڑی سرکشی کا ذکر ہے۔ (لتفسدنّ فی الارض مرتین ولتعلن عُلُواً کبیراً) پھر اس کے بعد ان کی تباہی و بربادی کا ذکر ہے۔ جن کی تفصیلات عام طور پر تفسیری کتب میں صحف انبیاء اور تاریخی بیانات کی روشنی میں نقل کر دی جاتی ہیں۔ بنی اسرائیل کے اندر جب اخلاقی بے حسی پیدا ہو گئی، دینی روح رخصت ہو گئی اور اس کی جگہ دنیا پرستی اور ظاہر داری نے لے لی بالآخر ان کے اندر انتشار پیدا ہو گیا۔ ان کے بگاڑ اور فساد کے نتیجہ میں ٹیٹس کے ہاتھوں ان کے تقریباً ایک لاکھ ۳۳ ہزار آدمی قتل ہوئے اور ۶۷ ہزار آدمی قیدی بنا کر غلام بنا لیے گئے۔ ان واقعات کی طرف اشارہ کر کے مشرکین مکہ اور بنی اسرائیل دونوں کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ واضح کیا گیا کہ سیرت و کردار کی تعمیر صالح معاشرہ اور صالح تمدن کی بنیاد ہے۔ قرآن کے تمام اوامر و نواہی کی اساسات چند اصولوں پر رکھی گئی۔ یہ اصول عقل و فطرت کے مسلمات ہیں۔ جو سماج ان اخلاقی حدود و قیود سے خالی ہوتا ہے وہ غیر صالح ہوتا ہے اور فساد و انتشار اور تباہی و زوال اس کا مقدر ہوتا ہے۔ اس پس منظر میں ان ۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی اصولوں کی تعلیم دی گئیں:

۱- خدائے واحد کی تنہا عبادت۔

۲- والدین اور رشتہ داروں سے محبت اور حسن سلوک۔

۳- ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد اور ان پر خرچ۔

۴- عفت وعصمت۔ ۵- انسانی جان کی حرمت۔

۶- یتیم کے مال کی حفاظت۔ ۷- عہد کی پابندی۔

۸- ناپ تول میں امانت ودیانت۔ ۹- ظنون واوہام سے مکمل پرہیز۔

۱۰- غرور وتکبر سے اپنی حفاظت۔

اخلاق کی یہ جامع تعلیمات سورہ نحل کی آیت ۹۰ میں مجمل بیان کی گئی ہیں اور سورہ بنی اسرائیل کی مذکورہ آیات میں ان کی تفصیل پیش کر دی گئی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (النحل ۱۶:۹۰)

بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل کا، احسان کا اور قرابت مندوں کو دیتے رہنے کا اور روکتا ہے بے حیائی، برائی اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد دہانی حاصل کرو۔

عدل وقسط کی پہلی بنیاد ایک خدا کی تنہا عبادت ہے۔ عدل یعنی جس کا جو حق ہے اسے بے کم وکاست اور بے لاگ طریقہ سے ادا کر دیا جائے۔ خدا کے بعد سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔ ان کا یہ حق ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ عدل واحسان کے حکم کے بعد تیسرا حکم اعزہ واقرباء کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ یہ سب انسان کی بنیادی اخلاقیات کا حصہ ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ سات احکام ان برائیوں کے حوالے سے بیان ہوئے ہیں اور ان سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جن سے صالح معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ یہ برائیاں جو فحشاء، منکر اور بغی کے تحت آتی ہیں۔

قرآن نے ان برائیوں کے حوالہ سے یہ بات عام طور پر کہی ہے کہ ان کے قریب بھی نہ پھٹکو یعنی ان کے دواعی ومحرکات سے بھی بچنا نہایت ضروری ہے۔ نیکیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور برائیوں کے بارے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ''ان کا اصل منبع انسان کا دل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کوئی نیکی اس وقت تک فروغ نہیں پاتی جب تک دل کے اندر اس کی جڑ مضبوط نہ ہو۔ علی ہذا القیاس۔ کوئی برائی اس وقت تک انسان کی جان نہیں چھوڑتی جب تک دل کے اندر اس کی جڑ اکھاڑ نہ دی جائے۔ اگر کوئی برائی دل کے اندر موجود ہے تو وہ کان، آنکھ، زبان، فکر اور خیال کی راہ سے برابر غذا حاصل کر کے موٹی ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ روحانی سرطان کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور گو اس اس کو زندگی میں ایک دن بھی فعلاً بروئے کار آنے کا موقع نہ ملا ہو تاہم انسان کے قلب و دماغ پر اس کا اس طرح تسلط ہو جانا کہ پھر تزکیہ و اصلاح کا کوئی سخت سے سخت آپریشن بھی اس پر کارگر نہیں ہوتا۔ وہ بالآخر انسان کی اخلاقی و ایمانی موت ہی پر منتہی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے قرآن نے ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے فحشاء سے دور دور رہنے کی تاکید فرمائی۔'' [۸]

اخلاقی اساسات انسانیت کا مشترک سرمایہ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مذاہب عام طور پر تعصب، تنگ نظری اور اپنی انفرادی شناخت پر عملاً زیادہ زور دیتے ہیں جس کے نتیجے میں مذاہب میں غیروں کے لیے اب کوئی کشش باقی نہیں رہی۔ یہ صورت حال اخلاقی بحران کا پتہ دیتی ہے۔ آج انسانیت صدق، خیر، وفا، امانت اور دیانت کی زیادہ محتاج ہے۔ فرد اور معاشرہ دونوں کی آج ذمہ داری ہے کہ وہ اس جانب پوری توجہ دیں اور اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

حواشی

۱- جاوید احمد غامدی، البیان، حصہ اول، المورد ص: ۲۲۸، لاہور ۲۰۱۰ء

۲- بحوالہ ڈیوڈ بروکس (David Broks)، دی ہندو (دہلی)، ۱۰ ستمبر ۲۰۱۴ء، ص: ۱۱

۳- امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، ج ۱، ص: ۲۱، تاج کمپنی (دہلی)، ۱۹۹۷ء

۴- سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، ج ۶، ص: ۱۲۸۳ ادارہ اسلامیات پبلشرز (لاہور)، ۲۰۰۲ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵- مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، المکتبة السلفیه (لاہور)، ۲۰۰۰ء، ص:۹۹

۶- ایضاً، ص:۱۳۶

۷- ان آیات کا ترجمہ جاوید احمد غامدی کی کتاب میزان سے ماخوذ ہے، میزان، المورد (لاہور)، ۲۰۰۹ء، ص:۲۰۶-۲۰۵

۸- امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، ج ۳، ص:۲۰۱ تاج کمپنی (دہلی)، ۱۹۸۹ء ص:۲۰۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترسیل اطلاعات کے آداب وحدود
قرآن وسنت کی روشنی میں

اسعد اعظمی

ابلاغ عامہ انسانی زندگی کا وہ جزو لاینفک ہے جس کا وجود انسانیت کے وجود سے اور جس کی ترقی انسانوں کی ترقی سے ہمیشہ مربوط رہی ہے۔ خبروں کا حصول اور ترسیل انسانی معاشرہ کی اہم ضرورت ہے جو زمان ومکان کی قید سے مستثنیٰ ہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ یہ علم اور یہ فن بھی ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے آج ایسے مقام پر جا پہنچا ہے جو قابل رشک بھی ہے اور عبرت آموز بھی۔ جدید ٹکنالوجی کی پشت پر سوار ہوکر یہ فن اس طرح چھلانگ پر چھلانگ لگاتا جارہا ہے کہ اس کی آخری منزل کے بارے میں کوئی قیاس نہیں لگایا جاسکتا۔

میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے اصطلاحی نام سے موسوم ہوکر انسانی زندگی کا یہ شعبہ جب ایک مستقل فن بن گیا اور اس کے آداب اور اصول وقواعد طے ہونے لگے تو اہل اسلام نے بھی اپنے مذہب کے مصادر ومآخذ میں اس کی بنیادیں اور جڑیں تلاش کرنی شروع کیں جس میں ان کو بہت زیادہ مغز ماری نہیں کرنی پڑی اور بہت جلد وہ اپنی مہم میں کامیاب اور سرخرو ہوکر جلوہ گر ہوئے۔

اسلام ایک کامل دین اور مکمل نظام زندگی ہے جو رہتی دنیا تک کے لیے بنی نوع انسان کی رہنمائی کی خاطر خالق ارض وسماء کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اس کے احکام وہدایات کے اندر ایسی جامعیت اور مختلف حالات وظروف میں رہنمائی کی ایسی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے کہ تمام قسم کے نت نئے مسائل میں اس کی ہدایتیں اور اس کا نقطۂ نظر جب پیش کیا جاتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان ہدایات وتعلیمات کا ہدف بعینہٖ یہی مسائل حادثہ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج پورے میڈیا کو سامنے رکھیں یا اس کی ایک شاخ صحافت کو، اس کا سب سے بنیادی اور اہم کام لکھنا پڑھنا، قلم، کتابت اور تعلیم وتعلم سے جڑا ہوا ہے۔ ادھر اسلام کا معاملہ یہ ہے کہ اس کی سب سے پہلی وحی جب نازل ہوتی ہے تو اس کا آغاز لفظ "اقرأ" سے ہوتا ہے۔ اس کی ابتدائی پانچ چھوٹی چھوٹی آیتوں میں بار بار قراءت، علم اور اس کے متعلقات کا ذکر ہے اور سب سے بڑھ کر "قلم" کا بھی ذکر ہے کیوں کہ قلم کے بغیر علم کا تصور ہی بے معنی ہے۔ اسی پر بس نہیں قرآن میں آگے چل کر ایک مکمل سورہ ہی نازل ہوتی ہے جو سورہ قلم کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ اس میں اللہ رب العالمین اس سورہ کا آغاز ہی قلم اور تحریر کی قسم کھا کر فرماتے ہیں، ارشاد ہے ﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (القلم:۱)

اس تعلق سے جب ذخیرہ احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہاں بھی قلم کی اولیت واسبقیت کا کھلے لفظوں میں اعلان ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "إن أول ما خلق الله القلم...." (۱) سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں "اول شيء خلقه الله القلم.." (۲) کے الفاظ ہیں:

چونکہ ہمارا موضوع ترسیل اطلاعات کے جزیئے میں منحصر ہے۔ اس لیے اس مختصر تمہید کے بعد صلب موضوع پر گفتگو کو محدود کرتے ہوئے سلسلہ کلام کو آگے بڑھائیں گے۔

واضح رہے کہ اطلاعات کی ترسیل تقریری بھی ہوتی ہے تحریری بھی۔ تقریر اپیش کی جانے والی اطلاعات بھی عموماً پہلے زیر تحریر لائی جاتی ہیں پھر اسی تحریر کی خواندگی کی جاتی ہے۔ ویسے تحریری اطلاعات خاص طور سے جب انہیں طباعت کا جامہ پہنا دیا جائے یا جدید سماجی رابطہ عامہ کے ذرائع پر نشر کر دیا جائے تو ایک تحریری دستاویز ہونے کے ناطے ان میں اصول وضوابط کی کارفرمائی کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ برخلاف ان تقریری اطلاعات کے جنہیں صوتی طور پر نشر کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے اور بات آئی گئی ہو جاتی ہے۔ شرعی تعلیمات بھی اسی کی متقاضی ہیں (۳)۔

ترسیل اطلاعات کے تعلق سے اسلامی ہدایات کیا ہیں، اور کتاب وسنت میں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم گوشہ کے بارے میں کیا رہنمائی کی گئی ہے اس پر تفصیلی گفتگو سے پہلے یہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ایک جامع اور کامل نظام زندگی ہے جو رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام کی حیثیت میں ہمیں دیا گیا ہے۔ وہ اپنے اندر ایسے اصول، مبادی اور قواعد رکھتا ہے جن کا انطباق نوع بہ نوع پیش آنے والے مسائل پر ہوتا ہے، اگرچہ ان مسائل وامور کی ان کے معروف ناموں اور عنوانوں سے نشان دہی نہیں کی گئی ہے، تاکہ ان اصول ومبادی کا عموم برقرار رہے اور ہر پیش آمدہ قضیہ پر ان کو منطبق کیا جا سکے۔

ان ہی اصولوں اور بنیادوں پر اسلام اپنے متبعین کو تربیت دیتا ہے اور ان اصولوں سے ہر طرح انھیں آراستہ وپیراستہ کر کے میدان عمل میں اتارتا ہے تاکہ وہ زندگی کے چند مخصوص شعبوں ہی میں نہیں بلکہ ہر میدان اور ہر شعبہ میں اچھے انسان اور اللہ کے بندہ صالح کی حیثیت میں نظر آئیں۔ چنانچہ اسلامی ہدایات وتعلیمات کو اپنی فکر اور اپنے عمل میں اتار لینے والا انسان صرف اچھا اور سچا مسلمان ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اچھا شہری، اچھا سیاسی، اچھا صحافی، اچھا تاجر، اچھا معلم، اچھا متعلم، اچھا حاکم، اچھا محکوم، اچھا خادم ..الخ سب کچھ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک انسان کی اگر صحیح معنوں میں اسلامی اصولوں پر تربیت کر دی جائے اور وہ اسلامی تعلیمات وہدایات کا عملی ترجمان بن جائے تو دوسرے بہت سارے موضوعات کی اس کو الگ سے تربیت وتعلیم دینے کی ضرورت نہ رہ جائے گی بلکہ وہی اساسی تعلیمات ہر میدان میں اس کی رہنمائی کریں گی۔

اس سلسلے میں اسلام کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو صرف علم سے آراستہ کرنے اور اس کے ذہن ودماغ کو معلومات سے پر کر دینے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ان کی عملی تطبیق وتنفیذ پر ہر ممکن زور دیتا ہے۔ اس کے نزدیک علم برائے علم نہیں بلکہ برائے عمل وتنفیذ ہے۔ اس لیے وہ اصول وقوانین کو عملی جامہ نہ پہنانے پر سزا کا اعلان کرتا ہے۔

آج ماشاء اللہ اصول وقوانین اور قواعد وضوابط کی کمی نہیں جنھیں درس گاہوں میں طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے اور انھیں ان کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ قوانین وضوابط بظاہر بڑے اچھے اور انسانیت کی صلاح وفلاح کو متضمن ہوتے ہیں؛ لیکن افسوس عملی میدان میں ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارفرمائی نظر نہیں آتی، بلکہ ان کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں اور ہر طرف لاقانونیت اور اتباع ہوی وہوس کا دور دورہ ہوتا ہے۔ صرف ذرائع ابلاغ کو بطور مثال لے لیجیے۔ اس فن میں متعدد ضخیم اور مفصل کتابیں لکھی گئی ہیں جنہیں اس فن کے طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے، جو بہت سارے آداب اور اصول وضوابط پر مشتمل ہوتی ہیں، جن کی ایک صحافی کو رعایت کرنا چاہیے۔ اس تعلق سے صحافتی ضابطہ اخلاق پر بھی مفصل گفتگو ہوتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ پڑھنے اور سیکھنے کے بعد ایک طالب علم جب مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ سے زوبرو ہوتا ہے اور ان نظری اور علمی قوانین وضوابط کو تطبیقاً اور عملاً تلاش کرتا ہے تو شدید صدمے سے دوچار ہوتا ہے۔ اور علم وعمل کا یہ تضاد صرف ان ہی گوشوں تک محدود نہیں ہوتا جن کا تعلق آداب واخلاق سے ہے بلکہ ان حصوں تک ممتد نظر آتا ہے جن کا تعلق فن اور تکنیک سے ہے، جیسے املاء کے قواعد اور زبان وبیان کے مسائل وغیرہ۔

ترسیل اطلاعات کے جو آداب وضوابط فن کی کتابوں میں مندرج ہیں ان کو سامنے رکھیں اور موجودہ ذرائع ابلاغ میں ان کو عملاً دیکھنا چاہیں تو قدم قدم پر مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اب ہم ان اسلامی اصول وقوانین پر گفتگو کریں گے جن کا ترسیل اطلاعات کے موضوع پر انطباق کیا جاسکتا ہے، اس گفتگو سے بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکے گا کہ اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات کس قدر جامع اور مختلف گوشوں کو محیط ہیں۔

کلام کی اہمیت:

ترسیل اطلاعات پر مامور صحافی کی زبان یا قلم سے صادر ہونے والی اور ترتیب پانے والی کوئی بھی خبر یا اطلاع وہی کلمہ یا کلام ہے جس کی اہمیت اور نزاکت کی طرف متعدد آیات واحادیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ﴾ (سورہ ابراہیم: ۲۴-۲۶)

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں، جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اپنے پھل لاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک بات کی مثال گندے درخت جیسی ہے جو زمین کے کچھ اوپر سے اکھاڑ لیا گیا، اسے کچھ ثبات تو ہے نہیں۔

ایک صحافی کی طرف سے دی جانے والی اطلاع یا خبر یا پیش کی جانے والی بات ذرائع ابلاغ کے توسط سے لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں تک پہنچتی ہے۔ اگر اس کے اندر خیر او رنفع کا پہلو ہے تو بھی اور شر اور نقصان کی حامل ہے تو بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر خبر یا اطلاع کو آگے بڑھانے سے قبل اس ناحیے سے اس کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن العبد ليتكلم بالكلمة ما يتبين فيها يزل بها إلى النار أبعد مما بين المشرق والمغرب (۴)

یعنی بندہ کوئی بات کہتا ہے اس میں غور وفکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق ومغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر بھی ہماری گرفت ہوگی؟ آپ نے فرمایا:

ثكلتك أمك! وهل يكب الناس في النار على وجوههم إلا حصائد ألسنتهم؟ (۵)

تیری ماں تجھے گم پائے، جہنم میں لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گی۔

دنیاوی نظام میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ سیاسی وسماجی قائدین کی زبان سے نکلنے والا ایک جملہ یا ایک لفظ بسا اوقات پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیتا ہے، کبھی کبھی وہی ایک جملہ یا ایک لفظ جیل کی کال کوٹھری تک بھی پہنچا دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے قرآن میں بار بار اس تعلق سے تاکید آئی ہے:

﴿ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْناً ﴾ (سورہ بقرہ:۸۳)

لوگوں سے اچھی باتیں کہو۔

﴿وَقُل لِّعِبَادِیْ یَقُولُوا الَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ﴾ (سورہ بنی اسرائیل:۵۳)

میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں۔

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِیْداً﴾ (سورہ احزاب:۷۰)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سادی (سچی باتیں) کیا کرو۔

اور اللہ کے رسول ﷺ کا یہ جامع ومانع فرمان کہ "من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا أو لیصمت" (۶) جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ یا تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

۲- خبر کی تحقیق:

کسی بھی اطلاع کے موصول ہونے پر اسے آگے بڑھانے سے قبل اس کی صحت کی جانچ کر لی جائے، ایسا نہ ہو کہ جلد بازی میں بغیر تحقیق کے اسے آگے بھیج دیا جائے یا نشر کر دیا جائے اور بعد میں شرمندگی کا سامنا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا إِن جَاءکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَیَّنُوا أَن تُصِیْبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْن﴾ (سورہ حجرات:۶)

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

بلا تحقیق کسی خبر کو مان لینے اور بیان کر دینے کے جو ممکنہ نقصانات ہو سکتے ہیں آیت میں ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اور عملاً بھی اس قسم کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا: ﴿ فَبَشِّرْ عِبَادِ o الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ﴾ (سورہ زمر:۱۷-۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ان بندوں کو خوش خبری سنا دیجیے جو بات کو غور سے سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس کا اتباع کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع" (۷) آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کر دے۔

۳- ظن وتخمین سے اجتناب:

ارشاد ربانی ہے:

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْم﴾

(سورہ حجرات:۱۲)

اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث....." (۸) تم بدگمانی سے بچو کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

آج کے میڈیا میں ظن وتخمین اور قیاس آرائیوں کا جو دور دورہ ہوتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، کسی بھی واقعے یا حادثے کے بعد اٹکلوں اور قیاس آرائیوں کا جیسے سیلاب آجاتا ہے اور میڈیا عدالت اور منصف بن بیٹھتا ہے اور حد درجہ مشکوک اور مشتبہ دلیلوں سے کسی فرد یا جماعت کو ملزم کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتا ہے۔ بعد میں تحقیق اور چھان بین سے جب حقائق سامنے آتے ہیں اور میڈیا کی توقع اور بدگمانی کے برعکس نتائج آتے ہیں تو بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

۴- جانب داری سے پرہیز:

میڈیا کارکن کے بشر ہونے کے ناطے اپنے رجحانات بھی ہوتے ہیں اور تحفظات بھی، جو مذہبی، مسلکی، سیاسی، اقتصادی، جغرافیائی، طبقاتی..... الغرض مختلف طرح کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن اسے ان تمام قسم کی نسبتوں سے اوپر اٹھ کر کام کرنا ضروری ہے اور خبر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروضیت کو برقرار رکھنا لازم ہے۔ چاہے وہ ''اپنوں'' کے لیے جتنی بھی غیر متوقع اور مایوس کن ہو اور ''غیروں'' کے لیے خوش کن اور حوصلہ افزا ہو۔ کیوں کہ دوستوں کی جانب داری اور دشمنوں کے ساتھ ناانصافی شرعاً وعقلاً حد درجہ معیوب عمل ہے۔

قرآن کی متعدد آیتیں اس اصول پسندی کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى﴾ (سورہ انعام:۱۵۲) جب تم کچھ کہو تو انصاف کو ملحوظ رکھو اگر چہ وہ شخص قرابت دار ہی ہو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَن تَعْدِلُوا وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾ (سورہ نساء:۱۳۵)

اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولیٰ کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، اگر چہ وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزوں کے، وہ شخص اگر امیر ہو یا فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لیے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا۔ اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلوتہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (سورہ مائدہ:۸)

اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔ کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کرے۔ عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

ان آیات میں ''فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى'' ''وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ '' ''وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا'' کے معانی ومدلولات پر غور کریں کہ اس میں انسان کی کس کمزوری کی نشان دہی کر کے اس کی طرف سے محتاط رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

صحافت کی فنی ہدایات بھی اس اصول کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہیں۔ سید اقبال قادری نامہ نگاروں کے لیے ''راست بازی'' پر گفتگو کے درمیان لکھتے ہیں:

نامہ نگار کو کسی سیاسی یا سماجی جماعت سے ہمدردی ہے تو صرف ایسی خبریں ہی اس جماعت کے بارے میں دے جن کی اخباری حقیقت ہو۔ نامہ نگار اس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ دنیا کے تمام بہترین افراد اس کی پسندیدہ جماعت میں شامل ہیں اور باقی تمام جماعتوں میں غلط قسم کے افراد شامل ہیں....'' (۹)

موصوف نے ایک مقام پر مولانا محمد علی جوہر کے ترتیب دیے گئے صحافتی ''ضابطہ اخلاق'' کو بھی نقل فرمایا ہے جس میں نمبر (۱) پر یہ ضابطہ ہے کہ:

''اخبار کو ذاتیات سے مبرا ہونا چاہیے، نہ کسی دشمن کے خلاف زیادہ لکھنا چاہیے نہ کسی کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے چاہئیں۔ مخالفت ہمیشہ اصول کے دائرے میں محدود رہے۔'' (۱۰)

ڈاکٹر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں:

''صحافی جو کچھ پیش کرے پوری غیر جانب داری سے پیش کرے، خبریں اور دوسرا صحافتی مواد بہر حال معاشرے اور زندگی سے تعلق رکھتا ہے اور صحافی معاشرے کا کارکن ہونے اور زندگی کے ہنگاموں کے درمیان موجود ہونے کے باعث مختلف معاملات اور مسائل میں جانب دار ہو سکتا ہے، اس کی اپنی رائے ہو سکتی ہے۔ وہ جس بات کو صحیح سمجھتا ہے اسے تبصرے یا تنقید کی صورت میں پیش کر سکتا ہے۔ لیکن خبروں کے معاملے میں اسے اپنی رائے محفوظ رکھنی چاہیے اور خبریں بالکل غیر جانب داری سے دینی چاہئیں۔'' (۱۱)

۵- تحقیر، تمسخر، طعن وتشنیع اور تنابز بالالقاب سے پرہیز:

لوگوں کی دل آزاری کے یہ مختلف ہتھکنڈے ہیں۔ یہ معاشرے میں فتنہ وفساد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برپا کرنے کا سبب بنتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کو ان تمام کاموں سے اجتناب کی تعلیم دی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (سورہ حجرات:۱۱)

اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔

''(لمز) کے لفظ میں طعن وتشنیع کے علاوہ چوٹیں کرنا، پھبتیاں کسنا، الزام دھرنا، اعتراض جڑنا، عیب چینی کرنا، کھلم کھلا یا زیر لب یا اشاروں سے کسی کو نشانۂ ملامت بنانے کے مفہومات شامل ہیں اور یہ تمام وہ حرکتیں ہیں جو دل آزاری، آپس کے تعلقات بگاڑنے اور معاشرے میں فساد برپا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ اس لیے ان کو حرام کر دیا گیا۔'' (۱۲)

سید اقبال قادری نے ''صحافتی قوانین'' کے ذیل میں ''ہتک عزت'' کی سرخی کے تحت بڑی مفصل گفتگو کی ہے اور بتلایا ہے کہ کس کس نوعیت کی باتیں اور تحریریں ہتک عزت کے قانون کے تحت آتی ہیں۔ اسی حصہ سے ذیل میں ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ آیت کریمہ مذکورہ بالا میں جن عیوب وخرابیوں کا ذکر آیا ہے کتنی شکلیں اور طریقے ان کے ضمن میں آتے ہیں۔ نیز یہ کہ وضعی قوانین بھی انھیں جرم گردانتے ہیں اور ان کے مرتکبین کو سزا کا مستحق مانتے ہیں۔ قادری صاحب لکھتے ہیں:

ذرہ بھر ثبوت کے بغیر یہ اظہار کرنا کہ کوئی اپنی بیوی کو زدوکوب کرتا ہے، متعلقہ فرد کی بین ہتک ہے۔ کسی پر خواہ مخواہ الزام لگانا کہ اس نے بینک پر ڈاکہ ڈالا ہے، اس کی کھلم کھلا توہین ہے۔ کسی اچھے بھلے پرہیز گار کو شرابی بتانا اخلاقی گناہ ہے۔ کسی کو اپنی ماں کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرانا شرارت ہے۔ اسی طرح کسی بھی فرد کے بارے میں بے پر کی اڑانا، افواہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلانا، الزام تراشی کرنا، کیچڑ اچھالنا، اخلاق سوزی کرنا، ملامت کرنا، بے جا تہمت لگانا قانوناً اور اخلاقاً غلط حرکات ہیں۔ کسی بھی فرد کو غلیظ جانوروں سے تشبیہ نہ دی جائے، کسی کو ''لومڑی''، ''آستین کا سانپ''، ''سور''، ''خنزیر کا بچہ''، ''الو کا پٹھا''، وغیرہ لکھنا بھی جرم ہے۔ اسی طرح کسی کو ''پاگل''، ''ذلیل''، ''رذیل'' یا ''بددیانت'' بھی نہیں کہنا چاہیے۔ ''مکار''، ''فریبی''، ''ریاکار''، ''جہنمی''، ''شیطان''، ''جانی دشمن''، ''خارشی''، ''فسادی'' جیسے الفاظ ''اہانت آمیز'' ہیں جن کا استعمال ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔

کسی تندرست آدمی کے بارے میں یہ لکھ دینا کہ وہ سوزاک، آتشک، دیوانگی یا کسی ایسی ہی ہیبت ناک وبائی مرض کا شکار ہے تو سماج میں اس کا چلنا پھرنا دوبھر ہو جائے گا۔ بغیر تصدیق کیے یہ چھاپنا جرم ہوگا کہ فلاں دوکان دار غلط ناپ تول سے کام لیتا ہے۔ کسی گوشت فروش کے بارے میں یہ نہ لکھا جائے کہ وہ بکرے کے نام پر گائے کا گوشت بیچتا ہے۔ حالیہ سیاسی تاریخ میں بدنام شخصیات سے کسی کو تشبیہ دی جائے تو قابل اعتراض ہے۔ مثلاً کسی کو ہٹلر، مسولینی، جنرل ڈائر کہنا بھی خطرناک ہے۔ نادر شاہ یا محمد بن تغلق سے کسی کی مطابقت نہ کی جائے کیوں کہ ان کے احکامات کے بارے میں عام خیال ہے کہ وہ ظالمانہ اور احمقانہ ہوا کرتے تھے۔ کسی مرد کو نامرد کہنا شرم ناک بات ہے۔ کسی عورت پر بردہ فروشی کا الزام لگانا مشکل میں پھنسنا ہے۔ کسی مالیاتی ادارہ کی مالی حالت پر وہم وگمان کا اظہار بھی ہتک کے دائرہ میں آتا ہے۔ بھول سے بھی کسی کے بارے میں نہ لکھا جائے کہ وہ اپنے قرضے نہیں ادا کرتا۔ افراد کے قیام اور طعام وغیرہ کے بارے میں غیر ضروری باتوں کی تحریر سے احتراز ضروری ہے۔'' (۱۳)

۶- فحاشی کو فروغ دینے والی خبروں میں احتیاط:

یوں تو معاشرے میں رونما ہونے والا کوئی بھی سچا واقعہ خبر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی تفصیلات کے ذکر سے جرائم پیشہ افراد یا نوعمروں اور نوجوانوں کا جرائم اور منکرات کی طرف میلان بڑھتا ہے اور ان واقعات کی تفصیلات سے وہ برائیوں کے نت نئے راستوں سے واقف ہوتے ہیں۔ اس لیے شرعی تعلیمات بھی اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت نہیں دیتیں اور ملکی وسماجی قوانین بھی اس سے احتراز ہی کی دعوت دیتے ہیں۔ درج ذیل آیت کریمہ فحاشی کو فروغ دینے والے تمام طریقوں اور ذریعوں پر بڑی صراحت کے ساتھ پابندی لگاتی ہے اور ایسا کرنے والوں کے لیے سخت سزا کا اعلان بھی کرتی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (سورہ نور:۱۹)

جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔

''(فاحشہ) کے معنی بے حیائی کے ہیں اور قرآن نے بدکاری کو بھی فاحشہ قرار دیا ہے (بنی اسرائیل:۳۲) اور یہاں بدکاری کی ایک جھوٹی خبر (حادثہ افک) کی اشاعت کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے حیائی سے تعبیر فرمایا ہے اور اسے دنیا وآخرت میں عذاب الیم کا باعث قرار دیا ہے جس سے بے حیائی کے بارے میں اسلام کے مزاج کا اور اللہ تعالیٰ کی منشا کا اندازہ ہوتا ہے کہ محض بے حیائی کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت عنداللہ اتنا بڑا جرم ہے تو جو لوگ رات دن ایک مسلمان معاشرے میں اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور فلموں، ڈراموں کے ذریعہ سے بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور گھر گھر اسے پہنچا رہے ہیں، اللہ کے ہاں یہ لوگ کتنے بڑے مجرم ہوں گے؟ اور ان اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کیوں کر اشاعت فاحشہ کے جرم سے بری الذمہ قرار پائیں گے؟'' (۱۴)

برائیوں اور بے حیائیوں کو فروغ دینے والی خبروں اور ان کی تفصیلات کی اشاعت سے مختلف ممالک کے صحافتی ضابطہ اخلاق میں بھی منع کیا گیا ہے۔

آل انڈیا نیوز پیپر ایڈیٹرس کانفرنس (AINEC) نے جو ضابطہ اخلاق منظور کیا ہے اس کے چودھویں بند میں یہ جملہ بھی ہے کہ ''جن خبروں سے سماج کے افراد کی نجی زندگی پر برے اثرات پڑتے ہیں وہ تصدیق کے باوجود شائع نہ ہوں تو بہتر ہے۔''

اور پندرھویں بند میں ہے کہ: ''اخبارات ہر ایسی خبر کی اشاعت سے پرہیز کریں جس سے معاشرہ میں جرائم اور برائیوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہو۔''

''امریکن سوسائٹی آف نیوز پیپر ایڈیٹرز'' نے جو ضابطہ اخلاق تیار کیا ہے اس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں بند کا عنوان ہے ''شائستگی''، اس کے تحت لکھا ہے کہ: ''جرائم اور سماجی برائیوں کی خبروں کو زیادہ نمایاں کر کے، مخرب اخلاق مصروفیات کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اخبار عوامی فلاح کی سرپرستی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اخبار کا عین مقصد معاشرہ کی خیر خواہی ہو، اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے اس مقصد کی نفی ہوتی ہے۔''

وفاقی جمہوریہ جرمنی میں جو ضابطہ جاری کیا گیا اس میں ایسے تمام مواد اور تصاویر کی اشاعت کی ممانعت کی گئی جس سے نوجوانوں پر برے اثرات پڑتے ہوں اور جس سے ماحول میں گندگی اور سراسیمگی پھیلتی ہو۔ (۱۵)

لیکن دیگر قوانین وضوابط کی طرح یہ ضابطہ بھی اصول وقواعد کا ایک حصہ اور کتابوں کے صفحات پر ''حبر علی ورق'' سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ آج ذرائع ابلاغ سے بے حیائی اور فحاشی کا فروغ جس پیمانے پر ہو رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

واضح رہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بہت سارے ایسے احکام ومسائل بیان کیے گئے ہیں جن کا جنس یا اعضائے جنس سے تعلق ہے لیکن ان کے بیان میں بڑا وقار اور بڑی شائستگی ہے۔ اور عام طور سے انھیں کنائے اور استعارے کے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے کہ انھیں پڑھتے ہوئے یا بیان کرتے ہوئے انسان کسی قسم کی گرانی محسوس نہیں کرتا۔ (۱۶)

۷- حساس خبروں کی ترسیل میں احتیاط:

انسانی معاشرے میں بعض امور بڑے حساس ہوتے ہیں جن میں امن وامان کا مسئلہ بھی سرفہرست ہے جو افراد وجماعات کی معمولی معمولی غلطیوں سے اس طرح بگڑ جاتا ہے کہ ڈھیر سارے نقصانات پر منتج ہوتا ہے۔ امن وامان کو چیلنج کرنے والے واقعات اور خبریں اس تیزی سے پھیلتی اور اپنا اثر دکھاتی ہیں کہ اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اور آج ذرائع ابلاغ کے تنوع اور ان کی برق رفتاری نے اس کی حساسیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ قرآن میں خالق ارض وسماء نے آج سے چودہ سو سال پیشتر اس معاملہ کی نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے اس تعلق سے اہل اسلام کو ایک لائحہ عمل سونپ دیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (سورہ نساء:۸۳)

جہاں انھیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انھوں نے اسے پھیلانا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔

حافظ صلاح الدین یوسف آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یہ بعض کمزور اور جلد باز مسلمانوں کا رویہ ان کی اصلاح کی غرض سے بیان کیا جا رہا ہے۔ امن کی خبر سے مراد مسلمانوں کی کامیابی اور دشمن کی ہلاکت وشکست کی خبر ہے (جس کو سن کر امن اور اطمینان کی لہر دوڑ جاتی ہے اور جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ پر اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے جو نقصان کا باعث بن سکتی ہے) اور خوف کی خبر سے مراد مسلمانوں کی شکست اور ان کے قتل وہلاکت کی خبر ہے (جس سے مسلمانوں میں افسردگی پھیلنے اور ان کے حوصلے پست ہونے کا امکان ہوتا ہے) اس لیے انھیں کہا جا رہا ہے کہ اس قسم کی خبریں چاہیں امن کی ہوں یا خوف کی، انھیں سن کر عام لوگوں میں پھیلانے کی بجائے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا دو یا اہل علم وتحقیق میں انھیں پہنچا دو تا کہ وہ یہ دیکھیں کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو اس وقت اس سے مسلمانوں کا باخبر ہونا مفید ہے یا بے خبر رہنا انفع ہے؟ یہ اصول ویسے تو عام حالات میں بھی بڑا اہم اور نہایت مفید ہے لیکن عین حالت جنگ میں تو اس کی اہمیت اور افادیت بہت ہی زیادہ ہے۔.....'' (۱۷)

امن وامان کو خطرے میں ڈالنے والی خبروں کے تعلق سے صحافتی اصول وقوانین بھی احتیاط کا موقف ہی اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اور ایسی خبروں کی صحت کے باوجود انھیں من وعن نشر کرنے سے سختی سے منع کرتے ہیں۔

''من شاہ جہانم'' کے مصنف لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کوئی سنسنی خیز مضمون یا خبر جس سے عوامی دلچسپی کا سامان تو فراہم ہوسکتا ہو لیکن قومی سلامتی اس کی اشاعت کی اجازت نہ دیتی ہو تو اس کا شائع کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہوسکتا ہے۔ اشاعت کی صورت میں انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت غیر ضمانتی وارنٹ بھی اخبار پر ہوسکتا ہے۔۔''(۱۸)

آل انڈیا نیوز پیپر ایڈیٹرس کانفرنس (AINEC) کی طرف سے منظور شدہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ نمبر ۳ میں ہے کہ:

''صحافی ایسے معاملات میں غیر معمولی احتیاط برتیں جن میں رپورٹوں اور تبصروں کی وجہ سے بدامنی پھیل جانے کا خدشہ ہو۔ کوئی بھی تحریر ایسی نہ ہو جس سے ماحول میں منافرت اور کشیدگی بڑھے۔

خصوصی طور سے صحافی ایسی خبروں سے نبٹتے وقت بہت زیادہ محتاط رہیں جو فرقہ وارانہ فساد سے متعلق ہوتی ہیں۔ کسی بھی ایسے دنگے، فساد یا چپقلش جس سے فرقہ وارانہ جذبات بھڑکتے ہوں، سے متعلق خبریں کافی احتیاط کے ساتھ اشاعت کے لیے تیار کی جائیں، فسادات میں ملوث قوموں، فرقوں اور جماعتوں کی شناخت سے احتراز کیا جائے۔''(۱۹)

مگر یہاں بھی وہی معاملہ ہے ''کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور''۔ زرد صحافت (YellowJournalism) پورے عروج پر ہے۔ بعض اخبارات اور ایسے ہی اکثر ٹی وی چینلز ان تمام قوانین کی دھجیاں اڑاتے ہوئے فرقہ وارانہ حساسیت والے مواد کو چٹخارے لے لے کر نشر کرتے رہتے ہیں اور ملکی سالمیت اور اتحاد کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے۔ ادھر سوشل میڈیا نے رہی سہی کسر پوری کردی ہے اور ہر طرح کے سود وزیاں کی پرواہ کیے بغیر بے لگام گھوڑے کی طرح ان سائٹوں پر نفرت اور بدامنی پھیلانے والی خبریں سرپٹ دوڑتی رہتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے شہروں اور علاقوں کو فتنہ وفساد میں جھونک دیتی ہیں۔ قرآن کی رہنمائی یہ ہے کہ اس نوعیت کی خبریں ذمہ داروں اور اہل حل وعقد کے مابین محصور رہنی چاہییں۔ وہ اپنی صواب دید کے مطابق ان کے سلسلے میں فیصلہ کریں گے۔

۸- لوگوں کو خوش رکھنے کے لیے اصولوں سے سمجھوتہ نہ کریں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچائی، امانت، دیانت، انصاف، حق گوئی..الغرض جتنی بھی اخلاقی صفات سے ایک صحافی کو متصف ہونا چاہیے ان سے متصف ہوکر اس پر برقرار رہنا اور تمام قسم کے چیلنجوں سے نمٹنا اسی وقت ممکن ہے جب انسان صاحب عزیمت ہو، لالچ اور ترغیب وترہیب کے سامنے سپر نہ ڈالے، اور اصولوں کی قربانی کے لیے کبھی تیار نہ ہو۔ شرعاً وعقلاً اس کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَناً قَلِيلاً إِنَّمَا عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (سورہ نحل:۹۵)

اللہ کے عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے میں نہ بیچ ڈالو۔ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

ایک مسلمان جو لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتا ہے وہ گویا اللہ اور اس کے رسول کے بنائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا رہنے کا عہد کرتا ہے۔ اگر معمولی معمولی دنیاوی فائدوں کی خاطر ان اصولوں کو وہ قربان کرتا پھرے تو وہ اللہ ورسول کے ساتھ بدعہدی کا مرتکب ہوگا اور سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔

آج مادیت کا کچھ ایسا غلبہ ہو چکا ہے کہ ہر کام میں زیادہ سے زیادہ کمائی کا چکر رہتا ہے۔ میڈیا ایک نفع بخش تجارت بن چکا ہے۔ زیادہ سے زیادہ فوائد اور منافع کے حصول کے لیے حق ناحق، جائز ناجائز، اور صحیح اور غلط کی بات یہاں بے معنی ہوکر رہ گئی ہے۔ قارئین، سامعین، اور ناظرین کی پسند اور رضامندی ہی سب کچھ ہے۔ لیکن ایک مومن کے لیے اللہ کی رضا یعنی اس کی مقرر کردہ تعلیمات اور اصولوں پر ثابت قدم رہنا ہر حال میں ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"من التمس رضا اللہ بسخط الناس، کفاہ اللہ مؤنۃ الناس، ومن التمس رضا الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ إلی الناس" (۲۰)

یعنی جو شخص اللہ کی رضا کا طالب ہوتا ہے بھلے اس کی وجہ سے لوگ اس سے ناراض ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے ناراضگی کے معاملے میں اس کی کفایت کرتا ہے۔ (بعض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایتوں میں آتا ہے کہ ایسے شخص سے اللہ خود بھی راضی ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے) اور جو شخص لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگا رہے گا بھلے اللہ کو ناراض کر کے ہی تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے حوالے کر دیتا ہے (اللہ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے، کمافی حدیث آخر۔

حضرت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ویل للذي یحدث بالحدیث لیضحک به القوم فیکذب، ویل له ویل له (۲۱)

بربادی ہے اس شخص کے لیے جو کوئی بات اس لیے بیان کرتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے پس وہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ بربادی ہے اس کے لیے، بربادی ہے اس کے لیے۔

۹- ضروریات خمسہ کی حفاظت:

قرآن وسنت کی نصوص وتعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے علماء وفقہاء نے مقاصد شریعت کی تعیین فرمائی ہے۔ ان ہی مقاصد میں سے ایک ضروریات خمسہ کا تحفظ بھی ہے۔ ضروریات خمسہ سے مراد: دین، عزت وآبرو، عقل، نفس اور مال ہیں۔

چنانچہ دین کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے ارتداد کو جرم قرار دیا گیا اور اس کی سزا مقرر کی گئی۔ عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے زنا اور تہمت زنا (قذف) کو حرام کیا گیا اور اس کے مرتکبین کے لیے سخت سزائیں تجویز کی گئیں۔ عقل کے تحفظ کے لیے شراب اور عقل کو نقصان پہنچانے والی جملہ اشیاء پر پابندی لگائی گئی اور ان کے استعمال کرنے والے کے لیے سزا متعین کی گئی۔

نفس کے وجود اور بقا کے لیے نکاح کی مشروعیت ہوئی اور اس کی حفاظت کے لیے قصاص کا حکم ہوا، خودکشی کو جرم گردانا گیا اور ہلاکت میں ڈالنے والے تمام کاموں پر روک لگائی گئی۔

مال کے حصول کے لیے تجارت وغیرہ کی رہنمائی کی گئی، اور اس کی حفاظت کے لیے (**اکل اموال الناس بالباطل**) کی تمام شکلوں پر روک لگائی گئی۔ اسی طرح سود،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوری، مال کا بلاوجہ ضیاع اور حجر علی السفیہ وغیرہ کے قوانین پیش کیے گئے۔

تو جب انبیاء کی بعثت اور آسمانی کتابوں اور شریعتوں کے نزول کے مقاصد میں ان پانچوں امور کا تحفظ شامل ہے تو ایک مسلمان جو ان کتابوں، نبیوں اور شریعتوں پر ایمان رکھتا ہے تو اس کی ذمہ داریوں میں بھی ان امور کی حفاظت شامل ہے۔ ان پانچوں امور کو ذرائع ابلاغ کے تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ روزمرہ کے واقعات اور ان کی اخبار واطلاعات میں سے اچھے خاصے حصے کا تعلق ان امور خمسہ میں سے کسی نہ کسی سے ضرور ہوتا ہے۔ بالخصوص عرض وشرف اور عزت وآبرو سے تعرض کا عنصر اکثر خبروں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا اخبار واطلاعات کے حصول اور ترسیل پر مامور صحافی اپنی دینی وشرعی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھے اور امور خمسہ مذکورہ کے تعلق سے اسلامی موقف کو کبھی نظر انداز نہ کرے۔

۱۰- غیر مستحق افراد و جماعات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت نہ دیں:

پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا دونوں میں یہ بات ملحوظ کی جاتی ہے کہ لہو ولعب، فسق وفجور اور متعدد دینی وسماجی خرابیوں میں ملوث اشخاص اور گروپوں کو بڑے اہتمام واحترام کے ساتھ کوریج دی جاتی ہے اور ان کی تمام چھوٹی بڑی حرکات وسکنات اور تصرفات کو میڈیا میں بہ تفصیل شائع کیا جاتا ہے۔ اخبارات میں دیکھیے، کھیل اور پیشہ ور کھلاڑیوں کی خبروں کے لیے پورا صفحہ یا متعدد صفحات مختص ہوتے ہیں۔ سینما، تھیٹر اور دیگر حیا سوز مشغلوں سے وابستہ افراد کے لیے الگ اور مستقل صفحات متعین ہوتے ہیں۔ مخنثوں، ہم جنس پرستوں، دین کا مذاق اڑانے والوں اور مختلف سماجی ومذہبی برائیوں میں لت پت لوگوں کی خبروں کو نمایاں کر کے شائع کیا جاتا ہے۔ ملکی اور عالمی پیمانوں پر بھی ان تمام قسم کے لوگوں کی خوب آؤ بھگت ہوتی رہتی ہے اور وقتاً فوقتاً انھیں انعامات واعزازات سے نوازا جاتا ہے۔ ان میں سے بیشتر فسق وفجور کے عادی، شراب وشباب کے رسیا، اور مختلف گھناؤنی حرکات وتصرفات کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔ مگر ان کو اس قدر عزت دی جاتی ہے اور اس طرح تکریم کی جاتی ہے کہ نئی نسل ان کی دیوانی بن چکی ہے۔ ان کو ایک جھلک دیکھنے، ان سے ہاتھ ملانے اور ان کا آٹو گراف حاصل کر لینے کو باعث صد افتخار سرمایہ تصور کرتی ہے۔ ان کو اپنے لیے نمونہ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئیڈیل مانتی ہے۔ان کی وضع قطع،لباس و پوشاک، رہن سہن اور چال چلن ہر ایک میں ان کی تقلید کرتی ہے۔بہر حال یہ میڈیا ہی کا کمال ہے کہ اس نے زیرو کو ہیرو بنا رکھا ہے اور فساق وفجار کو وہ عزت وتکریم دی ہے جو شرفاء وفضلاء کے حصے میں نہیں آئی۔

شرعی تعلیمات تو یہ ہیں کہ اگر آپ کسی کو مدح وتوصیف کا صحیح معنوں میں مستحق سمجھتے بھی ہیں تو اولاً تو منھ پر اس کی تعریف نہ کریں۔ثانیاً محتاط انداز میں تعریف کریں۔اس سلسلے کی دو روایتیں ملاحظہ ہوں:

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إذا رأيتم المداحين فاحثوا في وجوههم التراب" (۲۲)

جب تم (روبرو) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالو۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کا تذکرہ ہوا تو ایک دوسرے آدمی نے اس کی تعریف کی۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ويحك، قطعت عنق صاحبك" افسوس ہے تجھ پر،تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔کئی مرتبہ آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔(پھر فرمایا)

"إن كان أحدكم مادحا لامحالة فليقل: احسب كذا وكذا، إن كان يرى أنه كذلك، وحسيبه على الله، ولا يزكي على الله أحد" (۲۳)

اگر تم میں سے کسی کو (کسی کی) تعریف ہی کرنی ہو تو اسے چاہیے کہ اس طرح کہے کہ میں فلاں کو ایسا اور ایسا سمجھتا ہوں۔اگر وہ خیال کرتا ہے کہ ایسا ہی ہے۔اور اس کا حساب لینے والا اللہ ہی ہے۔اور کوئی اللہ کے سامنے پاک صاف ہونے کا دعوی نہ کرے۔

۱۱- اطلاعات میں تحریف اور قطع وبرید کی ممانعت

ایمان داری اور امانت ودیانت صرف روپے پیسے اور لین دین ہی میں نہیں ہوتی، بلکہ پورا دین اور پوری شریعت ہی "امانت" سے عبارت ہے۔

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً﴾ (سورہ احزاب:۷۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے (اپنی) امانت کو آسمانوں پر، زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھا لیا، وہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

''احکام شرعیہ کو امانت سے تعبیر کر کے اشارہ فرما دیا کہ ان کی ادائیگی انسانوں پر اس طرح واجب ہے جس طرح امانت کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔'' (۲۴)

میڈیا کارکن خبریں حاصل کر کے جب انھیں آگے بھیجتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس عمل میں بھی وہ امانت و دیانت کو ملحوظ رکھے۔ فنی اعتبار سے بھی یہ ضروری ہے اور شرعی اعتبار سے بھی۔ پس وہ نہ تو خبر میں اپنی ذاتی رائے کو شامل کرے، نہ اس میں کسی ذاتی مقصد کے تحت حذف اضافہ کرے۔ نہ ایسی خبر دے جس کا سرے سے وجود نہیں، نہ کسی قابل ذکر خبر کو مکمل طور سے غائب یا نظر انداز کر دے۔ کسی بھی خبر یا کلام میں ''تحریف'' اور ردوبدل حد درجہ قبیح عمل اور بہت بڑی خیانت ہے اور قرآنی بیان کے مطابق یہ یہود کا محبوب مشغلہ تھا اور یہ ان کے خاص اوصاف میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کو اس سے پرہیز لازمی ہے۔

قرآن کریم میں جگہ جگہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس طرح کے اعمال یہودیوں سے سرزد ہوا کرتے تھے۔ وہ بڑی ڈھٹائی سے یہ سب کرتے اور اسے اپنی چالاکی اور ہوشیاری شمار کرتے تھے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَـٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ﴾ (سورہ بقرہ:۷۹)

پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ لیتے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے بدلے کچھ مال حاصل کریں۔ پس ان کے لیے خرابی ہے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی (کتاب) کے سبب، اور ان کے لیے خرابی ہے ان کی اپنی کمائی کے سبب۔

﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ (سورہ بقرہ:۵۹)

پھر ظالموں (یہود) نے اس قول کی جگہ جو ان سے کہا گیا تھا ایک دوسرا قول بدل دیا۔

﴿مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ﴾ (سورہ نساء:۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض یہود کلمات کو ان کی جگہوں سے ہٹا کر ان میں تحریف پیدا کرتے ہیں۔

آج کا میڈیا جن معاملوں میں بدنام ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً زعما و قائدین کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے۔ حتی کہ بعض لوگوں کی طرف ایسی باتیں بھی منسوب کر دیتا ہے جو انھوں نے سرے سے کہی نہیں۔ یہ بھی ہوتا رہتا ہے کہ بیان کسی اور کا اور منسوب کر دیا کسی دوسرے کی طرف۔ دینی جلسوں کی رپورٹنگ کے تعلق سے ادھر کچھ دنوں سے یہ صورت حال دیکھنے میں آتی ہے کہ بعض نامہ نگار جلسہ کے اشتہار سے مقررین اور صدر و ناظم وغیرہ کا نام لے کر گھر بیٹھے جلسے کی خبر بنا دیتے ہیں، بسا اوقات منتظمین جلسہ سے مقررین کے عناوین معلوم کر کے اسی مناسبت سے کچھ باتیں ان کی طرف منسوب کر کے چھاپ دیتے ہیں۔ جلسے چونکہ دیر رات تک چلتے رہتے ہیں اور نامہ نگار شام سے قبل ہی رپورٹ تیار کر کے اخبار کو بھیج دیتے ہیں تاکہ کل صبح لوگ اسے پڑھ لیں۔ ادھر عملاً یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات جلسہ کے نامزد صدر یا بعض مقررین جلسہ میں حاضر ہی نہ ہو سکے مگر خبر میں نہ صرف حاضر ہیں بلکہ ان کی تقریر کے اقتباسات بھی موجود ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون. جب دینی و مذہبی خبروں کے تعلق سے خیانت اور بددیانتی کا یہ عالم ہے تو بقیہ میدانوں کے بارے میں کیا پوچھنا۔

ڈاکٹر مسکین علی حجازی نے پریس اور صحافی سے متعلق جو ضابطہ اخلاق بیان کیا ہے اس میں درج ذیل نقاط بھی شامل ہیں:

☆ اپنا کام مشنری جذبے کے ساتھ کرے۔

☆ دیانت داری کے ساتھ سچی اور صحیح معلومات دے۔

☆ خبروں اور دوسرے مواد میں اپنی پسند اور ناپسند کے مطابق رنگ آمیزی نہ کرے۔

☆ سنسنی خیزی کے لیے واقعات کی صحت کو مجروح نہ کرے۔

☆ قارئین کو گمراہ نہ کرے۔ الخ (۲۵)

خاتمہ کلام:

سطور بالا میں کتاب وسنت کے حوالے سے ترسیل اطلاعات کے جن آداب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوابط کا تذکرہ ہوا ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہ چند نمونے ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) میں اس تعلق سے مکمل رہنما خطوط موجود ہیں۔ جن چند آداب کا بالا اختصار ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک اس لائق ہیں کہ ان پر مستقل اور مفصل مقالہ ترتیب دیا جائے تا کہ آیات واحادیث کا استیعاب اور احاطہ کیا جائے اور شریعت کے موقف کی مکمل ترجمانی ہو۔

آج صحافت یا میڈیا کا جو کورس پڑھایا جاتا ہے اور اس کے جو قواعد وقوانین مرتب کیے گئے ہیں اسے ایک عصری مضمون اور عہد جدید کی بازیافت تصور کیا جاتا ہے لیکن اسلام میں اس کی بنیادیں چودہ سو سال پہلے سے موجود ہیں، یہ اوامر کی شکل میں بھی ہیں، نواہی کی شکل میں بھی۔ سابقہ قوموں اور امتوں کے حوالے سے بھی تفہیم کی کوشش کی گئی ہے اور امت محمدیہ کی دوسری قوموں کے تعلق سے ذمہ داریوں کا احساس دلا کر بھی۔ شریعت مطہرہ نے تعلیمات اور ہدایات پیش کرنے کے ساتھ ان پر عمل درآمد کو بھی یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ انسان کے دل میں اللہ کا خوف اور آخرت کے دن کی باز پرس کا عقیدہ راسخ کر کے اسلام اسے ایسا ''بندہ صالح'' بناتا ہے کہ دنیاوی قوانین اور ان کی گرفت سے اپنے آپ کو مامون محسوس کرتے ہوئے بھی وہ اصولوں کی پاس داری اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بناتا ہے۔

لیکن اس وقت قابل غور امر یہ ہے کہ آج کا مسلمان صحافی کیا اپنے مذہبی اصول وضوابط سے واقف ہے بھی یا نہیں؟ اور اگر ہے تو ان پر کاربند ہے یا نہیں؟ کیا دیگر صحافیوں اور میڈیا کارکنوں کی بھیڑ میں وہ اپنے اسلامی تشخص اور مومنانہ امتیاز کے ساتھ نمایاں ہے یا محض اسی بھیڑ کا حصہ بنا ہوا ہے؟ وہ اخبارات ورسائل جن پر افراد امت کا کنٹرول یا جن میں ان کا عمل دخل ہے کیا مذکورہ بالا صحافتی آداب وضوابط کی ان میں کارفرمائی نظر آرہی ہے؟ یا دیگر رسائل وجرائد کی طرح وہ بھی بے سمتی، ضوابط شکنی اور ضمیر فروشی ہی کے لیے معروف ومشہور ہیں؟

اگر ان سوالوں کے جوابات اثبات میں نہ ملیں تو ہمیں اپنے ان اصول وضوابط پر فخر کرنے کا کیا حق حاصل ہے جو کتابوں اور فائلوں کی زینت بن کر رہ جائیں اور جن کی افادیت وحقانیت کے عملی نمونوں کو دیکھنے کے لیے دنیا ترس کر رہ جائے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ ان اسلامی اصولوں کو ہمیں سمجھنے، سمجھانے اور ان پر عمل کرنے اور کرانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی نے دو مقام پر روایت کیا ہے۔ ایک کتاب القدر (۳۰) باب (۱۷) حدیث نمبر (۲۱۵۵)۔ دوسرے کتاب ثواب القرآن (۴۲) باب: ومن سورۃ ن (۶۷) حدیث نمبر (۳۳۱۹)۔
دونوں روایتوں پر علامہ البانی نے ''صحیح'' کا حکم لگایا ہے۔
امام ابوداود نے بھی اپنی سنن میں کتاب السنۃ (۳۴) باب القدر (۱۷) حدیث نمبر (۴۷۰۰) کے تحت اسے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' بتلایا ہے۔

(۲) صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر (۲۰۱۶) بحوالہ: الحلیہ لابی نعیم، وسنن البیھقي۔ علامہ البانی نے اسے بھی ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(۳) صحافت اور اس کی شرعی حدود، ص: ۳۵۔

(۴) صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان۔ صحیح مسلم: کتاب الزھد، باب حفظ اللسان۔

(۵) سنن ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ۔

(۶) صحیح بخاری: کتاب الادب، وکتاب الرقاق۔ صحیح مسلم کتاب اللقطۃ، باب الضیافۃ۔

(۷) صحیح مسلم: المقدمۃ، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع۔

(۸) صحیح بخاری: کتاب النکاح، کتاب الوصایا، کتاب الاکراہ، کتاب المظالم۔ صحیح مسلم: کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ۔

(۹) رہبر اخبار نویسی، از سید اقبال قادری، ص: ۱۵۵۔

(۱۰) ایضاً، ص: ۵۰۹۔

(۱۱) من شاہ جہانم، از مفتی اعجاز ارشد قاسمی، ص: ۱۵۴۔ بحوالہ فن ادارت از ڈاکٹر مسکین علی حجازی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) اسلامی صحافت، از سید عبدالسلام زینی، ص:۱۱۲-۱۱۳۔

(۱۳) رہبر اخبار نویسی، ص:۵۱۹-۵۲۰۔

(۱۴) تفسیر احسن البیان، از حافظ صلاح الدین یوسف، سورہ نور، آیت نمبر:۱۹۔

(۱۵) مندرجہ بالا معلومات کے لیے دیکھیے: رہبر اخبار نویسی، از سید اقبال قادری، ص:۴۹۳-۵۱۱۔

(۱۶) مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو: اسلامی صحافت از سید عبد السلام زینی، :ص ۱۱۵-۱۱۹۔ **نحو إعلام إسلامي**، از ڈاکٹر علی جریشہ، ص:۸۴-۸۵۔

(۱۷) تفسیر احسن البیان: سورہ نساء، آیت نمبر:۸۳۔

(۱۸) من شاہ جہانم، از مفتی اعجاز ارشد قاسمی، ص:۲۶۵۔

(۱۹) رہبر اخبار نویسی، ص:۵۰۵۔

(۲۰) سنن ترمذی: کتاب الشہادات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب (۶۴) علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(۲۱) سنن ترمذی: کتاب الزھد، باب فیمن تکلم بکلمۃ یضحک بہا الناس، علامہ البانی نے اس پر ''حسن'' کا حکم لگایا ہے۔

(۲۲) صحیح مسلم: کتاب الزھد، باب النہی عن المدح۔

(۲۳) صحیح بخاری: کتاب الشہادات، باب إذا زکی رجل رجلا کفاہ، وکتاب الادب؛ باب ما یکرہ من التمارح، وصحیح مسلم: کتاب الزھد، باب النہی عن المدح۔

(۲۴) تفسیر احسن البیان: سورہ احزاب، آیت نمبر:۷۰۔

(۲۵) من شاہ جہانم، ص:۵۶، بحوالہ ''فن ادارت'' از ڈاکٹر مسکین علی حجازی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب اور نشہ کی ممانعت قرآن وحدیث کی روشنی میں

جمشید احمد ندوی

یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ ام الخبائث کی ایجاد نا مسعود کا سہرا کس کے سر جاتا ہے اور شراب نوشی کی ابتداء کب اور کہاں سے ہوئی اور وہ کہاں کہاں کا سفر طے کرتے ہوئے کس طرح سرزمین عرب تک پہنچی۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا چلن عرب معاشرہ میں عام تھا اور شراب ان کی گھٹیوں میں پڑی ہوئی تھی۔ میلوں ٹھیلوں اور ذاتی محفلوں اور مجلسوں میں اس کا استعمال تھا اور جشن وخوشیوں کے موقعہ پر پانی کی طرح پی جاتی تھی۔ جاہلی عرب شاعری میں اس کا ذکر مختلف پیرائے اور انداز واسلوب میں ملتا ہے۔ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی اس کا استعمال عام تھا تاہم اس کی برائیوں اور خباثتوں سے کسی کو بھی انکار نہیں تھا۔ اس کی برائیوں اور خباثتوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تمام صحف سماوی میں اس کی مذمت بیان کی گئی ہے اور اس کی ممانعت کا ذکر ملتا ہے۔ آسمانی مذاہب کے علاوہ دیگر تمام عالمی مذاہب نے بھی اس کی خرابیوں کا ادراک کرتے ہوئے اس کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے۔

بظاہر شراب بہت سرور انگیز، مسرت بخش اور ترنگ پیدا کرنے والی چیز نظر آتی ہے اور اس کا استعمال کرنے والے مذکورہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہی اس کا استعمال بھی کرتے ہیں لیکن اسلام اور اس کے لانے والے پیغمبر ﷺ کو اس کی برائیوں اور نقصانات کا اندازہ روز اول ہی سے تھا لہذا جوامع الکلم ﷺ نے اسے کہیں ''ام الخبائث'' قرار دیا ہے تو کہیں'' أم الفواحش وأكبر الكبائر '' قرار دیا کہ وہ متعدد برائیوں اور مشکلوں کی جڑ ہے اور اس کا استعمال کسی بھی معاشرہ کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی موجودگی میں کسی بھی قسم کا صالح معاشرہ پروان نہیں چڑھ سکتا ہے۔ غالبا شراب نوشی واحد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی برائی ہے جس کی اسلام نے شدید مذمت کرتے ہوئے اسے مختلف برائیوں کی جڑ اور سبب گردانا ہے کہ اس کا استعمال کرنے والا صرف اپنا ہی نقصان نہیں کرتا بلکہ سماج کے دیگر افراد کو بھی نقصان پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔

شراب کے علاوہ دیگر تمام سماجی اور اخلاقی برائیوں کی بھی اسلام شدید مذمت کرتا ہے اور ان سے بچنے اور دور رہنے پر ابھارتا ہے۔ ان میں سے بعض کو بہت ہی گھناؤنا اور ناپسندیدہ عمل نیز لعنت وملامت کا ذریعہ قرار دیتا ہے لیکن ان میں سے کسی کو بھی ''ام الخبائث'' نہیں قرار دیتا کہ ان تمام برائیوں کے اثرات عام طور سے انفرادی ہوتے ہیں اور ان کے بہت زیادہ اور عمومی اثرات کسی بھی سماج پر مرتب نہیں ہوتے ہیں جب کہ ان کے مقابلہ میں شراب کی وجہ سے متعدد دینی، دنیوی، مالی، معاشرتی اور جسمانی اثرات ونقصانات مرتب ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ جس طرح عقل، مال وصحت پر اور اپنے ضرر ونقصانات کے اعتبار سے افراد پر اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح امم واقوام کی زندگی میں بھی اثر انداز ہوتی ہے کہ امتوں کو افراد کے اخلاق سے حیات اور طاقت ملتی ہے اور ان کی اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے ہی حکومتیں بھی مضمحل اور کمزور ہوتی ہیں۔ امم واقوام کے زوال کے اسباب کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ شراب نے ماضی وحال کی طاقت ور اقوام وامم کے زوال میں اہم کردار ادا کیا ہے اور ان کے زوال کے اسباب میں سے ایک اہم سبب رہی ہے(۱)۔

اسلام کی آمد کے بعد بھی عرب معاشرہ میں شراب نوشی کا عمل جاری رہا لیکن اس کی خباثتوں اور برائیوں کی بتدریج وضاحت بھی کی جاتی رہی جس کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں نے اسلام لانے کے بعد اس سے توبہ کر لی، بعض لوگوں نے اس کا استعمال کم کر دیا تو بعض لوگ اپنے سابقہ رویہ پر عمل کرتے۔ آپ ﷺ کو عربوں کی عادتوں کا مکمل طور پر ادراک حاصل تھا لہٰذا آپ ﷺ نے ایک ماہر ترین نفسیات کی طرح ان کی گھٹیوں میں پڑی ہوئی خراب عادتوں کو دور کرنے اور انھیں ختم کرنے کے لیے مرحلہ وار علاج تجویز فرمایا اور اپنی کوششوں میں مکمل طور پر کامیاب بھی ہوئے جس کی شہادت تاریخ کے صفحات دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے نتیجہ میں پروان چڑھنے والا معاشرہ تمام تر سماجی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اخلاقی برائیوں سے پاک تھا۔ یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ اسلامی تعلیمات کے اتنے زیادہ گہرے اثرات انسانی سماج پر مرتب ہوئے ہیں کہ آج بھی دنیا کے کسی حصہ میں موجود اسلامی معاشرہ یا دوسرے الفاظ میں اس کائنات ارضی پر رہنے والے نام کے مسلمانوں میں بھی سماجی اور اخلاقی برائیوں کا تناسب دیگر اقوام وملل کے مقابلہ میں بہر حال بہت کم پایا جاتا ہے خاص طور سے شراب ان کے لیے صرف ایک نام ہو کر رہ گئی ہے اور بازار میں دستیاب ایک ایسی چیز بن کر رہ گئی ہے جسے خریدنے کا خیال بھی انھیں نہیں آتا ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ان اخلاقی وسماجی برائیوں کا شکار ہونے والے مسلمانوں کی تعداد بہت ہی زیادہ سست رفتار سے بڑھ رہی ہے جس کا اگر مداوا نہیں کیا گیا تو مستقبل میں صورت حال خاصی تشویشناک ہو جائے گی۔

اسلام کے احکامات میں وسعت وہمہ گیری کا پہلو بہت زیادہ نمایاں ہے۔ اسلامی احکامات میں رہتی دنیا تک کے مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ ان میں شراب نوشی اور کسی بھی قسم کا نشہ کرنا شامل ہے۔ اسلام وہ اولیں مذہب ہے جس نے اس ضمن میں تمام شکوک وشبہات اور تذبذب کو دور کر کے بالکل واضح اور صاف صاف انداز میں اسے حرام قرار دیا ہے۔ دیگر مذاہب میں بھی اسے اچھا نہیں سمجھا جاتا رہا ہے لیکن اس کے متعلق ان مذاہب میں کوئی واضح احکامات نہیں ملتے ہیں۔ اسلام سے پہلے متعدد صالح اور نیک لوگ شراب نہیں پیتے تھے لیکن وہ ان کا ذاتی فعل تھا جس سے دنیا کے دیگر حضرات کو نشہ کی لعنت سے نہیں بچایا جاسکتا تھا اور نہ ہی پوری دنیا کو نشہ کی لعنت سے پاک کیا جاسکتا تھا۔ دیگر سماجی واخلاقی برائیوں کی طرح نشہ کے ضمن میں بھی اگر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے تو یہ زمین آج بھی خوبصورت اور حسین بن سکتی ہے۔

قرآن شریف میں شراب (خمر) کے متعلق چار آیتیں نازل ہوئیں ہیں۔ ان میں عرب معاشرہ کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تدریجی طور پر شراب کو حرام اور ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اولین آیت مکی سورت النحل کی آیت نمبر ۶۷ ﴿ومن ثمرات النخيل والأعناب تتخذون منه سكرا وَّ رِزْقا حسنا﴾ ہے۔ اس آیت میں شراب کے اہم جزء کی نشاندہی کی ہے کہ کھجور وانگور ایسے پھل ہیں جن سے تم نشہ اور اچھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصاف ستھرا رزق حاصل کرتے ہو۔اس میں لفظ ''سکر'' کی کوئی اضافی صفت نہیں بیان کی گئی ہے جب کہ اس کے مقابلہ میں لفظ ''رزق'' کو ''حسن'' کے ساتھ متصف کیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ پھلوں سے ''نشہ'' حاصل کرنے کے مقابلہ میں ''رزق'' حاصل کرنا زیادہ اچھا اور قابل تحسین عمل ہے اور وہی رزق فراہم کرنے والی ذات کے نزدیک زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

اس آیت میں عرب معاشرہ کی اس وقت کی تصویر پیش کی گئی ہے جب کہ شراب ممنوع و حرام نہیں قرار دی گئی تھی اور اس کا چلن مسلم و غیر مسلم معاشرہ میں عام تھا۔اس آیت کو نازل کر کے اللہ تعالی نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مشرکوں کو بھی یہ پیغام پہنچایا تھا کہ انگور و کھجور جیسے عمدہ اور اچھے پھلوں کا استعمال اچھے کام یعنی کھانے پینے اور بھوک و پیاس مٹانے کے لیے استعمال کرنا زیادہ مناسب و بہتر ہے۔اس کے مقابلہ میں ''نشہ'' کا حصول غیر مناسب اور اچھی بات نہیں ہے۔بقول سید سلیمان ندویؒ ''اس آیت میں نشہ کو ''رزق حسن'' کے مقابلہ میں رکھا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ نشہ رزق حسن نہیں ہے۔آیتوں میں میرے نزدیک درحقیقت خیر و باطل کے التباس کی تشبیہیں ہیں،اوپر دودھ اور گوبر اور خون اور نیچے شہد کا ذکر ہے کہ یہ بھی دودھ کی طرح آلائشوں کے اندر سے کیسا پاک وصاف نکلتا ہے۔یہی حال کھجور اور انگور کا ہے کہ ان سے نشہ جیسی ناپاک اور غذا جیسی پاک چیز دونوں پیدا ہوتی ہیں (۲)''۔

اس آیت میں پہلے لفظ ''سکر'' کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس زمانہ میں ان پھلوں کا استعمال شراب بنانے کے لیے عام طور سے کیا جاتا تھا اور اس کا پینا پلانا بھی بہت زیادہ معیوب نہیں مانا جاتا تھا لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اس وقت کے عرب معاشرہ کا ہر فرد شراب نوشی میں مبتلا تھا کیونکہ اس وقت بھی کئی صالح نفوس ایسے تھے جو شراب نوشی کو غیر مستحسن عمل سمجھتے تھے اور اس کے استعمال سے اپنے آپ کو کبھی بھی آلودہ نہیں کیا تھا۔

مذکورہ آیت نے بہت سے مسلمانوں کی ذہنی اور قلبی ماہیت کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا کہ بہت سے صحابہ کرام نے شراب سے احتراز کرنا شروع کر دیا۔اس حوالہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے مزاج میں اس حد تک تبدیلی آ گئی تھی کہ انھوں نے معلم اخلاق ﷺ سے اس کے متعلق استفسار کرنا شروع کر دیا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ و معاذؓ اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مجلس میں آپ ﷺ سے پوچھا کہ شراب کی بابت ہمیں کوئی واضح ہدایات دیجیے کہ وہ عقل کو زائل اور مال کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ اس موقعہ پر سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۹ ﴿ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ﴾ نازل ہوئی۔ اس آیت نے مزید ذہن سازی کا کام کیا اور شراب سے پرہیز کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

مولانا امین احسن اصلاحی علیہ الرحمہ نے ان کی تفسیر میں چند اہم نکات بیان کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ کہ شراب اور جوئے کے متعلق بھی سوال اس وقت کی عرب سوسائٹی کو سامنے رکھ کر کیا گیا تھا کہ عرب جاہلیت کی سوسائٹی میں جوئے اور شراب کی نوعیت موجودہ قمار بازی اور موجودہ بادہ خواری سے بالکل مختلف تھی۔ ہمارے ہاں جوا نری قسمت آزمائی اور بربادی اور شراب نوشی نری عیاشی ہے لیکن عرب جاہلیت میں ان دونوں کاموں کے اندر ہمدردیٔ خلق کے بعض پہلو ایسے بھی تھے جن کی بناء پر اہل عرب ان کو رذائل میں نہیں بلکہ فضائل میں گنتے تھے۔ اسی پہلو کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا کہ قحط کے زمانہ میں مال دار لوگ شراب پیتے اور جوا کھیلتے تھے اور جیتی جانے والی رقم یا اشیاء کو غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے لہٰذا اس قسم کے انفاق کے بارے میں اسلام کا کیا نقطۂ نظر ہے؟ قرآن نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان میں بعض پہلو فائدے کے بھی ہیں لیکن سوسائٹی کو پہنچنے والے نقصانات کے مقابلہ میں ان فوائد کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی لہٰذا اخلاقی بہبود کے پیش نظر مذکورہ اعمال ناجائز ہیں۔

مولانا مرحوم نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اسلامی شریعت و مزاج کی طرف اشارہ کیا ہے جو چیز اخلاقی اعتبار سے نقصان دہ ہوگی ان سے احتراز واجب ہے چاہے اس سے ظاہری طور پر بنی نوع انسان کو کچھ فوائد حاصل ہوتے ہوں۔ گویا جن چیزوں کا نقصان ان کے نفع سے زیادہ ہوگا وہ اسلامی شریعت میں ممنوع قرار پائے گا (۳)۔

مذکورہ بالا آیت کی وضاحت کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں ''فائدہ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کچھ لوگوں کا غم غلط ہوتا ہے، صحبت اور تفریح طبع کا لطف آتا ہے، لوگ کھاتے پیتے ہیں، دوسروں کو بھی ان کے بدولت کچھ کھانے پینے کو مل جاتا ہے لیکن اس کی خرابیاں اس تھوڑے سے فائدہ سے بہت زیادہ ہیں۔ اس آیت نے بہت سے لوگوں کو ہوشیار کر دیا اور وہ شراب سے تائب ہو گئے لیکن چونکہ ابھی قطعی فیصلہ کا وقت نہ آیا تھا اس لیے اس کے فائدہ کے پہلو کو رخصت سمجھ کر کچھ لوگ پیتے بھی تھے" (سیرۃ النبی، ۶/۴۵۲)۔

اسلامی تعلیمات نے لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا شروع کر دیا تھا اور وہ جاہلی رسوم ورواج کی بیڑیوں سے اپنے آپ کو آزاد کرنے لگے تھے۔ اسی طرح ان کی اخلاقی حالت بھی بتدریج درست ہوتی جارہی تھی۔ مدینہ میں حرمت شراب کے ضمن میں ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا اور سورہ نساء کی آیت نمبر ۴۳ ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى ﴾ کا نزول ہوا۔

شراب کے ضمن میں تیسری آیت کے نزول کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی موقعہ پر حضرت عمرو بن عوفؓ نے کچھ لوگوں کو شراب پینے کی دعوت دی۔ شراب پی کر مدہوشی کی حالت میں ان میں سے بعض حضرات نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور سورہ کافرون کی تلاوت اس طرح کی کہ پورا مفہوم ہی بدل گیا۔ انھوں نے مدہوشی کی حالت میں ﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ○ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴾ کی بجائے ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ○ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴾ پڑھ دیا جس سے آیت کا معنی ومفہوم بالکل ہی بدل گئے۔ آئندہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں اس سے بچنے کے لیے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت کے نزول کے بعد شراب پینے والوں کی تعداد میں مزید کمی آ گئی اور اس نے ہوشیار لوگوں کو چونکا دیا۔ کچھ لوگوں نے بالکل ہی چھوڑ دی اور جب کہ کچھ لوگوں نے پینے پلانے کا وقت متعین کر لیا کہ نماز کے اوقات میں شراب نہیں پی جائے گی (۴)۔

اکثر حضرات کا خیال ہے کہ اس آیت کا نزول سورہ بقرہ کی آیت کے بعد ہوا تھا لیکن سیرۃ النبی کے مذکور آیات خمر کی ترتیب سے یہ گمان ہوتا ہے کہ سید سلیمان ندویؒ سورہ بقرہ کی آیات خمر سے پہلے ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى ﴾ کے نزول کے قائل تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب کے ضمن میں چوتھی اور آخری آیت کے نزول کا پس منظر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ انصار کے کچھ افراد جمع تھے جن میں سعد بن وقاصؓ بھی تھے۔ جام وسبو کے دور چلنے کے بعد جب لوگوں پر نشہ چڑھنا شروع ہوا تو آپس میں فخر ومباہات کرنے اور اشعار پڑھنے لگے۔ سعد بن وقاصؓ نے ایک شعر پڑھا جس میں انصار کی ہجو کی گئی تھی۔ اس سے ناراض ہو کر ایک انصاری نے اونٹ کی ہڈی سے ان کو شدید زخمی کر دیا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے اس کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو اس موقع پر حضرت عمرؓ نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ خمر کے سلسلہ میں ہمارے لیے واضح بیان نازل فرما۔ اس موقعہ پر سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۹۰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ نازل ہوئی۔ اس کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے رب اب ہم اس سے رک گئے اور باز آ گئے (۵)۔

اس دن مدینہ کا یہ حال تھا کہ ہر طرف گلیوں میں خم الٹے جا رہے تھے اور شراب زمین پر بہائی جا رہی تھی (۶)۔

بقول سید سلیمان ندوی ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حرمت کے اسباب بھی بتا دیے ہیں۔ اول یہ کہ یہ شیطان کا کام ہے، دوسرا یہ کہ اس کو پی کر شرابی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور تیسرا یہ کہ یہ انسان کو اس کے بہت سے ضروری کاموں سے غافل کر دیتی ہے۔ ان تینوں اسباب کی سچائی روز روشن کی طرح آج بھی آشکارا ہے'' (۷)۔

مزید لکھتے ہیں ''ان شیطانی کاموں کی دو برائیاں قرآن نے بتائی ہیں۔ ایک معاشرتی اور دوسری مذہبی۔ معاشرتی خرابی یہ کہ شراب سے بدمست ہو کر لوگ آپس میں لڑتے ہیں اور وہ کام کر گذرتے ہیں جن کو وہ ہوش کی حالت میں کبھی نہ کرتے..... مذہبی برائی یہ ہے کہ انسان شراب پینے اور جوا کھیلنے میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ خدا کی یاد اور نماز سے، جو زندگی کا سب سے بڑا فرض ہے، غافل ہو جاتا ہے بلکہ خود اپنے مفید دنیاوی کاموں سے بھی ایسا کھویا جاتا ہے کہ وہ دین کے ساتھ دنیا کے کام کا بھی نہیں رہ جاتا اور اس کی ساری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی ناکام اور نامراد ہو جاتی ہے''(۸)۔

قرآنی آیات کی روشنی میں تحریم خمر کے تین مراحل قرار دیے جاسکتے ہیں: اول آیت بقرہ، دوم آیت نساء، سوم آیت مائدہ۔ پہلے مرحلہ میں شراب کی خامیوں اور برائیوں کو اس کے منافع وفوائد سے کہیں زیادہ بتاتے ہوئے مسلمانوں کی ذہن سازی کی ابتداء کی گئی ہے کہ سماجی ومعاشرتی ضروریات کے پیش نظر شراب پینے کے مقابلہ میں اس کو چھوڑنا زیادہ بہتر ومناسب ہے کہ اس سے ایک صالح معاشرہ کے پروان چڑھنے میں مدد ملے گی۔ دوسری آیت میں مخصوص اوقات میں اس کی ممانعت بیان کی گئی ہے کہ سماجی ومعاشرتی روایات کے حوالہ سے اگر شراب پینی بھی ہے تو اس کا استعمال نماز کے اوقات میں نہ کیا جائے کہ مبادا حالت نشہ میں دوران عبادت کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکل جائے جو اسلام اور اسلامی تعلیمات کے برخلاف اور مشرکانہ عقائد وخیالات کے موافق ہو۔ تیسری آیت میں صراحت کے ساتھ اس کی ممانعت کردی گئی اور اس مناہی کے اسباب وعلل کی بھی نشاندہی کردی گئی ہے۔

شراب کی بتدریج حرمت کا سبب:

بقول امام قفال اس ترتیب سے تحریم خمر کے وقوع میں یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم تھا کہ لوگ شراب کے رسیا ہیں اور بکثرت اس سے انتفاع کرتے ہیں اگر انھیں یکبارگی منع کردیا جائے گا تو یہ چیز ان پر شاق گزرے گی۔ اسی لیے تحریم میں اس تدریج اور نرمی کو اختیار کیا گیا ہے۔ سید قطبؒ نے فی ظلال القرآن میں حرمت شراب کے حوالہ سے ﴿یَسْأَلُونَکَ عَنِ الْخَمْرِ .....﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ کہ اس آیت میں تحریم خمر کے سلسلہ میں پہلے قدم کا ذکر کیا گیا کہ اشیاء بنفس نفیس نہ خیر ہوتی ہیں اور نہ ہی شر بلکہ ان دونوں کا مجموعہ ہوتی ہیں لیکن حکم اغلبیت کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ اس آیت میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ شراب اور جوئے میں نفع کے مقابلہ میں گناہ کا زیادہ ہونا حرام ہونے کی علت وسبب ہے لیکن اس علت وسبب کی یہاں صراحت نہیں کی گئی ہے۔

اس آیت سے ایک نکتہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ امر ونہی کا تعلق اگر کسی اعتقادی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ سے ہوگا تو اس کا قطعی فیصلہ اسی وقت کر دیا جائے گا اور اس میں کسی نرمی اور لوچ کا مظاہرہ نہیں کیا جائے گا مثلاً شرک وتوحید کے ضمن میں کسی قسم کی نرمی ولوچ کا رویہ نہیں اختیار کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ (سورہ مائدہ:۷۲) لیکن جن مسائل کا تعلق رواج وعادت سے ہوگا اس میں شدت سے کسی حکم کو نافذ کرنے کی بجائے ان عادات ورسوم ورواج کے علاج پر زور دیا جائے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ ....﴾ میں یہ بتلا کر کہ شراب وجوا کے اندر نفع سے زائد گناہ ہے، مسلمانوں کے اندر دینی شعور ووجدان کو پہلے بیدار کیا کہ ان میں موجود فوائد سے زیادہ نقصانات کی وجہ سے ان سے دور رہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس ضمن میں دوسرا قدم اٹھاتے ہوئے آیت کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى﴾ نازل کی گئی اور اس کے ذریعہ شراب نوشی کے مواقع کم کر دیے گئے اور جب یہ دونوں اقدامات پورے کر دیے گئے تو آیت کریمہ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ کے نزول کے ساتھ حتمی طور پر شراب وجوا کو حرام قرار دے دیا گیا(۹)۔

تحریم خمر کے ضمن میں علماء کی آراء میں معمولی سا اختلاف پایا جاتا ہے کہ بعض لوگ سورہ بقرہ کی آیت کے نزول کے بعد ہی اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ امام فخر الدین رازی ربیع بن انس کے حوالہ سے اور تفسیر زاد المعاد کے مصنف اس بات کے قائل ہیں کہ سورہ بقرہ کی آیت شراب وجوا کی حرمت کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ اس میں لفظ ''اثم'' استعمال ہوا ہے اور مذکورہ لفظ جہاں کہیں بھی قرآن میں استعمال کیا گیا ہے وہاں اسے حرام ہی قرار دیا گیا ہے لیکن عام طور سے مفسرین اور اکابر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سورہ مائدہ کی آیت ہی تحریم شراب کے ضمن میں نص قطعی کا درجہ رکھتی ہے اور اس کے نزول کے بعد ہی شراب مکمل طور پر حرام ہوگئی تھی کہ اس کے نزول کے بعد صحابہ کرام نے شراب کو مکمل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر چھوڑ دیا تھا۔اسی قول کو راجح قرار دیا جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ'' معقول ومفہوم کے اعتبار سے یہ بات مناسب نہیں کہ آیت بقرہ کا نزول آیت مائدہ کے بعد ہو،اس لیے کہ اس سلسلہ میں کسی کو کلام نہیں کہ آیت مائدہ تحریم خمر کے سلسلہ میں نص قطعی ہے بخلاف آیت بقرہ کے''۔

دوسری دلیل یہ نقل کی جاتی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ پہلے سورہ بقرہ میں عام تحریم کا ذکر کیا جائے اور اس کے بعد سورہ نساء میں صرف نماز کے اوقات میں خاص تحریم نازل ہو۔تیسری دلیل انھوں نے یہ دی ہے کہ صحابہ کرام اہل زبان تھے وہ قرآن کے معانی کو سب سے زیادہ سمجھتے اور جانتے تھے اس کے باوجود صحابہ کی مکمل جماعت نے شراب کو ترک نہیں کیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ جب اس آیت کو حضرت عمرؓ کے سامنے پڑھا گیا تو انھوں نے فرمایا''اللهم بين لنا في الخمر بيانا شافيا(۱۰)''۔

عصر حاضر میں شراب کے دلداہ حضرات اور اس کی خوبیوں کو بیان کرنے والے بعض لوگوں کا یہ کہنا بالکل غلط اور بے معنی ہے کہ قرآن میں کہیں بھی مکمل صراحت کے ساتھ اس کی حرمت نہیں بیان کی گئی ہے بلکہ اسے ایک جگہ''اثم''اور دوسری جگہ''رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ''قرار دیا گیا۔قرآن میں مذکورہ بالا الفاظ سے کہیں سے بھی شراب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ان کی اس لغوبات کا اس کے سوا کوئی جواب نہیں ہے کہ ایسا کہنا اور سمجھنا دونوں ہی صرف ان کی ہٹ دھرمی اور اسلامی تعلیمات کا کھلم کھلا مذاق اڑانا ہے۔

شراب کی حرمت سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۹۰ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ o إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ سے مکمل طور پر ثابت ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے لوگوں اللہ نے شراب کی حرمت کا اشارہ وکنایہ کیا ہے جس کے پاس شراب ہو اسے بیچ ڈالے اور اس سے انتفاع کرے''۔اس خطاب کے کچھ دنوں بعد آپ ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ''بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے۔ جس شخص کو یہ آیت پہنچے اور اس کے پاس کچھ بھی شراب ہو تو وہ نہ پیئے اور نہ بیچے'' لہٰذا مدینہ میں موجود تمام شراب بہا دی گئی تھی۔

ایک دوسری روایت حضرت ربیع سے مروی ہے کہ جب آیت بقرہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ان ربکم یقدم في تحریم الخمر ''(تمہارا رب تحریم خمر کا مقدمہ وتمہید بیان کر رہا ہے۔ پھر جب آیت نساء نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ان ربکم یقرب في تحریم الخمر ''(تمہارا رب عنقریب شراب حرام قرار دے گا) پھر آیت مائدہ نازل ہوئی اور شراب حرام قرار دے دی گئی۔

مذکورہ آیت سے حرمت کے ثبوت میں آپ ﷺ کی واضح ہدایات اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل پیش کیا جا سکتا ہے کہ وہ صاحب زبان تھے لہٰذا اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ اب بات مکمل طور پر واضح ہو گئی ہے اور اس کی حرمت میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا ہے اور ہم اس سے باز آتے ہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی شرابوں کو فوری طور پر ضائع کر دیا تھا اور انھیں ایسا کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہوئی تھی۔ اس آیت کے نزول کے بعد مدینہ کی گلیوں میں ہر طرف شراب ہی بہتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ مدینہ میں موجود تمام تر شراب کو آپ ﷺ نے ضائع کرنے کا حکم دیا تھا چاہے وہ کسی یتیم کی امانت ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنی کفالت میں پروان چڑھنے والے یتیموں کی اس شراب کے بارے میں پوچھا جو انھیں وراثت میں ملی تھی تو آپ ﷺ نے اسے بھی ضائع کرنے کا حکم دیا حتی کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ کی اس درخواست کو بھی مسترد کر دیا کہ یتیمی کا خیال کرتے ہوئے اسے کیوں نہ سرکہ میں تبدیل کر دیا جائے۔

مذکورہ صریح آیات کے علاوہ بعض علماء نے شراب کی حرمت پر سورۂ اعراف کی آیات ﴿یُحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ﴾ اور ﴿قل انما حرّم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغي بغیر الحق ﴾ سے بھی استدلال کیا ہے اور اس کی حرمت ثابت کی ہے۔

اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ مذکورہ آیات یا کسی اور دوسری آیت سے شراب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حرمت ثابت نہیں ہوتی تو اس کی حرمت احادیث نبوی سے یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ وہ شریعت کا دوسرا بنیادی ماخذ ومصدر ہے جس سے مستقل طور پر تشریعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا احادیث سے بھی شراب کی حرمت ثابت ہوتی ہے کہ اگر شراب حرام نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس کے پینے والے پر لعنت نہ بھیجتے اور نہ ہی اس کی سزا میں کوڑے لگانے کا حکم دیتے۔

قرآنی آیات کے علاوہ جن احادیث نبوی میں شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے انھیں دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصہ میں ان احادیث کو رکھا جاسکتا ہے جو شراب کو حرام قرار دینے اور اس کے مسکر ہونے پر دال ہیں۔ ان احادیث میں حسب ذیل احادیث کو بطور نمونہ کے نقل کیا جارہا ہے:

۱- کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ۔اس مفہوم کی متعدد احادیث کتب احادیث میں مذکور ہیں۔

۲- کل شراب أسکر فهو حرام .

۳- ان من العنب خمرا ومن التمر خمرا وان من العسل خمرا وان من الشعير خمرا وأني أنهاكم عن كل مسكر.

۴- نهى رسول الله ﷺ عن كل مسكر ومفتر.

۵- ان الله حرم الخمر وثمنها،حرم الميتة وثمنها،حرم الخنزير وثمنه.

۶- اجتنبوا الخمر فانها مفتاح كل شر.

احادیث کی دوسری قسم وہ ہے جن میں اس کے استعمال کرنے والے کے لیے شدید ترین وعید وترہیب مذکور ہے جیسے شراب پینے والے پر لعنت بھیجی گئی ہے یا اس کے ایمان سے نکل جانے کی خبر دی گئی یا اس کے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔ ان احادیث میں سے چند کو بطور مثال نقل کیا جارہا ہے:

۱- لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن، ولايسرق السارق حين يسرق وهو مؤمن،ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن.

۲- لعن الله الخمر وشاربها وساقيها ومبتاعها وبائعها وعاصرها

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومعتصرها وحاملها وللمحمولة اليه.

۳- من زنى أو شرب الخمر نزع الله منه الايمان كما يخلع الانسان القميص من رأسه.

۴- من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يشرب الخمر ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلايجلس على مائدة يشرب عليها الخمر.

۵- الخمر أم الفواحش وأكبر الكبائر ومن شرب الخمر ترك الصلاة ووقع على أمه وخالته وعمته.

۶- مدمن الخمر ان مات لقى الله كعابد وثن.

۷- ثلاثة لا يدخلون الجنة: مدمن الخمر .....الخ.

۸- ثلاثة حرام الله عليهم الجنة: مدمن الخمر .....الخ.

شراب کے حرام ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اسلام کے مختلف فرقے جو اپنی تعلیمات ونظریات میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں، ان میں سے کسی بھی فرقہ کے قائلین شراب کی حلت کے قائل نہیں ہیں اور زمانہ قریب تک ایسا نہیں ہوا کہ اس کے پینے والے پر حد نہ جاری کی گئی ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام تر عقلی اور نقلی دلائل اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ متعدد برائیوں کی جڑ اور سبب ہے۔

قرآنی آیات اور احادیث نبوی میں مذکور شراب کی حرمت وممانعت سے قطع نظر اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ شراب کی حرمت کی صراحت قرآنی آیات واحادیث سے نہیں ہوتی ہے تو عقلی طور پر اس کے حرام وممنوع ہونے میں کوئی شک نہیں پایا جاتا ہے کہ اس میں موجود نقصانات، برائیاں اور خامیاں ہی اس کے حرام وممنوع ہونے کی سب سے بڑی شہادت پیش کرتے ہیں۔

(شیخ احمد بن حجر آل بوطامیؒ نے قرآن واحادیث وعقل کی روشنی میں شراب کی حرمت پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور جدید ذہن کے اشکالات کا جواب دیتے ہوئے ہر صورت میں حرام قرار دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی حرمت کے تعلق سے پیدا ہونے والے شبہات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو عقلی و نقلی طور پر دور کیا ہے (۱۱)۔

اسلام میں نشہ کی لعنت سے کرہ ارض کو پاک کرنے کے بہت اچھے اور عمدہ احکامات بیان کیے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا آیات قرآنی کے علاوہ احادیث نبوی میں نشہ کے متعلق وضاحتیں کی گئی ہیں اور ان میں مکمل طور سے انسانی نفسیات کا خیال رکھا گیا ہے۔ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''مسکرات کو تمام مذاہب نے صاف صاف حرام نہیں کیا ہے مگر اچھا کسی نے نہیں سمجھا ہے۔ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے تذبذب اور شک اور ہاں اور نہیں کے تمام پہلوؤں کو دور کر کے اس بارہ میں ایک قطعی اور آخری فیصلہ نافذ کر دیا۔ اسلام سے پہلے گو بعض نیک لوگوں نے شراب کا پینا چھوڑ دیا تھا لیکن یہ حرمت صرف اشخاص تک محدود تھی، اس کے ذریعہ سے تمام دنیا کو ان کے نقصانات سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا اور خود اشخاص بھی اس کے اثر سے کلیۃً محفوظ نہیں رہ سکتے۔ مثلاً ایک شخص شراب نہیں پیتا لیکن اس کی تجارت کرتا ہے، ایک شخص ان دونوں سے احتراز کرتا ہے لیکن ان برتنوں کو استعمال میں لاتا ہے جن میں شراب رکھی یا بنائی جاتی ہے لیکن اسلام نے شراب کی حرمت کا اعلان اس جامعیت کے ساتھ کیا ہے کہ ان احکام کی مراعات کے ساتھ کوئی شخص شراب کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعن اللہ الخمر وشاربھا وساقیھا وبائعھا ومبتاعھا وعاصرھا ومعتصرھا وحاملھا والمحمولۃ الیہ** (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے اپنے لیے نچڑوانے والے پر، اس کے لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے پاس وہ لے جائی جائے، لعنت کرتا ہے) (۱۲)۔

سوال یہ اٹھتا ہے کہ شراب سے کیا مراد ہے اور اس کے اجزاء وعناصر کیا کیا ہیں؟ کیا کسی مخصوص قسم کی شراب کو شراب اور دیگر اقسام کو شراب نہیں قرار دیا جائے گا؟ ان سوالوں اور ان جیسے سب سوالوں کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف میں شراب کے لیے ایک جامع لفظ ''خمر'' کا استعمال کیا گیا ہے۔ تمام ائمہ لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر نشہ آور مشروب اور نشیلی چیز کو ''خمر'' کہتے ہیں۔ ''خمر'' کے یہ معنی لغوی اور شرعی دونوں اعتبار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہیں۔ بقول سید سلیمان ندوی ''خمر کہتے ہیں چھا جانے کو، اس لیے ہر وہ شئی جس کا کھانا یا پینا عقل اور ہوش کو چھالے وہ خمر میں داخل ہے (۱۳)''۔

عرب میں شراب مختلف چیزوں سے بنتی تھی جس کی وضاحت بعض احادیث میں کی گئی ہے۔ لہٰذا اس لفظ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ کوئی مخصوص قسم کی شراب ہوگی اور اس کا اطلاق صرف ان شرابوں پر ہوگا جو عہد نبوی میں پائی جاتی تھی بلکہ ''خمر'' کے مفہوم میں ہر قسم کی نشہ آور اشیاء اور مشروبات شامل ہوں گے خواہ اس کا وجود عہد نبوی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں رہا ہو یا بعد میں اس کا وجود ہوا ہو یا آئندہ ادوار میں اس کا وجود ہونے والا ہو اور وہ دنیا کے کسی بھی گوشہ وحصہ میں بنائی جاتی ہوں (۱۴)۔

آپ ﷺ نے مختلف احادیث میں لفظ ''خمر'' کی وضاحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ انگور، منقی، کھجور، شہد، گیہوں، جو اور جوار سے کشید کی جاتی ہے اور وہ حرام ہے چاہے وہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو۔ یہاں اس بات کی وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اسلام نے شراب کو حرام کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ فلاں فلاں شراب حرام ہے بلکہ اس نے اس کا کلیہ اور قاعدہ بنایا کہ ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے چاہے اس کی تعداد تھوڑی ہو یا زیادہ اور چاہے وہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو۔ اسلام کے اس آفاقی قانون میں انسانی نفسیات کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔ انسان ہمیشہ کا بہانہ ساز ہے لہٰذا اس کی بہانہ ساز وحیلہ ساز طبیعت وفطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر ہر طرف سے قدغن لگا دی گئی ہے کہ وہ اس کے استعمال کا کوئی دور از کار بہانہ بھی نہ تلاش کر سکے۔

اس کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے لہٰذا اس نے اس بات پر زور دیا کہ ہر مسکر چیز حرام ہے چاہے اس کا مادہ کچھ بھی ہو اور وہ دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بنائی جاتی ہو۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اس زمانہ میں جن چیزوں سے شراب بنتی تھی اس کی وضاحت کر دی اور ساتھ ہی ساتھ دوسری چیزوں سے بننے والی شراب کا سد باب کرنے کے لیے ایک کلیہ بنا دیا کہ کل مسکر خمر و کل مسکر حرام، (ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے)۔ ایک دوسری روایت یوں ہے کل شراب اسکر فھو حرام، (ہر پینے کی چیز جو نشہ لائے حرام ہے)۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کل ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ان روایات کی روشنی میں شراب کی ہر قسم حرام قرار پاتی ہے چاہے وہ کسی بھی چیز سے بنی ہوئی ہو اور دنیا کے کسی بھی کونے میں پائی جاتی ہو اور اس کی مقدار کتنی ہی کم کیوں نہ ہو(۱۵)۔

اسلام صرف شراب نوشی کو ممنوع نہیں قرار دیتا ہے بلکہ وہ ہر قسم کے نشہ کی حرمت کا قائل ہے۔لہذا فرمان نبوی میں ایسی چیزوں کا بھی ذکر ملتا ہے جن کا استعمال عہد نبوی میں یہ تو تھا نہیں یا نہ کے برابر استعمال تھا۔آپ ﷺ نے نشہ سے پاک صالح معاشرہ کو پروان چڑھانے کے لیے نمائندہ قوانین وضع کیے تھے۔آپ ﷺ کا فرمان بیان کیا جاتا ہے کہ نھی رسول اللہ ﷺ عن کل مسکر و مفتر (آپ ﷺ نے ہر منشی ومخدر چیز سے منع فرمایا)۔ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میری امت میں کچھ لوگ نام بدل کر شراب استعمال کریں گے''۔

آپ ﷺ دنیا کے سب سے بڑے ماہر نفسیات تھے لہذا آپ ﷺ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ انسان جو چیزیں چھوڑ دیتا ہے انھیں دیکھ کر وہ اسے دوبارہ استعمال کرسکتا ہے۔اس ممکنہ برائی سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے شراب کے برتنوں کے استعمال کو بھی شروع میں ممنوع قرار دے دیا تھا لیکن بعد میں جب صحابہ کرام کی مکمل ماہیت تبدیل ہوگئی اور یہ اندازہ ہوگیا کہ اب وہ کسی بھی شکل میں بدل نہیں سکتے ہیں تو اسے منسوخ کر دیا۔

اسلامی معاشرہ کو ہر قسم کے نشہ سے پاک کرنے کی تمام تر ہدایات وقوانین کی پاسداری کرنے کے بعد شراب کے استعمال کی بقول سید سلیمان ندوی صرف دو شکلیں باقی رہ جاتی ہیں۔پہلی شکل یہ کہ اس کی ماہیت تبدیل کردی جائے اور دوسری شکل یہ کہ سخت مجبوری کی حالت میں اسے استعمال کیا جائے۔لیکن آپ ﷺ نے ان دونوں شکلوں کو بھی ممنوع قرار دیا کہ شراب کو نہ تو سرکہ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے چاہے وہ کسی یتیم کی ہی کیوں نہ ہو۔اسی طرح سخت مجبوری کے تحت بھی اس کا استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے کہ'' ایک بار دیلم حمیری نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم سرد ملک میں رہتے ہیں اور سخت کام کرتے ہیں اس لیے گیہوں کی شراب پیتے ہیں کہ محنت اور سردی برداشت کرنے کی طاقت قائم رہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس سے نشہ بھی ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں۔آپ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا تو اس کو چھوڑ دو۔انھوں نے کہا لیکن دوسرے لوگ نہیں چھوڑیں گے۔ارشاد ہوا کہ اگر نہ چھوڑیں تو ان سے جہاد کرو(۱۶)''۔

شراب نوشی کے تعلق سے قرآن وحدیث میں مذکور مواد کی روشنی میں شیخ احمد بن حجر آل بوطامی بغلیؒ نے حسب ذیل احکام کو نقل کیا ہے:

- شراب نوشی مطلقا حرام ہے خواہ اس کی تعداد زیادہ ہو یا کم۔
- شراب کو حلال قرار دینے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے کہ نص قطعی سے اس کی حرمت ثابت ہے۔
- پینے والے پر حد نافذ کی جائے گی۔
- شراب سے کسی قسم کا بھی انتفاع حرام ہے۔
- شراب کو غصب وضائع کرنے والے پر تاوان لازم نہیں ہوگا۔
- شراب کا نجس ہونا۔
- اس کو نچوڑنا،اس کو بنانا،اس کی خرید وفروخت،اس کا ایک دوسری جگہ کسی بھی ذریعہ سے منتقل کرنا حرام ہے۔
- اس کو بیچنے یا رکھنے کے لیے مکان کرایہ پر دینا حرام ہے۔
- شراب کے ذریعہ خاطر وتواضع کرنا اور اسے تحفہ میں دینا حرام ہے۔اسی طرح شراب کا ہدیہ پیش کرنے والے کو اس کے عوض میں جو کچھ ملے گا وہ حرام ہوگا۔
- جس دسترخوان پر شراب پی جائے اس پر بیٹھنا حرام ہے۔
- شرابی اور شراب سے کسی بھی قسم کا تعلق رکھنے والے سے کسی قسم کا سماجی ومعاشرتی تعلق برقرار نہیں رکھا جائے گا حتی کہ اگر وہ بیمار پڑتا ہے تو اس کی عیادت بھی نہیں کی جائے گی اور اس کا سماجی لحاظ سے ہر قسم کا بائیکاٹ کیا جائے گا(۱۷)۔

شراب کے متعلق بعض علماء کا یہ خیال نقل کیا جاتا ہے کہ حالت اضطرار میں اس کا استعمال بطور دواء کے کیا جاسکتا ہے۔زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ اس کا استعمال کسی بھی حالت میں جائز نہ قرار دیا جائے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ''انہ لیس بدواء ولکنہ داء'' کسی بھی صورت میں غلط نہیں ہوسکتا ہے۔حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ ''اللہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری شفا حرام کردہ اشیاء میں نہیں رکھی ہے۔ علامہ ابن قیم کے بقول ''کسی شئے کو حرام قرار دینا اس بات کا مقتضی ہے کہ اس سے ہر طریقے سے پرہیز کیا جائے۔ اس کو دوا بنانا گویا اس کی طرف ابھارنا اور ترغیب دینا ہے اور یہ چیز مقصود شرع کے خلاف ہے''۔ اسی طرح علامہ رشید رضا نے لکھا ہے کہ ''میں نے بعض رسائل میں پڑھا ہے کہ یورپ کے بعض محققین اطباء نے شراب سے علاج و معالجہ کو مطلقاً ضرر رساں قرار دیا ہے اور نفع بخش ہونے کی نفی کی ہے (۱۸)''۔

شراب کی حرمت اور اس کے نقصانات کا ذکر صرف اسلام ہی نہیں کرتا ہے بلکہ اس کی مضرتوں اور خامیوں کا ذکر تمام آسمانی و غیر آسمانی مذاہب کرتے ہیں۔ شراب کے استعمال سے وہ مضرات پیدا ہوتے ہیں جن کا تعلق دین، بدن و نفس و صحت، عقل و مال اور آپس کے تعامل و معاملات اور تعلقات سے ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ شراب اور نشہ کا استعمال کرنے والا عام طور پر ہر قسم کے جرائم میں مبتلا رہتا ہے اور گاہے بگاہے اس سے مختلف قسم کے جرم سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ ان تمام خرابیوں کا ذکر مسلم علماء کے ساتھ ساتھ مغربی دانشوران نے بھی کیا ہے۔ ان کی آراء اور خیالات کی روشنی میں شراب دنیا کی سب سے خراب چیز قرار دی جائے گی اور اس سے ہر شخص کا محفوظ رہنا اس کی جان و مال، دین و دنیا، عقل و دماغ کا محفوظ رہنا قرار پائے گا کیونکہ شراب اور جھوٹ کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا ضرر ہر شئے میں پایا جائے (۱۹)۔

نتائج بحث:

- قرآن و حدیث میں شراب کو قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس کی حلت کا قائل شخص دائرۂ اسلام سے خارج گردانا جائے گا۔
- شراب کی حرمت کے جو اسباب بیان کیے جاتے ہیں وہی اسباب دیگر تمام نشہ آور اشیاء میں بھی پائے جاتے ہیں لہذا ان کا حکم بھی شراب جیسا ہی ہوگا۔
- شراب اور نشہ آور اشیاء کا استعمال چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ وہ ہر حال میں حرام قرار پائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- شراب اور نشہ آور اشیاء کا استعمال انسان کے لیے ہر لحاظ سے مضرت رساں ہے اور اس میں کسی بھی قسم کا استثناء نہیں کیا جا سکتا ہے۔
- شراب اور نشہ آور اشیاء کا استعمال انسان کے جان و مال، دین و مذہب، جسم و روح، اخلاق و کردار اور اس سے متعلق تمام تر چیزوں کو نا قابل بیان نقصان پہنچاتا ہے۔
- حالت اضطرار میں بھی بطور علاج اس کا استعمال نہیں کیا جائے گا۔ تاہم بعض علماء مذکورہ صورت میں اس کے جواز کے قائل ہیں۔

حواشی

۱- شراب اور منشیات کی حرمت و مضرت از احمد بن حجر آل بوطامی بغلیؒ ترجمہ شمیم احمد خلیل سلفی، ص ۲۰

۲- سیرۃ النبی، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ ۲۰۱۱ء ۶/۴۵۲

۳- تفصیل کے دیکھئے: تدبر قرآن، ۲/۵۰۹، ۵۱۴-۵۱۵

۴- سیرۃ النبی، ۶/۴۵۲

۵- سنن ابوداؤد، کتاب الأشربة، باب تحريم الخمر، بحوالہ سیرۃ النبی ۶/۴۵۳

۶- صحیح بخاری، کتاب الاشربة، باب نزول تحريم الخمر،، بحوالہ سیرۃ النبی ۶/۴۵۳

۷- سیرۃ النبی ۶/۴۵۳

۸- سیرۃ النبی ۶/۴۵۴

۹- بحوالہ شراب اور منشیات کی حرمت و مضرت، ص ۳۱ و مابعد

۱۰- تفصیل کے لیے دیکھئے شراب اور منشیات کی حرمت و مضرت، ص ۳۳-۳۵، حاشیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱- تفصیل کے لیے دیکھئے: شراب اور منشیات کی حرمت ومضرت ص ۳۵-۸۰

۱۲- سیرۃ النبی، ۶/۸۴، بحوالہ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربة، باب العصير للخمر

۱۳- سیرۃ النبی ۶/۴۵۴

۱۴- تفصیل کے لیے دیکھئے: شراب اور منشیات، ص ۲۸-۲۹

۱۵- تفصیل کے لیے دیکھئے: سیرۃ النبی ۶/۸۴-۸۷ و ۴۵۵

۱۶- سیرۃ النبی، ص ۷۰-۷۱

۱۷- شراب اور منشیات ص ۸۱-۸۶

۱۸- حوالہ سابق ص ۸۷-۹۰

۱۹- حوالہ سابق: ۹۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹ سیمینار

سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات

زبیر عالم اصلاحی

ادارہ علوم القرآن علی گڑھ انجمن طلبہ قدیم مدرسۃ الاصلاح سرائے میر شاخ علی گڑھ کا قائم کردہ ایک علمی اور تحقیقی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ گزشتہ تیس سال سے قرآنیات پر مختلف النوع خدمات انجام دے رہا ہے۔ رجوع الی القرآن کے رجحان کو فروغ دینے کے لیے ادارہ کی طرف سے گزشتہ کئی برسوں سے ہر سال قرآن مجید کے کسی اہم موضوع پر سیمینار کا اہتمام ہوتا رہا ہے، جس میں وقت کے سلگتے ہوئے مسائل کا حل قرآن مجید کی روشنی میں اجتماعی طور پر گفتگو اور بحث ومباحثہ کے ذریعہ دریافت کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ الحمد للہ ادارہ کے زیر اہتمام اور شعبہ عربی جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے اشتراک سے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ۲۷-۲۸ ستمبر ۲۰۱۴ کو **"سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات"** کے موضوع پر ایک دوروزہ سیمینار منعقد ہوا۔ اس سیمینار میں ہندوستان کے مختلف علمی وتحقیقی مراکز، دینی مدارس، جدید جامعات سے محققین، اسکالرس، ممتاز علما اور دانشوران نے شرکت کی۔ اپنے قیمتی مقالات پڑھے، ہر مقالہ کے اختتام پر بحث ومباحثہ کا موقع دیا گیا، مقالہ نگار حضرات اور شرکاء سیمینار نے کھل کر بحث ومباحثہ میں حصہ لیا۔ بشمول افتتاحی اجلاس یہ سیمینار چھ اجلاس پر مشتمل تھا۔ جن میں کل ۲۲ مقالات پڑھے گئے۔

سیمینار کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

افتتاحی اجلاس:

افتتاحی اجلاس ۲۷ ستمبر ۲۰۱۴ء کو صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوا جس کی صدارت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر طلعت احمد (شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض مولانا اشہد رفیق ندوی کنوینر سیمینار نے انجام دیے۔ قاری عبدالمنان نے تلاوت کلام پاک سے اجلاس کا آغاز کیا۔ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی 'صدر ادارہ علوم القرآن' نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی روشنی میں ہم اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اسی سے قوم وملت کی کامیابی ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں غور وفکر اور تدبر بھی اسی لیے ہے کہ اس کے ذریعہ ایمان ویقین کی بنیادیں راسخ ہوں اور عمل کی راہیں کھلیں۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد پروفیسر عبدالعظیم اصلاحی سکریٹری ادارہ علوم القرآن نے افتتاحی کلمات پیش کیے۔ انہوں نے ادارہ علوم القرآن کا تعارف کرایا ماضی کی کارگزاریوں اور مستقبل کے پلان پر بڑے شرح وبسط سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: قرآن کتاب ہدایت ہے جو خیر کو پھیلانے اور شر کو مٹانے کی دعوت دیتی ہے اور یہی اس کے نزول کا مقصد ہے۔ انہوں نے معاشرے میں بھلائیوں کو فروغ دینے اور برائیوں کے انسداد کی کوشش پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس کے ذریعہ ہم برادران وطن کے ساتھ بھی تعاون واشتراک کی راہیں ہموار کر سکتے ہیں۔ ہندی مترجم اور معروف اسلامی اسکالر مولانا محمد فاروق خان نے کلیدی خطبہ میں کہا کہ آئیڈیل معاشرہ وہ ہے جس میں بے غرض خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم برائیوں کو روکنے اور بھلائیوں کو پھیلانے میں قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں آگے بڑھیں۔ دائمی زندگی کا تصور قرآنی تعلیمات کے حصول میں ہی ممکن ہے اور ہم اسی کے ذریعہ اپنی زندگی کو خوبصورت اور بہتر بنا سکتے ہیں۔ بحیثیت مہمان خصوصی ڈاکٹر ظفر الاسلام خان ایڈیٹر ملی گزٹ نئی دہلی نے تقریر کی۔ آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ یہ ستم ظریفی ہے کہ جو کتاب ہماری ہدایت کے لیے آئی تھی ہم نے اس کو پس پشت ڈال دیا۔ قرآن پاک غلط کاریوں سے بچنے اور ان سے باہر نکلنے کے لیے سچی راہ دکھاتی ہے۔ ڈاکٹر خاں نے کہا کہ ہر نسل کی ذمہ داری ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے لیے راہ نکالے جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں ان کے ترجمہ قرآن کے نہ پڑھنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم محض اس کی تلاوت کو ثواب کا ذریعہ سمجھ بیٹھے۔ قرآن مجید کو غور وفکر اور ریسرچ وتحقیق کا موضوع بننا چاہیے۔ تحقیق کے لیے عصر حاضر کے مسائل وموضوعات کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر گزشتہ سیمینار میں پیش کیے گئے مقالوں پر مشتمل کتاب ''رجوع الی القرآن اہمیت اور تقاضے'' دوم کا اجرا شیخ الجامعہ پروفیسر طلعت احمد نے کیا۔ اس کے بعد ادارہ علوم القرآن کی جانب سے منعقدہ کل ہند مسابقہ کے نتائج کا اعلان کنوینر مسابقہ ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی نے کیا۔ صدر اجلاس نے اپنی صدارتی تقریر میں مقالہ نگاروں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ادارہ علوم القرآن کی اس کوشش کو سراہا اور کہا کہ قرآن شریف تمام انسانیت کو ایک ڈائریکشن دیتا ہے۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ روزمرہ کی زندگی میں جو غلط طریقے رائج ہو گئے ہیں ان کے انسداد کے لیے آگے آئیں۔ قرآن کی روشنی میں اپنی زندگی استوار کریں اور قرآنی تعلیمات کو دوسروں تک بہتر انداز میں پیش کرنے کے لیے کوشش کریں۔ اخیر میں ڈاکٹر اورنگ زیب اعظمی نے مندوبین کا شکریہ ادا کیا اور اسی پر اس افتتاحی اجلاس کا اختتام ہوا۔

پہلا اجلاس:

یہ مقالات کا پہلا سیشن تھا۔ یہ اجلاس ساڑھے گیارہ بجے شروع ہوا۔ جو دو بجے تک چلا۔ صدارت پروفیسر الطاف احمد اعظمی نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی 'استاد مدرسۃ الاصلاح سرائے میر' نے انجام دیے۔ اس اجلاس میں کل سات مقالات پڑھے گئے۔ پروفیسر سید مسعود احمد نے ''سماجی برائیوں کے انسداد کی قرآنی اپروچ اور حکمت عملی''، پروفیسر عبدالعظیم اصلاحی نے ''سماجی معاشی برائیوں کا انسداد قرآن کی روشنی میں''، پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی نے ''مادہ پرستی قرآن کی نظر میں''، ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی نے ''مرض نفاق اور اس کا علاج - قرآن مجید کا موقف'' اور مولانا عبدالبر اثری نے ''خواص کا بگاڑ - اسباب اور تدارک قرآن کی روشنی میں'' کے موضوعات پر مقالے پڑھے، مولانا اسعد الاعظمی کے مقالہ کا موضوع ''ترسیل اطلاعات کے آداب وحدود'' کتاب وسنت کی روشنی میں تھا اور پروفیسر محمد سمیع اختر نے ''فساد فی الارض کی تعریف وجہات'' کو موضوع بحث بنایا۔ اخیر میں صدر مجلس نے صدارتی خطبہ پیش فرمایا۔ یہ اجلاس دو بجے ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس:

یہ اجلاس اسی روز ساڑھے تین بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کے صدر پروفیسر محمد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق تھے اور ناظم اجلاس کی ذمہ داری ڈاکٹر اورنگ زیب نے نبھائی، اس سیشن میں کل پانچ مقالات پیش کیے گئے۔ پہلا مقالہ مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی نے ''سماجی برائیوں میں بنی اسرائیل سے امت مسلمہ کی مشابہت'' کے موضوع پر پیش کیا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین ملک نے ''سماجی منکرات اور موجودہ لٹریچر کا جائزہ'' پیش کیا، ڈاکٹر محمد راشد اصلاحی نے بعنوان ''عقیدۂ آخرت معاشرہ کی اصلاح کا اہم ذریعہ'' مقالہ پڑھا۔ مولانا ابوسعد اعظمی کے مقالہ کا عنوان تھا ''سماجی برائیوں کا انسداد اور استحضار آخرت''۔ ڈاکٹر جمشید احمد ندوی نے اپنا مقالہ بعنوان ''شراب اور نشہ کی ممانعت- قرآن اور حدیث کی روشنی میں''۔ اخیر میں صدر اجلاس پروفیسر محمد اسحاق نے اس سیشن میں پڑھے گئے مقالات اور ان پر کیے گئے سوالات پر مفصل گفتگو فرمائی۔ یہ اجلاس پانچ بجے ختم ہوا۔

تیسرا اجلاس:

یہ اجلاس ۲۸ ستمبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے زیر صدارت پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی شروع ہوا۔ اس کی نظامت ڈاکٹر جمشید احمد ندوی نے فرمائی۔ یہ سیشن کل چھ مقالات پر مشتمل تھا۔ پہلا مقالہ پروفیسر محمد اسحاق نے ''اخلاقی بحران- فتنہ وفساد کی بنیاد'' پر اور دوسرا مقالہ ڈاکٹر اورنگ زیب اعظمی نے ''الخمر فی المجتمع العربی و کیف عالجها القرآن الکریم'' پر پیش کیا۔ تیسرا مقالہ مولانا مشتاق احمد تجاروی نے بعنوان ''رحم مادر میں بچیوں کے قتل کا مسئلہ اور اس کا حل'' پیش کیا جب کہ چوتھا مقالہ ''مسلم معاشرہ میں فحاشی اور بدکاری کے انسداد کی تدابیر'' کے عنوان پر مولانا جرجیس کریمی نے پیش کیا۔ مولانا کمال اختر قاسمی نے ''جنسی استحصال اور قرآنی تعلیمات'' کے موضوع پر اپنا مقالہ پڑھا۔ اس اجلاس کا آخری مقالہ ڈاکٹر نازش احتشام اعظمی نے ''ظلم کا قرآنی مفہوم'' کے عنوان سے پیش کیا۔ صدر اجلاس پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی کی صدارتی تقریر اس جلسے کا اختتام ہوا۔

چوتھا اجلاس:

یہ اجلاس اسی روز ساڑھے گیارہ بجے شروع ہوا۔ اس سیشن کی صدارت پروفیسر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید مسعود احمد نے فرمائی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر فیضان احمد اصلاحی نے انجام دیے۔ اس میں کل چار مقالات پیش ہوئے، اس سیشن میں پہلا مقالہ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے بعنوان ''سماجی تفاخر کا انسداد قرآنی۔ اسلامی تناظر میں'' پیش کیا جب کہ دوسرا مقالہ مولانا خورشید احمد اعظمی نے ''صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی بنیادیں'' کے عنوان پر پیش کیا، تیسرا مقالہ مولانا نعیم الدین اصلاحی کا تھا جس کا عنوان تھا ''فساد فی الارض کی تعریف اور جہات'' اور اس اجلاس بلکہ سیمینار کا آخری مقالہ جناب بلال احمد اصلاحی نے پیش کیا۔ آپ کے مقالہ کا عنوان تھا ''گداگری اور اسلام میں اس کا علاج'' اخیر میں صدر اجلاس پروفیسر سید مسعود احمد کی صدارتی تقریر ہوئی۔

اختتامی و تاثراتی اجلاس:

یہ اس سیمینار کا آخری سیشن تھا جو ایک بجے شروع ہوا، یہ نشست مندوبین اور مہمانان گرامی کے تاثرات واحساسات کے لئے مختص تھی۔ اس جلسے کی صدارت ڈاکٹر شفیق احمد اصلاحی نے فرمائی اور نظامت کنوینر سیمینار مولانا اشہد رفیق ندوی نے کی۔ مندوبین اور مقالہ نگار حضرات کی جانب سے مولانا اسعد اعظمی، مولانا عبدالبراثری، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا کمال اختر قاسمی، مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی نے اپنے اپنے تاثرات پیش کئے اور اس اہم موضوع پر سیمینار کے انعقاد اور اس کی کامیابی پر منتظمین وارا کین کو مبارکباد کرتے ہوئے فرمایا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرہ کی اصلاح کو ہر فرد اپنی ذمہ داری سمجھے، اساتذہ، طلبہ، والدین، سرپرست، ذمہ داران اور معاشرہ کا ہر فرد اپنے فرائض جب تک پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا نہیں کرے گا اس وقت تک صحت مند معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا۔ ادارہ علوم القرآن کے سکریٹری پروفیسر عبدالعظیم اصلاحی اور صدر ادارہ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی نے تمام شرکاء، مندوبین، مقالہ نگار، اراکین و منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ نیز صدر ادارہ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی نے اس بات پر زور دیا کہ امت جس پستی اور زبوں حالی کا شکار ہے اس سے باہر نکلنے کا راستہ رجوع الی القرآن کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے اس پر تشویش کا اظہار کیا کہ قرآن مجید کی اہمیت اور قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجید سے رشتہ استوار کرنے کی ضرورت پر تو سب کا اتفاق ہے لیکن اس کے لئے عملی اقدام اور کوشش بہت محدود سطح پر ہو رہی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ ''سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں ملک کے مختلف اداروں سے تفسیر کے مشہور اساتذہ اور دور دراز علاقوں سے قرآن کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے اہل ذوق نے شرکت کی۔ اس موقع پر بڑی تعداد میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے اساتذہ، طلبہ، خواتین اور نوجوان موجود تھے۔ اس دوروزہ سیمینار میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی، جامعہ ہمدرد، دہلی یونیورسٹی دہلی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، دہلی، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، مرکز جماعت اسلامی ہند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعۃ الفلاح بلریا گنج، جامعہ سلفیہ بنارس، فیروس فاؤنڈیشن ممبئی، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد، ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ، شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ سے معروف اساتذہ اسکالرس اور محققین نے شرکت کی۔ کنوینر سیمینار مولانا اشہد رفیق ندوی نے کلمات تشکر پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ ادارہ علوم القرآن کی ایک ادنیٰ کوشش ہے۔ خواہش ہے کہ رجوع الی القرآن کی تحریک پورے ملک میں برپا ہو۔ قرآن مجید کی ہدایات پر مسلم معاشرے کو عمل پیرا کرنے کے ساتھ اس کے پیغام سے پورے ملک کو روشناس کرایا جائے۔

یہ دوروزہ سیمینار محترم ڈاکٹر شفیق احمد اصلاحی کی صدارتی تقریر اور دعاء پر بحسن وخوبی اختتام کو پہنچا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مطبوعات ادارہ علوم القرآن

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	قیمت
۱-	قرآنی مقالات مرتبہ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی	۳۳۶	۲۵۰
۲-	رجوع الی القرآن-اہمیت اور تقاضے جلد اول	۵۲۸	۳۰۰
۳-	رجوع الی القرآن-اہمیت اور تقاضے جلد دوم	۳۶۸	۲۷۵
۴-	مولانا امین احسن اصلاحی نمبر (مجلّہ علوم القرآن کی خصوصی اشاعت) مرتبہ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی	۶۰۰	۵۰۰
۵-	قرآنی علوم بیسویں صدی میں (مجلّہ علوم القرآن کی خصوصی اشاعت) مرتبہ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی	۵۳۲	۲۰۰
۶-	عصر حاضر کے مسائل اور قرآنی تعلیمات (مجلّہ علوم القرآن کی خصوصی اشاعت) مرتبہ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی	۳۷۶	۲۰۰
۷-	خاندانی نظام اور قرآنی تعلیمات (مجموعہ مقالات سیمینار) مرتبہ پروفیسر اشتیاق احمد ظلی، ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی	۳۹۲	۲۵۰
۸-	قرآنی افکار وتعلیمات اور موجودہ دور میں ان کی معنویت پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی	۱۶۰	۱۰۰
۹-	اشاریہ ششماہی علوم القرآن	۵۶	۲۰
۱۰-	معاشی مسائل اور قرآنی تعلیمات (مجموعہ مقالات سیمینار) مرتبہ ڈاکٹر اوصاف احمد، ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی	۲۵۶	۱۶۰
۱۱-	اردو رسائل کے قرآنی مضامین کا اشاریہ	۲۵۰	۱۵۰
۱۲-	حقیقت نماز - مولانا امین احسن اصلاحی (تخریج وتحقیق: مولانا سلطان احمد اصلاحی)	۶۰	۱۰
۱۳-	کتابیات فراہی - ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی	۸۰	۱۰
۱۴-	سماجی برائیوں کا انسداد اور قرآنی تعلیمات	۲۴۴۰	۳۶۰
۱۵-	Economic Problems and the Teaching of the Quran By Dr. Abdul Azeem Islahi & Dr. Ausaf Ahmad	۱۶۰	۱۵۰

Idarah ulum Al-Qur'an
P.O. Box-99, Shibli Bagh, Aligarh-202002 (U.P.)

N : 978-81-929739-7-5

Rs. 360/-